العظمۃ للہ

دبدبۂ آصفی

سنہ ۱۳۱۵ھ

خلد اللہ ملکہ

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہہ ماہواری رسالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی
مبانی عالیجناب راجۂ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد تلمیذ
حضرت آصف ظلِ سبحانی پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین حسب الارشاد مہاراجہ
محتشم الیہ اڈیٹر نگرانی شاکر پرشاد شوق

محبوب پریس حیدرآباد دکن مین چھپکر شائع ہوا

فہرست مضامین رسالہ دبدبۂ آصفی

نمبر	صفحہ	مضامین	
۱	۲	۳	۴
۱	۱	چنچل نار — ناول	ازمہاراج
۲	۱۷	مسائل علم الٰہیات	ازعلا
۳	۳۸	بحرِ مواج	از
۴	۴۴	سوانح عمری مہاراجہ رنجیت سنگھ شیرِ پنجاب	روح -
۵	۵۳	غزل مصنفہ جوالا پرشاد المتخلص بہ فاضل حیدرآبادی خلف رائے موہن لال	
۶	۵۶	ضروری نوٹس	ازاڈ

پانچوان چھلاوا

اس سادگی پہ کون نہ مر جاے ای خدا
لڑتے ہین اور ہاتھہ مین تلوار بھی نہین

پاروتی - سندرا - گن ونتی - یہہ تینون گاڑی مین سوار ہوکر قریب قریب پانچ بجے کے سیر و تفریح کے لئے باہر نکلین -
شام سندر کا ایک مشہور باغ تہا - وہان پر اُترگئین اِس باغ مین ہنومان کا ایک مندر ہے - منگل کے دن بہت سے لوگ مذہبًا عورت اور مرد پوجا کے لئے آتے تھے - اور بعض صرف درشن کرکے چلے جاتے تھے - الغرض انواع و اقسام کے مخلوق جمع ہوتے تھے - لیکن شوقین گہورنے گھارنے اور دل لگی کرنیکے لئے پہاٹک کے قریب ایک چبوترے پر ڈٹے ہوے بیٹھے تھے - جہان کوئی پری چہم دیکھی لٹو ہو گئے - اگر ساتھہ کوئی مرد نہوا اور دیکھا کہ عورت شوقین ہے - تو آوازے کسنے لگے

جب اِن تینون کی گاڑی گذری دفعتاً ایک نوجوان نے کہا ؎

اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتہہ مین تلوار بھی نہین

پاروتی نے مسکراکر ابرو کے اشارے سے اسکے جگر مین تیر چلادیا۔
نوجوان۔ ایک ٹھنڈی سانس بھرکر ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدۂ

پاروتی۔ اور سندرا۔ اشارت آشنا تہین کچہہ بلّی تو تہین نہین۔ سمجہہ گئین کہ ریجھ گیا۔

سُندرا نے پاروتی سے اپنی زبان مین کہا کیون بہن تم نے تو اسوقت غضب کیا۔ بہلا جان نہ پہچان خالہ جی سلام۔ یہہ کونسی بات تھی۔ جو اسکو جھٹ سے اشارہ کرہی تو دیا۔ اگر تیرے بھی ہتکنڈے ہین تو دل لگی دل لگی مین ایکروز کوئی مرد ہاتہہ ڈال دیگا۔ تو بُری ٹھہرے گی۔ اور سچ یون ہی۔ بہن کہ تمکو دیکہکر اگر کوئی جوان مرد نہ ریجھے تو مین سمجھون۔ کہ یا تو مرد نہین ہے بدھیا ہے یا گدھا ہی۔ مگر تم سے اِس سے پہچانت نہین۔ یہہ بھی کہیل کہیلا اور تم بھی کہیل کہیلین۔

پاروتی۔ ارے چھوکری۔ پہچانت کیا آپ سے آپ سے ہوتی ہے میل جول سے

پہچانت ہوجاتی ہے۔ مین تو اُسکو خوش کرونگی۔
سندرا۔ بھی شوخ و شنگ تھی۔ مگر پاروتی سے کم۔ آنکھوں مین ذرا لحاظ تھا۔ اور پاروتی پاک بیباک سوار کو گھوڑے پر سے اُتار لے۔ لیکن بدنہد گُن ونتی بالکل ہی بھولی۔ اُسکو ان باتون سے کوئی واسطہ نہ مطلب کوئی ہنس دے تو آپ بھی ہنس دیتی تھی۔ کوئی بات نکرے تو آپ بھی خموش جیسی بھونٹیان ہوتی ہین۔
سندرا۔ اے ہے اگر وہ موا آجاے اور تم سے مطلب کی خواہش کرے تو پھر کیسی ہو۔ اور تم کنواری عورت۔ وہ مُرْدُوا۔
پاروتی۔ مین خوشی سے اُسکا مطلب پُورا کردون موے کو مجھہ سے پہلی ہی کا سیکو ہوگی۔ تم ذرا چُپ رہو دیکھتی جاؤ۔ ایسا تگنی کا ناچ نچاؤن کہ عمر بھر یاد کرے۔ اب میرا کہنا مانو دیکھو بہن میری پیاری گنونتی تم اُسکے پاس جاؤ۔
گنونتی (جھلاکر) ہم سے ایسی باتین نکیا کرو۔ مین اب سے تُم شہدنون کے ساتھہ نہ جاؤن گی۔
پاروتی۔ مین تو اسپر ریجھہ گئی ہون۔
سُندرا۔ ہان تو معاملہ کھرا کھرا ہے۔
گاڑی دیول کے پاس کھڑی ہوگئی۔ اور تینون او تر کر دیول مین داخل

ہوئین۔

اب تینون سہلیاں ملکر ایک کنوین کے پاس جو نیگہٹ کے نام سے مشہور تہا۔ وہان جاکر کہڑی ہوگئین۔

سُندرا۔ کیون بہن ابہی تک تو بہگوان کی کرپا سے وہ مُوا آیا نہین۔

پاروتی۔ آئیگا نہین تو جائیگا کہان۔ مین نے تو سحر کیا ہی پورا جادو۔

سُندرا۔ ہان بہن تمہارا حُسن ہی ایسا ہے۔

پاروتی۔ کیا بہن تیرا سندر روپ کچہہ کم ہے۔

سُندرا (کچہہ دلمین خوش ہوکر۔ اور مُسکرا کر) نہین بہن سندر روپ تو تیرا ہی ہے۔ مین جہوٹ نہین کہتی۔ میرے پڑوس مین ایک لڑکا رہتا ہی تیرا ہی سے گورا چٹا۔ مین اُسکے ساتہہ لڑکپن سے کہیلی ہوی ہون۔ وہ ہاتہہ جوڑکر مجہہ سے کہنے لگا کہ بہن مین واری ہوجاؤن۔ اپنی اس گوئیان سی اور کچہہ نہین تو مجہہ سے باتین ہی کروادو۔

پاروتی۔ کی نظر وہنے طرف کسیکے جانب پڑی اور دبے دانتون سندرا سے۔ کہا لو وہ تمہارے میان آرہے ہین۔

سُندرا۔ ہائین۔ گالی دیتی ہو مُنہ بند کرکے بس اب نہ بڑہنا کہین۔

پاروتی۔ اپنی مُنہ پر سے اُسکا ہاتہہ ہٹاکر دیکہو تو وہ آہی گیا۔

نوجوان (پہونچکر) لیجیے آپکے ارشاد کے موافق ہم حاضر ہین۔ کیا حکم ہوتا ہے

اپنے اشارے سے بلایا تھا نا۔
پاروتی - ہان ہان بلایا تہا۔ مگر سچ سچ یہہ بتاؤ - کہ مجہہ پر لٹو ہویا میری گوئیان سندرا پر۔
نوجوان - میری تو تمپر جان جاتی ہے۔
سندرا نے وہان سے جانا چاہا -
پاروتی نے ساڑی پکڑ کر کہینچی - اور روک لیا۔
سندرا نیچے دیکہتی ہوی خموش - اُسکو یہہ خیال ہوا - کہ ایسا نہو - کوئی دیکہہ لے تو بس بُری ہو جاے ناموس پر دہبہ لگے -
پاروتی - (نوجوان سے) تمنے کیا شعر پڑہا تہا -
نوجوان - ہنسکر ؎

اِس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتہہ مین تلوار بہی نہین

پاروتی - سادگی کسکی تمہین بہائی ہماری یا ہماری بہن سندرا کی -
سندرا - ہائین بہن - کیون وہ کون ہم کون اب تو نے پیٹ سے پاون نکالے - جیسی آپ ہو - ویسا ہی سب کو سمجھتی ہے - ناحق واہیات بات مُنہ سے نکالتی ہے -
نوجوان کو جواب دینا مشکل ہوا - دیکہا کہ دونون جوان اور طرار ہین

سندرا سیر تو پاروتی سوا سیر حسن مین ایک - عمر بھی قریب دو تین سال
کا ایر پھیر چلنم مین رہگیا -
پاروتی - کیون میان کچھہ ہنسو بولو -
نوجوان - ہم میان نہین - ہم مہاراج ہین - اور ہنسین بولین کیا تم
ہنساؤ تو ہم ہنسین - رولاؤ تو روئین -
پاروتی - ہان تم مہاراج ہو تو لو ہم سندرا مہارانی بنگئین -
سندرا - (جھیپ کر) پھر اب سے کہو گی تو مین باوٰلی مین کود پڑونگی
تم چاہے اُسکی جو بنو... ہمکو کیون بیچ مین سانتی ہو -
پاروتی - نے کہا میان کے ساتھہ کودنا - دونون ڈوب مرو - اور
نوجوان سے کہا - کیون جی کھونا کسکی سادگی پسند ہی - جو پسند ہو وہ
حاضر -
نوجوان - ہم تو تمہاری سادگی پہ جان دئے ہین - وہ شعر تمہارے
حسب حال تھا - اب جو تم نے یہہ کہا کہ جو پسند ہو وہ حاضر ہے تو اب
(ہاتھہ جوڑکر) کیا کہون) (پھر ہاتھہ جوڑکر) میری پیاری تیپر جان جاتی ہے
پاروتی - پھر کیا ہی چین ہی چین لگتا ہی - آؤ بیٹھو -
سندرا (پاروتی کے کان مین) دیکھہ بہن اچھا نہین کوئی دیکھہ لے تو بُری ہے
پاروتی اری چُپ رہ چھوکری اب کہا وہ کہا جائیگا گر لٹو ہے - مین

ہی ایسا بناؤن کہ عمر بہر یاد کرے۔
لنونتی - اِن دو نون کی باتین سنتی ہوی دل ہی دل مین ناراض۔ خموش
چمن مین قریب کی کیاریون مین ٹہل رہی تہی - اور سوچ رہی تہی - کہ اب
اِن کے ساتہہ کہین نجاؤن گی - یہہ مردون سے ہنستی بولتی ہین - اور
خود چہیڑ خانی کرتی ہین -
نوجوان آکر بیٹہہ گیا -
پاروتی اور سندرا دونون نے غور سے دیکہا تو اُسکے حُسن اور جوانی
کا منتر چل گیا - اور سندرا کے کلیجے مین تیر عشق نے گہر کرلیا -
اگرچہ پاروتی بہی کچہہ دیر تک اُسکی صورت گہورا کی - مگر عفت کوش تہی
اُسکے دل مین بدی کا خیال ذرا نہ آیا - اور کوئی اثر نہین ہوا -
پاروتی (نوجوان سے) کیون جی کیا مرضی ہے - کچہہ تو کہو تم آے کیون
ہم سے کیا مطلب ہے -
نوجوان - کیا کہون - مین تو تمہارا بے دام غلام ہون - مطلب ظاہر
ہے - چاہے جلالو - چاہے قتل کر ڈالو -
پاروتی (ہنسکر) لو ابہی سے لٹو ہوگئے - اب رنگ لائی گلہری -
نوجوان - آپ اپنا ٹہکانا اور نام تو بتلائیے -
پاروتی - میرا نام کامنی دیانند چہت کے مکان مین محلہ انارکلی جہان

انارکا باغ ہے رہتی ہون۔ اب جو تم سے جان پہچان ہوجائیگی تو
تمہارے گہرمین رہا کرونگی۔

پاروتی (نوجوان سے) تمہارا نام کیا ہے۔

نوجوان۔ میرا نام رنبیر سنگہ راجپوت سپاہی ہون۔

پاروتی۔ سپاہی ہوکر عورتون کے بے دام غلام بھی ہوگئے۔

اس بے تکلفی اور لطف کی باتون نے سُندرا کو بہی گدگدایا۔ اگرچہ
ایسی شوخ اور تیز مزاج نہ تہی۔ جیسی ہماری ہیروین۔ مگر تاہم اُسکی صحبت
نے بہت کچہہ اسکو شوخ بنا لیا تہا۔

سُندرا۔ ہان ایسی ہی غلام ہوتے ہین۔ جو اپنے مان باپ کے نام کو
ڈباتے ہین۔

پاروتی۔ ہان بہن سچ کہتی ہو۔ (نوجوان سے) تو تمہاری بیوی کیا
کہتی ہین۔ ہم سے جو تمنے باتین کین تو یہہ جل مرین۔ سچ ہی سوتیاڈاہ
بُری ہولی ہی۔

سُندرا۔ کون اسکی بیوی۔ اور کوئی ہوگی۔

نوجوان میری کہان قسمت کہ تم مین سے کوئی میری بیوی ہو۔
(کسی نے اواز دی۔ شام ہوتی ہی۔ بہت دور جانا ہے)

سُندرا۔ یہہ کون ہے۔

پاروتی - گاڑی یہان ہوگا -
نوجوان - افسوس اب جدائی کا وقت پہونچ گیا - کیا نامراد واپس جاوین
(ٹھنڈی سانس بہر کر) تمہکو مین نے دیکہا کیون -
پاروتی - نہین جی ہم تمکو بامراد بہیجنگے چلو اُس چمن مین - مین ابھی آتی ہون
نوجوان کی باچھین کہل گئین - سوچا کہ اب تو ضرور ہمارا منتر چل گیا -
لو مشکل ہی کیا ہی - پانچون گھی مین -
جھٹ سے ایک چمن مین جہان پانچ سات درخت آم کے سایہ دار
تھے - وہان جا کر اپنا رومال کاندہی سے نکال کر بچھا دیا -
پاروتی - سندرا - دیکہو موئے کا کیا حال کرکے آتی ہون -
سندرا - ہان حال بناتی ہو - کہ بنوا کے آتی ہو - دیکہو اُس لڑکے
سے تمہارا بیاہ ہوتا ہے - ایسا نکرنا - کہ کچھہ ہان کر بیٹھو - نہین وہ ہی
پیٹینگا -
پاروتی - اری بہن یہہ سکہا کسی دوسری کو - وہ تو بے شک میرا ہی
ہوگیا - اُسکے سوا اب کسی دوسرے کو اور نظر سے گھورنا اپنے باپ سے
بُرا کرم کرنا ہے مگر یہان دل لگی ہے - اِس مین کچہہ بُرا نہین - اور اُس موئے
بدکار کو تگنی کا ناچ نچاتی ہون -
سندرا - اری بہن مرد کے نزدیک جانا اور پہر پاکدامن آنا - نہین تو

اسکا یقین نہین آتا - آگ اور پہوس کا میل کیا۔ جوان چھوکری مرد کی بغل
مین ہو۔ اور پاک صاف آے - یہہ کبہی سُنا ہی نہین -

پاروتی - اچہا تو خیر ہم سے قسم لو - کہ اگر تمہارے خاوند سے جو ہمارے
بہنوئی ہین دو دو گال ہنسی بولنے اور اُلو بنانے کے سوا اور کوئی بات
ہو - یا دلمین آئی ہو -

سُندرا - واہ بہن - خاوند کی ایک ہی کہی - وہ راجپوت برہمن - مین
ایسی ہرجائی نہین ہون تیری سی کہ ایک کو سائی ایک کو بدہائی - تو تو پہنچ
مان کے پیٹ مین کیونکر رہی تھی -

پاروتی - اے بہن - عشق کو ذات نہین - اگر میرا پیام اوس لڑکے
سے نہوتا تو مین ضرور اُسی کے ساتہہ منہ لگاتی - بُرا کیا ہی - خاصہ گبہرو ہے

سُندرا - کو یقین ہوگیا - کہ پاروتی اُسیطرح اسکو دہوکا دینی جاتی ہے
جیسے حلوائی کے لونڈے کو دیا تہا - یہہ سونچکر کہا - جلد آنا - دیکہو رات
ہوتی ہے -

پاروتی اُس چمن مین پہونچی نوجوان نے لپٹانا چاہا - اسقدر بے اختیار
ہوگیا -

پاروتی نے جہڑک کر کہا خبردار بے اجازت ہاتہہ لگا نا مُنہ کی کہائیگا
نوجوان - افسوس ہاے افسوس - اب بہی اجازت کی ضرورت ہے

اچھا تم خود لپٹ جاؤ۔
پاروتی نے کہا بازار کا سودا ہے۔ ارے مین تو خود ریجھی ہون۔
تجھے اب کب چھوڑتی ہون۔ مگر بیاہ ہو جاوے بے بیاہ کئے حرام
کرنے سے دونون جہان مین مُنہ کالا ہوتا ہے۔
نوجوان۔ خوش ہو کر اچھا تو کہو کس روز۔ کوئی دن جلدی مقرر کردو
پاروتی۔ پرسون کے روز مین اپنے مکان جاتی ہون۔ تم ہم
دونون وہان سے اور کسی دیول مین جا کر سہرا باندھ لین گے۔
مگر یہہ تو کہو۔ کہ تمہارا بیاہ ہوا کہ نہین۔
نوجوان ہان میرا بیاہ ہوا ہے مگر مین اب اُسکو تمہاری باندی
کر کے رکھون گا۔
پاروتی ہان ایسا ہے تو مین بہی راضی۔ مین گوری ہون کہ وہ
گوری ہے۔
نوجوان۔ کہان تم کہان وہ۔ تم کو تو کلیجے مین رکھو۔ اب کیا یون
ہی محروم واپس جاون۔
پاروتی۔ مین نے تو کہا بس اب کل کا ایک دن بیچ مین ہے پرسون
کے دن (آنکھہ مار کر) دونون ایک سیج پر ہونگے۔ پہر تو مین
تمہاری ہون۔ جو چاہو سو کرو اختیار ہے۔

نوجوان - مجھیان تو لینے دو۔
پاروتی۔ بس دور ہی سے چوم لو۔ جسم کو ہاتھہ نہ لگے۔
نوجوان - دور سے چومتا ہوا - ہاے وہ مزا کہان - جو لب ورخسار کے ساتھہ مزا ملتا ہے۔
پاروتی - تم بہی کیا جلد باز ہو - کہہ تو دیا - کہ پرسون کے روز چین ہی چین ہے - اتنی جلد بازی کیون کرتے ہو - بس یہی معاملہ ٹھہرانے آئی تہی - اب جاتی ہون - دور سے چوم کر - لو مین بھی تمہارا بوسہ لیتی ہون -
نوجوان - ہاے غضب - ارے تم تو مجھے مار چلین میری جان میرا مُردہ دیکھے جو بے چومے جاے -
پاروتی - بس اب رخصت - پرسون ملین گے یہہ جادہ جا -
سندرا - کیون بہن کیا حال رہا -
پاروتی - ہان بہن تیرا کہتا سچ نکلا - کہ عورت و مرد جب ایک جگہہ ہوتے ہین - اور جبکی محبّت ہوتی ہے وہان عصمت کا بچانا مُشکل ہو جاتا ہے -
سندرا (تالی بجاکر) مین جب ہی تاڑ گئی تھی - دور ہو یہان سے چل ہٹ یہان سے باپ مان کا نام بد کیا - اچھا یہہ سچ سچ بتا دے کہ خوب لپٹا

کے پیار اُس نے کیا تہا تو نے زیادہ لپٹایا تہا۔ کہ اُس نے۔

پاروتی دو ہزار چھیان لین گال چہل چہل گئی۔ مگر وہ تیرے قابل ہے۔ اری سترن سودائی ہوی ہے ایسا مال چہوڑے دیتی ہے دوانی۔ چل مین اُسکے پاس سُلا دون۔

سُندرا۔ (کچہہ سوچ کر) اب تو تو اُسکی ہوگئی۔ مین جاؤن گی تو تجہکو سوتیاڈاہ ہوجائیگی۔

پاروتی۔ نہین بہن۔ مین خود پیش کرونگی۔ ہم تم دونون اُسکے ہوجائین۔ تو مجہہ سے لڑنہ بین تجہہ سے۔

سُندرا۔ (خوش ہوکر) ہان یہہ مانا۔

راوی۔ حضرات ناظرین اب غور کیجے۔ کہ عورت کا کوئی اعتبار نہین

ع	زنان را کید ہاے بس عظیم ست

پاروتی شوخ اور منہوڑ تو تھی ہی۔ مرد کے پاس سے پاک وصاف آئی۔ ہاتہہ تک نہین لگانے دیا۔ اور سندرا سے کہا۔ کہ بہن تو سچ کہتی تھی۔ آگ پہوس کا ساتہہ کیا۔) اور پہر سندرا کو چکما دیکر کہ اری سترن ایسا مال چہوڑتی ہے قبولوا لیا۔ اور جوان چہوکری بس پہسل گئی۔ اور کہدیا۔ کہ اچھا اگر تو سوتیاڈاہ نکرے تو جو تو کہے وہ کرون۔ یعنے مجہے بہی سُلا دے جس دن کا پاروتی نے

جہوٹ موٹ اُس نوجوان اپنے عاشق سے ملنے کا اقرار کیا تہا
اُس دن سُندرا خوب بن ٹہن کے سولہ سنگار کرکے بڑے ٹہسے
کے ساتہہ پاروتی کے ہان آئی۔ کپڑے اچہے۔ کامدانی کی ساری
جامدانی کی کُرتی سفید جیسے بگلے کا پر۔ گہنے سے لدی ہوی۔ جیسے
گوندنی۔ عطر مین ڈوبی ہوی پاروتی نے سر سے پاؤن تک دیکہا
دل ہی دل مین ہنسی مگر چالاک توانتہا سے زیادہ تہی۔ سندرا سے
کچہہ نہ کہا۔ اُسوقت سندرا کا جوبن پاروتی کے جوبن سے مصنوعی طور
پر بڑہا ہوا تہا۔
سُندرا۔ کہو بہن آجکا وعدہ ہے نا۔ پہر چلو وہ بیچارہ آیا ہوگا۔
پاروتی۔ (بناوٹ کرکے) اری بہن مین رسّیان توڑا کے جاتی
مگر سر مین درد اسقدر ہے کہ کیا کہون سر ٹہیا پڑتا ہے مجہے ڈر ہے۔ کہ
آدہا سیسی نہ ہو جائے۔
پاروتی آزماتی تہی۔ کہ دیکہون سندرا کو میری کتنی مُحبّت ہے اور اُس
نوجوان پر کتنی ریجہی ہوی ہے۔ ایک آدمی کو سمجہا دیا تہا کہ جو مین
کہون اُسکے جواب مین تو یہہ کہنا۔
پاروتی۔ ارے کوی ہے ذرا ادہر آو۔
آواز۔ حاضر۔

پاروتی۔ جاکے بید راج مہراج کو تو بلا لاؤ۔ اُف سر پھٹا پڑتا ہے۔ یہہ کہکر پاروتی نے سندرا کے پھر آزمانے کے لئے آنکہہ بند کرلی۔ اور تہوڑی دیر کے بعد آنکہہ کہولی تو دیکھا سندرا غائب۔ پوچھا۔ سندرا کہان گئی۔ معلوم ہوا چلی گئی۔ پاروتی صاف تاڑ گئی۔ اب سُنئے کہ سندرا یہان سے سیدہی بڑے اندارے پہونچی۔ اور اُس مکان مین داخل ہوی۔ جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے یہہ ایک بدکار عورت کا مکان تہا۔ اور دچیت ایک لچا اُس کا آشنا تہا۔ اُس مکان مین تمام دنیا کی بدکاریان ہوتی تہین۔ سندرا کی اُس عورت نے بڑی خاطرداری کی۔ یہہ تو نوجوان نوخیز نوخاستہ عورتون کے سبب سے پلتی ہی تہی۔ سندرا نے صاف صاف حال دل کہدیا اور اُسی وقت وہ نوجوان بہی وہان حسب وعدہ موجود۔ سندرا کی اور اُسکی چار آنکہین ہوئین۔ اُس عورت کا نام جمنا بائی تہا۔ جو اُس مکان کی مالکہ تھی۔ اُس نے جھٹ پٹ ایک حجرے کو کہلوادیا۔ سندرا اور اُس نوجوان کو وہان لیگئی۔ ایک دوسرے کو لپٹ کر فرط مسرت سے خوب روے۔ نوجوان نے کہا۔ کیون میری پیاری سندرا تجھکو معلوم ہوگا۔ کہ مین پاروتی سے باتین کر رہا تہا مگر دل تمہارے طرف تہا۔ سندرا بولی ہان تم نے

جو اشارے مجھ سے کئے تھے۔ مین جب ہی تاڑ گئی تھی یہہ باتین
ہو رہی تہین۔ کہ اُس مشّاطہ پیرزال نے ہوسکی اور برف لاکر رکہدی
اور کہا۔ کہ مین گزک منگواتی ہون۔ مچہلی کے کباب تیار ہین۔ اور
شکم پُر کباب اور سب سامان گزک کا ابہی آتا ہے۔
ایک گہنٹے کے بعد سندرا اور وہ نوجوان حجرے سے باہر آئے
اسکے سوا اور ہم کچہہ نہین کہہ سکتے ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

مسائل علم الٰہیات

ذات واجب بسیط ہے اور اوسکا کوئی جزو نہین	خدا کی عظمت وشان کی کیا حد[۱] ہوسکتی ہے۔ نہ اوسکے لئے ایسا طرف ہے اور نہ ایسی نہایت ہے جسطرح

کہ نقطہ خط[۲] کے لئے طرف ہے۔ خط سطح کے لئے۔ سطح جسم کے لئے۔ بلکہ اوسکی

۱؎ یعنی محصور نہین ہے حدود ومکان شکل کے ساتھہ جسطرح کہ بعض لوگون نے اللہ کو۔ ثم استوی علی العرش" کہکر عرش ہی پہ متمکن کردیا ہے بلکہ حد کے معنی یہ بھی ہین کہ ممکن کے ساتھہ باعتبار ذات وجود کے متحد نہین ہے۔ اور معلم ثانی نے یہ معنی بھی لئے ہین کہ موجودات متحد ہین ذاتاً وجوداً باعتبار لغت اللہ تعالے ۱۲

۲؎ مقدار منقسم ہو جہتہ واحد مین تو وہ خط ہے۔ اگر منقسم بدو جہتہ ہو تو وہ سطح ہے اگر منقسم جہات ثلاثہ (طول۔ عرض۔ عمق) مین ہو تو وہ جسم تعلیمی ہے ۱۲

ذات یک ایسی شان بسیط ہی کہ جسکا کوئی جز و نہین۔ کیونکہ اگر ذات واجب کے اجزا مانے جاوین تو یہ اجزا ریا اجزا ر حقیقیہ ہونگے۔ یا اجزا ی ذہنیہ ہونگے۔ یا خارجیہ ہونگے۔ تو ہرایسی صورت مین ذات واجب محتاج ہوگی اون اجزا ر کی طرف جسکے بغیر اوس ذات کا وجود نا ممکن ہے۔

پس اگر اجزا ر اجزا ر حقیقیہ ہون یعے اجزا ءحقیقیۃ تالیفیہ ہوا کرتے ہین جسکی ترکیب سے ذات کل پیدا ہوتی ہے اور یہ اجزا ر ذاتی مقدم ہونگے بلحاظ ذات وجود کیے کل پر اور کل محتاج ہوگا انکی طرف۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ ذات محتاج ہو ذاتیات کی طرف جس طرح کہ ذات و ذاتیات کی شان ہے۔ پس احتیاج ذات کو لاحق ہوگی جو منافی وجوب ذاتی ہے کیونکہ ذات واجب ان تمام باتون سے مُنزّہ ومبرہ ہی۔ اور وہ ہر شے پہ قادر ہے۔

اب اگر ذات واجب کے اجزا ر ذہنی و خارجی مانے جاوین تو پہر یہ اجزا ر علت ہونگے ذات کے لئے جس طرح کہ وجود اجزا ر علت واقعہ ہوتا ہے وجود کُل کے لئے۔ پس ایسے صورت مین وجود کل یعنے (ذات) معلول ہوگی اور متاخر ہوگی علت سے جسطرح کہ معلول کا خاصہ ہے اور یہ تاخر یا زمانی یا تاخر ذاتی ہوگا۔ .... اگر تاخر ذاتی ہو تو حدوث ذاتی لازم ہوگا اگر تاخر زمانی ہو تو حدوث زمانی۔ اور یہ کہ حیثیات ممکنات کے خاصہ ہین نہ واجب کے۔ اور نیز اجزا ر خارجیہ یکدوسرے کے ساتھ خارج اور ذہن

مین باعتبار ذات وجود کے متحد نہین ہوتے۔ بلکہ ہر یک جزو کے لئے یک علحٰدہ مستقل وجود ہوتا ہے جو دوسرے کے ساتھہ خارج مین مغائر ہوتا ہے۔ اور یک دوسرے کے وجود کی تمیز بھی ذہن مین علحٰدہ ہوتی ہے۔ پس اجزار خارجیہ کے مفروضہ صورت مین ممکن نہین کہ بعض کا حمل بعض پہ۔ یا بعض کا حمل کل پر کیا جا سکے۔ لہذا اگر ذات واجب کے اجزار مانے جاوینگے تو یقیناً واجب بھی باعتبار ذات کے محتاج ہوگا اون اجزار کی طرف باعتبار وجود کے۔ تو ہر ایسی حالت مین واجب باعتبار نفس ذات کے عاری ہوگا وجود سے کیونکہ جو چیز محتاج ہوگی یک دوسری شئے کی طرف تو وہ چیز (محتاج) حکم مین معدوم کی ہے۔ پس ذات واجب کو باعتبار ذات کے معدوم ماننا پڑے گا۔ اور یہ بالکل وجوب ذاتی کے منافی ہے۔ کیونکہ وجوب ذاتی سے وہ شئے مراد ہے جو عدم کو قبول نکرے۔

محققین کی یک دوسری دلیل ابطال اجزاے واجب کی

محققین نے ایک اور دلیل اسکی نسبت بیان کی ہو وہ یہ ہے کہ اگر ذات واجب کے اجزار مانے جاوین تو یہ اجزار یا تو ممکنات سے ہونگے۔ یا ممتنعات سے۔ یا واجبات سے۔ اگر اجزار اجزار ممکنہ ہون تو اجزار ممکنہ کے رفع ہو جانے سے ذات واجب بھی رفع ہوگی۔ پس واجب کا ارتفاع اس سے لازم آویگا۔

اور واجب واجب ٹھہریگا اور یہ محال و ممتنع ہے ۔
اگر اجزا اجزاء ممتنعہ ہون تو امتناع اجزا مستلزم ہے امتناع کُل کو۔ اور
یہ ظاہر دلیل ہے اسی کے باطل ہونے کے۔ اگر اجزا اجزاء واجبہ ہون
تو تعدد واجب لازم ہوگا۔ اور ذات واجب یک حقیقت محصلہ نرہیگی بلکہ
یک امر اعتباری ہوگی۔ اور واجب کا متعدد ہونا دلیل عقلی و شرعی کے
مخالف ہی۔ اور قطع نظر اسکے اجزاء واجبہ مین علاقۂ افتقار نہین ہوتا۔
جس طرح کہ ممکنات مین ہوا کرتا ہے۔ پس ترکیب حقیقی جو بغیر علاقۂ افتقار
کے پیدا نہین ہو سکتی اجزاء واجبہ مین متحقق نہوگی۔ اگرچہ بعض لوگون نے
ترکیب حقیقی مین علاقہ افتقار کو غیر مسلم مانا ہے اور یون اعتراض کیا
ہے کہ اجزاء واجبہ مین ممکن ہے کہ یک ایسا علاقہ خاصہ ہو جو باعتبار
نفس الامر مجہول الکنہ ہو۔ اور اوسکی اجزاء مستغنی ہون یک دوسرے سے
مگر متفق علیہ بات یہہ ہی کہ محققین نے اس قسم کے علاقہ کو اجزاء واجبہ مین تحصیل حقیقت سے
مانع بتلایا ہے غرضکہ جسطرح ذات واجب اجزاء حقیقیہ نہین ہو سکتے اسیطرح اجزاء تحلیلیہ
و مقداریہ بھی نہین ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اجزاء لوازمات جسم سی ہین اور ذات پاک جسم[ا] سے

[ا] جسم ہمیشہ مادہ کا محتاج ہوتا ہی اور سادہ صورت کا۔ پس اگر ذات واجب کی لئی جسم مانا جاوی تو ذات مرکب ہوگی
ہیولیٰ صورت ۔ و مادہ سی۔ اور یہ ترکیب منافی ہی وجوب ذاتی کے کیونکہ ذات واجب بسیط ہی ۔ فیہ ہبٗ اشراقیین کا ہی ۱۲
پس جسم وہ چیز ہے جو قابل ہو ابعاد ثلاثہ کے لئی اور ہر جسم محتاج ہوتا ہی کمیت کی طرف اور شان کمیت شان واجب سی
مغائر ہے ۔

مبرا ہی۔

ذات واجب کا تصور بالکنہ بکنہہ نہین ہوسکتا۔ اور اوسکا وجود و تشخص عین اوسکی ذات ہے۔	ذات واجب بسیط ہے۔ اور اوسکا تصور بالکنہ و بکنہہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ جزو بسیط کے اجزاء حقیقۃ نہین ہوتے۔ اور علم بالکنہ اجزا حقیقۃ کے ساتہ ہوا کرتا ہے جبکہ انسان کا تصور اوسکے

ذاتیات مثل (حیوان ناطق) کے ساتہ کیا جاتا ہے۔ پس یہ ذاتیات اگر ذات شئے کے معلومیت کا سبب ہون تو علم بالکنہ ہوگا۔ ورنہ بکنہہ۔

علم بالکنہ ہونے کی اوپر دلیل گذری اب علم بکنہہ اسوجہ سے جائز نہین کہ وجود خاص ذات کو واجب اور اوسکا تشخص عین ذات ہے۔ اور واجب بالذات غنی بذات ہے۔ پس جب ذات واجب کا تصور ذہن مین حاصل ہوگا تو یہ ذات متشخص ہوگی باعتبار تشخص کے۔ اور یہہ

(۱) جمہور حکماء اور متکلمین و محققین صوفیاء کرام اور امام احمد غزالی و ابی حنیفہ امام اعظم۔ اور شیخ رئیس۔ اِن سبنے اسبات پہ اتفاق کیا ہے کہ ذات واجب کا تصور بالکنہ نہین ہوسکتا۔ اور اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ اسکا امتناع اور اس کا عدم جائز نہین ہے [۱۲] (از مولف)

تشخص یا تشخص خارجی کے مطابق ہو گا۔یا مغایر۔اگر مطابق ہو گا تو ذات واجب کو احتیاج لاحق ہو گی علت جاعلی سے طرف اگر مغائر ہو گا تو یہ بات لازم ہو گی کہ شخص واحد کے لئے دو شخص لازم ہون اور یہ محال ہے۔

اب اگر یہ کہا جاوے کہ جائز ہے کہ شخص واحد کے لئے دو تشخص ہون ایک خارج مین دوسرے ذہن مین اور محال وبطلان تو اوس صورت مین ہے جبکہ دونون تشخص ایک ہی جنس سے ہون۔

تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ تشخص سے مراد محققین کے پاس وہ چیز ہے جو امتیاز کا فائدہ دیوے جمیع ماعدا سے مفروض کو عام ازین کہ کلی ہو یا جزی۔خارجی ہو یا ذہنی۔پس جبکہ یک شخص کے لئے امتیاز باعتبار تشخص خارجی حاصل ہو جاوے تو اب تشخص ذہنی کی ضرورت اسلئے باقی نہین رہتی کہ اوس سے کوئی فائدۂ امتیاز حاصل نہین ہوتا۔کیونکہ اگر اس صورت مین تشخص ذہنی بھی فائدہ امتیاز دیوے تو تحصیل حاصل لازم آوے گا جو محال ہے۔

اور بعض نے اسپر بھی موشگافی کی ہے اور یون کہا ہے کہ تشخص خارجی اگر امتیاز کا فائدہ دے سکتا ہے تو صرف اشخاص خارجیہ سے کیونکہ اشخاص ذہنیہ سے مغائر ہین۔اور اسی طرح تشخص ذہنی تشخصات ذہنیہ سے

امتیاز کا فائدہ دے سکتا ہے نہ تشخصات خارجیہ سے۔ پس ممکن ہے کہ ایک
شخص کے لئے امتیاز کا فائدہ دونون طریقون سے جائز ہوسکے۔ جسکے
درحقیقت یہہ معنے ہین کہ ذات واجب باعتبار وجود تشخص خارجی سے
واجب بذات ہو۔ اور باعتبار تشخص ذہنی کے ممکن بذات۔ اور یہہ کبھی
تسلیم نہین کیا جا سکتا کہ تعدد تشخصات مطلقاً باطل ہے۔ کیونکہ طبایع کلیہ۔
متشخص ہوا کرتے ہین باعتبار تشخص کثیرہ کے ذہن اور خارج مین بضمن افراد۔
پس سطرح جائز ہے کہ تشخص ذات واجب الوجود ہوسکے۔ اور حاصل
ہوسکے امتیاز اشخاص کے لئے بذات۔ اور طبائع کے لئے بالعرض۔
ان سبکا یہ جواب ہے کہ تصور شئے کماہی ہی جس طرح کہ خارج مین ہے
ذہن مین نہین ہوسکتا۔ بلکہ بسبیل علم خواص مختلفہ اور طبائع کلیہ ہوتے ہین
اور جب یک چیز کا اعتبار باعتبار تشخص خارجی حاصل ہوجاتا ہے تو تشخص ذہنی
سے کوئی فائدہ امتیاز نہین حاصل ہوتا۔
غرضکہ وجود واجب اور اوسکا تشخص عین اوسکی ذات ہی۔ کیونکہ اگر ایسا نہو
یا وہ تشخص باوجود جزو ذات ہوگا۔ یا زائد بر ذات۔ اور جزو ذات ہونا۔
باطل ہی کیونکہ ذات واجب بسیط ہے اور زائد بر ذات ہونا اسوجہ سے
باطل ہی کہ زائد کی تین حالتین ہین۔
۱۔ یا وہ امر زائد قائم بنفسہ ہوگا۔ یعنے وہ زائد جو قائم ہو واجب کے ساتھ

جس طرح کہ سیاہی جسم کے ساتھہ ہوتی ہے۔ اسکو اتصاف انضمامی کہتے ہین اور اِسکے یہ معنی ہین کہ موصوف وصفت موجود ہون ظرف اتصاف مین۔

۲۔ یا وہ امر زائد انتزاع ہوگا۔ یعنے یہ کہ موصوف ظرف اتصاف مین ہوے مگر اِس حیثیت سے کہ کبھی صفت منتزع ہو سکے اسکو اتصاف انتزاعی کہتے ہین۔

۳۔ یا وہ زائد امر منفصل ہوگا۔ یعنے جس طرح کہ کپڑا جسم سے اوتار دیا جاتا ہے۔

پس اِن حالتون مین سے زائد کا امر منفصل ہونا اسوجہ سے باطل ہے کہ وجود وتشخص یہ دونو محمول ہوتے ہین واجب پہ اور امر منفصل کبھی محمول نہین ہو سکتا۔

اور قیام منضم اسوجہ سے باطل ہے کہ یہ محتاج ہے طرف قائم کے اور اوسکے کہ جسکی وجہ سے یہ قائم ہے اور احتیاج خاصہ ہے ممکن کا۔ اور ممکن مستلزم ہے علت کو تو اسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ وجود واجب کے لئے بھی علت ہو۔ اور نہوگی وہ علت مگر وہی اوسکی ذات۔ اور اگر یہ تسلیم نکیا جاوے تو واجب واجب نرہیگا۔

بعض محققین نے اسپر بھی اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ علت خاصہ ہے وجود کا اور کوئی شے موجود نہین ہو سکتی جبتک کہ اوسکے شیون سے

افادہ وجود تہو۔ پس جبکہ واجب علت ہوگا خود اپنے وجود کے لئے
تو چونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول سے لہذا وجود واجب خود اوسکے
وجود پر مقدم ہوگا۔ اور امام رازی نے اگرچہ علت کے مقدم ہونیکو
تسلیم کیا ہے مگر اوسکا تقدم باعتبار وجود کے نہین مانا ہے۔ اور
نیز سید شریف علامہ نے شرح مواقف مین یون کہا ہے کہ جب
ذات واجب خود اپنے وجود کی آپ علت ہوگا تو وہی وجود معلول
ہوگا۔ لہذا اس سے دور لازم آوے گا اور اگر ایسا نہو تو ضرور
تسلسل پیدا ہوگا جو محال وممتنع ہے۔ پس نتیجہ یہ کہ زائد کی ہر تین ۳
حالتین۔ باطل ہین اور ذات واجب بسیط ہے اور اوسکا تشخص
وجود عین اوسکی ذات ہو۔

کیفیت علم واجب اور اوسکے مختلف مذاہب کا

فن الٰہیات کے مسائل مین سے علم الٰہی کا مسئلہ
ایک ایسا سخت ومشکل مسئلہ ہے کہ جسمین بڑے سے
بڑے عقلا چکرا گئے ہین۔ اور درحقیقت یہ وہ اہم مسئلہ ہے کہ جس مین
صم وبکم صفت گفت وشنید است اینجا کے سوا ہے اور کوئی علاج نہین
معلوم ہوتا۔ پس جسقدر حکما نے اسکی تحقیق کی ہے اوسی قدر اوسمین
مختلف مذاہب پیدا ہوتے گئے ہین۔ یہان تک کہ حکیم ارسطو۔ اور بوعلی
بونصر فاریابی سا شخص علم حصولی کا قائل رہا۔ اور اقسام عقلیہ علم واجب

ممکنات کے ساتھ دہ، قرار دئے گئے ہین جنمین سب نے موشگافی کی ہے اور اس موشگافی کی وجہ سے کل (۱۰) مذاہب اسمین پیدا ہوے۔ مگر الحق مر۔ والحق یعلو ولا یعلیٰ۔ جو بات سچی ہے وہ ہر شخص کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور ہر فطرت اسکو قبول کرتی ہے۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ پہلے ہر چیز کے اوسکی بنا کا تصور ہوا کرتا ہے۔ اور من بعد پھر یہی بنا، بائی جاتی ہے اور موافق ہوتی ہے اوس تصور کے ساتھ اور پھر یہ تصور مطابق ہوتا ہے علم سابق کے ساتھ۔ پس واجب الوجود کے علم ممکنات کا بھی یہی حال ہے۔ کہ جس نے قبل پیدا کرنے کے جان لیا تھا۔ اور پھر بعد پیدا ہونے کے مطابق تھا علم اوسکا علم سابق کے ساتھ۔ پس وہ علم سابق علم فعلی۔ تھا۔ اور علم مابعد علم تفصیل۔

اب ہم اون پانچ (۵) اقسام عقلیہ کو بیان کرتے ہین۔ کہ جن سے معلوم ہوگا کہ خدا کا علم ممکنات کے ساتھ ان ذیل کے احتمالات سے خالی نہین ہے۔

(۱) یہ کہ علم اوسکا (واجب کا) ممکنات کے ساتھ عین ذات ہوگا۔

(۲) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھ جزو ذات ہوگا۔

(۳) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھ قائم منضم ہوگا۔

(۴) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھ منتزع ہوگا۔

(۵) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھ امر منفصل ہوگا۔

باقی حال ان پانچ احتمالات مین سے صورت ثانی[2] تو اسوجہ سے باطل ہے
کہ ذات واجب بسیط ہی اور اوسکا کوئی جز و نہین ہے۔ اور صورت ثالث
اسوجہ سے باطل ہے کہ قیام و انضمام باعتبار عدد معلومات کے ہوگا
یعنے یہ کہ جو علم ذات (زید) سے حاصل ہوگا۔ وہ ضرور مغایر ہوگا اُس
علم سے جو (عمرو) سے حاصل ہوا ہی۔ اور اسیطرح چونکہ معلومات غیر متناہی
ہوتے ہین۔ پس علم بہی اوسکا غیر متناہی ہوگا۔ اور عام ازین کہ یہہ امور
معلوم مستقبل ہون۔ یا حال ہون۔ یا ماضی بہرصورت یہہ مترتب ہونگے
بذات ترتیب[1] زمانی۔ یا طبعی[2] کے ساتھہ ایک سلسلہ معدات[3] تک۔
پس علم ان معلومات کا مترتب ہوگا بالعرض اس حیثیت سے کہ تعین ہوگا
اول کا اسیطرح یہہ سلسلہ امور غیر متناہیہ مین الی نہایت
پہونچے گا۔ اگرچہ باعتبار ترتیب عرض کے ہی سہی پس ایسا تسلسل
منع ہے لہذا صورت ثالث بھی باطل ہی۔

---

(۱) اس سے مراد وہ ترتیب ہی کہ متقدم قبل موخر کے ہوا اور اس حیثیت سے کہ ان
دونون کا یک حیثیت سی یک جگہ اجتماع نہو سکے جیسے متقدم بعض اجزا کا بعض پہ
یا تقدم طوفان نوح کا ہمارے پہ ۱۲

(۲) اس سے مراد یہہ ہے کہ متقدم محتاج ہوے اوسکی طرف آخر کیلئے بدون علت تامہ کے جیسے تقدم ایک کا دو پر

(۳) مادہ استعداد کو کہتے ہین۔ جیسے مادہ قبول صورت وغیرہ ۱۲

قطع نظر اسکے جب خدا نے عقل اول کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو علم عقل اوّل ۔ عقل اول سے یہی مقدم تہا اور یہی امر منضم ہے اسیوجہ سی اسکو معلول اول کہتے ہین ۔ اور معلول اول کا مرتبہ ممکنات مین قوی مانا گیا ہی ۔ کیونکہ اگر معلول اول اقوی ہوگا تو با اقوی پایا جاویگا ۔ درجہ وجود مین جس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ واحد سے یک ہی درجۂ واحد مین دو فعل صادر ہون حالانکہ معقولین نے اسکو منع کیا ہی ۔ پس وہ اقوی پایا جاویگا بعد وجود کے تو ہر ایسی صورت مین علت معلول کے پہلے ہوگی ۔ اور معلول اول درحقیقت یک واسطہ ہی ۔ معلول ثانی کے صدور کا اور ثانی ثالث کا اور ثالث رابع کا اسیطرح یہ سلسلہ الی نہایت جاویگا ۔

یا وہ اقوی مطلقاً پایا نجاویگا تو اس حالت مین اسکا نہ پایا جانا علت کیلیے معدومیت کا ثبوت ہے کیونکہ اقوی مین اسبات کی بھی صلاحیت ہوتی ہی کہ وہ یک دوسرے کیلئے علت بن سکے ۔

اب ہم ان احتمالات ثالث (یعنے علم واجب کا قایم منضم ہونا ۔ امر انتزاعی ہونا ۔ امر منفصل ہوتا) کا بطلان حسب ذیل ثابت کرتے ہین جس سے ثابت ہوگا کہ علم واجب نہ جزو ، ہو نہ قایم منضم ہے نہ امر منتزع ہے ۔ نہ امر منفصل ہے بلکہ عین اوس کا ہی ۔ کیونکہ جزو ، ہوتا تو اس وجہ سے باطل ہی کہ وہ بسیط ہی ۔ اور قایم منضم اس وجہ سے کہ اوس سے احتیاج لازم آتا ہی ۔

جو خاصہ ممکن ہی جس کا ذکر اوپر ہوا ۔ اور امر انتزاعی اسوجہ سے باطل ہے کہ امور انتزاعیہ انکشاف مین اور یہہ انکشاف یا تو باعتبار منشاء ہو۔ یا باعتبار نفس مفہوم انتزاعی ۔ اگر باعتبار منشاء ہو تو پہر وہی ۔ اعتراضات لازم ہونگے کہ یہ منشاء یا عین علم ہے۔ یا جزو علم۔ یا امر منضم یا امر منفصل سب باطل ہین اور صورت اول (عین علم) حق ہے ۔ اگر باعتبار نفس مفہوم انتزاعی ہو تو امور انتزاعیہ مین علم انتزاع یک تسلسل بالانہایت کے بعد حاصل ہوتا ہے اور پہر من بعد اسکے یہی امر انتزاعی امر منضم ہوجاتا ہے ۔

پس جسطرح کہ امر منضم کے ابطال کے دلایل اوپر گذرے اوسی طرح یہان بھی وہ پیدا ہوتے ہین لہذا یہ احتمال بھی باطل ہے۔ اب صرف یہ احتمال باقی رہگیا کہ (علم واجب امر منفصل ہے)، اِسکے بطلان کے کئی وجوہ ہین اولاً یہ کہ جب علم واجب امر منفصل ہوگا تو واجب بذات نہوگا بلکہ ممکن ہوگا کیونکہ واجب بذات امر منفصل نہین ہوسکتا ۔ اور یہ امر کہ اوسکا علم ممکن ہے صریحاً باطل ہے کیونکہ علم یہ اوسکے کمالیت کی صفت ہے جہان پیر کہ عقل اول کی رسائی بھی ناممکن ہی ۔ اور قطع نظر اِسکے صدور معلومات ذات واجب سے یا تو بحالت اضطرار ماننا پڑیگا ۔ یا بحالت اختیار

اور اضطرار اسوجہ سے باطل ہی کہ حالت اضطرار مین علم سابقہ کا وجود نہین ہوتا۔ اور حالت اختیار جسمین موجد مختار ہوتا ہے اور قبل از ایجاد اُسکو اوس شے کا علم رہتا ہے جسکو وہ چاہے ایجاد کرے یا نکرے۔ لہذا اس علم سابقہ کی وہی صورت محققین کے پاس معتبر ہے کہ جسمین علم سابقہ عین ذات ہے اور باقی مردود۔

ثانیاً یہہ کہ جب علم واجب امر منفصل مانا جاوے تو نسبت جہل خدا کی شان مین ماننا پڑیگا۔ کیونکہ اوسکی ذات وصفت جو درحقیقت ایک ہی شئی ہی علوم منفصلات پہ مقدم ہین۔ کہ جب امر منفصل کا انتفاء ہوگا تو لامحالہ اس صورت مین خدا کے نسبت۔ نسبت جہل لازم ہوگی۔ حالانکہ اوسکی شان پاک وبے نیاز ہے

ثالثاً یہہ کہ علوم منفصلات غیر متنا ہی ہوتے ہین کیونکہ امور معلومات کی کوی انتہا نہین۔ پس جسطرح کہ معلومات واجب غیر متناہی ہین اوسطرح اونکے علوم بہی۔ اب یہ معلومات مترتب ہوتے ہین بالذات اور علوم مترتب ہوتے ہین بالعرض اس حیثیت سے کہ تعین ہوتا ہی اول ثانی کا۔ اوراسیطرح یا معلومات موجود ہوتے ہین بالفعل اگر نہ موجود ہون توبعض کے انتفاء سے بعض کا جہل لازم ہوگا اور یہ باطل ہی۔ پس جب یہ چار اشکال (جزو۔ امر منضم۔ امر انتزاعی امر منفصل۔) باطل ہوگئی تو وہی یک اول امر یہہ باقی رہیگا۔ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتہہ عین اوسکی ذات ہی۔ پہر اب ان احتمالات رابعہ کے اس آخری

شکل مین که (جب علوم منفصلات بتمامہ موجود ہون) مختلف مذاہب پیدا ہوگئے جنکا ہم ذیل مین ذکر کرتے ہین۔

مذہب افلاطون الٰہی | اسکا قول ہی کہ علوم باری تعالے ممکنات کے ساتھ ایک صورت قائمہ کا نام ہے جو بنفسہ مجرد ہے مادہ سے۔ اور صورت سے مراد یا ذات غیر ہے یا اطلاق اوسکا شئے پہ باعتبار علم حضوری کے ہے۔ بہرصورت۔ صورت یک طبعیت نوعیہ کا نام ہے۔ جسکو محققین نے یہہ کہکر کہ وہ بنفسہ قایم نہین ہے عوارضات مین شامل کیا ہے۔ اور گو کہ عوارضات ذات موضوع ہین۔ موجود ہوتے ہین مگر وہ بذاتہٖ قایم نہین ہوسکتے انہین وجوہات سے افلاطون پر یہہ اعتراض وارد ہوا ہی۔ کہ جب بعض صورتین عوارضات سے ہون تو وہ جوہر نہ ہون گے اور جو جوہر ہونگے وہ عرض نہونگے۔ اور بعض موجود ہونگے۔ اور بعض معدوم لہذا علم باری کے نسبت یک حثیت سے جہل ماننا پڑیگا۔ اور یہہ باطل ہی۔ اور جو چیز کہ یک بنا ربا طل پہ قایم ہوے وہ بہی باطل ہے۔ اگر افلاطون نے عالم مثال مین جمیع صور توںکے جوہر ہونیکو تسلیم کیا ہی۔ اور یہہ جایز رکہا ہے کہ ممکن ہے کہ عوارضات یک عالم مین قایم بنفسہ ہون۔ اور دوسرے عالم مین قایم بالغیر۔ اسیطرح یہہ امر بہی ممکن ہوے

مذہب مشائین | مشائین سے مراد وہ گروہ حکماء ہے جنہون نے چل پہر کر حکمت حاصل کی ہو۔ اور جنکا مذہب حکیم ارسطو معلم اول کے موافق ہے۔ حکیم ارسطو

معلم اول کے موافق ہے۔ حکیم ارسطو کا قول ہے کہ دنیا کے جملہ موجودات ممکنات جنکا خارج مین وجود ہے۔ اسکا علم خدائے تعالیٰ کو علم حضوری ہے بلا کسی تقدم و تاخر کے نہ حصولی۔

اور اگرچہ اس مذہب پر یہہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ علم ممتنعات و ممکنات معدوم کا جو ازلی و ابدی ہون خارج ہے کیونکہ تمنے تو ممکنات فی الخارج سے مراد لیا ہے پس وے لوگ جو حکیم ارسطو کے پیرو ہین اونکا یہہ جواب ہے کہ گو ایسا ہو مگر امتناع اور عدم فی الخارج کے یہہ معنی نہین ہین کہ اپنی ذات مین بہی صورتونکو نہ قبول کرنے والے ہون۔ اور اونکے صورتین بالکل معدوم ہون بلکہ یہ جائز ہے کہ اونکے لئے عالم انوار مین کچہہ ایسے صورتین ہون کہ جسسے مترتب ہوسکے آثار وجود ذہنی و خارجی۔ اور یہی صورت مدار انکشاف ہو اونکے لئے۔ پس ممتناعات (جیسے اجتماع نقیضین) اور ممکنات معدومہ جیسے (سکون فلک) اور ازلی غیر متناہی (جیسے زمانہ ماضی) اور ابدی غیر متناہی جیسے زمانہ مستقبل خدا کے علم حضوری سے خارج نہین۔

کیونکہ جو بعض ممکن ہین وہ موجود ہین خارج مین اور وہ اس زمانہ مین محقق ہین اور جو بعض دوسرے عالم مین ہین ......

وہ اس عالم مین محسوس ہین۔ بہر صورت خدا کے علم کے نسبت جہل ثابت نہین ہوسکتا۔ لیکن اب یہہ اعتراض ہوگا کہ خدا کا علم متحد ہے متعدد نہین

کیونکہ اگر متعدد مانا جاوے جسطرح کہ مشائین کا مذہب ہی تو وہی اشکال پیدا ہونگے جو امر منفصل مین اوپر بیان کئے گئے۔ کیونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ جسطرح معلومات غیر متناہی ہین اوسیطرح علوم بہی غیر متناہی ہین۔ اور ان امور غیر متناہی کی ترتیب یا ترتیب زمانی ہوگی یعنے ایک باعتبار زمانہ کے مقدم ہوگا اور دوسرا موخر) یا ترتیب طبعی ہوگی باعتبار تعین کے پس پہلے کو علم حادث زمانی۔ اور دوسرے کو علم حادث طبعی کہتے ہین۔ اور جیسے معیت دہری مثل زمانہ ماضی۔ حال استقبال۔ ان تین کو یک سمجہنا غلط ہے۔ اسیطرح۔ معیت زمانی طبعی اتصالی۔ کو (جو مثل حرکت۔ وسکون ہے) یک ماننا ہی صریح ناجایز ہے۔ یعنے یہہ کہ جب یک (مکان یا ظرف) پانی سے بہرا ہوا فرض کرلیا جاوے تو گو ہوا باعتبار تداخل اسمین شریک ہی اور یہہ دو جسم یک ہی شئے مین متحقق ہین۔ مگر یہہ تداخل ایسی حالتمین ناجایز نہین ہے۔ بلکہ وہ تداخل منع ہے۔ جو نفس الامری ہو۔ جسطرح کہ یک شخص وقت واحد مین سوتا ہوا اور جاگتا ہوا۔ نہین ہوسکتا۔ غرضکہ ترتیب بحسب وجود زمانی کافی ہے اس مذہب کے ابطال کیلئے فتدبر۔

مذہب محقق طوسی۔ | یہہ حکیم بہی بہت نامی حکیم گذرا ہے اس محقق کا مذہب یہہ ہے کہ تمام اشیا کے صورتین حاصل ہین۔ عقل کو دل کو۔ اور عقل اول ان جمیع صورتون کے ساتہہ علم حضوری ہی۔ پس یہہ عقل اول علم حقیقی بارتعالی ہے

اسس مذہب مین بہی بعض محققین نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جب عقل اول ہی علم حقیقی ہے - تو خدا کا علم ممکنات کے ساتہہ عقل اول کے بعد ثابت ہوگا - کیونکہ ممکنات کے صُور محصلہ عقل اول مین بعد علم عقل اول کے ہوے اور عقل اول بعد ذات واجب کے اور یہہ باطل ہی - کیونکہ خدا کا علم ایسا بسیط ہے کہ اوسکو ہر چیز کا علم پہلے اوس چیز سے تہا -

مذہب معتزلہ | یہہ وہ گروہ ہے کہ جنہون نے احادیث واجماع کے خلاف قواعد دہونڈی اور یک اپنا مذہب ومشرب بہی علحدہ قرار دے لیا -

انکا مذہب ہے کہ ممکن پہلے ممکن ہونے سے یا واجب تہا - یا ممتنع - اور جب وہ ظاہر ہوا تو اوسی واجب - یا ممتنع نے امکان کی صورت قبول کی -

پس امکان درحقیقت یک صفت ہی جسکے لئے موصوف کا ہونا ضروری ہے - اب یہہ موصوف یا ثابت ہوگا - یا موجود ہوگا - اگر موجود ہو تو تحصیل حاصل ہے اور یہہ منع ہے - اگر ثابت ہو تو یہہ مدعا ہے - پس ممکنات معدومہ جو ثابت ہون فی الواقع اور غیر موجود ہون اوسین وہی علم باری ہے -

مذہب حکیم اشراق شیخ شہاب الدین سہروردی - | پیروے مذہب اشراقین اسبات کے قایل ہین کہ خداوند تعالے ہر چیز کو جانتا ہے اپنی - اشراق نوری کے ساتہہ - یعنے اوسس نور کے ساتہہ جو غیر قایم منفصل ہی - جسطرح کہ ضیاء شمس شمس سے منفصل ہے - پس جملہ اشیاء معلوم ہین اوس ذات پاک کو

اشراق نوری کے ساتھہ۔
غایت مافی الباب یہہ ہے کہ یہہ مسئلہ کہ "علم باری تعالےٰ انتزاعی ہے" اسمین اکثر مذاہب ہوے ہین۔ متکلمین اسبات کے قایل ہین کہ علم باری تعالےٰ یک صفت بسیط ہے اور زاید بر ذات اور قایم بذات ہے اور اس مسئلہ مین کہ "علم باری تعالیٰ قایم منضم ہے" مذہب حکماء ارسطو۔ اور ابو علی اور ابو نصر۔ متفق ہین جنکا یہہ دعوےٰ ہے کہ تمام صورتین مرتسم ہین ذات پاک مین۔ اور یہہ مسئلہ کہ "علم باری تعالیٰ جزو ذات ہے" اسکا کوئی بہی قایل نہین۔ اب صرف یک احتمال اول باقی رہ گیا ہے یعنی یہہ کہ "علم واجب ممکنات کے ساتھہ عین ذات ہے۔ اسمین پہر مناقشہ و معارضہ سے تین مذاہب ہوے ہین جو حسب ذیل ہین۔

مذہب اول صوفیائے کرام یہہ وہ گروہ حکماء ہے جو اہل ریاضت و صاحب مجاہدہ ہوے ہین۔ اور جنکی اتباع موافق شرع شریف و احکام الہی ہے انکا یہہ عقیدہ ہے کہ کوئی شئی عالم کون و فساد مین بجز ذات واحد نہین ہے وہ یک ہی ذات ہے اور بسیط ہے۔ اور نہ وہ امر کلی ہے اور نہ امر جزئی ہے یعنی یہہ کہ نہ قابل ہے کثرت کو اگرچہ اعتباری ہے اور نہ قبول کرتا ہے کثرت کو۔ اور علم اوسکا مطوی ہے علم ذات کو کیونکہ ذات اوسکی متغایر نہین ہے۔ ممکن بذات کے۔ بلکہ جو کچہہ مغایرت ہے وہ اعتباری ہے

ورنہ درحقیقت ذات واجب اور ممکن مین کوئی مغایرت نہین ہے پس جو کچہہ فرق اعتباری ہے وہ اسیقدر ہے کہ ذات حیثیت واجب مین معری ہے۔ اور حیثیت ممکن مین مقید بہ لغنیات ۔

مذہب ثانی فرفوریوس اس مذہب کے پیرو اسبات کے قایل ہین کہ واجب و ممکن مین ذاتاً و اتحاداً بذاتہٖ مغایرت ہے ۔ اور اونکی بڑی سی بڑی دلیل ہے کہ یہ اسکو خلاف تعقل بتلاتے ہین ۔

مذہب ثالث متاخرین حکما متاخرین حکما کا یہہ مذہب ہے کہ ذات پاک اگرچہ ممکنات کے ساتہہ حقیقت مین متباین ہے ۔ مگر اوسکا کشف کشف تفصیلی ہے ۔ اس حیثیت سے کہ ہر ہر ذرہ کا وجود اور اُسکا علم اوسکو حضوری ہے ۔ کیونکہ علم دراصل صفت کمالی کا نام ہے اگر کشف اجمالی ہوگا تو علم بہی ناقص ہوگا ۔ کیونکہ کشف اجمالی کا اطلاق یا تو اوس اجمال پہ کیا جاتا ہی جو محدود ہو ۔ ہیت واحدیۃ کے ساتہہ ۔ اگر ایسی صورت ہو تو خدا کی شان کے نسبت ایسا تصور کرنا کبہی جایز نہین ہو سکتا ۔ اور اگر جایز بہی سمجہا جاوے تو خدا کو مرکب ماننا پڑیگا ۔ اور اسکی ترکیب اسطرح پر ہوگی جسطرح کہ مدرکات مین ہوا کرتی ہے ۔

یا کشف اجمالی کا اطلاق اک شئ مبہم پر کیا جاویگا بدون کسی امتیاز کے ۔ پس یہہ امر بہی اوسکی ذات کے نسبت نہین خیال کیا جا سکتا ۔

کیونکہ اگر ایسا فرض کیا جاوے تو معلومات اللہ مین عدم امتیاز ثابت ہوگا
اور یہہ باطل ہے
پس تحقیق مذہب یہہ ہے کہ ذات باری تعالی امتیاز بذات ہی ممکن
بذات سے اور اوسمین ذات واجب کے لئے ایک ایسی خصوصیت
خاصہ ہے کہ جسکے وجہ سے وہ کاشف ہے ۔ اور اُسکا کشف
تفصیلی ہے اور ذات پاک اوسکی مبدء انکشاف ۔

از علیم الدین محمد وکیل حیدرآبادی

بحرِ موّاج

صانع بیچون کی صنعت اور قدرت لا تعد ولا تحصلی ہی۔ انسان ضعیف البیان ہر وقت اُسکی قدرت کی تشریح اور کُنہ حقیقت کو پہونچنے سے عاجز ہے۔ منجملہ اسکے اور قدرتون کے جسکا ذکر ہم نے ہر موج مین کیا ہے۔ ایک اور سبجکٹ کا ذکر جو مذاق سے خالی نہین کیا جاتا ہے جس سے ناظرین نہایت محظوظ ہونگے دریا کے اور عجائبات سے ایک عجیب اور خوشنما منظر دریا کا جو سیر کے قابل ہے۔ وہ یہہ ہی۔ کہ جب جہاز پانی کے سطح پر سے گذرتا ہی۔ اکثر دریاؤن مین سطح آب نہایت رنگین اور خوشنما معلوم ہوتا ہی۔ اور اقسام کے رنگا رنگ۔ مثلاً۔ سُرخ عودی۔ قرمزی لکیرین۔ موجزن نظر آتی ہین۔ اکثر ایسا دکھائی دیتا ہی۔ کہ جیسی جہاز کے اطراف وجوانب مین سطح آب پر آگ روشن ہے۔ اور وہ موجین مار رہی ہے۔ جسکے کئی اسباب ہین بعض اوقات والپنس نامے مچھلیان جو خوشنما اور رنگا رنگ قدرتی اجسام سے مشکل ہین۔ لہراتے اور پیرتے ہوے نظر آتے ہین۔ اُن مچھلیون کے

قدرتی رنگارنگ چمکتی ہوئی شعاعین جو سطح آب پر پڑتی ہین سیاحان
بحری کی نظرون مین ایک عجیب اور پُرمذاق خوشنما قدرت نمائیونکا جلوہ
پیش نظر کرتی ہین۔ ایک ایک ذرّہ اُن رنگین شعاعون کا رشک لعل بدخشانی
اور زمرد اور یاقوت ہی اب یہان ناظرین کو کسیقدر پڑہتی پڑہتی تعجب
ضرور ہوگا کہ ایسی عجائبات کے نظر آنیکی کیا وجہ۔ اور اون کے مان
لینے کیلئے کونسی دلیل ہی۔ بیشک ضرور ہونا چاہئے مگر جو اہل بصیرت قدرت
کے قایل ہونگے۔ وہ اسقدر تو ضرور سمجھتی ہین۔ کہ ہر شئی جو ہم اپنی آنکہہ سے
دیکھتے ہین۔ اور عقل سے سمجھتی ہین۔ وہ قدرت کے ایک ادنیٰ قدرت
نمائیونکے ذرات ہین۔ جسکی توصیف اور مدحت سے ہماری زبان قاصر اور
لال ہے۔

یہہ جو مین نے ابھی اوپر ذکر کیا ہے یہہ اسکی اصل مین ہیت فاسفورس ہے
یہہ ایک شی ہے۔ جو نہایت زہریلی ہے۔ یہہ انسان اور حیوان کے
جسم مین رہتا ہے۔ جب یہہ جسم سے علحدہ ہوتا ہی۔ ایک سفید مومی
لکڑی کے ٹکڑے کے موافق نظر آتا ہے۔
تاجر۔ یا طبیب جو فروخت کرتے ہین۔ اُسکو پانی مین رکہتے ہین جب
یہہ فارسفورس پانی سے علحدہ کیا جاتا ہے۔ اُس سے دہوان نمودار
ہوتا ہی۔ یہہ دہوان جب تک قایم رہتا ہے پانی کی نمی اُسمین موجود رہتی ہے

جب پانی کا اثر بالکل زایل اور خشک ہو جاتا ہے۔ فوراً اُس مین سے آگ پیدا
ہو جاتی ہے اور اگر اِس شئی کو پانی سے نکالتے ہی کسی چیز پر رگڑا دین تو فوراً
ایک شعلہ نمودار ہوتا ہے۔ اسکے بدولت ہزارون شعبدے شعبدہ باز
کر کے دکھلاتے ہین جسکو نافہم سحر اور رمل خیال کرتے ہین۔
اس فاسفورس سے کسی تاریک حجرے مین دیوار پر کسی جانور یا انسان
کی مہیب شکل لکھدین۔ تو وہ تماشائیون کے نظرون مین آتشی شکل اُس
دیوار پر نظر آئیگی۔ جہان تہوڑی دیر پہلے اُس تاریک حجرے مین دیوار
کی سپیدی بہی نظرون سے غائب تہی۔ قبرستان مین بعض اوقات
مردون کے گلے ہوے جسم یا استخوان سے تاریکی مین یہہ فاسفورس
روشن ہو کر ذرات خورشید کے مثال مختلف جگہہ روشن ہوتا ہے۔
اُسکو یار لوگ شیطان اور چڑیل کے مشعلون سے تشبیہ دیتے ہین۔
چنانچہ اسموقع پر ایک روز کا واقعہ جو مجہپر گذرا اُسکا بیان کرنا بہی خالی
از لطف نہین۔
میری عمر جب سترہ اٹہارہ برس کی تہی اسوقت مین اپنے باغ جو سرورنگر مین
واقع ہے۔ بطور سیر و تفریح گیا تہا۔ اور میری ہمیشہ کی عادت
تہی۔ کہ شب مین کہانیکے بعد چہل قدمی کے لئے تہوڑی دور اپنے باغ کی
کسی سمت کچہہ فاصلہ تک پیادہ پا سیر و تفریح کو جاتا تہا۔ اتفاقاً ایک شب

میرا اُس سمت گذر ہوا جہاں قبرستان تہا - اور لب گور غریبان سے یہہ صدا آتی تہی

خدا ہی اس چُپ کی داد دیگا کہ تہ تین زندگی والتی ہین	اجل کی ماری ہوئے مسافر نہ بولتی ہین نہ جاتے ہین

دفعتاً میرے پیش نظر چند مشعل نمودار ہوے - جون جون مین قریب جاتا تہا - وہ مجہہ سے کبہی دور یا کبہی غائب نظر آتے تھے اس عجیب حالت کو دیکہہ کر مجہے میرے اُس وہم نے جو خورد سالی سے شیطان اور بہوت - اور چُڑیل کے وہمی تصویرین صفحہ دل پر بمصداق گوش زدہ اثرے دار دنقش ہوین تہین - انہون نے میری ہمت کو پست کر دیا اور میرے ہوش و خرد اور جرات پر ایسا دہاوا کیا کہ مجہہ مین انتہاے خوف کے طاری ہونیکی باعث قدم اٹہانیکی بہی سکت باقی نرہی - اور مین نے لاحول پڑہنا شروع کیا میرے ہمردیف ایک میرے رفیق تہے جنکو علوم جدیدہ و قدیمہ مین ہمہ دانی تہی وہ میری اس غیر معمولی حالت کو دیکہکر مجہہ سے متفسر ہوے مین نے اُنکو اُن مشعلون کے جانب توجہ کرکے میری آنکہون مین وہمی صورتین مہیب بنکر مجہکو ڈرا رہی تہین - متوجہ کرکے کہا - کہ دیکہئے وہ شیطان نظر آرہے ہین - انہون نے کچہہ غور کرکے جسطرف میری نظر تہی دیکہہ کر ایک قہقہہ مارا اور مجہہ سے کہا - کہ مہربان یہہ وہمی شیطان ہین - جو اسوقت آپکو مخوّف کر رہے ہین - دراصل یہہ

فاسفورس کی قوت سحر ہے۔ مین اُسوقت تک فاسفورس کے نام سے
بہی واقف نہ تہا۔ دریافت کیا کہ یہہ کیا شی ہے۔ جسکی قوت سحر ایسی
ہے چونکہ انہون نے (قوت سحر) کا لفظ ایسا استعمال کیا۔ کہ مجہکو اِس
لفظ کے سُنتے ہی خیال مُتبدل بہ سحر سامری ہوگیا غرض انہون نے بہت
مختصر طور پر مجہکو فاسفورس کے وجود اور اسکی ماہیت سے مطلع کیا۔ اُنکی
تفہیم نے میری نظر سے اُن مہیب اور وہمی چُڑیلون کو تازیانہ قوت بیانیہ
سے بہگا دیا۔

غرض یہہ وہ فاسفورس ہے۔ جو شعبدہ گرون کے لئے اور ذرائع
منفعت سے یہہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جس سے وہ پیدا کرتے
ہین مگر یہان ناظرین کو اعتراض ہوگا۔ کہ یہہ فاسفورس دریا مین کیسا
آگیا۔ اسکا یہہ جواب ہے کہ دریا مین خداوند عالم نے اپنی قدرت سے اتنی
عجائب الخلقت مخلوق آبی جانورون سے پیدا کئے ہین جسکی حد نہین بعض
بعض ایسے ایسے چہوٹے جانور دریائی ہین جو ذرّون کے وجود کے
ساتہہ مشتبہ ہین۔ سوا اسکے کہ ہم اُنکو خُردبین سے نہ دیکہین اُنکا
وجود نظر نہین آتا۔ جب اُنکی صف سطح آب پر جنکے جسم مین فاسفورس کا
ایک بہت بڑا حصّہ ہے۔ وہ ایسے چمکدار ذرّون کیطرح ہین۔ کہ ایک
جگہہ جمع ہونیکے بعد وہ ایک شعلہ نظر آتا ہے اسکے علاوہ اکثر

مختلف اوقات اور مختلف مقامات کے دریا کے پانی کا رنگ قوس قزح
کے رنگ سے بالکل مشابہ ہے ۔ جیسا کہ ۔ بحرالاذفر ۔ چیپا در ملین سی ۔
کیا لی فورنیا ۔ بحرالاحمر ۔ بحرالاسود وغیرہ ۔ آخر الذکر ۔ بحور مین طوفان کے
باعث (ڈرمئین سی) کے زمین وغیرہ اراضی کی مٹی جو مختلف رنگ
کی ہے آکر گرتی ہے ۔ اسکی وجہ سے رنگ اس قسم کا نظر آتا ہے
اسکے علاوہ جس دریا کا پانی اُتھل ہوتا ہے ۔ اُسکے پانی کا رنگ
مٹی کے رنگ کے موافق نظر آتا ہے اور جسکا عمق زیادہ ہوتا ہے ۔
وہ نیلی رنگ کا پانی نظر آتا ہے ۔ اور بعض رنگ قدرتی ہوتا ہے ۔ جیسا
کہ سفید پیاسفک اوشن یعنی بحرالکاہل کے پانی کا رنگ ہے فقط

کشن پرشاد عفی عنہ

سوانح عمری مہاراجہ رنجیت سنگ شیر پنجاب

فصل اوّل

دیباچہ

بربادی سلطنت مغلیہ کے بعد ان پادشاہون مین جو حکومت کو پہونچے ایسا مشہور اور نامی بادشاہ کوئی نہین ہوا جیسا مہاراجہ رنجیت سنگہ جس نے سکہون کی لاہور کی چند روزہ ریاست کی بنا ڈالی۔

اس کو ان انقلابات کے طوفان کے باعث جو انیسوین صدی کے آغاز مین بپا تھا اور ان خوفناک جنگون کی وجہ سے جو اقوام کے مابین چھڑی ہوئی تہین عمدہ موقع ملا اس موقع کو اس نے غنیمت اور فرصت وقت سمجھکر ہاتھ سے جانے نہ دیا اور اس عرصہ مین نہایت استقلال و دانائی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے حصول مقاصد کی پیروی کرتا رہا۔

اس نے ان جنگی اور خوفناک قومون کو جو گرو گووند سنگ کے تعلیم کردہ مذہب پر قایم اور استوار ہو چکی تہین ہمہ تن متفق اور متحد کر لیا۔ سکہہ لوگ

اس کے پر قوت اور شدید حکومت کے تحت مین فوجی اصول پر جس سے دیسی
ریاستین زمانہ سابق وحال مین بے بہرہ رہی ہین تربیت یافتہ اور منقاد
ہو کے ایک مہیب جنگی مشن بنگئی جو اوسوقت ہی ٹوٹ سکے جبکہ سکھون کو
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بے وقوف و کمزور جانشینون نے انگریزون سے
لڑنے کی ترغیب دلائی -

سکھون کے سلطنت آنًا فانًا ترقی و فروغ اور فوری درہمی و بربادی کے
اعتبار سے نپولین بوناپارٹ کی سلطنت کے ساتھ مشابہ تھی اور نیز اس لحاظ
سے بھی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ بھی مثل نپولین بوناپارٹ کے موروثی
سلطنت کے قایم کرنے مین ناکامیاب رہا گو اس نے راجپوتون مسلمانون
سکھون کی کئی چہوٹی چھوٹی ریاستون پر حملہ کر کے تہ و بالا کر دیا لیکن اون کی کامیا
دیرپا نتایج نہ پیدا کر سکین اس کی سلطنت مانند ایک لکڑی کے گھٹے کے سے تھے
جس کو اس کے دل کی شاہنشاہی قوت مثل ایک مضبوط رسی کے اس کے حین
حیات تک باندہے ہوے رہی اور اسی وقت تتر بتر ہو گئی جبکہ وہ نبد جدا ہو گیا
اس کا تخت و تاج ایسے نالایق جانشینون کے ہاتھ لگا جنہون نے سلطنت کے
جہاز کو پہاڑون سے ٹکرایا اور ایسا ستیاناس کیا کہ مرمت کے قابل ہی نہ رہا ہمعصر
ہمسرون کو بہت دور تک ہم مشابہ کر سکتے ہین اور یہ بہت آسان ہے لیکن
نپولین اور رنجیت سنگ کے راہ و روش اور اقبالمندی مین یکتائی و یکرنگی

کچھ سرسری مشابہت بھی نہین پائی جاتی ہان یہ بتلاتے ہین جس کو ہم دلچسپی سے دیکھتے ہین کہ وہی واقعات اور وہی نتایج ایشیا مین ظاہر ہوئے جو یورپ مین دکھلائی دیتے ہین۔

فرنچ والے کامیابی کے پچھلے نشہ مین (فیودل) ظلم کے مخالف ہوئے سکھہ لوگ برہمنون کے شاق اور روح فرسا مذہب سے متنفر ہوئے باغیون نے مغرب و مشرق مین لائق سرغنے مثل نپولین بوناپارٹ اور رنجیت سنگہ کے پائے۔

یہ دونون فوجی علم رکھتے تھے اور نہایت خودغرض بےرحم اور بدچلن تھے جس حکومت کو کہ اپنے قبضہ مین لائے اوس کو اپنے جانشینون کو پہونچا نہین سکتے ہے۔

یہ بات صحیح ہے کہ نپولین ازم (نپولین کے اصول) ہمارے وقت مین پہر زندہ ہوا تھا لیکن یہ واقعہ بہت دور سے ثابت ہوگیا کہ آوارہ گرد لوگ تخت کو۔ آسانی سے نہین قایم کر سکتے۔

عوام الناس اس جلیل القدر کپتان کے جو انسانون کا پیشوا ہے قائل ہونگے اور اپنی حیرت زدہ آنکھون مین جگہہ دینگے اور اسی کو اپنے ملک کا باعث فروغ خیال کرینگے لیکن جس روشنی سے کہ عوام الناس کو چکاچوند ہو رہا ہے وہ شخصی ہے اور اسی جلیل القدر کپتان کے ذات سے وابستہ ہے

اس کے ورثا، اور جانشین اس سے فیضیاب نہین نظر آتے -
جو تخت خداداد لیاقت و قوت سے قایم کیا جاتا ہے اوس منصب سے خفیر اور
بیقدر سمجھا جاتا ہے کہ اوس کے ارد گرد حریص اور ناخدا ترس اہل دربار
کھڑے رہتے ہین - جن لوگون کے سرمایہ سے خود کو مالدار بنانیکی فکر کے
سوا اور کوئی سوچ نہین ہوتی - اور اس وقت تک کہ چند روزہ خاندان
کا چراغ گل ہوا اہل دربار کی اطاعت گذاری اور خیر خواہی بغاوت اور
نمکحرامی کے منصوبون سے بیباک و گرم جوشی نظر حقارت اور سرد مہری سے
بدلی ہوئی رہتی ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس خاندان کے
نمود کے وقت خوشیان مناتے تھے اب ہنسی اور استہزا کرتے ہوئے
پائے جاتے ہین نپولین کے وفات کے بعد جو حال اس کے تازہ سلطنت کا
ہوا وہی حال رنجیت سنگھ شیر نیستان پنجاب کے ریاست کا ہوا جس کے
لئے اوس کے بیوی زادہ بیٹے کرک سنگ اور دوسرے بیٹون مین
خانہ جنگیان ہوئین برخلاف ان سلطنتون کے جو قدیم ہین اور جن کے
موروثی شان و شوکت بلا فصل پشتہا پشت چلے آرہی ہے -
یہ درست ہے کہ ایسی سلطنتین بھی بادشاہان وقت کے حماقت اور بدافعالیون سے
زوال پذیر و برباد ہو جاتی ہین چنانچہ تاریخ اس امر کو ہزارہا شہادتون سے
ثابت کر رہی ہے لیکن اس مین شک نہین کہ ایسی سلطنتون کے بقا و

دوام کے بہت سارے اسباب بھی موید اور معین ہوجاتے ہین اور جب قوم اپنے دلی نعمت قدیم سے منحرف ہوجاتی ہے سخت مطعون اور نگاہون مین حقیر اور بہ بادشاہ کے ظل آلٰہی کے اعتقاد کی نسبت کچھ بھی لکھا جائے ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے ہین تائید سمائی اور لطف آلٰہی ان پشتنی بادشاہون کے شامل حال ہے اور وہ اپنے رعایا سے محبت اور عزت کے خواہان بھی ہوتے ہین اور اس کو زیادہ فوجون کے رکھنے سے افضل سمجھتے ہین۔

قدیم خیال انسان کا ایک مالک کی نسبت اور اس کا محتاج تمدن ہونا یہ دو ہی تخت کے بنیاد مین ایک چھوٹی سی غلطی یا نا ملائم ہجو اور زنند ایک آوارہ گرد کے بیٹے کو تخت و تاج سے دست بردار ہونے کے لئے کافی ہوتی ہے برخلاف خاندانی بادشاہ کے کہ وہ بالائے رعد بنجوف بیٹھ سکتا ہے الیکے خدایون کے طرح اس کے لغزشون سے درگذر اور اون کی بیوقوفیون سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔

اگر ایسا بادشاہ اپنے رتبہ عالی سے گرہی جاتا ہے اس کے اسباب تقدیر کی ناسازگاری اور بے مہری نہین ہے بلکہ عمداً خودکشی سلطنت ہے یورپ مین جب ان خیالات کا وجود ہے تو ہندوستان مین جہان کنسر روشنی از منہ (پرانی باتون پر قایم رہتا) مضبوط ہے اور عوام الناس کے نزدیک حقوق

بادشاہ کی ذاتی نیک چلنی پر ترجیح رکھتے ہین بدرجہ اولی رہینگے۔
ایسے وقت مین جہان چوری اور قتل عزت سے دیکھی جاتی ہے اور موروثی
پیشون مین شمار کئے جاتے جہان کہیان ملک اپنے لوٹنے والی کو
ایک مخصوص خدا کے زیر نگرانی سونپدیتی ہین ہم بآسانی سمجھ سکتے ہین
کہ بادشاہت کے عمدہ صفات اکثر بادشاہون کو عبادت کی نظر سے
دیکھے جانیوالی عظمت عطا کرتے جو نہین ٹوٹ سکتی ہے۔
گو ہندوستان کی تاریخ انقلابات سلطنت قتل و تبدلات خاندانی سے
مملو ہے لیکن اگر اس کو بنظر غور پڑہین اور سمجہین ہولے کا تو یہ ثابت
ہوگا کہ عوام کا خیال بادشاہ کی نسبت ظل اللہ کا نہ ہونے کا بادشاہ کی خراب
اور زشت حکومت بھی جایز رکہنا ہے ہندوستان نے بڑے بڑے
صدمہ اٹھائے اور بڑے بڑے واقعہ دیکھے اوس کے سرسبز و شاداب
صوبے صدیون تک نہ صرف مغربی و شمالی حملہ آورون کے جنہون نے
ملک کو لوٹا اور برباد کردیا جولانگاہ رہے بلکہ خود ہند کی قومین جو اسمین
بستی تھین آپسمین لڑا مراکین اور ہندوستان ان خانہ جنگیون کا
بھی تختۂ مشق رہا لیکن عام طور سے ان قومون کا دل اپنے قدیم
شاہی خاندان کے ساتھہ وفادار رہا اور ہر فرد بشر اچھی اور بری
قسمت مین قوم اور ملک کی بہتری کے واسطے اپنی جان فدا کرنے کو

حاضر رہا۔
وہ ریاستین جو حملون کو روک سکتی تہین مانند اودے پور۔ جی پور
جودہ پور۔ یا وہ جو اپنے خوش نصیبی سے حملہ آورون کے راہ مین
نہ تھین یا وہ جو کہ ہمالیہ کے پہاڑون مین چہپے ہوے تھین مثل
حسامنڈی سکٹ سب ایسے شاہی خاندانون کے زیر حکومت تہین
جو ایسے قدیم تھے کہ اون کا نسب نامہ تاریخ نگاری کے قبل کے دہند
مین مفقود ہوگیا تھا اور ان خاندان کے بادشاہ فخر سے اپنا نسب
آفتاب سے ملاتے تھے ان سلطنتون پر نیک بد ستودہ خصال اور
بد اعمال ہر قسم کے بادشاہون نے حکمرانی کی لیکن رعایا نے سب کی
بالعموم فرمانبرداری کی اور کوئی خیال بغاوت یا مقابلہ کا کبھی اور کسی
حال مین نہین کیا اور یہی خاندان بے خوفی و اطمینان کے ساتھ
حکومت کرتے رہینگے اس زمانہ تک کہ انگلستان کے فتح ہند کا
نیا واقعہ مثل پرانے تاریخون کے اصطلاع کے مدارس مین پڑہا جائیگا
ان بادشاہون مین اکثر بادشاہ جسطرح کہ بے استطاعت و کم طاقت
ہین ایسا ہی گمنام و بے وقعت ہین ان مین کہ بعضے کے قبضہ تو صرف
ایک ٹوٹا ہوا قلعہ اور چند مربع میل پہاڑی زمین اور دو سو چار سو
روپئے آمدنی اور چند سپاہی جن کی تعداد ہم انگلیون پر گنکر بتا سکتے ہین

یہ حیات ابدی فوجی قوت سے اون کو ہرگز حاصل نہین ہوئی ان
چھوٹے بادشاہون کے جڑین مانند اون پہاڑون کے جو بارش
اور ٹھنڈے ہوا مین اگتے ہین زمین کے اندر جائے پکڑ چکے
ہین اس قدر تی مضبوطی اور استحکام کا موجب کچھ وہ اعتقاد ہے جو
بادشاہ کے ظل سبحانہ کے بارہ مین ہے اور کچھ کنتر ردی زم ہے
سادہ لوح راجپوت دہقان جسطرح آفتاب کے روشنی پر جو اوس کے
کھیت کو فائدہ پہونچاتی یا طوفان پر جو اوس کی زراعت کو برباد کرتا ہی
حرف گیر نہین ہوتا ہے اسی طرح ان بادشاہون کے حق پر رد و قدح
نہین کرتا۔

اسوقت ہندوستان مین بہت سے چھوٹے سلطنتین ہین چند اول درجے کے
ہین جن کے تاریخ ایک سرسری غور سے خیال کو دور کرتی ہے کہ فوجی آوارہ
گرد مشکل سے کامیاب کارستہ پاتا ہے۔

حیدر آباد بڑے ریاست جس کی بنا پر شاہنشاہ دہلی کے ایک صوبہ دار نے
ڈالی ہے اور بڑودہ اور گوالیار اور اندور کی مرہٹہ ریاستین اسلامی
ریاست بھوپال یہہ سب گذشتہ صدمے مین فیروزمند سپہ سالارون کے
جن کے پیدایش لاعلمی کے ظلمات مین ہے حسن سعی سے قایم ہوئے
ہین اور مہاراجہ کشمیر جو سرکار انگریزی کا ساختہ و پرداختہ ہے۔

یہ غیر ممکن ہے کہ یہ شاہی خاندان اپنے بانیوں کے دے ہوے ان ملک
مین باقی رہ سکتے اگر ایک عجیب و غریب طاقت ہندوستان کے
سرزمین مین مثل کوہ آتش فشان کے متمکن ہو جاتی موجودہ ریاستیں
اسی کی بدولت بحالت قیام نظر آرہے ہین اس طاقت سے مراد سرکار انگ
ہے جو روز افزون رعب و جلال کے ساتھ انیسوین صدی کی ترقی پذیری
الراقم
ر۔ و۔ ح۔ ی
از ورنگل

هو المعز

غزل مُصنّفه جوالا پرشاد المتخلص به فاضل حیدرآبادی

خلف رای موہن لعل مشرف توشکخانه اعلحضرت

در جشن بشارت جشن سالگرہ مبارک نواب نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر

خلد اللّٰه ملکه ودولته وایده اللّٰه بالنصر والظفر۔

مبادا پر غضب از خواب آن جانانه برخیزد
همانَدم فتنهٔ خوابیده در هر خانه برخیزد

نشیند آتشِ هجران ز آبِ وصلتِ جانان
بعزمِ بزمِ من او کاش از کاشانه برخیزد

شود گر شمعِ بزمِ بیقراری یاد چشمِ مست
بیابی موج از هر پر پروانه برخیزد

بیاموز این نماز ای شیخ از رندِ خراباتی
که گه از نشه برافتد گهی مستانه برخیزد

بدوش آه گردد گرد باد آسا سوار ای دل
بطوفِ کوئیت از خاکِ من دیوانه برخیزد

نمیدانم چه از سوز درون سوئے عدم رفتم
شرر از قبر بهر شمع چون پروانه برخیزد

ز واماندن نمی نالم که بختِ نارسا دارم
بخواب پا نوائی ناله چون افسانه برخیزد

اگر سجده ادا از روی خدا سازش نقاب آن بت
همانا نعرهٔ تکبیر از بتخانه برخیزد

بپرسیم که من چه آمد بدل او در بن زلفش / بشرح دل فگاری گر زبان شانه برخیزد

جنون من چو در میخانه طرح گریه اندازد / بجم از جوش صهبا شورش دیوانه برخیزد

ز خط سرمه چشم مست یاد از جام جم داده / خط ازرق ببینم من که زین پیمانه برخیزد

برای ذکر دندانش کنم ترتیب تسبیحی / ز مژگان رشته و از اشکهایم دانه برخیزد

بخوانم در ردیف دیگری فاضل غزل کنون / که از مضمون آن هر شعر من مستانه برخیزد

صدای قهقه از شیشه در میخانه میخیزد / ندای خنده ها از ساغر و پیمانه میخیزد

مغنی مست و نغمه مست و دف مست و جلاجل مست / نوای لی که میخیزد هم آن مستانه میخیزد

ابا باد بهاری خانه زات آباد دایم باد / که گوناگون ز فیضت گل بهر ویرانه میخیزد

زمین را نم نگر زابِ مرد داده اند اکنون / چو مخمل سبزه در صحرا و در کاشانه میخیزد

چه میدانی که این ابر بهاری چون سیه مست است / عصای تاک بگرفته از ان مستانه میخیزد

بباغ چشم او چینند گلهای نگه مردم / بسی گلشن آهو چشمی از رخساره میخیزد

بهر سو می عجب پرجوش این فصل بهار آنست / که گل از شمع و بلبل از پی پروانه میخیزد

درین هنگام خوش گشتم دچار از گلرخی ناگه / بپرسیدم چرا این عیش از هر خانه میخیزد

بگفتا جشن عقد سال عمر شاه در عالم / گشاد از دل گره هر کس از آن مستانه میخیزد

تعالی الله زهی شاهی که پیش عظمتش هر صبح / پی تعظیم مهر از چرخ بیتابانه میخیزد

بوصفی از صفات عالی **محبوب شاه ما** / چه زین الکن زبان و پوچ و هرزه خانه میخیزد

چو مدح بیکرانش کردنم دیوانگی باشد
بود بر تخت یارب جلوه فرما با برادران عیش
نشیند دائما از راج راحت شاه ما مسرور

بلی از بهر عالیشان این دل فرزانه میخیزد
باوج چرخ این خورشید تا شاهانه میخیزد
ز خم آسمان مهتاب تا مستانه میخیزد

ز جام فیض سلطان باده پیما پیشکارش باد
ز گل تا در گلستان شیشه و پیمانه میخیزد

ضروری نوٹس

مراسلت و کتابت۔ رسل و رسایل نامہ و پیام۔ منی آرڈر متفرق امور و شکایت خلاصہ یہ کہ جتنے امور دبدبہ اصفی سے متعلق ہین وہ سب راے ٹھاکر پرشاد صاحب شوق مہتمم دبدبہ آصفی کے نام سے کوچہ زنگ را و عقب دیوڑھی افضل گنج خانہ مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر حیدرآباد دکن روانہ کئے جائین ۔

اڈیٹر

نوٹس

یہہ رسالہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا۔ کُل حقوق بحق پندت رتن ناتھہ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر نے پنڈت سرشار صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا۔ اور پندت صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امرائے عظام سے .... عہ

(۲) پبلک سے .... ے

(۳) باہر والون سے اسکے علاوہ محصولڈاک ۴ر

ف۲ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے اونکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام رای ٹھاکر پرشاد صاحب شوق۔ محبوب پریس علاقہ مہاراجہ بہادر پیشکار سرکار عالی۔ بہیجنی چاہئے۔

نمبر (۵) یکم شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ جلد (۱)

العظمۃ للہ

خرامان شنوائی ارمغان پیمانہ [illegible]

[illegible] اعیدون کو پیش شاہ [illegible] جہان

دبدبہ آصفی

سنہ ۱۳۱۵ھ

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہہ ماہواری سالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہوا کریگے اور جسکی بانی

سابانی عالیجناب راجۂ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد تلمیذ

حضرت آصف ظلِ سبحانی پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین حسب الارشاد مہاراجہ

محتشم الیہ زیر نگرانی شاکر پرشاد بہادر شوق

محبوب پریس حیدرآباد دکن علاقہ پیشکاری [illegible] شائع

فہرست مضامین رسالہ دبدبۂ آصفی

نمبر سلسلہ	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	چنچل نار - ناول	از مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر
۲	۱۷	مسائل علم الہیات	از علیم الدین محمد وکیل
۳	۳۸	بحرِ مواج	از مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر
۴	۴۴	سوانح عمری مہاراجہ رنجیت سنگھ شیر پنجاب	روح - بی۔ اے ورنگل
۵	۵۳	غزل منصفہ جوالا پرشاد المتخلص بہ فاضل حیدرآبادی خلف رائے موہن لال	
۶	۵۶	ضروری نوٹس	از اڈیٹر

پانچوان چھلاوا

اس سادگی پہ کون نہ مرجای اے خدا
لڑتی ہین اور ہاتہہ مین تلوار بھی نہین

پاروتی - سندرا - گُن ونتی - یہہ تینون گاڑی مین سوار ہوکر قریب
قریب پانچ بجے کے سیر و تفریح کے لئے باہر نکلین -
شام سندر کا ایک مشہور باغ تہا - وہان پر اُتر گئین اس باغ مین ہنومان
کا ایک مندر ہے - منگل کے دن بہت سے لوگ مذہبًا عورت اور مرد پوجا کے
لئے آتے تھے - اور بعض صرف درشن کرکے چلے جاتے تھے - الغرض
انواع واقسام کے مخلوق جمع ہوتے تھے - لیکن شوقین گہورنے گھارنے
اور دل لگی کرنیکے لئے پہاٹک کے قریب ایک چبوترے پر ڈٹے ہوے
بیٹھے تھے - جہان کوئی پری چہم دیکھی لٹو ہوگئے - اگر ساتہہ کوئی مرد نہوا
اور دیکہا کہ عورت شوقین ہی - تو آوازے کسنے لگے

جب اِن تینون کی گاڑی گذری دفعتاً ایک نوجوان نے کہا ؎

اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتہہ مین تلوار بھی نہین

پاروتی نے مسکرا کر ابرو کے اشارے سے اسکے جگر مین تیر چلا دیا۔

نوجوان۔ ایک ٹہنڈی سانس بہر کر ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدہٗ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہٗ

پاروتی۔ اور سندرا۔ اشارت آشنا تہین کچہہ ملتی تو تہین نہین۔ سمجہہ گئین کہ ریجھ گیا۔

سُندرا نے پاروتی سے اپنی زبان مین کہا کیون بہن تم نے تو اسوقت غضب کیا۔ بہلا جان نہ پہچان خالہ جی سلام۔ یہہ کونسی بات تھی۔ جو اسکو چٹ سے اشارہ کر ہی تو دیا۔ اگر تیرے یہی ہتکنڈے ہین تو دل لگی دل لگی مین ایکروز کوئی مرد ہاتہہ ڈال دیگا۔ تو بُری ٹہرے گی۔ اور سچ یون ہی۔ بہن کہ تمکو دیکہکر اگر کوئی جوان مرد نہ ریجہے تو مین سمجہون۔ کہ یا تو مرد نہین ہے بدہیا ہے یا گدھا ہی۔ مگر تم سے اِس سے پہچانت نہین۔ یہہ بھی کہل کہیلا اور تم بھی کہل کہیلین۔

پاروتی۔ اری چہوکری۔ پہچانت کیا آپ سے آپ سے ہوتی ہے میل جول سے

پہچانت ہو جاتی ہی۔ مین تو اُسکو خوش کرونگی۔

سندرا۔ بھی شوخ و شنگ تھی۔ مگر پاروتی سے کم۔ آنکھوںمین ذرا لحاظ تہا۔ اور پاروتی پاک بیباک سوار کو گہوڑے پر سے اُتار لے۔ لیکن بند گُن ونتی بالکل ہی بہولی۔ اُسکو ان باتون سے کوئی واسطہ نہ مطلب کوئی ہنس دے تو آپ بھی ہنس دیتی تھی۔ کوئی بات نکرے تو آپ بھی خموش جیسی بہوٹیان ہوتی ہین۔

سندرا۔ اے ہے اگر وہ موا آجاے اور تم سے مطلب کی خواہش کرے تو پھر کیسی ہو اور تم کنواری عورت۔ وہ مرُدُوا۔

پاروتی۔ مین خوشی سے اُسکا مطلب پُورا کر دون موے کو مجھہ سے پتی چھم لی ہی کا سیکو ہوگی۔ تم ذرا چُپ رہو دیکھتی جاؤ۔ ایسا تگنی کا ناچ نچاؤن کہ عمر بہر یاد کرے۔ اب میرا کہنا مانو دیکھو بہن میری پیاری گنونتی تم اسکے پاس جاؤ۔

گنونتی (جہلاکر) ہم سے ایسی باتین نکیا کرو۔ مین اب سے تُم شُہدلون کے ساتھہ نہ جاؤن گی۔

پاروتی۔ مین تو اسپر ریجھ گئی ہون۔

سُندرا۔ ہان تو معاملہ کھرا کھرا ہے۔

گاڑی دیول کے پاس کہڑی ہو گئی۔ اور تینون اوتر کر دیول مین داخل

ہوئین۔
اب تینون سہیلیان ملکر ایک کنوین کے پاس جو نیگہٹ کے نام سے مشہور تہا۔ وہان جاکر کہڑی ہوگئین۔
سُندرا۔ کیون بہن ابہی تک تو بہگوان کی کرپا سے وہ مُوا ایا نہین۔
پاروتی۔ آئیگا نہین تو جائیگا کہان۔ مین نے تو سحر کیا ہی پورا جادو۔
سُندرا۔ (ہان بہن تمہارا حُسن ہی ایسا ہے۔
پاروتی۔ کیا بہن تیرا سندر روپ کچہہ کم ہے۔
سُندرا (کچہہ دلمین خوش ہوکر۔ اور مُسکراکر) نہین بہن سندر روپ تو تیرا ہی ہے۔ مین جہوٹ نہین کہتی۔ میرے پروس مین ایک لڑکا رہتا ہی تیرا ہی سے گوراچٹا۔ مین اُسکے ساتہہ لڑکپن سے کہیلی ہوی ہون۔ وہ ہاتہہ جوڑکر مجہہ سے کہنے لگا کہ بہن مین واری ہوجاؤن۔ اپنی اِس گوئیان سے اور کچہہ نہین تو مجہہ سے باتین ہی کروادو۔
پاروتی۔ کی نظر دہنے طرف کسیکے جانب پڑہی اور دبے دانتون سُندرا سے۔ کہا لو وہ تمہارے میان آرہے ہین۔
سُندرا۔ ہائین۔ گالی دیتی ہو مُنہ بند کرکے بس اب نہ بڑہنا کہین۔
پاروتی۔ اپنی مُنہ پر سے اُسکا ہاتہہ ہٹاکر دیکہو تو وہ آہی گیا۔
نوجوان (پہونچکر) لیجیے۔ آپکے ارشاد کے موافق ہم حاضر ہین۔ کیا حکم ہوتا ہے

آپنے اشارے سے بلایا تہا نا۔
پاروتی۔ ہان ہان بلایا تہا۔ مگر سچ سچ یہہ بتاؤ۔ کہ مجہپر لٹو ہو یا میری گوئیان سندرا پر۔
نوجوان۔ میری تو تمپر جان جاتی ہے۔
سندرا نے وہان سے جانا چاہا۔
پاروتی نے ساڑی پکڑ کر کہینچی۔ اور روک لیا۔
سندرا اپنے دیکہتی ہوی خموش۔ اُسکو یہہ خیال ہوا۔ کہ ایسا نہو۔ کوئی دیکہہ لے تو بس بُری ہو جاے ناموس پر دَہبا لگے۔
پاروتی۔ (نوجوان سے) تمنے کیا شعر پڑہا تہا۔
نوجوان۔ ہنسکر

اِس سادگی پہ کون نہ مرجاے ایخدا
لڑتے ہین اور ہاتہہ مین تلوار بہی نہین

پاروتی۔ سادگی کسکی تہین بہائی ہماری یا ہماری بہن سندرا کی۔
سندرا۔ ہائین بہن۔ کیون وہ کون ہم کون اب تو نے بیٹہ سے پاون نکالے۔ جیسی آپ ہو۔ ویسا ہی سب کو سمجہتی ہے۔ ناحق واہیات بات مُنہ سے نکالتی ہے۔
نوجوان کو جواب دینا مشکل ہوا۔ دیکہا کہ دونون جوان اور طرآر مین

سُندرا سیر تو پاروتی سوا سیر حسن مین ایک - عمر بھی قریب قریب دو تین سال
کا ایر پھیر چلئیے مین رہگیا -
پاروتی - کیون میان کچھہ ہنسو بولو -
نوجوان - ہم میان نہین - ہم مہاراج ہین - اور نہین تو لین کیا تم
ہنساؤ تو ہم ہنسین - رولاؤ تو روئین -
پاروتی - ہان تم مہاراج ہو تو لو ہم سندرا مہارانی بنگئین -
سُندرا - (چھپ کر) پھر اب سے کہو گی تو مین باولی مین کود پڑونگی
تم چاہے اُسکی جو بنو... ہمکو کیون بیچ مین سانتی ہو -
پاروتی - نے کہا میان کے ساتھہ کودنا - دونون ڈوب مرو - اور
نوجوان سے کہا - کیون جی کہو کسکی سادگی پسند ہے - جو پسند ہو وہ
حاضر -
نوجوان - ہم تو تمہاری سادگی پہ جان دئے ہین - وہ شعر تمہارے
حسب حال تہا - اب جو تم نے یہہ کہا کہ جو پسند ہو وہ حاضر ہے تو اب
(ہاتھہ جوڑ کر) کیا کہون، (پہر ہاتھہ جوڑ کر) میری پیاری تمپر جان جاتی
پاروتی - پہر کیا ہے چین ہی چین لگتا ہے - آؤ بیٹھو -
سُندرا (پاروتی کے کان مین) دیکھہ بہن اچھا نہین کوئی دیکھہ لے تو بُرا
پاروتی اری چُپ رہ چھوکری اب کیا وہ کہا جائیگا گرلٹو ہے - مین

ہی ایسا بناؤن کہ عمر بہر یاد کرے۔

گنونتی - اِن دونون کی باتین سنتی ہوی دل ہی دل مین ناراض۔ خموش چمن مین قریب کی کیاریون مین ٹہل رہی تھی۔ اور سوچ رہی تھی۔ کہ اب اِن کے ساتہہ کہین نجاؤن گی۔ یہہ مردون سے ہنستی بولتی ہین۔ اور خود چہیڑ خانی کرتی ہین۔

نوجوان آکر بٹیہ گیا۔

پاروتی اور سندرا دونون نے غور سے دیکہا تو اُسکے حُسن اور جوانی کا منتر چل گیا۔ اور سندرا کے کلیجے مین تیر عشق نے گہر کر لیا۔ اگرچہ پاروتی بھی کچہہ دیر تک اُسکی صورت گہورا کی۔ مگر عفت کوش تہی اُسکے دل مین بدی کا خیال ذرا نہ آیا۔ اور کوئی اثر نہین ہوا۔

پاروتی (نوجوان سے) کیون جی کیا مرضی ہے۔ کچہہ تو کہو تم آے کیون ہم سے کیا مطلب ہے۔

نوجوان - کیا کہون۔ مین تو تمہارا بے دام غلام ہون۔ مطلب ظاہر ہے۔ چاہے جلا لو۔ چاہے قتل کر ڈالو۔

پاروتی (ہنسکر) لو ابھی سے لٹو ہو گئے۔ اب رنگ لائی گلہری۔

نوجوان۔ آپ اپنا ٹہکانا اور نام تو بتلائیے۔

پاروتی۔ میرا نام کامنی دیا نند چہت کے مکان مین محلہ انارکلی جہان

انار کا باغ ہے رہتی ہون۔ اب جو تم سے جان پہچان ہو جائیگی تو تمہارے گہر مین رہا کرونگی۔

پاروتی (نوجوان سے) تمہارا نام کیا ہے۔

نوجوان۔ میرا نام رنبیر سنگہ راجپوت سپاہی ہون۔

پاروتی۔ سپاہی ہو کر عورتون کے بے دام غلام بھی ہو گئے۔

اِس بے تکلفی اور لطف کی باتون نے سُندرا کو بہی گُدگدایا۔ اگرچہ ایسی شوخ اور تیز مزاج نہ تہی۔ جیسی ہماری ہیروین۔ مگر تاہم اُسکی صحبت نے بہت کچہہ اسکو شوخ بنا لیا تہا۔

سُندرا۔ ہان ایسی ہی غلام ہوتے ہین۔ جو اپنے مان باپ کے نام کو ڈباتے ہین۔

پاروتی۔ ہان بہن سچ کہتی ہو۔ (نوجوان سے) تو تمہاری بیوی کیا کہتی ہین۔ ہم سے جو تمنے باتین کین تو یہہ جل مرین۔ سچ ہی سوتیا ڈاہ بُری ہوتی ہی۔

سُندرا۔ کون اسکی بیوی۔ اور کوئی ہوگی۔

نوجوان میری کہان قسمت کہ تم مین سے کوئی میری بیوی ہو۔

(کسی نے اواز دی۔ شام ہوتی ہی۔ بہت دور جانا ہے)

سُندرا۔ یہہ کون ہے۔

پاروتی۔ گاڑی بان ہوگا۔

نوجوان۔ افسوس اب جدائی کا وقت پہونچ گیا۔ کیا نامراد واپس جاؤن

(ٹھنڈی سانس بہر کر) تمھکو مین نے دیکہا کیون۔

پاروتی۔ نہین جی ہم تمکو بامراد بہیجنگے چلو اُس چمن مین۔ مین ابھی آتی ہون

نوجوان کی باچہین کہل گئین۔ سوچا کہ اب تو ضرور ہمارا منتر چل گیا۔

لو منگل ہی منگل ہی۔ پانچون گھی مین۔

جٹ سے ایک چمن مین جہان پانچ سات درخت آم کے سایہ دار

تھے۔ وہان جاکر اپنا رومال کاندہی سے نکال کر بچھا دیا۔

پاروتی۔ سندرا۔ دیکہو مُوے کا کیا حال کرکے آتی ہون۔

سُندرا۔ ہان حال بناتی ہو۔ کہ بنوا کے آتی ہو۔ دیکہو اُس لڑکے

سے تمہارا بیاہ ہوتا ہے۔ ایسا نکرنا۔ کہ کچہہ ہان گڑ بڑ ہو۔ نہین وہ بہری

بیٹہیگا۔

پاروتی۔ اری بہن یہہ سکہا کسی دوسری کو۔ وہ تو بے شک میرا ہی

ہوگیا۔ اُسکے سوا اب کسی دوسرے کو اور نظر سے گہورنا اپنے باپ سے

بُرا کرم کرنا ہے مگر ہان دل لگی ہے۔ اِس مین کچہہ بُرا نہین۔ اور اُس موے

بدکار کو تگنی کا ناچ نچاتی ہون۔

سندرا۔ اری بہن مرد کے نزدیک جانا اور پہر پاکدامن آنا۔ نہین تو

اسکا یقین نہین آتا - آگ اور پہوس کا میل کیا۔ جوان چہوکری مرد کی بغل مین ہو۔ اور پاک صاف آئے - یہہ کبہی سُنا ہی نہین -

پاروتی - اچہا تو خیر ہم سے قسم لو - کہ اگر تمہارے خاوند سے جو ہمارے بہنوئی ہین دو دو گال ہنسی بولنے اور اُلو بنانے کے سوا اور کوئی بات ہو - یا دلمین آئی ہو -

سُندرا - واہ بہن - خاوند کی ایک ہی کہی - وہ راجپوت برہمن - مین ایسی ہرجائی نہین ہون تیری سی کہ ایک کو سائی ایک کو بدہائی - تو تو پہنچ مان کے پیٹ مین کیونکر رہی تہی -

پاروتی - اے بہن - عشق کو ذات نہین - اگر میرا پیام اوس لڑکے سے ہوتا تو مین ضرور اُسی کے ساتہہ نمبر لگاتی - بُرا کیا ہی - خاصہ گبہرو ہے

سُندرا - کو یقین ہوگیا - کہ پاروتی اُسیطرح اسکو دہوکا دینی جاتی ہے جیسے حلوائی کے لونڈے کو دیا تہا - یہہ سوچکر کہا - جلد آنا - دیکہو رات ہوتی ہے -

پاروتی اُس چمن مین پہونچی نوجوان نے لپٹانا چاہا - اسقدر بے اختیار ہوگیا -

پاروتی نے جہڑک کر کہا خبردار بے اجازت ہاتہہ لگانا مُنہ کی کہائیگا -

نوجوان - افسوس ہائے افسوس - اب بہی اجازت کی ضرورت ہے

اچھا تم خود لپٹ جاؤ -
پاروتی نے کہا بازار کا سود ہے - ارے مین تو خود ریجھی ہون - تجھے اب کب چھوڑتی ہون - مگر بیاہ ہو جاے بے بیاہ کئے حرام کرنے سے دونون جہان مین مُنہ کالا ہوتا ہے -
نوجوان - خوش ہو کر اچھا تو کہو کس روز - کوئی دن جلدی مقرر کردو -
پاروتی - پرسون کے روز مین مین اپنے مکان جاتی ہون - تم ہم دونون وہان سے اور کسی دیول مین جا کر سہرا باندھ لین گے - مگر یہہ تو کہو - کہ تمہارا بیاہ ہوا کہ نہین -
نوجوان ہان میرا بیاہ ہوا ہے مگر مین اب اُسکو تمہاری باندی کر کے رکھون گا -
پاروتی ہان ایسا ہے تو مین بہی راضی - مین گوری ہون کہ وہ گوری ہے -
نوجوان - کہان تم کہان وہ - تم کو تو کلیجے مین رکھو - اب کیا یون ہی محروم واپس جاون -
پاروتی - مین نے تو کہا بس اب کل کا ایک دن بیچ مین ہے پرسون کے دن (آنکھہ مار کر) دونون ایک سیج پر ہونگے - پہر تو مین تمہاری ہون - جو چاہو سو کرو اختیار ہے -

نوجوان - مچھیان تو لینے دو۔
پاروتی۔ بس دور ہی سے چوم لو۔ جسم کو ہاتھہ نہ لگے۔
نوجوان۔ دورسے چومتا ہوا۔ ہاے وہ مزا کہان۔ جو لب و رخسار کے ساتھہ مزا ملتا ہے۔
پاروتی۔ تم بہی کیا جلد باز ہو۔ کہہ تو دیا۔ کہ پرسون کے روز چین ہی چین ہے۔ اتنی جلد بازی کیون کرتے ہو۔ بس یہی معاملہ ٹھیرا ئے آئی تہی۔ اب جاتی ہون۔ دورسے چوم کر۔ لو مین بھی تمہارا بوسہ لیتی ہون۔
نوجوان۔ ہاے غضب۔ ارے تم تو مجھے مار چلین میری جان میرا مُردہ دیکھے جو بے چومے جاے۔
پاروتی۔ بس اب رخصت۔ پرسون ملین گے یہہ جادہ جا۔
سندرا۔ کیون بہن کیا حال رہا۔
پاروتی۔ ہان بہن تیرا کہنا سچ نکلا۔ کہ عورت و مرد جب ایک جگہہ ہوتے ہین۔ اور جبکی محبّت ہوتی ہے وہان عصمت کا بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔
سندرا (تالی بجاکر) مین جب ہی تاڑ گئی تھی۔ دور ہو یہان سے چل ہٹ یہان سے باپ مان کا نام بد کیا۔ اچہا یہہ سچ سچ بتادے کہ خوب لپٹا

کے پیار اُس نے کیا تہا تونے زیادہ لپٹایا تہا - کہ اُس نے -

پاروتی دو ہزار مچھیان لین گال چہل چہل گئی - مگر وہ تیرے قابل ہے - اری سٹرن سودائی ہوی ہے ایسا مال چھوڑے دیتی ہے دوانی - چل مین اُسکے پاس سُلادون -

سُندرا - (کچہہ سوچ کر) اب تو تو اُسکی ہوگئی - مین جاؤن گی تو تجھکو سوتیاڈاہ ہوجائیگی -

پاروتی - نہین بہن - مین خود پیش کرونگی - ہم تم دونون اُسکے ہوجائین - تو مجہہ سے لڑنہ بین تجہہ سے -

سُندرا - (خوش ہوکر) ہان یہہ مانا -

راوی - حضرات ناظرین اب غور کیجے - کہ عورت کا کوئی اعتبار نہین -

	زنان راکید ہاے بس عظیم ست	ع

پاروتی شوخ اور منہوٹر تو تھی ہی - مرد کے پاس سے پاک و صاف آئی - ہاتہہ تک نہین لگانے دیا - اور سندرا سے کہا - کہ بہن تو سچ کہتی تھی - آگ پھوس کا ساتہہ کیا -) اور پہر سندرا کو چکما دیکر کہ اری سٹرن ایسا مال چھوڑتی ہے قبولوالیا - اور جوان چھوکری بس پہسل گئی - اور کہدیا - کہ اچھا اگر تو سوتیاڈاہ نکرے تو جو تو کہے وہ کرون - یعنے مجھے بہی سُلا دے جس دن کا پاروتی نے

جہوٹ موٹ اُس نوجوان اپنے عاشق سے ملنے کا اقرار کیا تہا۔ اُس دن سُندرا خوب بن ٹہن کے سولہ سنگار کرکے بڑے ٹہسے کے ساتہہ پاروتی کے ہان آئی۔ کپڑے اچہے۔ کامدانی کی ساری جامدانی کی کُرتی سفید جیسے بگلے کا پر۔ گہنے سے لدی ہوی۔ جیسے گوندنی۔ عطر مین ڈوبی ہوی پاروتی نے سر سے پاؤن تک دیکہا دل ہی دل مین ہنسی مگر چالاک تو انتہا سے زیادہ تہی۔ سندرا سے کچہہ نہ کہا۔ اسوقت سندرا کا جوبن پاروتی کے جوبن سے مصنوعی طور پر بڑہا ہوا تہا۔

سُندرا۔ کہو بہن آجکا وعدہ ہے نا۔ پہر چلو وہ بیچارہ آیا ہوگا۔

پاروتی۔ (بناوٹ کرکے) اری بہن مین رسّیان توڑا کے جاتی۔ مگر سر مین درد اسقدر ہے کہ کیا کہون سر پہٹا پڑتا ہے مجہے ڈر ہے کہ آدہا سیسی نہ ہوجائے۔

پاروتی آزماتی تہی کہ دیکہون سندرا کو میری کتنی مُحبت ہے اور اُس نوجوان پر کتنی ریجہی ہوی ہے۔ ایک آدمی کو سمجہا دیا تہا کہ جو مین کہون اُسکے جواب مین تو یہہ کہنا۔

پاروتی۔ ارے کوی ہے ذرا ادہر آو۔

آواز۔ حاضر۔

پاروتی - جاکے بید راج مہراج کو تو بلا لاؤ - اُف سر پھٹا پڑتا ہے
یہہ کہکر پاروتی نے سندرا کے پھر آزمانے کے لئے آنکہہ بند کر لی
اور تہوڑی دیر کے بعد آنکہہ کہولی تو دیکہا سندرا غائب - پوچہا -
سندرا کہان گئی - معلوم ہوا چلی گئی - پاروتی صاف تاڑ گئی - اب سُنئے
کہ سندرا یہان سے سیدہی ٹڑے اندارسے پہونچی - اور اُس مکان
مین داخل ہوی - جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہہ ایک بدکار عورت
کا مکان تہا - اور دچت ایک لچا اُس کا آشنا تہا - اُس مکان
مین تمام دنیا کی بدکاریان ہوتی تہین - سندرا کی اُس عورت نے
بڑی خاطرداری کی - یہہ تو نوجوان نوخیز نوخاستہ عورتون کے
سبب سے پلتی ہی تہی - سندرا نے صاف صاف حال دل کہدیا
اور اُسی وقت وہ نوجوان بہی وہان حسب وعدہ موجود - سندرا
کی اور اُسکی چار آنکہین ہوئین - اُس عورت کا نام جمنا بائی تہا -
جو اُس مکان کی مالکہ تہی - اُس نے جہٹ پٹ ایک حجرے
کو کہلوا دیا - سندرا اور اُس نوجوان کو وہان لیگئی - ایک
دوسرے کو لپٹ کر فرط مسرت سے خوب روے - نوجوان نے
کہا - کیون میری پیاری سندرا تجہکو معلوم ہوگا - کہ مین پاروتی سے
باتین کر رہا تہا مگر دل تمہارے طرف تہا - سندرا بولی ہان تم نے

جو اشارے مجھہ سے کئے تھے ۔ مین جب ہی تاڑ گئی تھی یہہ باتین
ہو رہی تھین ۔ کہ اُس مشّاطہ پیرزال سے نہ ہو سکی اور برف لا کر رکھی
اور کہا ۔ کہ مین گزک منگواتی ہون ۔ مچھلی کے کباب تیار ہین ۔ اور
شکم پُر کباب اور سب سامان گزک کا ابھی آتا ہے ۔
ایک گھنٹے کے بعد سُندرا اور وہ نوجوان حجرے سے باہر آئے
اسکے سوا اور ہم کچھہ نہین کہہ سکتے ۔

	میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست	

مسائل علم الہیات

ذات واجب بسیط ہے اور اوسکا کوئی جز نہین

خدا کی عظمت وشان کی کیا حد[ف۱] ہوسکتی ہے۔ نہ اوسکی لئے ایسا طرف ہو اور نہ ایسی نہایت ہے جسطرح کہ نقطہ خط[ف۲] کے لئے طرف ہے۔ خط سطح کے لئے۔ سطح جسم کے لئے۔ بلکہ اوسکی

ف۱ یعنی محصور نہین ہی حدود ومکان شکل کے ساتھہ جسطرح کہ بعض لوگون نے اللہ کو۔ ثم استوی علی العرش" کہکر عرش ہی پہ متمکن کر دیا ہو بلکہ حد کے معنی یہ بھی ہین کہ ممکن کے ساتھہ باعتبار ذات[۱] وجود[۲] کے متحد نہین ہی۔ اور معلم ثانی نے یہ معنی بھی لئے ہین کہ موجودات متحد ہین ذاتاً وجوداً باعتبار لغت اللہ تعالے ۱۲

ف۲ مقدار منقسم ہو جہتہ واحد مین تو وہ خط ہی۔ اگر منقسم بدو جہتہ ہو تو وہ سطح ہی اگر منقسم جہات ثلاثہ (طول۔ عرض۔ عمق) مین ہو تو وہ جسم تعلیمی ہی ۱۲

ذات یک ایسی شان بسیط ہو کہ جسکا کوئی جز و نہین ۔ کیونکہ اگر ذات واجب کے اجزا مانے جاوین تو یہ اجزا ر یا اجزا ر حقیقیہ ہونگے ۔ یا اجزا ر ذہنیہ ہونگے ۔ یا خارجیہ ہونگے ۔ تو ہر ایسی صورت مین ذات واجب محتاج ہوگی اون اجزا ر کی طرف جسکے بغیر اوس ذات کا وجود نا ممکن ہے ۔

پس اگر اجزا ر ، اجزا ر حقیقیہ ہون تو اجزا ر حقیقیۃً آلیفیہ ہو اکرتے ہین جسکی ترکیب سے ذات کل پیدا ہوتی ہے اور یہ اجزا ر ذاتی مقدم ہونگے بلحاظ ذات وجود کے کل پر اور کل محتاج ہوگا انکی طرف ۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ ذات محتاج ہو ذاتیات کی طرف جس طرح کہ ذات وذاتیات کی شان ہے ۔ پس احتیاج ذات کو لاحق ہوگی جو منافی وجوب ذاتی ہے کیونکہ ذات واجب ان تمام باتون سے مُنزّہ ومبرہ ہو ۔ اور وہ ہر شے پہ قادر ہے ۔

اب اگر ذات واجب کے اجزا ر ذہنی وخارجی مانے جاوین تو پھر یہ اجزا ر علت ہونگے ذات کے لئے جس طرح کہ وجود اجزا ر علت واقعہ ہوتا ہے وجود کُل کے لئے ۔ پس ایسے صورت مین وجود کل یعنے (ذات) معلول ہوگی اور متاخر ہوگی علت سے جسطرح کہ معلول کا خاصہ ہے اور یہ تاخر یا زمانی یا تاخر ذاتی ہوگا ۔ .... ۔ اگر تاخر ذاتی ہو تو حدوث ذاتی لازم ہوگا اگر تاخر زمانی ہو تو حدوث زمانی ۔ اور یہ کہ حیثیات ممکنات کے خاصہ ہین نہ واجب کے ۔ اور نیز اجزا ر خارجیہ یکدوسرے کے ساتھ خارج اور ذہن

مین باعتبار ذات وجود کے متحد نہین ہوتے۔ بلکہ ہر یک جزو کے سلئے
یک علیحدہ مستقل وجود ہوتا ہے جو دوسرے کے ساتھہ خارج مین مغائر
ہوتا ہے۔ اور یک دوسرے کے وجود کی تمیز بھی ذہن مین علیحدہ ہوتی
ہے۔ پس اجزار خارجیہ کے مفروضہ صورت مین ممکن نہین کہ بعض کا حمل
بعض پہ۔ یا بعض کا حمل کل پر کیا جا سکے۔ لہذا اگر ذات واجب کے اجزار
مانے جاوینگے تو یقیناً واجب بھی باعتبار ذات کے محتاج ہوگا اون
اجزار کی طرف باعتبار وجود کے۔ تو ہر ایسی حالت مین واجب باعتبار
نفس ذات کے عاری ہوگا وجود سے کیونکہ جو چیز محتاج ہوگی یک
دوسری شئے کی طرف تو وہ چیز (محتاج) حکم مین معدوم کی ہے۔ پس
ذات واجب کو باعتبار ذات کے معدوم ماننا پڑے گا۔ اور یہ بالکل
وجوب ذاتی کے منافی ہے۔ کیونکہ وجوب ذاتی سے وہ شئے مراد ہے
جو عدم کو قبول نکرے۔

محققین کی یک دوسری دلیل ابطال اجزاے واجب کی

محققین نے ایک اور دلیل اسکی نسبت بیان کی ہو وہ یہ ہے کہ اگر ذات واجب کے اجزار مانے
جاوین تو یہ اجزار یا تو ممکنات سے ہونگے۔ یا ممتنعات سے۔ یا واجبات
سے۔ اگر اجزار اجزار ممکنہ ہون تو اجزار ممکنہ کے رفع ہو جانے سے
ذات واجب بھی رفع ہوگی۔ پس واجب کا ارتفاع اس سے لازم آویگا۔

اور واجب واجب ٹھہریگا اور یہ محال وممتنع ہے۔
اگر اجزا ر اجزار ممتنعہ ہون تو امتناع اجزار مستلزم ہے امتناع کُل کو۔ اور یہ ظاہر دلیل ہے اسی کے باطل ہونے کے۔ اگر اجزار اجزار واجبہ ہون تو تعدد واجب لازم ہوگا۔ اور ذات واجب یک حقیقت محصلہ نرہیگی بلکہ یک امر اعتباری ہوگی۔ اور واجب کا متعدد ہونا دلیل عقلی و شرعی کے مخالف ہے۔ اور قطع نظر اسکے اجزار واجبہ مین علاقۂ افتقار نہین ہوتا۔ جس طرح کہ ممکنات مین ہوا کرتا ہے۔ پس ترکیب حقیقی جو بغیر علاقۂ افتقار کے پیدا نہین ہوسکتی اجزار واجبہ مین متحقق نہوگی۔ اگرچہ بعض لوگون نے ترکیب حقیقی مین علاقہ افتقار کو غیر مسلم مانا ہے اور یون اعتراض کیا ہے کہ اجزار واجبہ مین ممکن ہے کہ یک ایسا علاقہ خاصہ ہو جو باعتبار نفس الامر مجہول الکنہ ہو۔ اور اوسکی اجزا مستغنی ہون یک دوسرے سے مگر متفق علیہ بات یہ ہے کہ محققین نے اس قسم کے علاقہ کو اجزار واجبہ مین تحصیل حقیقت سے مانع بتلایا ہے۔ غرضکہ جسطرح ذات واجب اجزا حقیقیہ نہین رکھ سکتے اسیطرح اجزا تحلیلیہ و مقداریہ بھی نہین ہوسکتے۔ کیونکہ یہ اجزار لوازمات جسم سے ہین اور ذات پاک جسم[۵] سے

---

[۵] جسم ہمیشہ مادہ کا محتاج ہوتا ہے اور مادہ صورت کا۔ پس اگر ذات واجب کیلئے جسم مانا جاوے تو ذات مرکب ہوگی ہیولیٰ۔ صورت۔ و مادہ سے۔ اور یہ ترکیب منافی ہے وجوب ذاتی کے کیونکہ ذات واجب بسیط ہے۔ یہ مذہب اشراقین کا ہے۔ ۱۲ پس جسم وہ چیز ہے جو قابل ہو ابعاد ثلاثہ کے لئے اور ہر جسم محتاج ہوتا ہے کمیت کی طرف اور شان کمیت شان واجب سے

مغائر ہے۔

متبرا ہے۔

ذات واجب کا تصور بالکنہ بکنھنہ نہین ہو سکتا۔ اور اوسکا وجود و تشخص عین اوسکی ذات ہے۔	ذات واجب بسیط ہے۔ اور اوسکا تصور بالکنہ وبکنھنہ۔ نہین ہو سکتا۔ کیونکہ جزو بسیط کے اجزاء حقیقۃ نہین ہوتے۔ اور علم بالکنہ اجزاحقیقۃ کے سات ہوا کرتا ہے جبکہ انسان کا تصور اوسکے

ذاتیات مثل (حیوان۔ناطق) کے ساتھہ کیا جاتا ہے۔ پس یہ ذاتیات اگر ذات شے کے معلومیت کا سبب ہون تو علم بالکنہ ہوگا۔ ورنہ بکنھنہ۔

علم بالکنہ ہونے کی اوپر دلیل گذری اب علم بکنھنہ اسوجہ سے جائز نہین کہ وجود خاص ذات کو واجب اور اوسکا تشخص عین ذات ہے۔ اور واجب بالذات غنی بذات ہے۔ پس جب ذات واجب کا تصور ذہن مین حاصل ہوگا تو یہ ذات متشخص ہوگی باعتبار تشخص کے۔ اور یہہ

(۱) جمہور حکما اور متکلمین و محققین صوفیا کرام اور امام احمد غزالی۔ و ابی حنیفہ امام اعظم۔ اور شیخ رئیس۔ ان سب نے اسبات پہ اتفاق کیا ہے کہ ذات واجب کا تصور بالکنہ نہین ہو سکتا۔ اور اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ اسکا امتناع اور اس کا عدم جائز نہین ہے[۱۲]

(از مولف)

تشخص یا تشخص خارجی کے مطابق ہو گا۔یا مغایر۔اگر مطابق ہو گا تو ذات
واجب کو احتیاج لاحق ہو گی علت جاعلی کی طرف اگر مغائر ہو گا تو یہہ
بات لازم ہو گی کہ شخص واحد کے لئے دو شخص لازم ہون اور یہ
محال ہے۔
آب اگر یہ کہا جاوے کہ جائز ہے کہ شخص واحد کے لئے دو شخص
ہون یک خارج مین دوسرے ذہن مین اور محال وبطلان تو اُس
صورت مین ہے جبکہ دونون شخص ایک ہی جنس سی ہون۔
تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ تشخص سے مراد محققین کے پاس وہ
چیز ہے جو امتیاز کا فائدہ دیوے جمیع ما عدا سے مفروض کو عام ازین
کہ کلی ہو یا جزی۔خارجی ہو یا ذہنی۔پس جبکہ یک شخص کے لئے امتیاز
باعتبار تشخص خارجی حاصل ہو جاوے تو اب تشخص ذہنی کی ضرورت
اسلئے باقی نہین رہتی کہ اوس سے کوئی فائدۂ امتیاز حاصل نہین
ہوتا۔کیونکہ اگر اِس صورت مین تشخص ذہنی بھی فائدہ امتیاز دیوی تو تحصیل
حاصل لازم آوے گا جو محال ہی۔
اور بعض نے اسپر بھی موشگافی کی ہے اور یون کہا ہے کہ تشخص خارجی
اگر امتیاز کا فائدہ دے سکتا ہے تو صرف اشخاص خارجیہ سے کیونکہ
اشخاص ذہنیہ سے مغائر ہین۔اور اسی طرح تشخص ذہنی تشخصات ذہنیہ سے

امتیاز کا فائدہ دے سکتا ہے نہ تشخصات خارجیہ سے۔ پس ممکن ہے کہ ایک
شخص کے لئے امتیاز کا فائدہ دونون طریقون سے جائز ہو سکے۔ جسکے
درحقیقت یہہ معنے ہین کہ ذات واجب باعتبار وجود تشخص خارجی کے
واجب بذات ہو۔ اور باعتبار تشخص ذہنی کے ممکن بذات۔ اور یہہ کبھی
تسلیم نہین کیا جا سکتا کہ تعدد تشخصات مطلقاً باطل ہے۔ کیونکہ طبایع کلیہ۔
مشخص ہوا کرتے ہین باعتبار تشخص کثیرہ کے ذہن اور خارج مین بضمن افراد۔
پس سطرح جائز ہے کہ تشخص ذات واجب الوجود ہو سکے۔ اور حاصل
ہو سکے امتیاز اشخاص کے لئے بذات۔ اور طبائع کے لئے بالعرض۔
ان سبکا یہ جواب ہے کہ تصور شئے کماہی ہی جس طرح کہ خارج مین ہے
ذہن مین نہین ہو سکتا۔ بلکہ بسبیل علم خواص مختلفہ اور طبائع کلیہ ہوتے ہین
اور جب ایک چیز کا اعتبار باعتبار تشخص خارجی حاصل ہو جاتا ہے تو تشخص ذہنی
سے کوئی فائدہ امتیاز نہین حاصل ہوتا۔
غرضکہ وجود واجب اور اوسکا تشخص عین اوسکی ذات ہی۔ کیونکہ اگر ایسا نہو
یا وہ تشخص با وجود جزو ذات ہو گا۔ یا زائد بر ذات۔ اور جزو ذات ہونا۔
باطل ہی کیونکہ ذات واجب بسیط ہے اور زائد بر ذات ہونا اسوجہ سے
باطل ہی کہ زائد کی تین حالتین ہین۔
۱۔ یا وہ امر زائد قائم منضم ہو گا۔ یعنے وہ زائد جو قائم ہو واجب کے ساتھ

جس طرح کہ سیاہی جسم کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسکو اتصاف انضمامی۔ کہتے ہین اور اسکے یہ معنی ہین کہ موصوف وصفت موجود ہون ظرف اتصاف مین۔

۲- یا وہ امر زائد انتزاع ہوگا۔ یعنے یہ کہ موصوف ظرف اتصاف مین ہوے مگر اس حیثیت سے کہ کبھی صفت منتزع ہو سکے اسکو اتصاف انتزاعی کہتے ہین۔

۳- یا وہ زائد امر منفصل ہوگا۔ یعنے جس طرح کہ کپڑا جسم سے اوتار دیا جاتا ہے پس ان حالتون مین سے زائد کا امر منفصل ہونا اسوجہ سے باطل ہے کہ وجود و تشخص یہ دونو محمول ہوتے ہین واجب پہ اور امر منفصل کبھی محمول نہین ہوسکتا۔

اور قیام منضم اسوجہ سے باطل ہے کہ یہ محتاج ہے طرف قائم کے اور اوسکے کہ جسکی وجہ سے یہ قائم ہے اور احتیاج خاصہ ہے ممکن کا۔ اور ممکن مستلزم ہے علت کو تو اسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ وجود واجب کے لئے بھی یک ہو۔ اور نہو گی وہ علت مگر وہی اوسکی ذات۔ اور اگر یہ تسلیم نکیا جاوے تو واجب واجب نرہیگا۔

بعض محققین نے اسپر بھی اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ علت خاصہ ہے وجود کا اور کوئی شے موجود نہین ہوسکتی جبتک کہ اوسکے تشیون سے

افادہ وجود ہو۔ پس جبکہ واجب علت ہوگا خود اپنے وجود کے لئے تو چونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول سے لہذا وجود واجب خود اوسکے وجود پر مقدم ہوگا۔ اور امام رازی نے اگرچہ علت کے مقدم ہونیکو تسلیم کیا ہے مگر اوسکا تقدم باعتبار وجود کے نہین مانا ہے۔ اور نیز سید شریف علامہ نے شرح مواقف مین یون کہا ہے کہ جب ذات واجب خود اپنے وجود کی آپ علت ہوگا تو وہی وجود معلول ہوگا۔ لہذا اس سے دور لازم آوے گا اور اگر ایسا نہو تو ضرور تسلسل پیدا ہوگا جو محال و ممتنع ہے۔ پس نتیجہ یہ کہ زائد کی ہر تین ۳ حالتین۔ باطل ہین اور ذات واجب بسیط ہے اور اوسکا تشخص وجود عین اوسکی ذات ہے۔

کیفیت علم واجب اور اوسکے مختلف مذاہب کا

فن الہیات کے مسائل مین سے علم الٰہی کا مسئلہ ایک ایسا سخت و مشکل مسئلہ ہے کہ جسمین بڑے سے بڑے عقلا چکرا گئے ہین۔ اور درحقیقت یہ وہ اہم مسئلہ ہے کہ جس مین صم و بکم صفت گفت و شنید است اینجا کے سوا اور کوئی علاج نہین معلوم ہوتا۔ پس جسقدر حکما نے اسکی تحقیق کی ہے اوسی قدر اوسمین مختلف مذاہب پیدا ہوتے گئے ہین۔ یہان تک کہ حکیم ارسطو۔ اور بو علی بو نصر فاریابی سا شخص علم حصولی کا قائل رہا۔ اور اقسام عقلیہ علم واجب

ممکنات کے ساتھہ (۵) قرار دئے گئے ہین جنمین سب نے موشگافی کی ہے اور اس موشگافی کی وجہ سے کل (۱۰) مذاہب اسمین پیدا ہوے۔ مگر الحق مر۔ والحق یعلو ولا یعلیٰ۔ جو بات سچی ہے وہ ہر شخص کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور ہر فطرت اسکو قبول کرتی ہے۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ پہلے ہر چیز کے اوسکی بنا کا تصور ہوا کرتا ہے۔ اور من بعد پھر یہی بنا پائی جاتی ہے اور موافق ہوتی ہے اوس تصور کے ساتھہ اور پھر یہ تصور مطابق ہوتا ہے علم سابق کے ساتھہ۔ پس واجب الوجود کے علم ممکنات کا بھی یہی حال ہے۔ کہ جس نے قبل پیدا کرنے کے جان لیا تھا۔ اور پھر بعد پیدا ہونے کے مطابق تھا علم اوسکا علم سابق کے ساتھہ۔ پس وہ علم سابق علم فعلی تھا۔ اور علم ما بعد علم تفصیل۔

اب ہم اون پانچ (۵) اقسام عقلیہ کو بیان کرتے ہین۔ کہ جن سے معلوم ہوگا کہ خدا کا علم ممکنات کے ساتھہ ان ذیل کے احتمالات سے خالی نہین ہے۔

(۱) یہ کہ علم اوسکا (واجب کا) ممکنات کے ساتھہ عین ذات ہوگا۔

(۲) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھہ جزو ذات ہوگا۔

(۳) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھہ قائم منضم ہوگا۔

(۴) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھہ منتزع ہوگا۔

(۵) یہ کہ علم اوسکا ممکنات کے ساتھہ امر منفصل ہوگا۔

باقی حال ان پانچ احتمالات مین سے صورت ثانی تو اسوجہ سے باطل ہے
کہ ذات واجب بسیط ہی اور اوسکا کوئی جزو نہین ہے۔ اور صورت ثالث
اسوجہ سے باطل ہے کہ قیام و انضمام باعتبار عدد معلومات کے ہوگا
یعنے یہ کہ جو علم ذات (زید) سے حاصل ہوگا۔ وہ ضرور مغایر ہوگا اُس
علم سے جو (عمرو) سے حاصل ہوا ہی۔ اور اسیطرح چونکہ معلومات غیر متناہی
ہوتے ہین۔ پس علم بہی اوسکا غیر متناہی ہوگا۔ اور عام ازین کہ یہہ امور
معلوم مستقبل ہون۔ یا حال ہون۔ یا ماضی بہر صورت یہہ مترتب ہونگے
بذات ترتیب زمانی۔ یا طبعی کے ساتہہ ایک سلسلہ معدات تک۔
پس علم ان معلومات کا مترتب ہوگا بالعرض اس حیثیت سے کہ لعین ہوگا
اول کا اسیطرح یہہ سلسلہ امور غیر متناہیہ مین الی نہایت
پہونچے گا۔ اگرچہ باعتبار ترتیب عرض کے ہی سہی پس ایسا تسلسل
منع ہے لہذا صورت ثالث بھی باطل ہی۔

(۱) اس سے مراد وہ ترتیب ہی کہ متقدم قبل ہو خر کے ہو اور اس حیثیت سے کہ ان
دونون کا یک حیثیت سی یک جگہ اجتماع ہو سکے جیسی متقدم بعض اجزا کا بعض پر
یا تقدم طوفان نوح کا ہمارے پر ۱۲

(۲) اس سے مراد یہہ ہے کہ متقدم محتاج ہوے اوسکی طرف آخر کیلئے بدون علت تامہ کے جیسی کہ تقدم ایک کا دو پر

(۳) مادہ استعداد کو کہتے ہین۔ جیسے مادہ قبول صورت وغیرہ ۱۲

قطع نظر اسکے جب خدا نے عقل اول کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو علم عقل اوّل ـ عقل اول سے یہی مقدم تہا اور یہی امر منضم ہے اسیوجہ سی اسکو معلول اول کہتے ہین۔ اور معلول اول کا مرتبہ ممکنات مین قوی مانا گیا ہی کیونکہ اگر معلول اول اقوی ہوگا تو با اقوائی پایا جاویگا۔ درجہ وجود مین جس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ واحد سے یک ہی درجۂ واحد مین دو فعل صادر ہون حالانکہ معقولین نے اسکو منع کیا ہی۔ پس وہ اقوائی پایا جاویگا بعد وجود کے تو ہر ایسی صورت مین علت معلول کے پہلے ہوگی۔ اور معلول اول درحقیقت یک واسطہ ہی۔ معلول ثانی کے صدور کا اور ثانی ثالث کا اور ثالث رابع۔ کا اسیطرح یہ سلسلہ الی نہایت جاویگا۔

یا وہ اقوائی مطلقاً پایا نجاویگا تو اس حالت مین اسکا نہ پایا جانا علت کیلیے معدومیت کا ثبوت ہے کیونکہ اقوائی مین اسبات کی بھی صلاحیت ہوتی ہی کہ وہ یک دوسریکے لئے علت بن سکے۔

اب ہم ان احتمالات ثالثہ (یعنے علم واجب کا قایم منضم ہونا۔ امر انتزاعی ہونا۔ امر منفصل ہونا) کا بطلان حسب ذیل ثابت کرتے ہین جس سے ثابت ہوگا کہ علم واجب نہ جزو ہی نہ قایم منضم ہے نہ امر منتزع ہے۔ نہ امر منفصل ہے بلکہ عین اوس کا ہی۔ کیونکہ جزو ہونا تو اس وجہ سے باطل ہی کہ وہ بسیط ہی۔ اور قایم منضم اس وجہ سے کہ اوس سے احتیاج لازم آتا ہی۔

جو خاصہ ممکن ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اور امر انتزاعی اسوجہ
سے باطل ہے کہ امور انتزاعیہ انکشاف مین اور
یہہ انکشاف یا تو باعتبار منشا ، ہو۔ یا باعتبار نفس
مفہوم انتزاعی۔ اگر باعتبار منشا ، ہو تو پہر وہی۔
اعتراضات لازم ہونگے کہ یہ منشار یا عین علم ہے۔ یا جزو علم۔ یا امر منضم
یا امر منفصل سب باطل ہین اور صورت اول (عین علم) حق ہے۔ اگر
باعتبار نفس مفہوم انتزاعی ہو تو امور انتزاعیہ مین علم انتزاع یک تسلسل
بالانہایت سکے بعد حاصل ہوتا ہے اور پہر من بعد اسکے یہی امر انتزاعی امر منضم
ہوجاتا ہے۔

پس جسطرح کہ امر منضم کے ابطال کے دلایل اوپر گذرے اوسی طرح یہان
بھی وہ پیدا ہوتے ہین لہذا یہ احتمال بھی باطل ہے۔ اب صرف یہ احتمال
باقی رہگیا کہ (علم واجب امر منفصل ہے) اسکے بطلان کے کئی وجوہ ہین
اولاً یہ کہ جب علم واجب امر منفصل ہوگا تو واجب بذات نہو گا بلکہ ممکن ہوگا
کیونکہ واجب بذات امر منفصل نہین ہوسکتا۔ اور یہ امر کہ اوسکا علم ممکن
ہے صریحاً باطل ہے کیونکہ علم یہ اوسکے کمالیت کی صفت ہے جہان پر کہ
عقل اول کی رسائی بھی ناممکن ہے۔ اور قطع نظر اِسکے صدور معلومات
ذات واجب سے یا تو بحالت اضطرار ماننا پڑے گا۔ یا بحالت اختیار

اور اضطرار اسوجہ سے باطل ہی کہ حالت اضطرار مین علم سابقہ کا وجود نہین
ہوتا۔ اور حالت اختیار جسمین موجد مختار ہوتا ہے اور قبل از ایجاد اُسکو
اوس شئے کا علم رہتا ہے جسکو وہ چاہے ایجاد کرے یا نکرے۔ لہذا اس علم
سابقہ کی وہی صورت محققین کے پاس معتبر ہے کہ جسمین علم سابقہ عین ذات ہے
اور باقی مردود۔

ثانیاً یہہ کہ جب علم واجب امر منفصل مانا جاوے تو نسبت جہل خدا کی شان
مین ماننا پڑیگا۔ کیونکہ اوسکی ذات و صفت جو درحقیقت ایک ہی شئی ہی علوم
منفصلات پہ مقدم ہین۔ کہ جب امر منفصل کا انتفاء ہوگا تو لامحالہ اس صورت
مین خدا کے نسبت۔ نسبت جہل لازم ہوگی۔ حالانکہ اوسکی شان پاک و بے نیاز ہے
ثالثاً یہہ کہ علوم منفصلات غیر متناہی ہوتے ہین کیونکہ امور معلومات کی کوی
انتہا نہین۔ پس جسطرح کہ معلومات واجب غیر متناہی ہین اوسطرح اونکے
علوم ہہی۔ اب یہ معلومات مترتب ہوتے ہین بالذات اور علوم مترتب ہوتے ہین
بالعرض اس حیثیت سے کہ تعین ہوتا ہی اول ثانی کا۔ اوسیطرح با معلومات
موجود ہوتے ہین بالفعل اگر نہ موجود ہون تو بعض کے انتفاء سے بعض کا
جہل لازم ہوگا اور یہ باطل ہی۔ پس جب یہ چار اشکال (جزو۔ امر منضم۔ امر انتزاعی
امر منفصل۔) باطل ہوگئی تو وہی یک امر یہہ باقی رہیگا۔ کہ علم اوسکا ممکنات کے
ساتھہ عین اوسکی ذات ہی۔ پہر اب ان احتمالات رابعہ کے اس آخری

شکل مین کہ (جب علوم منفصلات بتمامہ موجود نہون) مختلف مذاہب پیدا ہوگئے جنکا ہم ذیل مین ذکر کرتے ہین۔

مذہب افلاطون الٰہی | اسکا قول ہو کہ علوم باری تعالےٰ ممکنات کے ساتھہ ایک صورت قائمہ کا نام ہے جو بنفسہٖ مجرد ہے مادہ سے۔ اور صورت سے مراد یا ذات شئے ہے یا اطلاق اوسکا شئے پہ باعتبار علم حضوری کے ہے۔ بہرصورت۔ صورت یک طبیعت نوعیہ کا نام ہے۔ جسکو محققین نے یہہ کہکر کہ وہ بنفسہٖ قایم نہین ہے عوارضات مین شامل کیا ہے۔ اور گو کہ عوارضات ذات موضوع ہین۔ موجود ہوتے ہین مگر وہ بذاتہٖ قایم نہین ہوسکتے انہین وجوہات سی افلاطون پر یہہ اعتراض وارد ہوا ہی۔ کہ جب بعض صورتین عوارضات سے ہون تو وہ جوہر نہ ہون گے اور جو جوہر ہونگے وہ عرض نہونگے۔ اور بعض موجود ہونگے۔ اور بعض معدوم لہٰذا علم باری کے نسبت یک حیثیت سے جہل ماننا پڑیگا۔ اور یہہ باطل ہی۔ اور جو چیز کہ یک بنا ربا طل پہ قایم ہوسے وہ بہی باطل ہے۔ اگر افلاطون نے عالم مثال مین جمیع صور تونکے جوہر ہونیکو تسلیم کیا ہی۔ اور یہہ جایز رکہا ہے کہ ممکن ہے کہ عوارضات یک عالم مین قایم بنفسہٖ ہون۔ اور دوسرے عالم مین قایم بالغیر۔ اسیطرح یہہ امر بہی ممکن ہو۔

مذہب مشائین | مشائین سے مراد وہ گروہ حکماء ہے جنہون نے چل پہر کر حکمت حاصل کی ہو۔ اور جنکا مذہب حکیم ارسطو معلم اول کے موافق ہے۔ حکیم ارسطو

مسلم اول کے موافق ہے۔ حکیم ارسطو کا قول ہے کہ دنیا کے جملہ موجودات ممکنات جنکا خارج مین وجود ہے۔ اسکا علم خداے تعالی کو علم حضوری ہے بلا کسی تقدم و تاخر کے نہ حصولی۔

اور اگرچہ اس مذہب پہ یہہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ علم ممتنعات و ممکنات معدومہ کا جو ازلی و ابدی ہون خارج ہے کیونکہ تمنے تو ممکنات فی الخارج سے مراد لیا ہے۔ پس وے لوگ جو حکیم ارسطو کے پیرو ہین اونکا یہہ جواب ہے کہ گو ایسا ہو مگر امتناع اور عدم فی الخارج کے یہہ معنی نہین ہین کہ اپنی ذات مین بہی صورتونکو نہ قبول کرنے والے ہون۔ اور اونکے صورتین بالکل معدوم ہون بلکہ یہہ جائز ہے کہ اونکے لئے عالم انوار مین کچہہ ایسے صورتین ہون کہ جسپر مترتب ہوسکے آثار وجود ذہنی و خارجی۔ اور یہی صورت مدار انکشاف ہو اونکے لئے۔ پس ممتنعات (جیسے اجتماع نقیضین) اور ممکنات معدومہ جیسے۔ (سکون فلک) اور ازلی غیر متناہی (جیسے زمانہ ماضی) اور ابدی غیر متناہی (جیسے زمانہ مستقبل خدا کے علم حضوری سے خارج نہین۔

کیونکہ جو بعض ممکن ہین وہ موجود ہین خارج مین اور وہ اس زمانہ مین محقق ہین اور جو بعض دوسرے عالم مین ہین ......

وہ اس عالم مین محسوس ہین۔ بہرصورت خدا کے علم کے نسبت جہل ثابت نہین ہوسکتا۔ لیکن اب یہہ اعتراض ہوگا کہ خدا کا علم متحد ہے متعدد نہین

کیونکہ اگر متعدد مانا جاوے جسطرح کہ مشائین کا مذہب ہی تو وہی اشکال پیدا ہونگے جو امر منفصل مین اوپر بیان کئے گئے۔ کیونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ جسطرح معلومات غیر متناہی ہین اوسیطرح علوم بہی غیر متناہی ہین۔ اور ان امور غیر متناہی کی ترتیب یا ترتیب زمانی ہوگی یعنے ایک باعتبار زمانہ کے مقدم ہوگا اور دوسرا موخر) یا ترتیب طبعی ہوگی باعتبار تعین کے پس پہلے کو علم حادث زمانی۔ اور دوسرے کو علم حادث طبعی کہتے ہین۔ اور جیسے معیت دہری مثل زمانہ ماضی۔ حال استقبال۔ ان تین کو یک سمجہنا غلط ہے۔ اسیطرح۔

معیت زمانی طبعی اتصالی۔ کو (جو مثل حرکت۔ وسکون ہے) یک ماننا بہی صریح ناجایز ہے۔ یعنے یہہ کہ جب یک (مکان یا ظرف) پانی سے بہرا ہوا فرض کیا جاوے توگو ہوا باعتبار تداخل اسمین شریک ہی اور یہہ دو جسم یک ہی شئے مین متحقق ہین۔ مگر یہہ تداخل ایسی حالتمین ناجایز نہین ہے۔ بلکہ وہ تداخل منع ہے۔ جو نفس الامری ہو۔ جسطرح کہ یک شخص وقت واحد مین سویا ہوا اور جاگا ہوا۔ نہین ہوسکتا۔ غرضکہ ترتیب بحسب وجود زمانی کافی ہے رسے سب کے بطلان کیلئے فتدبر۔

مذہب محقق طوسی | یہہ حکیم بہی بہت نامی حکیم گذرا ہے اس محقق کا مذہب یہہ ہے کہ تمام اشیا کے صورتین حاصل ہین۔ عقل کو دل کو۔ اور عقل اول ان جمیع صورتون کے ساتہہ علم حضوری ہی۔ پس یہہ عقل اول علم حقیقی بارتعالی ہے۔

اس مذہب مین بہی بعض محققین نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جب عقل اول ہی علم حقیقی ہے۔ تو خدا کا علم ممکنات کے ساتہہ عقل اول کے بعد ثابت ہوگا۔ کیونکہ ممکنات کے صُور محصلہ عقل اول مین بعد علم عقل اول کے ہوے اور عقل اول بعد ذات واجب کے اور یہہ باطل ہی۔ کیونکہ خدا کا علم ایسا ہے کہ اوسکو ہر چیز کا علم پہلے اوس چیز سے تہا۔

مذہب معتزلہ | یہہ وہ گروہ ہے کہ جنہون نے احادیث واجماع کے خلاف قواعد دہونڈہی اور یک اپنا مذہب ومشرب بہی علحدہ قرار دے لیا۔

انکا مذہب ہے کہ ممکن پہلے ممکن ہونے سے یا واجب تہا۔ یا ممتنع۔ اور جب وہ ظاہر ہوا تو اوسی واجب۔ یا ممتنع نے امکان کی صورت قبول کی۔ پس امکان درحقیقت یک صفت ہی جسکے لئے موصوف کا ہونا ضروری ہے اب یہہ موصوف یا ثابت ہوگا۔ یا موجود ہوگا۔ اگر موجود ہو تو تحصیل حاصل ہے اور یہہ منع ہے۔ اگر ثابت ہو تو یہہ مدعا ہے۔ پس ممکنات معدومہ جو ثابت ہون فی الواقع اور غیر موجود ہون اوسین وہی علم باری ہے۔

مذہب حکیم اشراق شیخ شہاب الدین سہروردی۔ | پیروے مذہب اشراقین اثبات کے قایل ہین کہ خداوند تعالے ہر چیز کو جانتا ہے اپنی اشراق نوری کے ساتہہ۔ یعنے اوس نور کے ساتہہ جو غیر قایم منفصل ہی۔ جسطرح کہ ضیاء شمس شمس سے منفصل ہے۔ پس جملہ اشیاء معلوم ہین اوس ذات پاک کو

اشراق نوری کے ساتھہ۔

غایت مافی الباب یہہ ہے کہ یہہ مسئلہ کہ "علم باری تعالےٰ انتزاعی ہے" اسمین اکثر مذاہب ہوے ہین۔ متکلمین اسبات کے قایل ہین کہ علم باریتعالےٰ یک صفت بسیط ہے اور زاید بر ذات اور قایم بذات ہے اور اس مسئلہ مین کہ "علم باریتعالی قایم منضم ہے" مذہب حکیم ارسطو۔ اور بوعلی اور بونصر۔ متفق ہین جنکا یہہ دعوے ہے کہ تمام صورتین مرتسم ہین ذات پاک مین۔ اور یہہ مسئلہ کہ "علم باری تعالی جزو ذات ہے" اسکا کوئی بہی قایل نہین۔ اب صرف یک احتمال اول باقی رہ گیا ہے یعنی یہہ کہ وہ علم واجب ممکنات کے ساتھہ عین ذات ہے۔ اسمین پہر مناقشہ و معارضہ سے تین مذاہب ہوے ہین جو حسب ذیل ہین۔

مذہب اول صوفیا ءکرام | یہہ وہ گروہ حکماء ہے جو اہل ریاضت و صاحب مجاہدہ ہوے ہین۔ اور جنکی اتباع موافق شرع شریف و احکام الٰہی ہے انکا یہہ عقیدہ ہے کہ کوئی شئی عالم کون وفساد مین بجز ذات واحد نہین ہے وہ یک ہی ذات ہے اور بسیط ہے۔ اور نہ وہ امر کلی ہے اور نہ امر جزی ہے یعنی یہہ کہ نہ قابل ہے کثرت کو اگرچہ اعتباری ہی اور نہ قبول کرتا ہے کثرت کو۔ اور علم اوسکا محطوی ہی علم ذات کو کیونکہ ذات اوسکی اوس سے مغایر نہین ہی۔ ممکن بذات سے۔ بلکہ جو کچھہ مغایرت ہے وہ اعتباری ہے

ورنہ درحقیقت ذات واجب اور ممکن مین کوئی مغایرت نہین ہے
پس جو کچھہ فرق اعتباری ہے وہ اسیقدر ہے کہ ذات حیثیت واجب
مین معری ہے - اور حیثیت ممکن مین مقید بہ لتعینات -

مذہب ثانی فرقہ اوس | اس مذہب کے پیرو اسبات کے قایل ہین کہ
واجب و ممکن مین ذاتاً و اتحاداً بذاتہٖ مغایرت ہے - اور اونکی بڑی
سی بڑی دلیل ہے کہ یہ اسکو خلاف لعقل بتلاتے ہین -

مذہب ثالث متاخرین حکما | متاخرین حکما کا یہہ مذہب ہے کہ ذات پاک
اگرچہ کہ ممکنات کے ساتہہ حقیقت مین متباین ہے - مگر اوسکا کشف
کشف تفصیلی ہے - اس حیثیت سے کہ ہر ہر ذرہ کا وجود اور اُسکا علم
اوسکو حضوری ہے - کیونکہ علم دراصل صفت کمالی کا نام ہے اگر کشف اجمالی
ہوگا تو علم بہی ناقص ہوگا - کیونکہ کشف اجمالی کا اطلاق یا تو اوس اجمال
پہ کیا جاتا ہی جو محدود ہو - ہیئت واحدیتہ کے ساتہہ - اگر ایسی صورت
ہو تو خدا کی شان کے نسبت ایسا تصور کرنا کبہی جایز نہین ہو سکتا - اور اگر
جایز بہی سمجہا جاوے تو خدا کو مرکب ماننا پڑیگا - اور اسکی ترکیب اسطرح
پر ہوگی جسطرح کہ عمارات مین ہوا کرتی ہے -
یا کشف اجمالی کا اطلاق اِک شئ مبہم پر کیا جاویگا بدون کسی امتیاز
کے - پس یہہ امر بہی اوسکی ذات کے نسبت نہین خیال کیا جا سکتا -

کیونکہ اگر ایسا فرض کیا جاوے تو معلومات اللہ مین عدم امتیاز ثابت ہوگا اور یہہ باطل ہے

پس تحقیق مذہب یہہ ہے کہ ذات باری تعالی امتیاز بذات ہی ممکن بذات سے اور اوسمین ذات واجب کے لئے ایک ایسی خصوصیت خاصہ ہے کہ جسکے وجہ سے وہ کاشف ہے۔ اور اُسکا کشف کشف تفصیلی ہے اور ذات پاک اوسکی مبدء انکشاف۔

از علیم الدین محمد وکیل حیدرآباد

بحرِ مواج

صانع بیچون کی صنعت اور قدرت لا تعد ولا تحصٰی ہی۔ انسان ضعیف البیان ہر وقت اُسکی قدرت کی تشریح اور کُنہ حقیقت کو پہونچنے سے عاجز ہے۔ منجملہ اسکے اور قدرتون کے جسکا ذکر ہم نے ہر موج مین کیا ہے۔ ایک اور سبجکٹ کا ذکر جو مذاق سے خالی نہین کیا جاتا ہے جس سے ناظرین نہایت محظوظ ہونگے دریا کے اور عجائبات سے ایک عجیب اور خوشنما منظر دریا کا جو سیر کے قابل ہے۔ وہ یہہ ہی۔ کہ جب جہاز پانی کے سطح پر سے گذرتا ہی۔ اکثر دریاؤن مین سطح آب نہایت رنگین اور خوشنما معلوم ہوتا ہی۔ اور اقسام کے رنگا رنگ۔ مثلاً۔ سُرخ عودی۔ قرمزی لکیرین۔ موجزن نظر آتی ہین۔ اکثر ایسا دکھائی دیتا ہی۔ کہ جیسی جہاز کے اطراف وجوانب مین سطح آب پر آگ روشن ہے۔ اور وہ موجین مار رہی ہے۔ جسکے کئی اسباب ہین بعض اوقات والپنس نامے مچھلیان جو خوشنما اور رنگا رنگ قدرتی اجسام سے مشکل ہین۔ لہراتے اور پیرتے ہوے نظر آتے ہین۔ اُن مچھلیون کے

قدرتی رنگا رنگ چمکتی ہوی شعاعین جو سطح آب پر پڑتی ہین سیاحان بحری کی نظرون مین ایک عجیب اور پُر مذاق خوشنما قدرت نمائیونکا جلوہ پیش نظر کرتی ہین۔ ایک ایک ذرّہ اُن رنگین شعاعون کا رشک لعل بدخشانی اور زمرد اور یاقوت ہی اب یہان ناظرین کو کسیقدر پڑھتے پڑھتے تعجب ضرور ہوگا کہ ایسی عجائبات کے نظر آنیکی کیا وجہ۔ اور اون کے مان لینے کیلئے کونسی دلیل ہی۔ بیشک ضرور ہونا چاہئے مگر جو اہل بصیرت قدرت کے قایل ہونگے۔ وہ اسقدر تو ضرور سمجھتے ہین۔ کہ ہر شئی جو ہم اپنی آنکھہ سے دیکھتے ہین۔ اور عقل سے سمجھتے ہین۔ وہ قدرت کے ایک ادنی قدرت نمائیونکے ذرات ہین۔ جسکی توصیف اور مدحت سے ہماری زبان قاصر اور لال ہے۔

یہہ جو مین نے ابہی اوپر ذکر کیا ہے یہہ اسکی اصل مین ہیت فاسفورس ہے یہہ ایک شی ہے۔ جو نہایت زہریلی ہے۔ یہہ انسان اور حیوان کے جسم مین رہتا ہے۔ جب یہہ جسم سے علحدہ ہوتا ہی۔ ایک سفید مومی لکڑی کے ٹکرے کے موافق نظر آتا ہے۔

تاجر۔ یا طبیب جو فروخت کرتے ہین۔ اُسکو پانی مین رکھتے ہین جب یہہ فاسفورس پانی سے علحدہ کیا جاتا ہے۔ اُس سے دہوان نمودار ہوتا ہی۔ یہہ دہوان جب تک قایم رہتا ہے پانی کی نمی اُسمین موجود رہتی ہے

جب پانی کا اثر بالکل زایل اور خشک ہو جاتا ہے ۔ فوراً اُسمین سے آگ پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس شئ کو پانی سے نکالتے ہی کسی چیز پر رگڑا دین تو فوراً ایک شعلہ نمودار ہوتا ہے ۔ اسکے بدولت ہزارون شعبدے شعبدہ باز کرکے دکھلاتے ہین جسکو نافہم سحر اور رمل خیال کرتے ہین ۔
اس فاسفورس سے کسی تاریک حجرے مین دیوار پر کسی جانور یا انسان کی مہیب شکل لکھدین ۔ تو وہ تماشائیون کے نظرون مین آتشی شکل اُس دیوار پر نظر آئیگی ۔ جہان تہوڑی دیر پہلے اُس تاریک حجرے مین دیوار کی سپیدی بہی نظرون سے غائب تہی ۔ قبرستان مین بعض اوقات مُردون کے گلے ہوے جسم یا استخوان سے تاریکی مین یہہ فاسفورس روشن ہوکر ذرات خورشید کے مثال مختلف جگہہ روشن ہوتا ہے ۔ اُسکو بارلوگ شیطان اور چڑیل کے مشعلون سے تشبیہ دیتے ہین ۔ چنانچہ اسموقع پر ایک روز کا واقعہ جو مجہپر گذرا اُسکا بیان کرنا بہی خالی از لطف نہین ۔
میری عمر جب سترہ اٹھارہ برس کی تہی اسوقت مین اپنی باغ جو سرورنگر مین واقع ہے ۔ بطور سیر و تفریح گیا تہا ۔ اور میری ہمیشہ کی عادت تہی ۔ کہ شب مین کہانیکی بعد چہل قدمی کے لئے تہوڑی دور اپنی باغ کی کسی سمت کچہہ فاصلہ تک پیادہ پا سیر و تفریح کو جاتا تہا ۔ اتفاقاً ایک شب

میرا اُس سمت گذر ہوا جہان قبرستان تہا۔ اور لب گورِ غریبان سے یہہ صدا آتی تہی ؎

خدا ہی اس چُپ کی داد دیگا کہ تربتین رونقدی دالتی ہین	اجل کی ماری ہوی مسافر نہ بولتی ہین نہ چالتی ہین

دفعتاً میرے پیش نظر چند مشعل نمودار ہوے۔ جون جون مین قریب جاتا تہا۔ وہ مجہہ سے کبہی دور یا کبہی غائب نظر آتے تھے اِس عجیب حالت کو دیکہہ کر مجہے میرے اُس وہم نے جو خورد سالی سے شیطان اور بہوت۔ اور چُڑیل کے وہمی تصویرین صفحہ دل پر بمصداق گوش زدہ اثرے دارد نقش ہوین تہین۔ اُنہون نے میری ہمت کو پست کردیا اور میرے ہوش و خرد اور جرات پر ایسا دہاوا کیا کہ مجہہ مین انتہاے خوف کے طاری ہونیکی باعث قدم اٹہانیکی بہی سکت باقی نرہی۔ اور مین نے لاحول پڑہنا شروع کیا میرے ہمردیف ایک میرے رفیق تہے جنکو علوم جدیدہ و قدیمہ مین ہمہ دانی تہی وہ میری اس غیر معمولی حالت کو دیکہکر مجہہ سے متفسر ہوے مین نے اُنکو اُن مشعلون کے جو اسوقت میری آنکہون مین وہمی صورتین مہیب بنکر مجہکو ڈراہی تہین۔ متوجہ کرکے کہا۔ کہ دیکھئے وہ شیطان نظر آرہے ہین۔ اُنہون نے کچہہ غور کرکے جسطرف میری نظر تہی دیکہہ کر ایک قہقہہ مارا اور مجہہ سے کہا کہ مہربان یہہ وہی شیطان ہین۔ جو اسوقت آپکو مخوف کر رہے ہین۔ دراصل یہہ

فاسفورس کی قوت سحر ہے۔ مین اُسوقت تک فاسفورس کے نام سے
بہی واقف نہ تہا۔ دریافت کیا کہ یہہ کیا شی ہے۔ جسکی قوت سحر ایسی
ہے چونکہ انہون نے (قوت سحر) کا لفظ ایسا استعمال کیا۔ کہ مجہکو اِس
لفظ کے سُنتے ہی خیال مبدل بہ سحر سامری ہوگیا غرض انہون نے بہت
مختصر طور پر مجہکو فاسفورس کے وجود اور اسکی ماہیت سے مطلع کیا۔ اُنکی
تفہیم نے میری نظر سے اُن مہیب اور وہمی چڑیلون کو تازیانہ قوت بیان
سے بہگا دیا۔

غرض یہہ وہ فاسفورس ہے۔ جو شعبدہ گرون کے لئے اور ذرائع
منفعت سے یہہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہی۔ جس سے وہ پیدا کرتے
ہین مگر یہان ناظرین کو اعتراض ہوگا۔ کہ یہہ فاسفورس دریا مین کیسا
آگیا۔ اسکا یہہ جواب ہی کہ دریا مین خداوند عالم نے اپنی قدرت سے استقدر
عجائب الخلقت مخلوق آبی جانورون سے پیدا کئی ہین جسکی حد نہین بعض
بعض ایسے ایسے چہوٹے جانور دریائی ہین جو ذرّون کے وجود کے
ساتہہ مشتبہ ہین۔ سوا اسکے کہ ہم اُنکو خُردبین سے نہ دیکہین اُنکا
وجود نظر نہین آتا۔ جب اُنکی صف سطح آب پر جنکے جسم مین فاسفورس کا
ایک بہت بڑا حصّہ ہے۔ وہ ایسے چمکدار ذرّون کیطرح ہین۔ کہ ایک
جگہہ جمع ہونیکی بعد وہ ایک شعلہ نظر آتا ہے اسکے علاوہ اکثر

مختلف اوقات اور مختلف مقامات کے دریا کے پانی کا رنگ قوس قزح
کے رنگ سے بالکل مشابہ ہے۔ جیسا کہ۔ بحرالاذفر۔ چیسا درلگین سی۔
لیا کی فورنیا۔ بحرالاحمر۔ بحرالاسود وغیرہ۔ آخر الذکر۔ بجو زمین طوفان کے
باعث (ڈرمیئن سی) کے زمین وغیرہ اراضی کی مٹی جو مختلف رنگ
کی ہے اگر گرتی ہے۔ اسکی وجہ سے رنگ اس قسم کا نظر آتا ہے
اسکے علاوہ جس دریا کا پانی اُتھل ہوتا ہے۔ اُسکے پانی کا رنگ
مٹی کے رنگ کے موافق نظر آتا ہے اور جنکا عمق زیادہ ہوتا ہے۔
وہ نیلی رنگ کا پانی نظر آتا ہے۔ اور بعض رنگ قدرتی ہوتا ہے۔ جیسا
کہ سفید یا سیفک اوشن یعنی بحرالکاہل کے پانی کا رنگ ہے فقط

کشن پرشاد عفی عنہ

سوانح عمری مہاراجہ رنجیت سنگ شیر پنجاب

فصل اوّل

دیباچہ

بربادی سلطنت مغلیہ کے بعد ان پادشاہون مین جو حکومت کو پہونچے ایسا مشہور اور نامی بادشاہ کوئی نہین ہوا جیسا مہاراجہ رنجیت سنگہ جس نے سکہون کی لاہور کی چند روزہ ریاست کی بنا ڈالی۔
اس کو ان انقلابات کے طوفان کے باعث جو انیسوین صدی کے آغاز مین بپا تھا اور ان خوفناک جنگون کی وجہ سے جو اقوام کے مابین چھڑی ہوئی تہین عمدہ موقع ملا اس موقع کو اس نے غنیمت اور فرصت وقت سمجھکر ہاتھ جانے ندیا اور اس عرصہ مین نہایت استقلال و دانائی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے حصول مقاصد کی پیروی کرتا رہا۔
اس نے ان جنگی اور خوفناک قومون کو جو گرو گوبند سنگ کے تعلیم کردہ مذہب پر قایم اور استوار ہوچکی تھین ہمہ تن متفق اور متحد کرلیا۔ سکہہ لوگ

اس کے پر قوت اور شدید حکومت کے تحت مین فوجی اصول پر جس سے دیسی ریاستین عرمائہ سابق وحال مین بے بہرہ رہی ہین تربیت یافتہ اور منقاد ہوکے ایک مہیب جنگی مشن نبگئی جو اوسوقت ہی ٹوٹ سکے جبکہ سکھون کو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بے وقوف وکمزور جانشینون نے انگریزون سے لڑنے کی ترغیب دلائی -

سکھون کے سلطنت آناً فاناً ترقی وفروغ اور فوری درہمی وبربادی کے اعتبار سے نپولین بوناپارٹ کی سلطنت کے ساتھ مشابہ تھی اور نیز اس لحاظ سے بھی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ بھی مثل نپولین بوناپارٹ کے موروثی سلطنت کے قایم کرنے مین ناکامیاب رہا گو اس نے راجپوتون مسلمانون سکھون کی کئی چھوٹی چھوٹی ریاستون پر حملہ کرکے تہ وبالا کردیا لیکن اون کی کامیابیان دیرپا نتایج نہ پیدا کرسکین اس کی سلطنت مانند ایک لکڑی کے گھٹے کے تھے جس کو اس کے ذل کی شاہنشاہی قوت مثل ایک مضبوط رسی کے اس کے حین حیات تک باندہے ہوے رہی اور اسی وقت تتر بتر ہوگئی جبکہ وہ نیدجا ہوگیا اس کا تخت وتاج ایسے نالایق جانشینون کے ہاتھ لگا جنھون نے سلطنت کے جہاز کو پہاڑون سے ٹکرایا اور ایسا ستیاناس کیا کہ مرمت کے قابل ہی نرہا ہم ہم سرون کو بہت دور تک ہم مشابہ کرسکتے ہین اور یہ بہت آسان ہے لیکن نپولین اور رنجیت سنگہ کے راہ وروش اور اقبالمندی مین یکتائی اور یکرنگی

کچا سری مشابہت بھی نہین پائی جاتی ہان یہ تبلاتے ہین جس کو ہم دلچسپی سے دیکھتے ہین کہ وہی واقعات اور وہی نتایج ایشیا مین ظاہر ہوئے جو یورپ مین دکھلائی دیتے ہین۔

فرنچ والے کامیابی کے پچھلے نشہ مین (فیودل) ظلم کے مخالف ہوئے سکھ لوگ برہمنون کے شاق اور روح فرسا مذہب سے متنفر ہوسے باغیون نے مغرب ومشرق مین لائق سرغنی مثل نپولین بوناپارٹ اور رنجیت سنگہ کے پائے۔

یہ دونون فوجی علم رکھتے تھے اور نہایت خود غرض بے رحم اور بدچلن تھے جس حکومت کو کہ یہ اپنے قبضہ مین لائے اوس کو اپنے جانشینون کو پھونچا نہین کوتہ دست ہے۔

یہ بات صحیح ہے کہ نپولین ازم (نپولین کے اصول) ہمارے وقت مین پھر زندہ ہوا تھا لیکن یہ واقعہ بہت زور سے ثابت ہوگیا کہ آوارہ گرد لوگ تخت کو۔ آسانی سے نہین قایم کر سکتے۔

عوام الناس اس جلیل القدر کپتان کے جو انسانون کا پیشوا ہے قائل ہونگے اور اپنی حیرت زدہ آنکھون مین جگہہ دینگے اور اسی کو اپنے ملک کا باعث فروغ خیال کرینگے لیکن جس روشنی سے کہ عوام الناس کو چکاچوند ہو رہا ہے وہ شخصی ہے اور اسی جلیل القدر کپتان کے ذات سے وابستہ ہے

اس کے ورثار اور جائے نشین اس سے فیضیاب نہین نظر آتے -
جو تخت خداداد لیاقت و قوت سے قایم کیا جاتا ہے اس وجہ سے خفیف اور
بیقدر سمجھا جاتا ہے کہ اوس کے ارد گرد حریص اور ناخدا ترس اہل دربار
کھڑے رہتے ہین - جن لوگون کے سرمایہ سے خود کو مالدار بنانیکی فکر کے
سوا، اور کوئی سوچ نہین ہوتی - اور اس وقت تک کہ چندروزہ خاندان
کا چراغ گل ہوا اہل دربار کی اطاعت گذاری اور خیر خواہی بغاوت اور
نمکحرامی کے منصوبون سے بیباک و گرم جوشی نظر خقارت اور سرد مہری سے
بدلی ہوئی رہتی ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس خاندان کے
نمود کے وقت خوشیان مناتے تھے اب ہنستی اور استہزا کرتے ہوئے
پائے جاتے ہین نپولین کے وفات کے بعد جو حال اس کے تازہ سلطنت کا
ہوا وہی حال رنجیت سنگہ شیر نیستان پنجاب کے ریاست کا ہوا جس کے
لئے اوس کے بیوی زادہ بیٹے کرک سنگ اور دوسرے بیٹون مین
خانہ جنگیان ہوئین برخلاف ان سلطنتون کے جو قدیم ہین اور جن کے
موروثی شان و شوکت بلا فصل پشتہا پشت چلے آرہی ہے -
یہ درست ہے کہ ایسی سلطنتین بھی بادشاہانِ وقت کے حماقت اور بدافعالیون سے
زوال پذیر و برباد ہو جاتی ہین چنانچہ تاریخ اس امر کو ہزارہا شہادتون سے
ثابت کر رہی ہی لیکن اس مین شک نہین کہ ایسی سلطنتون کے نقادوس

دوام کے بہت سارے اسباب بھی موید اور معین ہواتے ہین اور جب
قوم اپنے دلی نعمت قدیم سے منحرف ہو جاتی ہے سخت ملعون اور
نگاہون مین حقیر اور یہ بادشاہ کے ظل آلٰہی کے اعتقاد کی نسبت کچھہ بھی
لکھا جائے ہم بہ سکھے بغیر نہین رہ سکتے ہین تائید سمائی اور لطف آلٰہی ان
پشتینی بادشاہون کے شامل حال ہے اور وہ اپنے رعایا سے محبت
اور عزت کے خواہان بھی ہوتے ہین اور اس کو زیادہ فوجون کے رکہنے
سے افضل سمجھتے ہین۔
قدیم خیال انسان کا ایک مالک کی نسبت اور اس کا محتاج تمدن ہونا یہ
دو ہی تخت کے بنیاد مین ایک چھوٹی سی غلطی یا نا ملائم ہجو اور تند ایک آوارہ
گرد کے بیٹے کو تخت و تاج سے دست بردار ہونے کے لئے کافی ہوتی
ہے برخلاف خاندانی بادشاہ کے کہ وہ بالائے رعد بیخوف بیٹھہ سکتا ہے الیسے
خدایون کے طرح اس کے لغزشون سے درگذر اور اون کی بیوقوفیون سے
چشم پوشی کی جاتی ہے۔
اگر ایسا بادشاہ اپنے رتبہ عالی سے گرہی جاتا ہے اس کے اسباب تقدیر
کی ناسازگاری اور بے مہری نہین ہے بلکہ عمداً خودکشی سلطنت ہے یوروپ مین
جب ان خیالات کا وجود ہے تو ہندوستان مین جہان کنزرویٹیزم
(پرانی باتون پر قایم رہنا) مضبوط ہے اور عوام الناس کے نزدیک حقوق

بادشاہ کی ذاتی نیک چلنی پر ترجیح رکھتے ہین بدرجہ اولی رہینگے۔
ایسے وقت ہین جہان چوری اور قتل عزت سے دیکھی جاتی ہے اور موروثی
پیشون مین شمار کئے جاتے جہان کہ بیان ملک اپنے لوٹنے والی کو
ایک مخصوص خدا کے زیر نگرانی سونپدیتی ہین ہم بآسانی سمجھ سکتے ہین
کہ بادشاہت کے عمدہ صفات اکثر بادشاہون کو عبادت کی نظر سے
دیکھے جانیوالی عظمت عطا کرتے جو نہین لوٹ سکتی ہے۔
گو ہندوستان کی تاریخ انقلابات سلطنت قتل و تبدلات خاندانی سے
مملو ہے لیکن اگر اس کو بہ نظر غور پڑہین اور سمجھین ہو لے کا تو یہ ثابت
ہوگا کہ عوام کا خیال بادشاہ کی نسبت ظل اللہ کا نہ ہونے کا بادشاہ کی خراب
اور زشت حکومت بھی جایز رکھنا ہے ہندوستان نے بڑے بڑے
صدمہ اٹھائے اور بڑے بڑے واقعہ دیکھے اوس کے سرسبز و شاداب
صوبے صدیون تک نہ صرف مغربی و شمالی حملہ آورون کے جنہون نے
ملک کو لوٹا اور برباد کردیا جولانگاہ رہے بلکہ خود ہند کی قومین جو یہین
بستی تہین آپسمین لڑا مرا کین اور ہندوستان ان خانہ جنگیون کا
بھی تختہ مشق رہا لیکن عام طور سے ان قومون کا دل اپنے قدیم
شاہی خاندان کے ساتھہ وفادار رہا اور ہر فرد بشر اچھی اور برے
وقت مین قوم اور ملک کی بہتری کے واسطے اپنی جان فدا کرنے کو

حاضر رہا۔
وہ ریاستین جو حملون کو روک سکتی تہین مانند اودے پور۔ جی پور
جودہ پور۔ یا وہ جو اپنے خوش نصیبی سے حملہ آورون کے راہ مین
نہ تھین یا وہ جو کہ ہمالیہ کے پہاڑون مین چھپے ہوے تھین مثل
چسامنڈی سکٹ سب ایسے شاہی خاندانون کے زیر حکومت تہین
جو ایسے قدیم تھے کہ اون کا نسب نامہ تاریخ نگاری کے قبل کے دہند
مین مفقود ہو گیا تھا اور ان خاندان کے بادشاہ فخر سے اپنا نسب
آفتاب سے ملاتے تھے ان سلطنتون پر نیک بد ستودہ خصال اور
بداعمال ہر قسم کے بادشاہون نے حکمرانی کی لیکن رعایا نے سب کی
بالعموم فرمانبرداری کی اور کوئی خیال بغاوت یا مقابلہ کا کبھی اور کسی
حال مین نہین کیا اور یہی خاندان بے خوفی و اطمینان کے ساتھ
حکومت کرتے رہینگے اس زمانہ تک کہ انگلستان کے فتح ہند کا
نیا واقعہ مثل پرانے تاریخون کے اصطلاع کے مدارس مین پڑہا جائیگا
ان بادشاہون مین اکثر بادشاہ جسطرح کہ بے استطاعت و کم طاقت
ہین ایسا ہی گمنام و بے وقعت ہین ان مین کہ بعضے کے قبضہ تو صرف
ایک ٹوٹا ہوا قلعہ اور چند مربع میل پہاڑی زمین اور دو سو چار سو ہین
روپئے آمدنی اور چند سپاہی جن کی تعداد ہم انگلیون پر گنگ سکتے

یہ حیات ابدی فوجی قوت سے اون کو ہرگز حاصل نہین ہوئی ان
چہوٹے بادشاہون کے جڑین مانند اون پہاڑ ون کے جو بارشش
اور تہنڈے ہوا مین اگتے ہین زمین کے اندر جائے پکڑ چکے
ہین اس قدرتی مضبوطی اور استحکام کا موجب کچہہ وہ اعتقاد ہے جو
بادشاہ کے ظل سبحانہ کے بارہ مین ہے اور کچہہ کنتر روی زم ہے
سادہ لوح راجپوت دہقان جسطرح آفتاب کے روشنی پر جو اوس کے
کہیت کو فائدہ پہونچاتی یا طوفان پر جو اوس کی زراعت کو برباد کرتا ہی
حرف گیر نہین ہوتا ہے اسی طرح ان بادشاہون کے حق پر رد و قدح
نہین کرتا ۔

اسوقت ہندوستان مین بہت سے چہوٹے سلطنتین ہین چند اول درجے
ہین جن کے تاریخ ایک سرسری غور سے خیال کو دور کرتی ہے کہ فوجی آوارہ
گرد مشکل سے کامیاب کارستہ پاتا ہے ۔

حیدر آباد بڑے ریاست جس کی بنا پر شاہنشاہ دہلی کے ایک صوبہ دار نے
ڈالی ہے اور بڑودہ اور گوالیار اور اندور کی مرہٹہ ریاستین اسلامی
ریاست بہوپال یہہ سب گذشتہ صدمے مین فیروزمند سپہ سالارون کے
جن کے پیدایش لاعلمی کے ظلمات مین ہے حسن سعی سے قایم ہوئے
ہین اور مہاراجہ کشمیر جو سرکار انگریزی کا ساختہ و پرداختہ ہے ۔

یہ غیر ممکن ہے کہ یہ شاہی خاندان اپنے بانیوں کے دیے ہوئے ان ملکوں
میں باقی رہ سکتے اگر ایک عجیب و غریب طاقت ہندوستان کے
سرزمین میں مثل کوہ آتش فشان کے متمکن ہو جاتی موجودہ ریاستیں
اسی کی بدولت بحالت قیام نظر آ رہے ہیں اس طاقت سے مراد سرکار انگریزی
ہے جو روز افزوں رعب و جلال کے ساتھ انیسویں صدی کی ترقی پذیری الخ

الراقم

ر۔ و۔ ح۔ ی

از ورنگل

هو المعز

غزل مصنفہ جوالا پرشاد المتخلص بہ فاضل حیدرآبادی

خلف رای موہن لعل مشرف توشکخانہ اعلحضرت

در حسن بشارت جشن سالگرہ مبارک نواب نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر

خلد اللہ ملکہ و دولتہ و ایدہ اللہ بالنصر والظفر

مبادا پُر غضب از خواب آن جانانه برخیزد
همان دم فتنه خوابیده در هر خانه برخیزد

نشیند آتش هجران ز آب وصلت جانان
بعزم بزم من او کاش از کاشانه برخیزد

شود گر شمع بزم بیقراری یاد چشم مست
بیابی موج از هر پر پروانه برخیزد

بیاموز این نماز ای شیخ از رند خراباتی
که گه از نشه برافتد گهی مستانه برخیزد

بدوش آه گردد گرد باد آسا سوار ای دل
بطوف کویت از خاک من دیوانه برخیزد

نمیدانم چه از سوز درون سوی عدم رفتم
شرر از قبر بهر شمع چون پروانه برخیزد

فرو ماندن نمی نالم که بخت نارسا دارم
بخواب پا نوائی ناله چون افسانه برخیزد

اگر بردارد از روی خدا سازش نقاب آن بت
همانا نعرهٔ تکبیر از بتخانه برخیزد

بپرسیم که من چه آمد بدل او در بن زلفش
بشرح دل فگاری گر زبان شانه برخیزد

جنون من چو در میخانه طرح گریه اندازد
نجم از جوش صهبا شورش دیوانه برخیزد

ز خط سرمه چشم مست یاد از جام جم داده
خط ازرق ببینم من که زین پیمانه برخیزد

برای ذکر دندانش کنم ترتیب تسبیحی
ز مژگان رشته و از اشکهایم دانه برخیزد

بخوانم در ردیف دیگر ای ناضل غزل اکنون
که از مضمون آن هر شعر من مستانه برخیزد

صدای قهقه از شیشه در میخانه میخیزد
ندای خنده ها از ساغر و پیمانه میخیزد

مغنی مست و نغمه مست و دف مست و جلاجل مست
نوای لو که میخیزد بهم آن مستانه میخیزد

ایا باد بهاری خانه زات آباد دایم باد
که گوناگون ز فیضت گل بهر ویرانه میخیزد

زمین را نم مگر زاب مرد داده اند اکنون
چو مخمل سبزه در صحرا و در کاشانه میخیزد

چه میدانی که این ابر بهاری چون سیه مست است
عصای تاک بگرفته ازان مستانه میخیزد

ز باغ چشم او چینند گلهای نگه مردم
بسی گلشن آهو چشمی ارا رخانه میخیزد

بهر سو می عجب پر جوش این فصل بهار آنست
که گل از شمع و بلبل از پی پروانه میخیزد

درین هنگام خوش گشتم دو چار از گلرخی تا گه
بپرسیدم چرا این عیش از هر خانه میخیزد

بگفتا جشن عقد سال عمر شاه در عالم
کشاد از دل گره هر کس ازان مستانه میخیزد

تعالی الله زهی شاهی که پیش عظمتش هر صبح
پئی تعظیم مهر از چرخ بیتابانه میخیزد

بوصفی از صفات عالی محبوب شاه ما
چه زرین الکن زبان و لوح و هر زره خانه میخیزد

چو مدحِ بیکرانش کرد و تم دیوانگی باشد
بود بر تخت یارب جلوه فرما با برا ران عیش
نشیند دایما از راج راحت شاه ما مسرور

بلی از بهر عایش این دلِ فرزانه میخیزد
باوج چرخ این خورشید تا شاهانه میخیزد
ز خمِ آسمان مهتاب تا مستانه میخیزد

زجامِ فیضِ سلطان بادہ پیمائیِ نگارش باد
ز گل تا در گلستان شیشه و پیمانه میخیزد

ضروری نوٹس

خط کتابت - رسل ورسایل نامہ وپیام - منی ارڈر مضامین
شکر وشکایت خلاصہ یہ کہ جتنے امور دبدبۂ اصفی سے
متعلق ہین وہ سب راے ٹھاکر پرشاد صاحب شوق
مہتمم دبدبۂ آصفی کے نام سے کوچہ رنگ راو عقب ڈیوڑھی
ومتصل بگھی خانۂ مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر
حیدرآباد دکن روانہ کئے جائین -

اڈیٹر

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY
URDU PRINTED BOOKS
۳۹۸

نوٹس

یہہ رسالہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا۔ کُل حقوق بحق پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر نے پنڈت سرشار صاحب کو لطیب خاطر عطا فرمایا۔ اور پنڈت صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امراے عظام سے ...... عہ

(۲) پبلک سے .... ے

(۳) باہر والون سے اسکے علاوہ محصولڈاک ۴ر

ف ۲ جو صاحب سب سے اعلی مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے اونکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام رای ٹھاکر پرشاد صاحب شوق۔ محبوب پریس علاقہ مہاراجہ بہادر پیشکار سرکار عالی۔ بہیجنی چاہئے۔

جلد (۱) یکم رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۵ نمبر (۶)

العظمۃ للہ

خرامان شو ای ابر ...

بنال ای جل اعید چون کوس شاہ ...

دبدبۂ آصفی

سنہ ۱۳۱۵ھ

خلد اللہ ملکہ

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہہ ماہواری رسالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی عالیجناب راجۂ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت آصف ظلِ سبحانی پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین حسب الارشاد مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی شاگرد رشید حبیب پرشاد شوق

محبوب پریس حیدرآباد دکن علاقہ پیشکاری سے شائع

فہرست مضامین رسالہ دبدبۂ آصفی

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مضمون نگار
۱	۲	۳	۴
۱	۱	شکریہ رسید زر	مہتمم رسالہ دبدبۂ آصفی
۲	۲	ایک اشرفی کا صلہ	اڈیٹر
۱	۱	چنچل نار ـ ناول	مہاراجہ پیشکار
۲	۱۷	تاریخ عمر دنیا	غلام محمد مستلم
۳	۲۷	۱۹۰۱ء کسوف کامل کا بقیہ مضمون	ڈاکٹر محمد ظہور
۴	۴۰	کرۂ قمر	مہاراجہ محتشم الـ
۵	۴۱	گنگاجی	مہتمم رسالہ ہذا
۶	۴۹	اتفاق	مرزا اکرام
۷	۵۵	اقتباس	از اخبارات
۸	۵۸	شیطان کی آنت	اڈیٹر
۹	۵۹ / ۶۰	نوٹس و خیال ریو	اڈیٹر و مہتمم
۱۰	۶۱	غزل ـ مہاراجہ پیشکار صاحب وزیر افواج سرکار عالی	
۱۱	۶۲	غزل محمد عزیز الدین خان عزیز ناظم عطیات صرفخاص	

شکریہ رسید زر

ہم اصحاب موصوفۂ ذیل کے شکر گذار ہین کہ ان صاحبون نے بلا ہماری تحریر کے خود زر قیمت دبدبۂ آصفی بہیجدی۔

(۱) جناب عبد الملک خان صاحب دوم تعلقدار ضلع نلدرگ ...... لے ۲
(۲) جناب سید ولی الدین صاحب مددگار محکمہ نظم ...... لے ۲
(۳) جناب ڈاکٹر محمد ظہور صاحب ...... لے ۲
(۴) جناب سوم تعلقدار صاحب مستقر ضلع محبوب نگر و معتمد کلب لے ۲
(۵) جناب فتح چند صاحب محاسب علاقہ مہاراجہ بہادر ...... لے

ان سب مین زیادہ قابل تعریف جناب عبد الملک خان صاحب دوم تعلقدار ضلع نلدرگ ہین جنہون نے پرچہ پہونچتے ہی سب صاحبون کے قبل قیمت بہیجی۔

ٹہاکر پرشاد شوق مہتمم رسالہ ہذا۔

چہرہ شاہی کہنکہنائے

حضرات مشتریان مشتری خصال آداب عرض ہے۔ آمین! آپ نے تو منہ پہیر لیا۔ اجی حضرت تسلیم عرض۔ کہئی مزاج معلی یہہ تو سچ ہے کہ ع

سلامے روستائی بے غرض نیست

مگر ہم اُن وضعدار لوگون مین ہین ۔ جو کبھی تقاضا کرتے ہی نہین ۔ پہر آپ ہمارا سلام کیون نہین دیتے ۔ چہہ پرچہ تو آپ پاس پہونچگئے یعنی چہہ مہینے کی قیمت رسالہ کی آپکی طرف ہوی اور آپ نے اللہ کے عنایت سے سانس ڈکار تک نہ لی ۔ جل جلالہ مگر اللہ میان کے بڑے بڑے ہاتھہ مین

بھیجیگا کبھی تو دل کسیکا

اگر یہہ تحریر پڑہتے ہی فوراً خدمت گار کے ہاتھہ یا بذریعۂ منی آڈر آپ زر قیمت نہ بہیجین تو ہمارا ذمہ خدا کے فضل سے ہمکو روپیہ کی کوئی ضرورت نہین اللہ کا دیا ہوا سب کچہہ ہے ۔ مگر جس بیچارے پنڈت جی صاحب کے حق مین کل حقوق محفوظ ہین اونپر تو رحم کیجئے اور اونکی ہاتھہ گرمائیے

مہتمم رسالہ ہذا

ایک اشرفی کا صلہ

اس مرتبہ بہی مضمون (کرہٗ دنیا کی عمر) مصنفہ جناب مولوی غلام محمد صاحب منتظم کنسٹ کونسل سب کمیٹی کے پسند آیا اور بالاتفاق یہہ رائے قرار پائی کہ مولوی صاحب موصوف کو پہر اشرفی صلے مین دیجائے ۔ بڑے خوش نصیب ہو مولانا کہ اس علمی گہوڑ دوڑ مین آپ کے گہوڑے نے بازی جیتی اور دو مرتبہ گولڈن کپ یعنی سونے کا پیالہ پایا ۔ مبارک ......

اڈیٹر

چھٹا چھلاوا

پاروتی کا بیاہ

پنڈت دیندیال نے اپنی بیوی لیلاوتی سے کہا کیون جی ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے ہمنے پنڈت رام لال کو پاروتی کے بیاہ کے لئے زبان دی ہتی - اس عرصہ مین کئی بار مین نے تمکو یاد دلایا - ہان نہ ہون - کوئی جواب ہی نہین ملا - اب کیا کہتی ہو - کیونکہ پاروتی کو اب اٹھارواں سال پورا ہو گا - اُنیس شروع ہونگے اور اُس لڑکے کو تیرہ سال پورے ہوتے ہین

لیلاوتی - اب مین تم سے کیا کہون - جو کچھہ مجھے اس بیاہ کے نسبت کہنا تہا کہہ چکی - تم اپنی ہی کہے جاتے ہو - تو اب اسکا کیا علاج اُسکے پر البتہ مین ہی ایسا ہو گا - تو اسکو کوئی کیا کرے -

پنڈت - بات تو یہہ ہے کہ تقدیر کے لکھے کو برہما بھی نہین میٹ سکتے دیکھو جنم تیری ہی اچھی طرح سے جُڑتی ہے - تبیں گُن پورے اُترتے ہین - دونون سکھہ سے رہینگے

لیلاوتی۔ اچھا تو کہہ ہی ڈالو۔ اب دیر کیون۔ مین بھی پرسون کی رات مین دیوی ماتا کو (ڈنڈوت) کرکے خواب مین دیکھی تھی۔ اُس لڑکے کا ہاتھہ پکڑے ہوی میرے گھر مین آئی۔ سُندر صورت۔ موہن مورت پہلے تو خواب مین۔ مین سمجھی کہ کوی عورت پڑوس سے ملنے جلنے آئی ہوگی۔ مین اپنی اسن پردیسی ہی بیٹھی رہی۔ بس آنگن مین آتے ہی سبجے گھرک کر کہا کیون اے لیلاوتی ہمکو پہچانتی نہین مین نے جھجک کر اُٹھہ کر کہا۔ مان۔ مین تمھکو نہین پہچانتی۔

بس دیوی ماتا نے ڈنڈوت کرکے میری طرف آنکھین نکال کر کہا کہ مین تیری پتی کی کُل دیوی ہون۔ یہہ تیری بیٹی پاروتی کے لئے بر ڈھونڈھی ہون کہکر اُس چھوکری کا ہاتھہ میرے ہاتھہ مین رکھہ دیا اور میری چٹ سے نیند ہوشیار ہوگئی۔

بس جب سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ اب اسکے نصیبون مین یہی بدا ہے

پنڈت۔ اخاہ دیوی ماتا نے بڑی کرپا کی ڈنڈوت کرکے اے میری لاج تو نے اس سٹرن عورت کے سامنے رکھہ لی۔

لیلاوتی۔ ناز سے واہ وا۔ ہمکو اچھی سٹرن بنائے

پنڈت۔ ارے نیکبخت۔ تیرے سٹرن ہونے مین کیا تامل ہے اُس روز لڑہی مٹھی۔ مارنا باقی تھا۔

لیلاوتی- اب اس روز کا ذکر مت نکالو جو گذری سو گذری- چلو ایک روز مہورت دیکھو- دیوی کے مندر مین پہیری کر ڈالو-

پنڈت- اچھا- آج رام لال کو کہلا بہیجتا ہون - اتنے مین کسی نے آواز دی- کہ پنڈت جی ہین - پنڈت دریچہ سے جہانک کر کون ہے

پکارنیوالا- مین ہون مہراج- رام لال بہوئی -

پنڈت- آئین یہہ رام لال بہوئی کیسا -

لیلاوتی- نہین جی- وہ دیوانہ ہے موا- رام لال کا بہوئی کہتا ہوگا اکثر یہہ لنگے- بدتہذیب اُنسے پوچہیے کہ کِسکا بہوئی- ان کمبختون کو اسکی خبر ہی نہین کہ ایسا کہنے سے جسکا نام لیتا ہے- وہی بہوئی کہلاتا ہے

پنڈت (ہنسکر- بہوئی سے) کیون- رام لال بہوئی کیا کہتا ہے-

بہوئی ہمارا (مہاراج) مہاراج- آتو ن- ڈاتا ہون (پوچہتا ہے (پوچہتا ہے)

پنڈت- اچہا کہدینا- کہ مین ہی تمہاری یاد مین تہا- جلد آؤ- ابہی آؤ-

تہوڑی دیر کے بعد رام لال آئے-

پنڈت ہنستے ہوے- کیون رام لال بہوئی- نمشکار-

رام لال- کیون بہیا- یہہ رام لال بہوئی کیسی-

پنڈت- پوچہو تمہارے بہوئی سے -

غرض بعد ہنسی اور مزاح کے پنڈت دین دیال نے رام لال سے کہا

لیلاوتی۔ اچھا تو کہہ ہی ڈالو۔ اب دیر کیون۔ مین بھی پرسون کی رات مین دیوی ماتا کو (ڈنڈوت) کرکے خواب مین دیکھی ہتی۔ اُس لڑکے کا ہاتھہ پکڑے ہوی میرے گہر مین آئی۔ سُندر صورت۔ موہن مورت پہلے تو خواب مین۔ مین سمجھی کہ کوی عورت پڑوسن ہے ملنے جلنے آئی ہوگی۔ مین اپنی اس پردیسی ہی بیٹھی رہی۔ بس انگن مین آتے ہی مجھے گھرک کر کہا کیون اے لیلاوتی ہمکو پہچانتی نہین مین نے جھجک کر اٹھہ کر کہا۔ مان۔ مین تمھکو نہین پہچانتی۔

بس دیوی ماتا نے ڈنڈوت کرکے میری طرف آنکھین نکال کر کہا کہ مین تیری پتی کی کُل دیوی ہون۔ یہہ تیری بیٹی پاروتی کے لئے بَر ڈہونڈھتی ہون کہکر اُس چھوکری کا ہاتھہ میرے ہاتھہ مین رکھہ دیا اور میری چٹ سے نیند ہوشیار ہوگئی۔

بس جب سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ اب اسکے نصیبون مین یہی بدا ہے

پنڈت۔ اخاہ دیوی ماتا نے بڑی کرپا کی ڈنڈوت کرکے اے میری لاج تو نے اس سٹرن عورت کے سامنے رکھہ لی۔

لیلاوتی۔ ناز سے واہ وا۔ ہمکو اچھی سٹرن بنائے

پنڈت۔ ارے نیکبخت۔ تیرے سٹرن ہونین کیا تامل ہے اُس روز لڑہی بیٹھی۔ مارنا باقی تھا۔

لیلاوتی۔ اب اُس روز کا ذکر مت نکالو جو گذری سو گذری۔ چلو ایک روز چھوت دیکھو۔ دیوی کے مندر مین پھیری کر ڈالو۔

پنڈت۔ اچھا۔ آج رام لال کو کہلا بھیجتا ہون۔ اتنے مین کسی نے آواز دی۔ کہ پنڈت جی ہین۔ پنڈت دریچہ سے جھانک کر کون ہے۔

پکارنیوالا۔ مین ہون مہراج۔ رام لال بھوئی۔

پنڈت۔ ایّن یہہ رام لال بھوئی کیسا۔

لیلاوتی۔ نہین جی۔ وہ دیوانہ ہے مُوا۔ رام لال کا بھوئی کہتا ہوگا اکثر یہہ تلنگے۔ بدتہذیب اُنسے پوچھیے کہ کسکا بھوئی۔ ان کمبختون کو اسکی خبر ہی نہین کہ ایسا کہنے سے جسکا نام لیتا ہے۔ وہی بھوئی کہلاتا ہے۔

پنڈت (ہنسکر۔ بھوئی سے) کیون۔ رام لال بھوئی کیا کہتا ہے۔

بھوئی ہمارا (مہاراج) مہاراج۔ آتو ن۔ (آتا ہون) پوچھتا ہی (پوچھتا ہے)

پنڈت۔ اچھا کہدینا۔ کہ مین ہی تمھاری یاد مین تھا۔ جلد آؤ۔ ابھی آؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد رام لال آئے۔

پنڈت ہنستے ہوے۔ کیون رام لال بھوئی۔ نمشکار۔

رام لال۔ کیون بھیا۔ یہہ رام لال بھوئی کیسی۔

پنڈت۔ پوچھو تمھارے بھوئی سے۔

غرض بعد ہنسی اور مزاح کے پنڈت دین دیال نے رام لال سے کہا۔

کہ بہیا آج مین تمہارے بچن سے پورا اُترا

رام لال - دامن پسار کے - یہہ سب کچھہ تمہارا ہی میرا لڑکا نہین تم اپنا ہی سمجھو-

راوی واہ مہاراج - اچھی گالی چڑہائی - اور یہہ بہی خوب - کہ جب انکا بچہ ہوگیا تو - پہر پاروتی اُس چھوکرے کی بہن ہوی -

پنڈت بہئی رام رام کہو - بس اب مین نے دن شکر دار کا لومی سوا سات گہڑی دن چڑہے لگن اور بہیریان ٹہرادئے ہین غریب آدمی کیا - اور غریب آدمی کی شادی - چار چاول کے دانے ڈال دینگے -

رام لال - بس بس مجہے بہی اُس سے اتفاق ہے اور اچھی مورت نکالی - اب مین جاکر تیاری کرتا ہون (رام لال چل دئے)

اب دوسرا ذکر سُنئے -

	مبارکباد مرگ نو بہ اُستاد		بمکتب میرود طفل پریزاد	

ہماری ہیروین پاروتی کو پہلے چھٹپن مین زبیدہ بیگم کی لڑکی حسین بانو کے ساتہہ مکتب مین دیا تہا - یہہ وہ بیگم ہے - جسکا ذکر ہمنے پہلے چھلاوے مین کیا ہے - کہ ایک بیگم کی لڑکی کی صحبت مین ہماری پاروتی کی زبان فصیح ہوگئی تہی - یہہ وہی زبیدہ بیگم ہین - اُنکی لڑکی کا جب بیاہ ہوگیا - اور سُسرال چلی گئی - ہماری ہیروین پاروتی نے

پڑہنا چہوڑ دیا۔ الف بے کریما۔ پڑہ لی تہی۔ بچون سے نام نکال لینے کی پہلے ہی سے مشق تہی۔ مگر اندنون شوق چرایا۔ کہ اسقدر تحصیل تو ہو جائے کہ اُردو کی کوئی کتاب مطالعے سے نہ رہ جاوے۔ اپنے باپ سے اصرار کیا۔ پنڈت دیندیال نے ایکروز کہا۔ اچہا بیٹا۔ یہہ کوئی بڑی بات نہین مگر اب تم جوان ہوگئی ہو۔ مکتب مین کیسی بہیجون وہی مُلّا صاحب جو ہین بالنوکو پڑہاتے تہے انکا لڑکا شریف۔ ادہیڑ عمر کا ہے اُسکو کہدونگا ایک گہنٹہ روز تمکو پڑہا دیا کریگا۔ چنانچہ ایکدن اچہی ساعت پڑہائی شروع کروادی تہی آج بہی سبق کا دن ہی۔ اُستاد صاحب آے ہین۔

اُستاد۔ پاروتی سے دیکہو پاروتی یہہ مکان تمہاری پڑہائی کے لئے اچہا نہین سب لوگ پکارا کرتے ہین۔ میرا جی گہبراتا ہے اور تمہارا خیال بٹ جاتا ہی۔ اسمین پڑہائی نہ ہوگی کوئی علحدہ جگہہ تجویز کرو تو اچہا ہوگا

پاروتی۔ اچہا میان جی۔ کل سے بندر کے بازو کا بنگلہ ہے۔ وہان پڑہنگے

اُستاد جی ہان تو پہر ٹہیک ہو جائیگا سبق اچہا دینگے۔

راوی۔ ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ ایسی پری چہم برق دم۔ اٹہارہ اُنیس برس کی لڑکی ایک ادہیڑ کے سامنے روز پہر دن بیٹہے رہنا کیا کچہہ فتور نہ ڈالیگا۔ یہہ پنڈت تو ہی۔ انکے ہان پردہ کرنا جانتی ہی نہین جوان عورت کا جوان مرد سے بات کرنا کوئی گناہ نہین۔

قدرتی طور پر ہمارے ہیروین کی شرافت اور عصمت کا خدا خود حافظ حقیقی ہے اور اسکے سرشت مین پاکدامنی موجود۔ اسلئے ابتک کسیکا داؤ پیچ اُسپر نہ چل سکا۔

دوسرے روز اُستاد اُس ہی بنگلہ مین آکر بیٹھہ گئے۔ جہان پاروتی نے آنے کے لئے کہا تہا۔ چونکہ پاروتی کا ذہن رسا تہا اور نہایت ہی طباع تہی۔ اسلئے کہ اُس نے اِس پانچ چھہ مہینہ مین جب سے پڑہنا شروع کیا ہے۔ اسقدر محنت شاقہ اٹہائی۔ کہ اب شعر وغیرہ صاف صاف موزون پڑہ لیتی ہے۔ مگر مطلب کم سمجھتی ہین۔ پاروتی اُستاد کے ہان آئی

اُستاد جی۔ کیون پاروتی۔ یہہ جگہہ تو خوب ہے۔ پاروتی کے مزاج مین شوخی۔ گویا شوخی اُسکی گھٹی مین پڑی ہے۔ جہان کسیکی کسی سے کوئی بات ہنسی کی چہڑگئی تو بس اُسکو بنانا۔ اور آتش شوق بھڑکا دینا۔ اُسکے نزدیک ادنیٰ کام ہے۔

پاروتی۔ اُستاد سے۔ ہان میان جی مین بہی تنہائی چاہتی تھی۔

اُستاد دل ہی دلمین سوچا کہ ابتو معاملہ خود بخود بنا ہوا معلوم ہوتا ہی یہہ سونے کی چڑیا۔ خدا کرے ہاتہہ لگ جاے تو پہر چین ہی چین ہی (بظاہر) پاروتی کے طرف مخاطب ہوکر کیون پاروتی یہان تو کوئی شور وغوغا نہ مچائیگا۔

پاروتی نہین میان جی مین نے تو ایسا بندوبست کردیا ہے کہ میرے بے پوچھے کوئی آنے ہی نپائے -
اُستاد دل مین خوش ہوکر - واہ پاروتی کیا کہنا - بڑی لایق ہو - دل کی بات بہی تاڑگئی -
پاروتی نے یہہ دوچار باتین جوکین صرف آزمایش مقصود تہی - کہ دیکہین اسکی نیت کیا ہے تاڑگئی - کہ اسکی نیت مین فتور ہے - دل مین کہا - کہ دیکہو مُوے کو اُستاد اور باپ ایک ہوتے ہین - یہہ موا مجہے پڑہاتا ہی ہے - اور شاگرد بہی ہون - اسکی باپ کو باوا پکارتی تہی - اور اب میرے ساتہہ اسکا ایسا خیال ہے دیکہو تو کیسی اسکی خرابی کرتی ہون - اور پہتہر بگاڑتی ہون - لیکن ظاہرا ہان اُستاد جی - وہ شاگرد کیا - جو اُستاد کے دل کا حال نہ تاڑجاوے - اور اُستاد کو خوش نکرے -
اُستاد سچ ہے - پاروتی - مگر تم اُستاد جی کہنا کس سے سیکہی ہو - میان جی تمہارے مُنہ سے پیارا معلوم ہوتا ہے -
پاروتی - اچہا - مین میانجی پکارا کرونگی - کچہہ ہنسکر کیا میانجی - آپکا کیا ارادہ ہے -
اُستاد - بہت ہی خوشی سے جامے کے باہر ہوکر لپیٹ کے چوم لیا - پاروتی بہی کراری تہی - ایک ایسا جہٹکا دیا - کہ اُستاد الگ ہو رہے -

استاد کے ہاتھہ کی چھڑی جو وہری تہی - ہاتہہ مین لیکر کہا خبردار - پہر ایسی نالایقی کرے گا تو پیٹ ڈالونگی -

اُستاد نے کہا مین تیرے صدقے جو چاہو کرو - مگر ایک بوسہ تو دو

پاروتی بولی - جب ہمارا جی چاہے گا دینگے - یہہ شیطنت کیسی -

اُستاد دوڑ کے پانون پڑ رہے ہین کہ کسیکی آواز آئی - بہن پاروتی

پاروتی - ہان بہن سُندرا - کیا ہے آؤ - سندرا آئی -

سُندرا - دیکہتی کیا ہے - کہ پاروتی کے ہاتہہ مین چہڑی اُستاد جی دور کہڑے ہین - اور عرق خجالت مین غرق -

سُندرا سمجہہ گئی کہ کچہہ دال مین کالا ہے - یہہ مُوا اُستاد بے عزت کرنا چاہتا مگر پاروتی دام عفتہا نے دے مارا -

سُندرا - پاروتی سے کیون بہن کیا اُستاد جی کو تم پڑہا رہی ہو -

پاروتی - ہان بہن - اِس اُلّو میان جی کو مین پڑہا رہی ہون اور آجکا یہی سبق ہے - کہ اپنی شاگرد اور مریدنیون کا اُستاد اور مرشد اپنی اولاد سمجہے -

اُستاد جی دلمین گہبرائے کہ ارے ہے اب کام بگڑ گیا - یہہ تو چلکا دیتا - وہہ لیا جاؤنگا - یہہ سوچ کر کسی بہانے سے باہر نکلے یہہ جا وہ جا رفو چکر ہوگئے -

نومی کے روز سوا سات گھڑی دن چڑھے دیوی کے مندر میں سندر لال
کے ساتھہ ہماری پیاری ہیروین کا بیاہ بموجب قواعد ہنود ہوگیا۔
سندر لال۔ رام لال کی بیٹی کا نام ہے جو اب ہماری ناول کی ہیرو ہوئے

شادی جلوۂ گلفام مبارک ہووے
عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے

ساتواں چھلاوا

پتاجی تل کے لڈو کھلانا

ہماری ہیروئن پاروتی کی شادی ہو کر ایک ماہ کا عرصہ ہوا اور اس عرصہ مین پاروتی ایکدو بار اپنی سسرال بھی گئی تھی۔ اب وہ میکے مین براجی ہین۔

منگل کا روز سنکرات کے دن سندرلال ہمارے ناول کے ہیرو پاروتی کا خاوند سویرے منہ اندھیرے لکڑے کے گھوڑے پر سوار اپنے سسرے کے گھر تڑتڑے پہونچ ہی گئے۔ پندت دیندیال (سندھیا) کرکے پوتھی پڑھتے بیٹھے تھے۔ یہہ چھٹکا دجا کر کہنے لگا۔ پتاجی آج سنکرات ہے نا۔

دینددیال بات نہین کرتے اشارے سے کہتے ہین ٹھہرجا۔

سندرلال ضد سے پتاجی ہم کا کہا پوچھت ہین پوچھتے ہین۔ جواب دو۔ جواب دو۔

دینددیال جلد پوتھی پڑھکر۔ آچمن لیا اور کہا۔ ہان بیٹا۔ آج سنکرات ہے کیا کہت ہے۔ کیا کہتا ہے۔

سندر لال ۔ ہمین تل کے لڈو کہلوانا ۔

دینڈیال ۔ اچہا بٹیا دن نکلنے دے ضرور کہلواؤنگا ۔ اس عرصہ مین گہر کے اور سب عورتین اُٹہین ہماری ہیرون جب بستر سے اُٹہکر کمرے کے باہر آئی ۔ دیکہا کہ اپنا چہوٹا سا دولہا لکڑے کے گہوڑے پر سوار اپنے باپ سے لڈو مانگ رہا ہے ۔

ناظرین کو یہہ سین پڑہکر کسقدر افسوس ہوتا ہوگا ۔ کہ ایسے نوجوان حسین ہیروین کا یہہ جوڑا ۔

کہاہی کم سنی کے دن جانے اور جوان ہونیکو چار یا پانچ برس چاہیئے ۔ کیسی شکل اور آفت کے ساتہہ اُس پاکدامن بیوی کی زندگی گذرتی ہوگی اور اُسکا دل اپنی نوجوان ہمجولیونکی شادی بیاہ اور اُنکے اولاد ہونے ہوئے دیکہکر کیا کہتا ہوگا ۔ مگر واہ ری پاروتی ۔ یہہ سب کچہہ ہمارا خیال الٹا تقسیم ہورہا ہے ۔ مگر وہ اپنے اُس چہوکرے کم سن کو اپنا (پتی) سچے دل سے سمجہکر اُسکے ساتہہ اُسی پیار سے پیش آتی ہے ۔ جیسے کوی اپنی نوجوان دولہا کے ساتہہ برتاو کرتی ہوگی ۔ رتی برابر اُسکو اسکے کم سن ہونیکا دل مین خیال تہا ۔ یہہ اُسکی شرافت اور (پتی ورتائی) کا پورا ثبوت ہی لیجیے ہم بہی کہتے کہتے اپنی کلام کو شیطان کی آنت بنادی غرض پاروتی دولہا دیکہکر پردہ کیا ۔ اور چٹ سی نہا دہو یا

دینڈیال ۔ اپنے داماد سے کیون بٹیا لڈو کہاؤگے ۔

سندر لال- ہان پتاجی جرور- ضرور کہائنگے-
دینیدیال نے اپنی بیوی لیلاوتی کو آواز دی۔
پاروتی کی مان- او پاروتی کی مان۔
لیلاوتی- ہان مہاراج-
لیلاوتی- حاضر ہوی۔
دینیدیال- لیلاوتی سے تمہارا داماد تِل کے لڈو مانگتا ہے۔
لیلاوتی- کو آگ لگ گئی- بہت ترشروی سے جواب دیا- مہاراج یہہ آپکا چاہتا داماد ہے۔ آپ دیجئے- میرے کارن تو جبدن پاروتی کا اُس سے بیاہ ہوا- پاروتی مرگئی-
دینیدیال کے دلپر اُس پُر تاثیر فقرہ نے لیلاوتی کے تیر کا اثر کیا- کچھ دیر چُپ ہو رہا- آنکھوں مین آنسو ڈبڈبائے۔
لیلاوتی بھی آنسو پونچھتے ہوے چلی گئی۔
دینیدیال نے پھر آواز دی- لیلاوتی۔
لیلاوتی- دور سے- کیا ہے مہاراج-
دینیدیال- دو لڈو- بھجوا دو-
سندرا- پاروتی کی سہیلی لڈو لای-
سندر لال- لڈو کہاتے ہوے اپنے لکڑے کے گھوڑے پر سوار

کو دانے ہوے روا نہ باشد۔

سُندرا۔ واپس ہوکر سیدہے پاروتی کے ہان گئی۔

پاروتی۔ کیون بہن کہان گئی ہتین۔

سُندرا۔ اُس لونڈے کو لڈو دینے گئی ہتی۔ میرے تن مین تو آگ لگ گئی۔ بہگوان جانے تمہارے پتا کو کیا ہوا۔ کہ ایسے بچے کے ساتہہ تجہکو بیاہ دیا۔

پاروتی۔ ہائن بہن۔ مُنہ سبہال کر وہ میرا پتی ہے۔ میری جان اور آبرو۔ اور دولت کا مالک ہے ایسی باتین کیون کرتی ہو کونسی بات اسمین بُری ہے بہگوان کی دیا سے سب مین اچہا۔ اگر یہہ ہی ہوتا تو برہما کا ملایا ہوا جوڑا اسکو کون بدل سکتا ہے۔

سُندرا۔ مین ایسے جوڑے کو آگ مین ڈالدون۔ رانڈ ہوکر بیٹہی رہون۔ مگر ایسے ساتہہ بیاہ کر اپنا دل نہ کُڑہاؤن۔

پاروتی۔ اے بہن دوانی ہے۔ ایسی بات نہ بولنا۔ اری آج کا چہوٹا کل بڑا ہوجائیگا۔ وہ کیسی مان کے بیٹیان ہین۔ جو بچپن سے بیوہ ہوکر اپنے عصمت کو بچاتی ہین۔ اور نارائن کے دہیان مین عمر گنواتی ہین۔

سُندرا۔ ہان بہن یہہ سب اوپر کی باتین ہین۔ دل تو چاہتا ہے گا

کہ کوئی کرار اگبھرو مل جاے تو بس من آنند ہو جاے۔
پاروتی نہین بہن پتی ورتا کا یہہ دہرم نہین ہمارا دل تو صاف ہے۔ تو جان تیرا خیال جانے۔ ہمکو تو وہی پتی ہے۔
سندرا۔ ہنسکر۔ تالی بجاکر۔ لے تیری جہوٹ پر بجلی گرے۔ اے میری پیاری بہن۔ اُس روز دیوی کے باغ مین جہاڑون کے تلے اُس گبھرو سے کیا جانے کیا ہوا۔ پھر اپنے کو پتی ورتا کہتی ہے۔
ناظرین کو سندرا کا یہہ فقرہ یاد ہوگا۔ کہ دیوی کے باغ مین کسی گبہرو جوان کو پاروتی نے چُل دیا۔ اور سندرا سے کہا تہا۔ کہ بہن عورت اور مرد کا ساتہہ لقول تیرے ایسا ہے۔ جیسے آگ پہوس کا۔ جس سے سندرا کو یقین ہوا تہا۔ کہ ضرور کچھہ دال مین کالا ہے۔ اُسکے دوسرے ہی دن سندرا نے بن ٹہن کر۔ اُسی گبہرو سے آشنائی کی تہی۔ مگر سچ یہہ ہے۔ کہ ہماری پاروتی جیساکہ پتی ورتا اپنی کو سمجہتی تہی۔ بیشک ویسی ہی پتی ورتا تہی۔ مگر بات یہہ ہے کہ شوخ و شنگ طبیعت کی چنچل۔ ہنسی ٹہٹا کوئی گناہ نہین سمجہتی ہے۔ اور وہ بہی بے لوث اسلئے ہر ایک کو گمان ہوتا تہا۔ کہ ضرور یہہ جس مرد سے ملتی ہے خواہ مخواہ آشنائی پیدا کرتی ہے۔ مگر بالکل غلط۔ ع

این خیالست و محالست و جنون

پاروتی سندرا سے ہان سچ تو کہا۔ کہ مین نے ضرور اُس روز باغین
اس گبہرو سے آشنائی کی تہی بے شک مین اپنے کو پتی ورتا کہنا لازم
نہ تہا۔ مگر سچ۔ کہو کہ تو نے میرے حصہ مین ساجہا کیا کہ نہین۔
سندرا۔ بناوٹ سے بگڑ کر واہ وا۔ اب دیکہو چاہو مین آئی چنبیلی
جیسی آپ ہے۔ ویسی ہی دوسرونکو سمجہتی ہے۔
پاروتی۔ کیون بہن۔ سچ کہنا۔ دوسرے روز بن ٹہن کر جو آئی تہی۔
اور مین نے چپ کے سے سر کے درد کا بہانا کیا اور آنکہہ موچ کے
سورہی تہی۔ اور تو اسیوقت اُس گبہرو کے نیچے پر پہونچکر اُس سے
آشنائی کی۔
سندرا۔ سمجہی کہ ضرور پاروتی نے میری ٹوہ مین کسیکو بہیجا تہا۔
اور سب کچا چہٹا اسکو میرا معلوم ہوگیا۔ بس دہک سے رہ گئی ع

کا ٹو تو لہو نہین بدن مین

پاروتی نے بہی دیکہا۔ کہ سندرا کا چہرہ فق ہوگیا۔ اور سرخی مائل
بہ سپیدی ہوگئی۔ فوراً دوڑ کر لپٹ گئی۔ اور کہا کیون بہن کیا میرے
کہنے پر بُرا مانا گئی "بناوٹ کی بات سے" ارے مین تو خود تجہے
اُسکے ساتہہ ملانا چاہتی تہی۔
سندرا۔ جہیپ کر۔ بہن تیری صحبت نے مجہے نکما کر دیا۔

پاروتی۔ اسے تواب ہوا گیا۔ دونون کے ساجھے مین ایک کام نہ آیگا
اب تو اُسکو لئے رہ ۔مین اپنا توشہ اور ڈہونڈہ لونگی ۔
سُندرا۔ بہت شرمندہ ہوکر۔ ہان بہن۔ اب تو بیشک میرا جی اُسپر آگیا۔ اب
مجھے میرے باپ مان گہر سے نکالدین۔ یا مار ڈالین۔ مگر مین تو اُسکی ہو رہی۔
کیا پیاری صورت موہنی مورت ہے۔
پاروتی کو یقین ہوگیا۔ کہ بے شک اُسکے ساتھہ کچھہ دال مین کالا ضرور ہے
اپنے دل مین بہت افسوس کیا۔ کہ دیکھو یہہ کیسی نالائق ہے۔ جو اپنے خاندان
کے نام کو ڈبویا۔ ذرے سے مین ریجھہ گئی۔ اور اپنی عصمت کو دہبا لگایا
مگر بظاہر بہت کچھہ منسکے اُسکے کل راز سے واقف ہوگئی۔ مگر چونکہ شریف
اور خطاپوش تھی۔ اسلئے اُسکی خطا کو اپنے ہی دل مین رکھا۔
سُندرا پاروتی سے۔ دیکھہ بہن۔ اگر تو میری بہن ہے تو میرے اِس بہید کو دلمین رکھہ
پاروتی۔ اری دوانی مین نگر ڈھنڈورا پیٹونگی کہ سندرا کے اور فلان کیہو کے گُتم گُتا ہوگئی ۔
سُندرا تیری مرضی۔ مین نے تو جان پر کہیل کر ایسا کیا اب جو پرماتما
کرے سو ہو۔ کسی نے آواز دی۔ پاروتی
پاروتی۔ چونک کر۔ میری مان پکارتی ہے۔ دوڑ کر گئی
لیلاوتی۔ پاروتی سے تیرے سُسرال سے ڈولی آئی ہے۔ آج تل سنکرانت ہے۔ جا کے آ
پاروتی سُندرا کو ساتھہ لیکر ایک ڈولی مین اپنی سُسرال سدہاری فقط

کرۂ زمین کی مدت عمر مین اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے
یہ مسئلہ ہر زمانے کے عقلا کا معرکۃ الآرا رہا ہی اگر اسکا کچہ حال بیان
کیاجائے تو خالی از دلچسپی نہو گا ۔

پہلا فریق

پہلا فریق ارباب عقل اور بڑے بڑے صاحب راے فلسفیون
کا ہی اِن کا دعوے ہے کہ دنیا ازلی ہے یعنے اوسکے لئے کوئی
ابتدا نہین اور پیدایش نباتات وحیوانات کا سلسلۂ قدیم وغیر متناہی
ہے اِس دعوی پر دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ ہمیشہ سے توالد و تناسل
نوع انسان و حیوان و نباتات مین جاری ہے اور اِن مین سے

جو دنیا سے اوٹھ جاتا ہے وہ کوئی نہ کوئی اپنا جانشین چھوڑ جاتا ہے کبھی اِس قاعدہ مین خلل واقع نہین ہوا اور نہ اِسکی امید اور نہ کوئی ایسی دلیل ہے کہ آئندہ کبھی یہ قاعدہ خلل پذیر ہوگا - اِس تقریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا ازلی ہے اور جیسی اب ہے ویسی پہلے بھی تھی اور آئندہ بھی رہے گی"

اِس راے پر اہل عقل نے بہت زور دیا ہے اور یہی مذہب دہریہ (نیچریہ) کا اصول ہے لیکن علم جیالوجیہ (علم احوال بنیۃ الارض) ایک دلیل اس راے کے برخلاف پیش کرتا ہے اور دلیل بھی ایسی مستحکم اور مضبوط کہ اوسکا رد کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے کیونکہ اسکا ثبوت مشاہدات اور تجربیات سے دیا گیا ہے اوسکا مختصر بیان یہ ہے کہ کرۂ زمین پر غور کرو وہ چند طبقون پر شامل ہے اور مثل پیاز کے پوست بر پوست بنا ہوا ہے - اکثر طبقات مین انواع و اقسام کی صدف اور ہڈیان اور خس و خاشاک پائے جاتے ہین - اِن مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیشتر پانی کے اندر رہتے بستے نشو و نما پاتے ہین اور جن طبقات مین اِنکا وجود اور اِنکی کثرت پائی جاتی ہے اون طبقون کی پیدائش پانی کے اندر اندر ہوئی ہے اور بتدریج ایک طبقہ کے بعد دوسرا پیدا ہوتا گیا ہے - اوپر والا طبقہ اپنے

نیچے والے سے عمر مین کم ہے اور علی ہذا القیاس دوسرا طبقہ تیسرے سے
بغیر زیادہ غور و فکر کے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک طبقہ مین جو حیوان پائے جاتے
ہین اوسکے نیچے والے مین اونکا وجود نہین ہے اور ہر ایک طبقہ مین
یا یون کہو کہ ہر ایک تکوین مین چند ایسی دفائین پائے جاتے ہین جو محض
اوس طبقے کے لئے مخصوص ہین اور دوسرے مین نہین پائے جاتے
انسان کی ہڈیان اور اوسکے مصنوعات کے آثار اگر کہین پائے
جاتے ہین تو بجز اوپر والے طبقون کے اور کسی طبقے مین اونکا پتہ نشان
نہین ہے ۔

اس سے ثابت ہوا کہ کرۂ زمین پر حضرت انسان کا ظہور ہوکر کوئی
بہت بڑا طویل زمانہ نہین گذرا ہے اور خلقت انسان سے پہلے
زمین پر انواع اقسام کے حیوانات مدت دراز تک رہ بس چکے ہین
اور پہلی تکوین والے جب اپنا دور پورا کرکے چل بسے ہین تب
کہین تکوین طبقہ ثانیہ کی نوبت آئی ہے اور ایک طبقے کے باشندون
سے بجز اونکے پس ماندہ باقیات کے جو اونکے مخصوص طبقے مین
مدفون ہوکر رہگئے ہین کوئی اثر دوسرے طبقے کے لئے باقی نہین
رہا ہے ۔

اس تقریر سے نتیجہ یہ نکلا اور بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ کوئی شئے

روے زمین پر ازلی نہین ہے اور جو شئے خواہ اوپر کے سطح پر یا اندرونی حصون مین ہے باواز بلند گواہی دے رہی ہے کہ دنیا و ما فیہا کے لئے ایک ابتدا اور ایک انتہا ضرور ہے۔ اس سے اہل فلسفہ کی راے غلط ثابت ہوئی۔

دوسرا فریق

دوسرا فریق اہل نقل و دیانت کا ہے انکا بیان ہے کہ دنیا کو پیدا ہوے ۶ ہزار کچھ اوپر پانسو برس گزرے ہین۔ اس راے کی بنیاد عقائد مذہبی پر ہے گو یہ بھی خطا سے خالی نہین معلوم ہوتی لیکن اگر اس راے مین کچھ خطا ہے تو بحیثیت دیانت نہین ہے بلکہ خطا کا لگاؤ اس راے مین اسوجہ سے پیدا ہو گیا ہے کہ جن لوگون نے کلام الٰہی سے اس تعیین مدت کا استخراج کیا ہے اونھون نے علوم طبیعیہ کو اچھی طرح سمجھا نہین ہے اسلئے اونکی تاویل مین خطا واقع ہوئی ہے۔

توراۃ مین ہے کہ انسان کے ظہور کو روے زمین پر ۶ ہزار پانسو ۴۶ برس گزرے ہین ماسوا اون پانچ ایام کے جو زمین اور نباتات اور حیوانات وغیرہ کی پیدایش مین قبل ظہور انسان صرف

ہوے تھے ۔

نئی تاریخ اور تمامتر تحقیقات جدیدہ یہ کہہ رہے ہین کہ آدمی کا ظہور دنیا مین ہوکر ۶ ہزار کسر سے زاید یا کم وبیش سات ہزار برس سے زیادہ زمانہ نہین گزرا ۔ اِس سے کلام الٰہی (روایت توراۃ) اور تحقیقات جدیدہ کی تطبیق ہوگئی رہی اون ایام کی تطبیق جو دوسری تکاوین مین قبل پیدائش انسان صرف ہوے اوسکا بیان یہ ہے ۔

بموجب قوانین جیالوجیہ ثابت ہوا ہے کہ زمین کے طبقات علیا جنکی تکوین اخیر مین ہوئی اور جن مین انسان کے آثار پائے جاتے ہین باوجودیکہ وہ بہ نسبت دوسرے طبقون کے قلیل الارتفاع اور اور ضخامت مین کم ہین باین اونکی تکوین مین کم وبیش سات ہزار برس صرف ہوے تو عند العقل یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ مابقی طبقات نیفل کی تکوین کے لئے صرف پانچ روز کافی ہوسکین جن مین بڑے بڑے گروہ جانداروں کے پیدا ہوے ہوئے پہلے رہے سبسے اور جنکے آثار مدفونہ سے پایا جاتا ہے کہ اونکی تکوین انسان سے پہلے ہوئی تھی بلکہ براہین جیالوجیہ اِس امر پر قائم ہوتے ہین کہ کئی قرن ان حوادث کے ظہور مین آنے اور ختم ہونے مین صرف ہوے ہین ۔

اِس حالت مین وہ پانچ دن جنکی خبر سید ناموسے علی نبینا علیہ السلام

دی ہے بہتر یہہ ہے کہ اونکی تاویل اسطرح کیجاسے کہ درحقیقت وہ زمانے کے پانچ دَور تھے جن کو بلفظ یوم تعبیر کیا گیا ہے اس حالت مین تطبیق پوری ہوجاویگی۔

ان ایام کا ذکر قران مجید مین بہی کئی مقام پر وارد ہے سورۂ فرقان رکوع ۵ مین ہی۔ الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش الرحمٰن فاسئل بہ خبیراۃ۔ اور سورۂ ق مین ہے۔ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب ۃ ایام سے مراد ان ایات مین مطلق مقدار۔ زمان لینا۔ مناسب ہے کیونکہ رات اور دن کا تعقل اوسوقت ہوسکتا ہے جبکہ آفتاب طلوع اور غروب کرے لیکن قبل پیدا ہونے شمس و قمر کے یوم کا وجود کیونکر ثابت ہوسکتا ہے۔ پس ایام کا اطلاق اس جگہ اوسی طرح واقع ہوا ہے جسطرح اہل جنت کی شان مین دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے کہ لہم رزقہم فیہا بکرۃً وعشیاً ۵ اس آیت مین بہی صبح و شام سے مراد بالضرور مطلق مقدار زمان ہونا چاہئیے کیونکہ یہہ امر مسلم و مصرح ہے کہ جنت مین دن ہوگا نہ رات ہوگی۔ غرض کہ ایام ستہ سے چھہ دن نہین بلکہ چھہ دور زمانے کے مقصود ہین۔

آب آثار جیالوجیہ پر غور کرو۔ ابتدای تکوین کرۂ زمین سے ابتک

اوسمین بہی پچہے زمانے ثابت ہوتے ہین۔
پہلا زمانہ بخار اور دخانی حالت کا۔ دوسرا زمانہ بخار سے پانی بننے کا۔ تیسرا زمانہ خمیر تیار ہونیکا۔ چوتہا زمانہ خمیر کے سوکہنے کا۔ پانچواں۔ پہاڑون اور ٹیلون کے پیدا ہونیکا۔ چہٹا زمانہ تولد مولدات
علامہ محمد ابن احمد الاسکندرانی نے اپنی تفسیر کشف الاسرار مین حوادث جیالوجیہ کی تطبیق آیات فرقانی کے ساتہہ اسطرح دی ہے
کہ قولہ تعالےٰ (وکان عرشہ علی الماء) مین اشارہ ابتداے حدوث عالم کیطرف ہے یعنے پہلا دور کائنات جیالوجیہ کا اور قولہ تعالےٰ
(ثم استویٰ الی السماء وہی دخان) مین پانی سے بخار بننے کیطرف اشارہ
اس زمانہ کو جیالوجیہ اپنی اصطلاح مین دور ثانی کہتے ہین۔ اور
قولہ تعالےٰ (انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرہا فاحتمل السیل
زبدا رابیا ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ۔
(سورۂ رعد) مین اوس زمانہ کا ذکر ہے جسمین بخار پانی بن گیا۔ اور
اور تخلیق جز حیات کا آغاز ہوا۔
جیالوجیہ اسکو تیسرا زمانہ مانتے ہین۔
اور قولہ تعالےٰ (اولم یر وان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناہما)
اور قولہ تعالیٰ (والارض بعد ذالک دحاہا)

ور قولہ تعالیٰ (والارض وما طحٰہا) مین اشارہ ہے احداث عالم اور
تخلیق ذوات کے جانب۔ ان زمانون کو علماء جیالوجیہ چوتھے
پانچوین چھٹے زمانہ سے تعبیر کرتے ہین۔
الغرض اب اگر کوئی جیالوجیہ کے چھے زمانون کو کلام الٰہی کے
چھے ایام کے ساتھہ مقابلہ کرکے غور کرے تو معلوم ہوجائیگا۔
کہ کس خوبی کے ساتھہ آثار جیالوجیہ کی تطبیق آیات قرانی سے ہوتی
ہے۔ اور سب سے زیادہ عجیب امر یہہ ہے کہ جسطرح نصوص
شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدائش انسان کی نوبت سب مخلوقات
کے اخیر مین آئی۔ آثار جیالوجیہ بھی اسی کی شہادت دیتے ہین
کہ زمین کے سب سے اوپر والے طبقے ہی مین انسانی آثار پائے
جاتے ہین جسکو کوئی اور طبقے نے ابتک ڈھانکا نہین ہے۔
اس تقریر سے یہہ خیال نکیا جاے کہ ہمنے آیات قرانی کی تاویل لغرض
تطبیق آثار جیالوجیہ کی ہے یعنے یوم سے مراد زمانہ یا دورا اپنی رائے
سے لیا ہے بلکہ خود ایسی تاویل قرآن مجید مین موجود ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ (سورہ معارج) اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے
وان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون۔ (سورۂ حج)

اور یہی تاویل احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہے الحاصل
اس تقریر سے حسب ذیل چند نتایج پیدا ہوے۔ پہلا یہہ کہ قدماے
فلاسفہ کا یہہ دعوے کہ دنیا ازلی ہے براہین جیالوجیہ سے باطل
ثابت ہوا۔ دوسرا یہہ کہ کلام آلہی معجز ہے یعنے کسی مخلوق کے
کلام مین ایسے ذخایر علمیہ اور خزائن حکمیہ مجتمع و مستتر نہین ہو سکتے
کیونکہ مسئلہ جیالوجیہ کا سمجہہ مین آنا چند ایسے معارف اور علوم کا محتاج
ہے جنکا آغاز اخیر زمانہ مین ہوا ہے اور اوسکو سمجہنے کیلئے اون
تمام معارف اور علوم کو ذہن مین نہایت باقاعدہ طور پر ترتیب دینا
چاہئے کیونکہ ایک مسئلہ کا سمجہنا دوسرے مسئلہ پر موقوف ہے
اور دوسرے کا تیسرے پر وہلم جرّا۔
تب کہین اس سلسلہ کے اخیر مین مسئلہ جیالوجیہ سمجہہ مین آسکتا ہے
اور جس زمانہ مین ایام ستہ کی آیات نازل ہوی ہین خواہ وہ زمانہ
سیدنا موسی علیہ السلام کا لیا جاے۔ یا سید الانبیا علیہ الصلوۃ
والسلام کا شمار کیا جاسے دونون زمانے بہ نسبت ان علوم جدیدہ
کے متقدم و مستبعد ہین اون زمانون مین مسئلہ جیالوجیہ کا سمجہنا
تو درکنار اوسکے مسلسل مبادی اور مقدمات سے کوئی ایک مقدمہ
بہی مصرح و مہذب جیسا کہ اب ہے تیار نہین ہوا تہا۔ اس سے ثابت

کہ فنون جیالوجیہ پیدا ہونے سے کئی قرن پہلے صحیح تاریخ عمر دنیا کی تعلیم
کلام آلہی مین موجود تہی لیکن اوس زمانہ کے فلسفی اور اہل عقل اوسکو
سمجہہ نسکے اور ہمیشہ اوسکی تکذیب اور تردید کے درپی رہے بالآخر
اب اس زمانے مین فنون جیالوجیہ نے عمدہ طور پر ثابت کردکہایا
کہ جو تاریخ عمر دنیا کی کلام آلہی مین مذکور ہے وہ بالکل صحیح اور مطابق
عقل ہے اس سے ثابت ہوا کہ کلام اللہ بیشک منزل من اللہ ہی
اور جسقدر دقائق اور ذخایر اوس پاک کلام مین دقایق و نکات علمیہ کے
مخفی و مستتر ہین اونکا ادراک الا ماشاء اللہ احاطۂ قدرت بشریہ سے
خارج ہے۔ قال اللہ تعالی

قل لو کان البحر مداداً لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفذ کلمت ربی ولو جئنا
بمثلہٖ مدداً۔ (ترجمہ)

کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر خداوند تعالی کے باتون کو ضبط تحریر مین
لانے کے لئے تمام سمندر کو سیاہی کے کام مین لایا جاوے تو اوسکی
تمام ہونے سے پہلے تمام سمندر کی سیاہی صرف ہو جاویگی اور اگر
اوسکے ساتہہ ایک اور سمندر ویسا ہی لاکر سیاہی کے کام مین
لایا جاوے تاہم اوسکی قدرت کا بیان پورا نہو سکیگا فقط

غلام محمد۔ منظم کیبنٹ کونسل

سنہ ۱۸۹۸ء کسوف کامل کا بقیہ مضمون

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ دبدبۂ اصفی

۲۲ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء کے کسوف کامل کی جو کیفیت دبدبۂ آصفی ماہ گذشتہ مین لکھی گئی تہی اوسمین صرف وہی واقعات لکھے گئے تھے جو مشاہدہ کسوف مین ناظرین کو نظر آتے ہین - بعض علمی مباحث جو کسیقدر غور و تامل کے محتاج ہین آیندہ کے لئے رکھے گئے تہے - چونکہ مضمون سابق کو اکثر ناظرین نے دلچسپی سے دیکہا اور بعض احباب مُصر ہین کہ مضمون سابق کی تکمیل کیجاے اسلئے یہہ چند سطور آپکے خدمت مین بہیجے جاتے ہین - امید ہے کہ آپ اونکو بطور تتمہ مضمون اپنے نامی رسالہ مین درج کرکے مجہے ممنون فرماوینگے -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے سہولت تفہیم کے خیال سے یہہ فرض کرلیا تہا کہ مہتاب کے طرح آفتاب بہی کرۂ زمین کے گرد گہومتا ہی لیکن حقیقت اسکے خلاف ہے یعنے آفتاب ساکن ہے[ف] اور دوسرے

نوٹ[ف] محققین کے راے مین آفتاب نہایت ہی خفیف حرکت کرتا ہے لیکن وہ ایسے خفیف حرکت ہے کہ اگر ہم اوسکو ساکن کہین تو بیجا نہین ہوسکتا -

سیارون کے طرح کرۂ زمین آفتاب کے گرد دورہ کرتا ہے۔ ہم جو اوسکے خلاف
کرۂ زمین کو ساکن اور آفتاب کو متحرک پاتے ہین وہ ہمارے نظر کی غلطی
ہے اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسی کہ ہم ریل گاڑی مین سوار جاتے
مین تو قرب وجوار کے جھاڑ پہاڑ جو درحقیقت ایک جگہ قایم ہین دوڑتے
ہوے نظر آتے ہین اور ہمارے گاڑی جو تیزی سے چل رہی ہی ساکن
معلوم ہوتی ہے۔ اس سے بڑہکر ہمارے مغالطہ کے نظیر یہہ ہی کہ کسی
اسٹیشن پر ہمارے ریل گاڑی ٹہری ہوی ہو اور بازو سے دوسری
ریل گاڑی چلی جاے تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ خود ہماری گاڑی چل رہی
ہے اور مقابل کی گاڑی ساکن ۔

زمین کے گردشین دو قسم کے ہین ایک محوری جو لٹو کے
مانند گہومتی ہے جسکا نتیجہ دن اور رات ہے یعنی کرۂ زمین کا وہ
نصف حصہ جو آفتاب کے مقابل ہے منور رہتا ہے اور اسیوجہ
سے وہان دن ہے اور جو نصف حصہ غیر منور ہے وہان رات ہوتی
ہے۔ کرۂ زمین کے دوسرے گردش حمائلی ہے جو آفتاب کے گرداگرد
حلقہ مین ہوتی ہے۔ یہہ دورہ ایک سال مین یعنی ۳۶۵ ¼ دن مین
ختم ہوتا ہے جیسا کہ نقشۂ نمبر (۱) مین بتایا گیا ہے
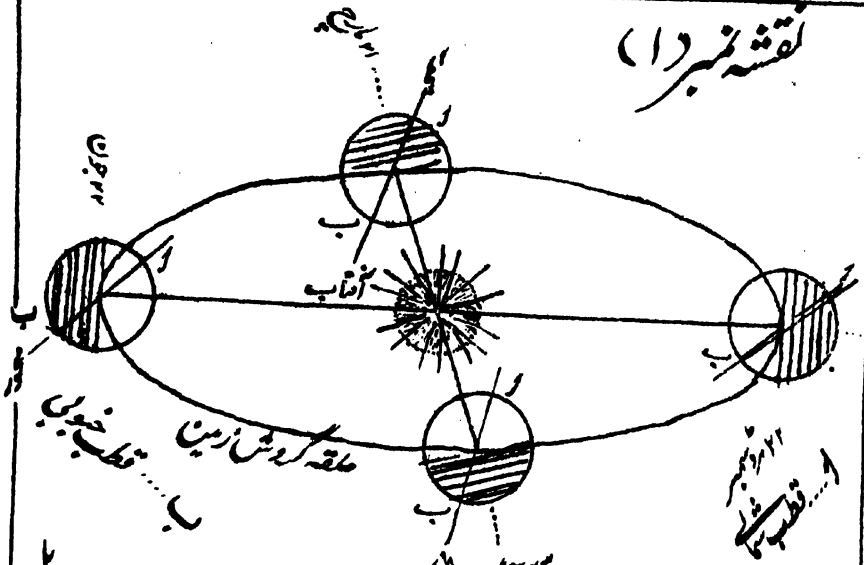
اسیطرح مہتاب کا جو حصہ آفتاب کے مقابل ہو منور رہتا ہی اور غیر مقابل
تاریک جسطرح کرہ زمین سال مین ایک مرتبہ آفتاب کے گرد حمائلی
دورہ ختم کرتا ہے اوسیطرح مہتاب بھی کرۂ زمین کے گرد ایک محدود
افق مین گردش کرتا ہے اور یہہ دورہ مہینہ مین ایک مرتبہ پورا ہوتا ہے
جس سے ثابت ہوا کہ مہتاب زمین کے گرد گھومتا ہے اور زمین مہتاب
کے اسی گرد اگرد دورے کوئی ہوئے آفتاب کے گرد گھومتی ہے
گویا مہتاب کے بھی دو گردشین ہوئین - ایک کرۂ زمین کے گرد دوسرے
کرۂ زمین کے ساتھہ آفتاب کے اطراف مین - چونکہ کرہ زمین اور مہتاب
دونون شعاع آفتاب سے منور ہوا کرتے ہین اسلئے ضرور ہے
کہ اونکا سایہ خلا مین پڑے - اگر مہتاب اور زمین ایک ہی سطح میں

پر دورہ کیا کرتے تو التزاماً ہر پونم کو زمین کا سایہ مہتاب پر گر کر خسوف
ہوتا اور ہر اماوس کو آفتاب اور زمین کے مابین مہتاب حائل ہوکر
کسوف بنتا۔ مگر چونکہ مہتاب اور زمین کے دورہ کے سطوح جداگانہ
ہین اسلئے ویسا نہین ہوتا۔ نقشہ نمبر (۲) سے زمین کے اطراف
مہتاب کے گردش معلوم ہوگی اور نقشہ نمبر (۳) سے معلوم ہوگا کہ دو
مقامات مین سے کس مقام پر گہن ہوسکتا ہے۔

نقشہ نمبر (۲) گردش مہتاب گرد زمین
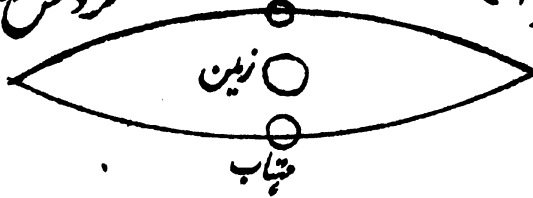
زمین

مہتاب

نقشہ نمبر (۳) مقام مہتاب جہان گہن ممکن ہے
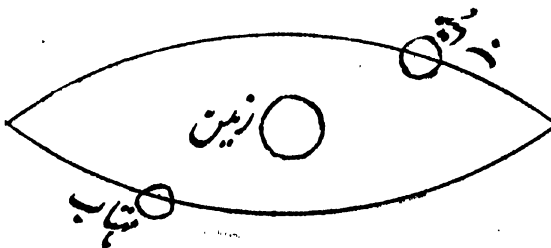
خسوف کے دو قسمین ہین ایک کامل دوسرا ناقص۔ مگر کسوف کے
تین قسمین ہین۔ کامل۔ ناقص۔ محیط روشن۔ (جسکو انگریزی مین انیولر

کہتے ہین) کامل اور ناقص کا ذکر تو پہلے ہی ہو چکا ہے صرف محیط روشن
کے بابت اسقدر سمجہنا ضرور ہے کہ اگرچہ زمین سے آفتاب و
مہتاب مساوی الحجم اور مساوی البعد معلوم ہوتے ہین لیکن دونونکی بعد
اور جسامت مین بہت بڑا فرق ہے - مہتاب زمین کے گرد جس حلقہ
مین گردش کرتا ہے اوسکے ہئیت کے لحاظ سے اور نیز زمین کے کروی
شکل ہونے سے مہتاب کے دوری ہر وقت اور ہرایک مقام سے یکسان
نہین ہوتی تاہم بالاوسط اوسکے دوری کرۂ زمین سے دو لاکہہ ۳۷ ہزار
میل اندازہ کیگئی ہے اور اسیطرح اون جملہ عوارض کے ساتہہ زمین
سے آفتاب کے دوری بہ نسبت مہتاب کے چار سو حصے زیادہ ہے
اب یہہ بات ذرا سی غور مین معلوم ہوسکتی ہے کہ نقشہ کسوف کامل
نقشہ نمبر (۴) مین اگر مہتاب مقام موجودہ سے کسیقدر دور رہے تو مہتاب
کا سایہ جو کسوف کامل کے حالت مین کرۂ زمین کے مقام ا ب پر پڑتا ہے
راہ ہی مین منقطع ہوجاتا ہے اور زمین تک نہین پہونچتا - اور اس حالت
خاص مین مقام ا ب کے باشندون کے نظر سے آفتاب کا عین
درمیانی جسم چہپ رہیگا - مگر اوسکے گرداگرد جرم آفتاب کا نورانی
حصہ انگہوٹہی کے صورت مین روشن نظر آتا رہیگا - اس کو کسوف محیط
روشن (انیولر) کہتے ہین جسکی حالت نقشہ نمبر (۵) مین بتائی گئی ہے

نقشہ نمبر (۴) کسوف کامل
آفتاب
مقام (اب) پر کسوف کامل نظر آئیگا اور مقام (اج) اور (ب د) پر کسوف ناقص
چاند
کرہ زمین
نقشہ نمبر (۵) کسوف محیط روشن
(اینولر)
سورج
مقام (اب) میں اینولر اور مقام (ا د) اور (ب ج) میں ناقص کسوف نظر آئیگا
چاند
زمین
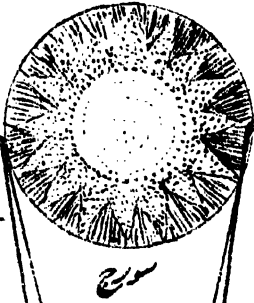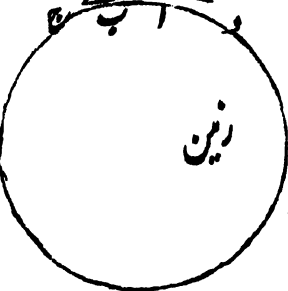
ماہرین فن کے تحقیقات مین جسم آفتاب کا عین وسط جسکو فوٹاس فیر کہتے ہین
حلقہ کروماس فیر سے محاط ہے اور وہ کارونا سے نقشہ (٦)

نشان نقشہ کارونا بوقت کسوف کامل (٦)

فوٹاس فیر جو بہت زیادہ روشن ہے ہمیشہ نظر آیا کرتا ہے مگر اوسکے
تیزی اور نورانی روشنی کروماس فیر اور کارونا کو نظر آنے نہین دیتی۔
اور یہہ ہمارے حیطہ امکان سے خارج ہے کہ فوٹاس فیر کی روشنی
کو مصنوعی طریق سے چھپا کر کروماس فیر اور کارونا کو دیکھہ سکین بجز اسکے
کہ ہم سالہا سال تک کسوف کامل کے منتظر رہین اسلئے کہ قدرتی طور پر

مہتاب کا سایہ فوٹاس فیر کو تہوڑی دیر کے لئے بالکلیہ چہپا دیتا ہے
تو اوس دو چار منٹ کے نہایت تنگ وقت مین اونکے حقیقت اور
ماہیت کو جہان تک ممکن ہو دریافت کرسکتے ہین -
اِس تحقیقات مین سب سے بڑا دریافت طلب یہہ امر ہے کہ آفتاب
کن اجزای منفردہ سے مرکب ہے - اگرچہ فلسفہ قدیم اوسی موجودات عالم
آب - آتش - خاک - اور - باد - سے مرکب ہین اور یہی چارون اجزا عناصر
اربعہ یعنے جوہر بسیط کہلاتے ہین اور اوس لحاظ سے آفتاب بہی ایک
جوہر مجرد یعنے کرۂ ناری سمجہا گیا - لیکن فلسفہ جدید کے ماہرین سمجہہ سکتے
ہین کہ ایک ایک عنصر مختلف اجزای منفردہ سے مرکب ہے گویا عنصر
جوہر بسیط نہین بلکہ اشیاء مختلفہ کا نام ہے - پس ماہران حال کو صرف
یہی دیکہنا نہین ہے کہ آفتاب کرۂ آبی ہے یا آتشی یا خاکی - یا بادی -
بلکہ یہہ دریافت کرنا ہے کہ کس چیز کے جلنے سے وہ روشنی نکل رہی ہے
اگرچہ ناظرین کو تعجب ہوگا کہ ضعیف البیان انسان اس کرہ خاکی پر
بیٹہکر کرۂ ناری کے چہان بین کرے - اور ایسے مقام کے باتین بتاوے
جہان پرندونکے پر جلین لیکن اوس حکیم مطلق کے یہہ ایک ادنی حکمت
ہے کہ انسان کو ذراسی عقل عطا فرماکر اشرف المخلوقات کے عزت بخشا -
یہی ذراسی عقل جو بے نظیر نعمت عظمیٰ ہے انسان کو خاک نشینی سے

نکالکر بالانشینوں سے بہی برتر بنا دیا۔ اور اسی عقل کے کرشمے ہین
کہ حضرت انسان نے ایسے ایسے لاجواب آلات بنائے اور ذرایع
علم تلاش کئے کہ فرشتون کے عقل بہی چکر مین ہے۔ چنانچہ انسان
یہان بیٹہکر آفتاب کے شعاعون سے یہہ پتا لگا رہا ہے کہ اوس
کرۂ ناری مین کون کون اشیا جل رہی ہین۔

پریزم جو مخروطی بلوری ٹکڑے کو کہتے ہین اور جسکے تصویر ذیل
مین دیگئی ہے نقشہ نمبر (۷)
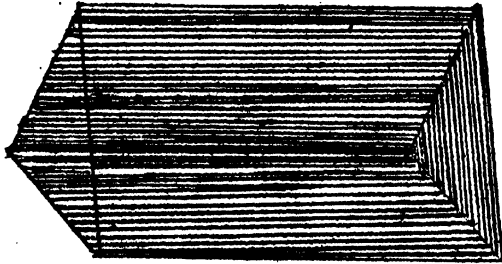
نقشہ نمبر (۷) پریزم (بلوری پہلودار ٹکڑا)

آسی تحقیقات کا ایک کارآمد آلہ ہے۔ ماہرین خواص الاشیا نے تجربہ
اور مشاہدہ سے دریافت کیا ہے کہ مختلف اشیاء کے روشنی کے
شعاعین اوس شفاف بلوری ٹکڑے سے پار ہون تو مختلف زاویہ اور
مختلف الوان پیدا ہوتے ہین یعنے تمام اشیاء کے روشنی کے گذر مین
ایک ہی رنگت اور ایک ہی درجہ اور حیثیت کا زاویہ پیدا نہین ہوتا بلکہ

ہر ایک شئی کے ایک خاص رنگت اور ایک خاص زاویہ مقرر و معین ہے
پس ہر ایک روشنی کے ان خواص مقررہ کے اصول پر ایک آلہ جسکا
نام اسپکٹراس کوپ ہے تیار کیا گیا جسکو کیمیکل لیبوریٹری -
(کیمیائی رصدگاہ) مین رکھکر ہر ایک روشنی کے الوان و خواص دریافت کئے
جاتے ہین - پس اسی تجربہ سے آفتاب کے اجزائی مختلفہ مختلطہ کا امتحان کیا
جاتا ہے - ابتک اجزاء آفتاب جہان تک دریافت ہوے اونکے یہہ ہین:
سوڈا - لوہا - کالسیم - میاگنیس - نکل - بیریم - تانبا - جست -
باقی اور اجزاء کے تحقیقات ہو رہی ہے - غرض جو اجزاء دریافت ہوے
ہین وہ حد درجہ کے حرارت مین گرم ہوکر آفتاب سے شعاع پیدا کرتے ہین
دوسرا امر یہہ ہے کہ ابتک ہم جن اجزا کو مفرد اور جوہر بسیط
سمجھتے ہین وہ آفتاب کے انتہا درجہ کے حرارت سے متفرق ہوکر
مرکب تو ثابت نہین ہوتے - اگر ہوتے ہین تو ہم اوس درجہ کی مصنوعی
حرارت مین اون اشیاء کو جو اسوقت تک مفرد سمجھے جاتے ہین تقسیم کرسکتے ہین -
اگر یہہ مسئلہ حل ہو جائے - اور اوسمین ہمکو عملی قدرت حاصل ہو جاے تو در حقیقت
کیمیا کا نسخہ ہات لگ جاتا ہے - مثلاً ابتک ہم چاندی کو مفرد سمجھے ہین اور علیٰ ہذا
سونے کو بھی - اگر یہہ دونون مرکب ہون اور ہم مصنوعی حرارت سے اونکے اجزائے بسیط
کو جدا کرلین اور یہہ معلوم ہو جاے کہ اون دونون کے جزء بسیط تو ایک ہین مگر ترتیب و مناسبت

فرق ہے تو ہم ایک کے اجزاء کے مقدار کو دوسرے اجزاء کے
مساوی بناکر چاندی سے سونا تیار کرسکین گے۔
آفتاب مین جو دھبے نظر آتے ہین اوسکے نسبت یہان
تک تحقیق ہوی ہے کہ وہ اور زمین کے مقناطیسی قوت ایک
دوسرے سے موثر یا متاثر ہے۔ دیکھین اب ۲۲ جنوری کے
کسوف کامل کے نتیجہ مشاہدہ سے کون کون نئی باتین دریافت
ہوتے ہین۔ امید ہے کہ آٹھ دس مہینے مین علمی سوسائٹیان اپنی
تحقیقات کے نتایج شایع کرین گے فقط

ڈاکٹر محمد ظہور
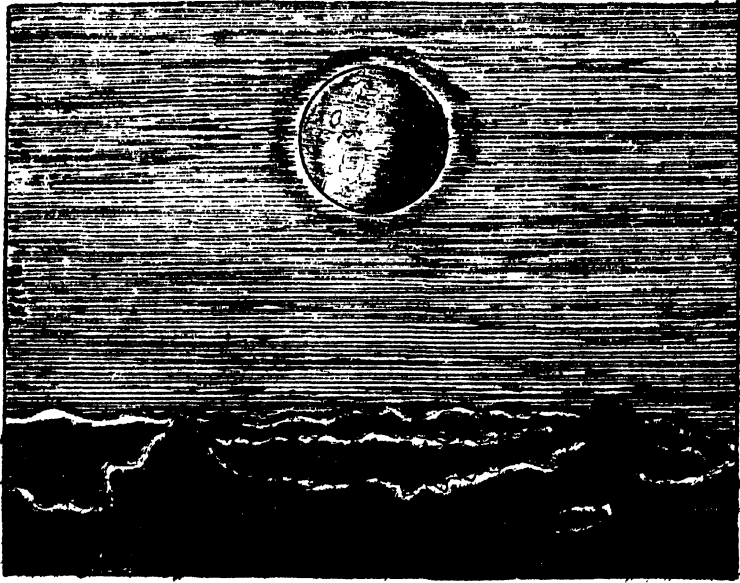
کرۂ قمر

اسکی کیا صورت ہے۔ اسکی متعلق کیا ضعیف الاعتقادی کے خیالات ہین۔ اسکا بیان اور جزر و مد۔ اور گہن۔

نیچر نے انسان کے دل مین منجملہ اُن نعمتہاے بے شمار اور خصائل پسندیدہ اور خواہشات برگزیدہ کے ہر فرد بشر کے کانشنس مین یہہ بات پیدا کردی ہے کہ ہر متنفس کو کسی ایک شی سے دلچسپی ہو۔ اور وہ اُسکے مرغوب طبع اور

پسندیدہ رہے ۔ بلکہ اسی دلچسپی اور رغبت کی انتہا کا نام عشق رکھا گیا ہی جس سے ہر ایک شخص واقف ہے ۔ اور ضرور کسی شئی کا عاشق ہے چونکہ یہہ ایک امر فطری تسلیم کرلیا گیا ہے ۔ لہذا فطری طور پر عالم طفولیت مین دیکھا گیا ہے کہ شیر خوار بچونکو چاند سے اکثر انس ہے ۔ جیسی انہی ماں باپ کی محبت دل مین ہوتی ہے ۔

بچپنے مین اکثر بچے چاند کو (چاند ماموں) کے لقب سے پکارتے ہین ۔ اور اُن کے دل مین چاند کا مرتبہ ماموں کے مرتبہ سے زیادہ سمجھا گیا ہے ۔ اور ماموں سے بڑھ کر اُسکے ساتھہ محبت ہے اگرچہ اس مہتاب کو جسکو بچے چاند ماموں پکارتے ہین ۔ اُسکو ہماری اس محبت کی قدر ہی نہین ۔ کہ ہم اسکو کس عزت اور توقیر کے ساتھہ دیکھتے ہین ۔ اور ہمارے دلون مین ۔ اسکی وقعت کسقدر ہے ۔ اُسکی دلچسپی نے ہر ایک متنفس کے دلمین ایسا گھر کیا ہے ۔ اور اُسکا پیارا ۔ چمکتا ہوا ۔ حسین مکھڑا اور اُسکا نکھرتا ہوا جمال ایسا دل فریب ہے ۔ کہ ہمارے دلون کو مسخر کرلیا ہے ۔ ہم اسکے دام محبت مین نہ فقط عدم واقفیت کی وجہ سے عالم طفولیت مین ہی گرفتار تھے بلکہ ہم جون جون ہوشیار ہوتے چلے اور ہر ایک شئی کی ماہیت سے واقف ہوکر اسکی کُنہ حقیقت کو پہونچتے گئے ۔ اس مہتاب کی قدرتی جمال اور عالم افروز نور نے ہمارے دلون مین اپنی قدرتی روشنی کا پرتو

ڈال کر اپنی شوکت اور عظمت اور اپنی خدا داد مقناطیسی اثر سے ہمارے
دلون کو اپنی طرف مخاطب کر لیا ہے - کہ ہم اُسکی نرمیلی - اور شرمیلی
ہلکی - تسکین بخش روشنی کو عامل روز یعنے آفتاب کی چمکیلی روشنی
پر ترجیح دیتے ہین - اُسکی تعریف اور توصیف مین شاعرون نے بہت
کچھہ مبالغہ کیا ہے - اور جب کبھی اُنہون نے اپنے معشوق کے رُخ
کی تشبیہ دی ہے - چاند سے دی ہے اور جہان کہین اُنہون نے
گھونگٹ والی دولہن کی تعریف کی ہے گہن گہے چاند کی مثال دیتے ہین - ابروے
جانان کی صفت ہلال ہے مکھڑے کو بدر کے ساتھہ مقابلہ کیا ہے
غرض - نظم اور نثر مین جہان کہین تشبیہ اور مثال ایسے موقع مین
دیگئی ہے - تو ضرور چاند کا ذکر خیر آیا ہے -
رفتہ رفتہ لوگونکی دلچسپی اسکے ساتھہ اسوقت اور زیادہ ہوگئی ہو
جیسے لوگون نے یہہ خیال کیا ہے - کہ مہتاب مین آدمی بستے ہین - ابھی
ہمارے دلونمین وہ خیال طفولیت کا باقی ہے - جو ضعیف الاعتقاد
مردون اور عورتون کی زبانی سنتے آئے ہین - کہ مہتاب مین کوئی
بڑھیا عورت ہے - اور متفرق قسم کی مخلوق بستے ہین - اسکے علاوہ
اور بہی متفرق قسم کے خیالات اسکے متعلق پیدا ہوے - یہانتک
کہ (ٹیلسکوپ) یعنی دوربین کا استعمال شروع ہوا - اور تہذیب علم

کی روشنی نے ہمکو تاریکی سے نکال کر روشن راہ پر لگا کر ہمارا رہبر ہوا۔ اور علم ہیات کے مُبصّر مصنفون کی کتابین ہماری رفیق اور ہمدم ہوئین۔ اور علوم جدیدہ کی نئی چمکتی ہوی عالم افروز روشنی نے ہمارے دلون کو بہی تجلّی بخش روشنی بخشی اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مہتاب مین نہ چاند ماموں ہے۔ نہ چاند ماموں کی کوئی بڑہیا۔ دایا نرس بنکر۔ ماموں جان کو دودہ پلا رہی ہے۔ اور نہ کوئی مشاطہ پیام لگانے کے لئے۔ ہمارے ماموں جان کے ہان قیامت کا ٹہیکہ لیکر ان کو بہکانیکی فکر مین ہے۔ اور نہ کوی عدم آباد ہے۔ اور نہ کوئی نئی بستی۔ یادنیا یا امریکہ ہے۔ بلکہ بہت بڑے بڑے آتش فشان پہاڑ اور اوسکی نشانیان موجود ہین۔ ایکوقت مین یہہ بہی خیال کیا گیا تہا کہ سیاہ نشانیان جو مہتاب کی سطح پر پائی جاتی ہین۔ ہم چشم ظاہر بین سے اُنکو بآسانی دیکہہ سکتے ہین سمندر ہتے۔ اور مہتاب کا نقشہ جسمین براعظم اور آتش فشان پہاڑون کے دہانے بنائے گئے ہین۔ اگر نیچر نے ہمکو مہتاب تک رسائی کی قوت دی ہوتی۔ جیسے ہم سفر در وطن اور خلوت در انجمن کی سیر اپنی قوت دراکہ اور عقل و بصارت کے بدولت کر سکتے ہین۔ تو ہم لوگ ناہموار سطح میدان اور پہاڑ بغیر پانی کے پائینگے۔ ہملوگ وہان سے دن کیوقت تارون کو دیکہہ سکین گے۔

کیونکہ مہتاب کے گرد ہوا کا نام نہین - بلکہ سنسان ہے مہتاب سے زمین
کی صورت اور ستارونکی خوبصورتی ایسے مقام سے جہان نہ پانی نہ بدلی ہے
بہت ہی خوبصورت اور شاندار معلوم ہوگی -
ہملوگ اسکے قرص کی حالت کو دیکھتے ہین - کہ بالکل ناہموار اور آتش فشان
پہاڑون کے دہانے سے بہرا ہوا ہے - جہانتک ہملوگ خیال کرسکتے ہین
یہہ ایک بہت بڑا ریگستان ہے - جہان نہ کوئی آبادی ہے - اور نہ کوی
بستی ہے اور غالباً نہ کسی قسم کی سبزی ہے چونکہ مہتاب کی پہاڑیون اور
میدان مین کسی قسم کی رطوبت نہین ہے - اسلئے ہملوگ یہہ نتیجہ نکالتے ہین
کہ مہتاب مردہ ہے اس بحث کو پڑہنا نہایت دلچسپ اور دلکش اور دلفریب
ہے - جب ہملوگ اپنی ٹیلسکوپ لیکر آسمان کو دیکھتے ہین - ٹیلسکوپ مین
نہایت خوبصورت چیز جو دکہائی دیتی ہے - وہ مہتاب ہے - جو مثل ایک
چاندی کی رکابی کیطرح چمکتا ہوا دکہائی دیتا ہے - اور آفتاب کے بدولت
اسمین حسن خیز روشنی پیدا ہوی ہے - ایک چھوٹی ٹیلسکوب سے بہی ہملوگ
بہت سے دلچسپ چیزین بذریعہ دوربین دریافت کرسکتے ہین - جس سے ہم لوگ
کرۂ قمر کی حقیقت کا حصہ دریافت کرسکتے ہین - چونکہ مہتاب بہ نسبت
اور ستیارون کے چندمیل کے فصل پر واقع ہے - اور بڑی ٹیلسکوپ
جو اب استعمال کئے جاتے ہین - ماہتاب کو قریب کردیتی ہین اسلئے

ہملوگ اس تغیر پذیر ستیارہ کے بارہ مین بہ نسبت اور ستیارون کے
زیادہ یقین کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ جب ہم بدر کو غور سے دیکھتے ہین۔
تو اسکی سطح پر تاریک اور روشن صحرا پاتے ہین۔ جسکو سمندر کہتے
ہین۔ اگرچہ اب وہ خشک ہوگئے ہین۔ اسلئے ہملوگ ایسے الفاظ
یعنے سناٹے کا سمندر۔ طوفان کا سمندر۔ خاموشی کا سمندر سُنتے
ہین۔ اور مہتاب کے سطح کی عام بناوٹ بہی معلوم ہوگی۔ اب مہتاب کا
نقشہ مل سکتا ہے۔ اگرچہ کوئی شخص وہان پہونچ نہین سکتا۔ مہتاب کی
ہئیت کو غور سے دیکہنا۔ یا اوسکی بارے مین پڑہنا نہایت دلچسپ ہے۔
اس سے ہملوگ معلوم کر سکتے ہین۔ کہ زمین اور اسکے ساتھہ کے اور ستیارے
بناوٹ مین کسقدر مشابہ ہین۔ مگر ایک چیز۔ یعنے پانی نے کسقدر دونون
کی صورت مین فرق کر دیا ہے۔ ماہتاب مین پہاڑ میدان اور ناہموار
آتش فشان پہاڑون کے دہانے پائے جاتے ہین ماہتاب کی وسعت
مسطح نہین ہے۔ کیونکہ آفتاب کی روشنی بعض حصون مین جلد اور بعضون
مین دیر کے بعد نظر آتی ہے۔

اصل پہاڑی سلسلہ اپنیائن ہے۔ جو بہت بلند ہے۔ بہت سے
نشانیان آتش فشانی کے بہی معلوم ہوتے ہین۔ اور سناٹا اور خوفناک
خاموشی ہر جگہہ پائیجاتی ہے۔

یہہ معلوم ہے۔ کہ پانی مین بہت بڑی قوت ہے۔ اور اُسکی وزلیعہ سے زمین
کے سطح مین برابر تغیرات پیدا ہوتے رہتے ہین اور اسی لئے ظاہری
صورت زمین کی کئی صدیون کے لبعد بہت تغیر ہو جاتی ہے جہان میدان
تہا۔ وہان بڑے بڑے دریا سمندر کیطرف موج زن ہوتے ہین۔ بالو
اور دوسرے چیزین منتشر ہوتے جاتے ہین۔ اسلئے ظاہری صورت مین
زمین کے تغیر عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ مہتاب کی یہہ حالت نہین ہے۔ مہتاب
کے قریب ایک نہایت لطیف قسم کی ہوا ہے۔ جہان نہ رطوبت ہے
نہ جہیل۔ نہ پانی۔ ہملوگ صرف گمان کر سکتے ہین۔ کہ کیا حالت ہوی
اگر وہان کبہی جہیل۔ سمندر ہوگا ہی تو اب وہ جذب ہو گیا ہے۔
جیسا گمان کیا جا سکتا ہے۔ مہتاب کی ایکجانب ایکزمانہ مین بہت سخت
گرمی اور دوسرے جانب بہت سخت سردی ہوگی۔ مگر علما کو اسمین
کسیقدر اختلاف ہے۔ اگر مہتاب مین کسی قسم کی ہوا نہین ہی تو کبہی
وہ بہت ہی خوفناک گرم اور کبہی خوفناک سرد ہو جاتا ہوگا۔ اگر وہان
کسی قسم کی ہوا معمولی دبازت کی بہی ہے تو گرمی و سردی کی سختی مین
کمی ہوگی۔

جب ہم لوگ اسبات پر اتفاق کرتے ہین۔ کہ حالت گرمی و سردی مین
بہت تغیر ہے۔ مگر کسی صورت مین اسکی ضرورت نہین ہے۔

کہ گرمی کو ہم ۱۰۰ ڈگری سے زاید اور سردی کو ۲۰ ڈگری سے کم خیال
کرین اسطور پر غور سے دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے ہم مہتاب کی گذشتہ
حالت پر رائے قایم کر سکتے ہین۔ اور معلوم کر سکتے ہین۔ کہ جو قوتین
کرۂ ارض مین جس پر ہم بستے ہین۔ کام آئین۔ وہی قوتین مہتاب
کی بناوٹ مین بہی کام آئی ہونگی۔ جبکہ ہم سیلی نوگرافی پڑہتے ہین
تو وہان ایک تاریخ پڑہین گے جو کسی وقت مین اس زمین کی تاریخ
سے جس پر ہم بستے ہین مماثل ہونا ممکن ہے فقط

باقی آیندہ

کشن پرشاد عفی عنہ

گنگا جی

اہل ہنود برہمن۔ اور گؤ کے بعد اسی دریا کو قابل پرستش اور متبرک سمجھتے ہین۔ اور اسکی شان مین ہزارہا اشلوک سنسکرت اور بھاشا اور برج کی بولی مین موزون کئے گئے گنگا میا۔ گنگا ماتا۔ گنگا مہارانی گنگا جی گنگا جی کی۔ گنگا کی قسم یہہ الفاظ زبان زد خاص و عام ہین۔ بڑے عقیدہ کے ساتھہ ہندو گنگا جل اوٹھاتے ہین۔ ہندؤن کے راج اہل اسلام کی عملداری عیسائیون کی حکومت مین۔ گنگا جل اوٹھانے پر ہندؤن کے قول و فعل کا بڑا دارو مدار ہے۔ گنگا کے پانی مین ایک ایسی خاصیت ہے جو دنیا مین کسی دریا کے پانی مین نہین ہے وہ یہہ کہ برسون رکھو کیڑے نہین پڑتے اور بگڑ نہین جاتا۔ اس دریا کو ہندوستان سے وہی مناسبت ہے جو مصر کو رودنیل سے ہے۔ دریائے نیل مصر کے ایک بہت بڑے حصے کو سیراب کرتا ہے۔ اسی طرح

دریاے گنگ سے ایک بہت ہی بڑا حصہ ملک ہند سیراب ہوتا ہی
اس دریا کا مخرج ہمالیہ پہاڑ کے جنوب سے گنگوتری ایک چھوٹے
سے چشمہ سے ہے کوئی آٹھ سو کوس کا چکر کہاتا ہوا یہہ دریا گنگوتری
سے خلیج بنگال مین گرتا ہے۔ رام گنگا۔ گومتی۔ جمنا۔ سون۔ مہاندی
گھاگرا۔ وغیرہ وغیرہ اسکی شاخین ہین۔
ہردوار جو ہندؤن کا تیرتہہ ہے یہہ دریا سیدھا بہتا ہے اور مقامات
مین گہومتا۔ گمہاتا۔ چکر کہاتا جاتا ہے۔ سمندر سے کوئی تین سو کوس کے
فاصلے پر گنگا جی کا عمق پونے تین سو فٹ ہے۔ گرمی کے دنوںمین اسکے
پانی کے روانی بہ نسبت جاڑے کے دنون کے کم ہوتی ہے۔ تجارت
ہندوستان کو اس دریا کے سبب سے بیشمار فائدہ ہوئے۔
بڑے بڑے نامی واقف کارونکی کلام سے ظاہر ہے کہ چودہ پندرہ کرور
روپیہ کی سوداگری اس دریا کے ذریعہ سے ہوتی ہے اسکا ڈلٹا۔
یعنے جہان یہہ دریا سمندر مین گرتا ہے کامل نہین ہے۔ مہاندی کا ڈلٹا
البتہ کامل ہے۔ بڑے بڑے مشہور شہر مثل کانپور۔ کاشی جی۔
مرزاپور۔ غازی پور۔ الہ آباد۔ چنارگڈھ پٹنہ عظیم آباد۔ مرشدآباد۔ کلکتہ
اسکے کنارہ پر واقع ہین۔ اس دریا کو ایک قدرتی فائدہ یہہ ہے
کہ جہان جہان یہہ گرتا ہے وہان مینہ بہت کثرت سے برستا ہی

اسکا پانی میلا اور گندلا نہین ہوتا ہے - گہڑیال اور مگرمچھہ سہین
بہت ہین مگر گہاگرا سے کم فقط

ٹہاکر پرشاد - شوق

از اقربای مہاراجہ بہادر - مہتمم رسالہ ہذا -

اتفاق

اتفاق لغت مین موافقت کرنے اور ایک ہونیکو کہتے ہین معنی اصطلاحی
اتفاق کی تشریح وتصریح عام پسند اسموقع پر بیان کی جاتی ہے۔
اتفاق اصطلاح قوم مین چند آدمی ایکدل ہوکر ایک کام کے وقوع پر بعد مشورہ
مجمع کرنے اور اوسکے رواج و قیام وثبات پر ہر قسم کی قوت و مدد دینکو
کہتے ہین جس سے اوس کام کارشد وثبات حاصل ہو۔ لغزش سے بُری نقصان
سے عاری رہے۔ چنانچہ مذاہب حق و باطل کا زمانۂ دراز سے ایک ملت و
گروہ مخصوص قرار پا کر نامزد ہونا باعث اسی اتفاق کا ہے۔
اللہ تعالے نے اپنے نبی کریم صلعم کو مشورہ کا حکم فرمایا۔ پس اتفاق اوسی حکم سے مستنبط کیا
جاتا ہے۔ پھر تو سنت نبوی صلعم یہہ ٹھہری کہ ہر امر مین بعد مشورہ کے باتفاق
عمل کیا جاتا۔ جسکا نیتجہ تبدریج یہہ حاصل ہوا کہ دین متین اور شرع مُبین کو ہر
طرحکا ثبات وقیام پیدا ہوا۔
ہماری رائے مین اتفاق کے دو قسم ہین ایک اتفاق حکمی کہ اجرام واجسام
وعقول ونفوس سب مین شامل ہے اتفاق حکمی سے حکم منشا خوف کا ہے

خوف مال وجان وایمان کا۔ ایمان حیا سے حاصل ہوتا ہی۔ اللہم الرزقنا وایدنا

علی سبیل الرشاد۔

دوسرا اتفاق حقیقی بالخاصہ نوع انسان کیواسطے موہبت عظمی قرار پایا

اور نوع انسان ہی مین رکہا گیا۔ اتفاق دوستی سے پیدا ہوتا ہے۔ دوستی

صحبت اور ہمقومی یا ہم ملتی یا ہمسری یا ہم جولی سے پیدا ہوتی ہے

پہر کیون نچاہیئے کہ ہرانسان اتفاق کو اپنا دوست صمیم وایار قدیم جانے

اور مشکل دنیاوی کا دفعیہ بوسیلہ اتفاق کیا کرے۔

اتفاق ایک امر ہے کہ دشمن قوی کو بے بس کرر کہتا ہے۔ اتفاق ایک

ایسی تجویز ہے کہ بڑے بڑے مدبر حیران رہتے ہین۔ اتفاق ایک ایسا حوصلہ

پیدا کرنیکا ذریعہ ہے کہ اکثر لوگونکے ہمتین کسی خوف یا کم قوتی کیوجہ سے پست

ہوجاتی ہین تو اتفاق اونکے بودے دلونکو جری کر دیتا ہے۔ اتفاق ایک

ذی تجربہ اور نہایت مدبر شیر ہے۔ جو فعل کہ اتفاق آراسے عمل مین

آئے اوسمین غلطی واقع نہین ہوتی۔

اتفاق سے دشمن کی سرکوبی ملک کی آبادی حکومت کا زور کروفر کا شور

رعایا کا آرام وقرار حاکم کا استقرار متصور ہے۔

اتفاق غنا دوست۔ افلاس دشمن۔ اتفاق ظالم کش مظلوم مامن۔ اتفاق حکومت

اتفاق ہیبت۔ اتفاق جمعیت۔ اتفاق شوکت۔ اتفاق رعب۔ اتفاق عظمت

اتفاق سنت -

اسی اتفاق سے نتیجہ دارین مترتب ہوا اور ہوسکتا ہی - جس قوم جس گھر مین اتفاق نہو وہ قوم ذلیل وخوار وہ گھر نا پائیدار ہے -

سعدی شیراز نے گلستان مین ایک مختصر نقل لکھی ہے جو ہر طفل مکتب نے پڑھی اور سنی ہے اوسکا خلاصہ اس جائے لکھنا مناسب مقام ہے وہ یہہ ہے کہ کسی بادشاہ سے کسی نے سوال کیا کہ سبب تیری بادشاہی اور حکومت کا کیا ہوا جواب دیا کہ خلق نے اسبات پر اجماع و اتفاق کیا اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ اوسی کا نام اور منصب ہے کہ ایک جماعت ایکدل اور ایک رو ہوکر ایک شخص کو بادشاہ جانے اور اوسکی حکومت کو مانے -

اوپر یہہ بات بتلادی گئی ہے کہ اتفاق ایکدل ہونیکو ہی کہتے ہین - ایکدل ہونے پر جیسی قوت پیدا ہوتی ہے وہ مثال ذیل سے معلوم ہوگی - کہ سوت کی موٹی رسی ٹرے بڑے قوت دار اور زور ور پہلوان اور مجسم نوجوان اور قوی ہیکل انسان سے توٹ نہین سکتی - بلکہ وہ سب اوس سے بےبس ہوجاتے ہین - یہہ کیا بلکہ وحشی جانور و بیل و شتر و شیر و شرزہ بہی اوسکے آگے سر جہکائے دیتے ہین - اگر اوسکی اصلیت پر خوض کرو تو ایک کچی سوت کے چند باریک تار ہین اون تارونکی یہہ کیفیت ہی

کہ وہ نہایت کم زور اور غیر مستحکم ہین ایک خفیف سا صدمہ اور ذرا سے ہوا کے جھونکے سے فوراً ٹوٹ پڑتے ہین۔ مگر کیا ہے چونکہ وہ آپسمین ملے ہوے ہین۔ لہذا اونکو قوت مین پورے دستگاہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اتفاق کیا امر ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ اسباب اتفاق کو درست کرے اور اوسکے رواج مین طرح کے سعی مرعی رکہے۔

چیست اصل از تفاق و استباق		اتفاق ست اتفاقست اتفاق	
دو دل ایک شود بشکند کوہ را		پراگندگی آرد انبوہ را	

اگرچہ فواید و منافع اتفاق کے حد سے زیادہ ہین مگر اسی قدر لکہنا مشتے نمونہ از خروارا کافی خیال کیا گیا۔

اتفاق کا چند جو نفاق ہے اوسکا بیان بہی لطور اجمال اسی کے ساتھہ کرنا مناسب سمجہا گیا۔ کہ احباب اوس سے ہمیشہ محترز رہین۔

نفاق لغت مین دوروی کو کہتے ہین۔ اصطلاح قوم مین بایکدیگر دشمنی رکہنا اور کسی مین دشمنی و عداوت ڈالنے اور حق بات کو پوشیدہ کرنے اور امر واقعی کو بنظر تالیف و ترغیب خلق یا خوشامدانہ پیرایۂ مخالفت مین بیان کرنیکو کہتے ہین۔

نفاق کا مورث بغض ہے۔ بغض حسد سے ہوتا ہے۔ حسد مالی ملکی

علمی نہیں کا ہوتا ہے۔ حسد علمی جایز نہیں ہے
حسد طمع سے بطمع عدم قناعت سے مراد تہاتی ہی ظاہر ہے کہ جو شخص
قانع نہوگا وہ ضرور مال و ملک غیر کا طامع ہوگا۔ جو طامع ہے بہ سبب عدم
حصول مطلب حاسد ہوگا۔ حاسد صاحب بغض ہونا لازم ہے کہ ہمیشہ افنا
منصب و ملک و ملک غیر کی خواہش مین عدم دست رسی و بے قوتی
سے دلمین کاٹ منہ پر چاٹ رکہتا ہے (اَللّٰہم احفظنا من ہذا الکبر بلا ء الدنیا)
نفاق کا ترجمہ زبان اردو مین پہوٹ ہے۔ پہوٹ نفاق کو کہتے ہین
سرور لکہنوی کا شعر نظیراً لکہا جاتا ہے۔

پہوٹے جو روے دیدۂ تر پہوٹ پہوٹ خوب آے خیش مزہ نہین آپس کی پہوٹ جب

پہوٹ ایک قسم کے خیار کا نام بہی ہے جو خاص اس ملک اودہ مین
ہوتی ہے بعد پختگی پوست اوسکا پہٹ جاتا ہے اور بڑی خوش ذایقہ ہوتی ہے
آتش کا شعر یاد آیا۔

پہل ملا ہے یہ تیری تیغ سے ہمکو آتش پہوٹ کیطرح ہر ایک زخم ہے کہل کہل جاتا

الغرض پہوٹ آپس کی بُری شئی ہے۔

بہرحال نفاق کے صورتین مذموم اور عنداللہ ماخوذ ہونیکی ہین۔ یہہ ظاہر ہے

کہ درخت نفاق کس کس خرابی و تباہی عالم کی ثمر سے مثمر ہوتا ہے۔ معاذ اللہ
خیال کرنا چاہئے کہ نفاق مورث بربادی ہے۔
نفاق کا پیدا ہونا احباب کے باہمدیگر نہ ملنے اور باہم معاد و معاش
کا مشاورہ و مذاکرہ نکرنے سے بھی ہوتا ہے۔
خداترس لوگ مانند اولیاء کرام کے امر مصلحتی کے اظہار کو بھی نفاق جانتے
ہین۔ اسموقع پر ایک بزرگوار کا ارشاد لکھا جاتا ہے۔ اگر بارنیک بینا بہ ایسپر
قیاس کرین تو ہمیشہ بلا نفاق سے محفوظ رہنیکا ذریعہ ہوگا۔
وہ یہہ کہ ایک بزرگوار اہل دل کسی مسلمان کے نماز جنازہ مین شریک
حال تھے۔ جب نماز ادا کی گئی تو بعد فاتحہ لوگون نے باہم اُس میت کی
نیک نفسی کا مذاکرہ کیا۔ اِن بزرگوار نے اوسکو سماعت فرماکر کہا کہ
استغفراللہ مین نے جو نماز اس منافق کے جنازہ کی پڑھی اپنے وقت
کو رائیگان کیا۔ لوگون نے کہا کہ حضرت آپنے اس میت کو کس طرح منافق
سمجھا تو فرمایا کہ آدمی عالم مین ہرگز نیک مشہور نہین ہوتا جبتک کہ خلاف
واقعہ امر بیان نکرے اور مخلوق کے دلکو وہ بات دلچسپ نہ آئے۔
پس اس سے زیادہ شرح کی ضرورت نہین خیال کی جاتی ہن
فہم فہم۔ دنیا خار دار گلیون اور ٹیڑھے رستون سے پُر ہی خدا وندکریم
سب کو اتفاق سے نزدیک اور نفاق سے دور رکہے فقط

مرزا اکرام علی

۳۹۸ ے

اقتباس

مہاراجہ پٹیالہ نے ایک دربار کیا تاکہ فوج کو مبارکباد دین کہ بحفاظت تمام سرحد سے واپس آئی اور بعد کو جو جلسۂ دعوت ہوا اسمین مہاراجہ نے کا جام تندرستی تجویز کیا۔ اور کہا کہ مین اپنی اس ذمہ داری سے بخوبی واقف ہون جو بطور سرغنۂ قوم سکہہ کے ہے۔ مین نازان ہون کہ ابتک مین نے بفضل خدا اپنے آباواجداد کی پیروی کی ہے اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جب کبھی برٹش سلطنت کو کوئی خوف پیش آیگا تو سب سے اول مین ہی پیشقدمی کرونگا اور صرف اسی پلٹن کو لیکر نہ بڑہونگا جو ابھی میدان جنگ سے واپس آئی ہے بلکہ اپنی تمام فوج لیکر برٹش کے دشمن سے جنگ کرونگا اور دربارۂ سکہہ قوم کے کہا کہ جبکہ وہ پابند مذہب اور سچے فرمانبردار اپنے آقا کے ہین تو وہ کبھی خیرخواہی اور فرمانبرداری برٹش تاج سے سرتابی نہین کرسکتے کیونکہ یہ اونکی قومی خصلت ہے۔

نجم الہند۔

مہاراجہ کرنل پرتاب سنگھ بہادر نے مہم تراہ مین اپنے مجروح ہونیکی کیفیت بیان کی ہے۔ شب کے وقت میرے ہاتھہ مین گولی لگی مین نے دوپٹا پہاڑ کر پٹی باندہلی اور دستانہ پہنکر ہاتھہ جیب مین ڈال لیا اور کسی کو خبر نہ کی لیکن مین ہر روز جنرل لاکہارٹ کے خیمہ پر چاپے نوشی کو جاتا تہا خانساماں نے جب متواتر کئی روز تک دیکہا کہ مین ایک ہی ہاتہہ سے چاپے پیتا ہون۔ اور دوسرا ہاتہہ جیب مین رکہتا ہون تو اوس کو کچہہ شبہہ ہوا اور اوس نے جنرل صاحب کو اطلاع کی۔ جنرل صاحب نے فورا میرا ہاتہہ دیکہا اور گورنر جنرل کو میرے زخمی ہونے کی اطلاع کی دریافت ہوا ہی کہ اب مہاراجہ صاحب ممدوح مہم سوڈان مین جانے کا عزم رکہتے ہین۔ اور فارن آفس کو اس بارہ مین درخواست کی ہے کیا اب بہی انگریزی اخبارات احسان فراموشی کرکے ہندوستان کو وفادار اور خیرخواہ نہ سمجہین گے۔

نجم الہند

انگریزون کی آراستگی مکانات

لندن کے رہنے والے اپنے مکانات کو نہایت خوبی سے آراستہ کرتے ہین یعنی اول تو ضروری چیزین جو انسان کو چاہئین وہ سب اونکے مکانین ہوتی ہین۔ دوسرے اس ترتیب اور قرینے سے سجائی اور لگائی جاتی ہین

کہ جس سے زیادہ اچھا ہونا ممکن نہین ہے۔ اور یہ ایک عادت ہر جوان کے خمیر مین ملی ہوئی ہے۔ دوسرا آدمی اسکا برتاؤ نہین کرسکتا نہ اسطرح پر استعمال کرسکتا ہے۔ اور چونکہ وہ اسکے عادی ہو رہے ہین اسلئے بے ایسی ترتیب اور سجاوٹ کے خوش نہین رہ سکتے ہین۔ اگر وہ لوگ مسلمانون کے شہرون مین جائین تو ایک دن بہی آرام اور خوشی سے نہ رہین

انگریزون کی جسمانی طاقت اور عمر

خاص۔ انگلستان اور ویلز مین تین برس کے اندر ۲۶۶۔ آدمی ایسے مرے کہ جنکی عمر سو برس سے زیادہ تہی اور جنکی حواس بخوبی صحیح اور جنکی طاقت اچھی طرح باقی تہی بلکہ ایک آدمی ایک سو تیرہ برس کی عمر کا ہوکر مرا اور کبہی اپنی زندگی مین ایک دن بہی بیمار نہوا تہا اور ستر برس کی عمر تک تو اکثر آدمی انگلستان کے ایسے جوان رہتے ہین کہ بڑہاپا اون کی صورت پر معلوم نہین ہوتا اور سبب اوسکا مولف نے بیان کیا ہے کہ بڑے بڑے سبب بڑہاپے کے غم اور تکلیف اور خوف مین خصوصاً بے اطمنانی جو حاکمون اور عالمون کی طرف سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم مسلمانون کی سلطنت مین ہے۔ انگلستان مین اگر کسی کے پاس کروڑ روپیہ ہو تو اوسے نہ ملکہ کا خوف ہے نہ کسی حاکم کا بلکہ ملکہ اور حاکمون کو اون کی دولت پر اور

ور فخر ہوگا کیونکہ وہ اپنی رعیت کی دولت کو اپنی دولت اور اپنے ملک کی عزت
جانتے ہین سوا اسکے سامان خوشی کے اور جلسے عیش وطرب کے انگلستان
مین اسقدر ہین کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمی دلی خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ خلاف
ہمارے ملکون کے کہ کوئی ایسا سامان نہین ہے اسی واسطے اکثر
آدمی روکہے ترش اور کشیدہ خاطر ہوتے ہین۔

شیطان کی آنت

بعض مضامین نامہ نگاران ذیشان نے ایسے بہیجے جنکی نسبت
عنوان مندرجہ بالا کی پہبتی ٹہیک ٹہیک عاید ہوتی ہے۔ مضمون کیا ہین
کہ طول امل کے نانا جان کے بہی دادا۔ پڑہتے پڑہتے آندہی روگ آجائے
ناظرین کو اس کڑی منزل مین چلتے چلتے چلتے تہک کے زبان حال
وقال دونون سے تدبیر الدولہ منشی مظفر الدولہ اسیر لکہنوی بّرد اللہ مضجعہ
کا یہہ مصرع پڑہنا پڑتا ع مین سست قدم دن کوئی دو جار گہڑی
ظاہر ہے کہ یہہ ایک ماہواری رسالہ ہے اس سالے مین ایک اور
رسالہ نکالنا یعنے رسالہ در رسالہ یعنے چہ۔ اس قسم کے مضامین جنکو نامہ نگار
شیطان کی آنت کی امان بناتے ہرگز درج دبدبۂ آصفی نہونگے۔

آزمودہ کار نامہ نگار خوب جانتے ہین ایجاز مخل اور اطناب دونون داخل عیب ہین - اور مخل فصاحت - مضمون ماقل و دل ہونا چاہئے کوزۂ دریا نوش - نہ مختصر ایسا کہ مطلب غتر بود ہو جائے - نہ طول ایسا کہ پڑہتے پڑہتے طبیعت بیزار ہو - اگر در خانہ کس است یک حرف بس است -

اڈیٹر

نوٹس

حضرات از برائے خدا وزا ہاتہ سنبہال کر اور قلم پر قط دیکر لکہا کیجیے - بدخط مضامین عموماً قلم انداز کئے جاتے ہین - چاہئے کیسی ہی اعلیٰ درجے کے لکہے گئے ہون - داخل دفتر جو تحریر پڑہی نہ جائے اُسکو لکہے کون - خود اگر کوئی صاحب بدخط ہین تو کسی خوشنویس سے لکہوالین -

کمیٹی مجاز ہے کہ مضامین اور غزلون مین جو سطور یا اشعار پسند نہ آئین اونکو درج نکرے - ہان یہ ضرور خیال رہے گا کہ مضمون سطور کے حذف کرنے سے بے ربط نہو جائے -

علمی مضامین مین اگر کوئی خیال خلاف علم سمجہا جائیگا نوٹ لکھہ کر اوسکی تردید کی جائے گی کہ ہم اپنے کارسپانڈنٹ کے فلان خیال بوجوہ موجبہ مندرجۂ ذیل اتفاق نہین کرتے - اور اگر کارسپانڈنٹ صاحب اسکا جواب الجواب قلمبند کرینگے تو وہ بہی چہاپا جاسے گا فقط

اڈیٹر

خیال

یہہ اچہوتا ناول جسمین سید احمد شاہ صاحب آثر لکہنوئی نے حسن اورعشق کی بانکی تصویر نہایت خوبصورتی سے کہینچی ہے لکہنو سے باہتمام منشی نثار حسین صاحب نثار مہتمم پیام یار نکلتا ہے - قومی پریس لکہنو نے وہ نام پیدا کیا ہے کہ جو پرچہ یہان سے شایع ہوتا ہے - دولہن بنکر خط صاف - اور عمدہ کاغذ شفاف - چہپائی بہت اچہی اسکی ۶ اصفحے ہمارے نظر سے گذرے - اندازا اچہا ہی ہمکو اس خیال سے اتفاق ہے کہ خیال کے ناول کے متعلق قبل ازوقت کوئی راے قایم کرنا لاحاصل ہے - اور دعا مانگتے ہین کہ آپکی موجودہ

امید و بیم کا خاتمہ خوشی اور مسرت پر ہو۔ اسمین رکمنی ایک غریب مفلس بے باپ لڑکی کا ذکر مذکور ہے۔ لفظ رکمنی ہمارے نزدیک غلط ہے۔ رکہمنی ہونا چاہئے۔

ٹہاکر پرشاد شوق مہتمم دبدبۂ آصفی

غزل از طبعزاد عالیجناب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد شاد مہاراجہ بہادر پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی تلمیذ حضرت آصف بادشاہ دکن خلد اللہ

یہہ شرمیلی نگہہ تیری جگر کے پار کیسی ہے
حیا پرور اگر ہے پھر غریب آزار کیسی ہے

یہہ کسکے ساتھہ کل شب رتجگی تم مخمور آئی ہو
نگہہ دزدیدہ اور مستانہ یہہ رفتار کیسی ہے

نگہہ دزدیدہ دزدیدہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
یہہ ابرفتار مستانہ بت پندار کیسی ہے

ذراسی چھیڑ پر لو بسکی تم دشنام دیتی ہو
بھری محفل مین مجھپر آج یہہ بوچھار کیسی ہے

مرے رشتہ رگ کی عاشق ہی لہو کے میرے پیاسی ہے
یہہ تیغ خون چکان تیری گلے کا ہار کیسی ہے

یہہ مجھہ سے پوچھتا ہی قتل کرکے تیغ ابرو سے
مری چھدار جوہر دار یہہ تلوار کیسی ہے

شہید ناز کو دیکھا تو یون پوچھا رقیبون نے
یہہ بے گور و کفن میت سر بازار کیسی ہے

ہزارون اٹھتی ہین فتنی قیامت ہو گئی ہے برپا
ارے او فتنۂ محشر تیری رفتار کیسی ہے

ذرا سنبھلے ہوے رہنا فلک ہم دل جلوں سے تو
دم تکبیر یہہ کلمہ کہ جلدی ذبح کر اسکو

دکھاوینگی تجھے یہہ آہ آتشبار کیسی ہے
تیری اللہ اکبر ترک یہہ گفتار کیسی ہے

مرے گلرو کو نرگس نے کسی دن شاد دیکھا ہے
اُسی سے آپ پوچھیں لذتِ دیدار کیسی ہے

غزل محمد عزیز الدینخان عزیز ناظم عطیات صرفخاص

کیون خیر تو ہے آج محبت ہے پیار سے
پیش آرہے ہین آپ دل بیقرار سے

دل ہی نہین رہا ہی کہان شغل مئکشی
نفرت سی ہو گئی ہے مئے خوشگوار سے

بعدِ فنا ہی ساتھہ چھوڑیگی بیکسی
تکیہ لگا کے بیٹھی گی میری مزار سے

داغِ فراق و حسرت و ارمان لیچلے
حاصل یہی ہوا چمنِ روزگار سے

اک میرا دل کہ اسکو ہے اک تیری آرزو
اک تیرا دل کہ اُسکو محبت ہزار سے

آیسا ہے بدگمان کہ بعدِ فنا بہی وہ
دامن بچا کے چلتا ہی میرے غبار سے

کو لاکہہ پہونکے صور سرافیل روز حشر
ممکن نہین اُٹھین تیری کشتی مزار سے

بد ظن کیا ہی اونکو دل ناصبور نے
کمبخت دو گھڑی بہی نہ ٹھہرا مزار سے

کس نے کیا ہی آنے کا وعدہ کہو عزیز
بہرتے ہین آپ آج جو کچھہ بیقرار سے

نوٹس

یہہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا۔ کل حقوق
بحق پنڈت رتن ناتھہ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ ہیں
اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر
نے پنڈت سرشار صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا۔ اور
پنڈت صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امرائے عظام سے .... عے

(۲) پبلک سے ..... ے

(۳) باہر والون سے اسکے علاوہ محصولڈاک ۴ر

ف۲ جو صاحب سب سے اعلی مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے
اونکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع مضامین اور قیمت و عرضداشت خریداری بنام مہاراجی ٹھاکر صاحب شائق
شوق۔ محبوب پریس ملاقہ مہاراجہ پیشکار عالی
بھیجنی چاہئے۔

[illegible]

دبدبہ آصفی

سنہ ۱۳۱۵ھ

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی بنائی
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد المتخلص شاد و تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی
پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین حسب الارشاد مہاراجہ محتشم الیہ بزیر نگرانی ٹھاکر پرشاد صاحب شوق

محبوب پریس حیدر آباد دکن محلہ پیشکاری
سے شایع ہوا

کل حقوق بحق پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ

فہرست مضامین رسالہ دبدبۂ آصفی

نمبر سلسلہ	نمبر صفحہ	مضامین	نام مضمون نگار
۱	۲	۳	۴
۱	۱	شیطان کی آنت	اڈیٹر
۲	۲	اطلاع اشتہارات	اڈیٹر
۳	۵	ستارۂ دنبالہ دار	مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر
۴	۹	زلزلہ	پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار
۵	۱۲	علوم طبیعیہ قدیمہ	غلام محمد صاحب منتظم گورنمنٹ گیسٹ
۶	۲۳	حقیقت سماع	علیم الدین محمد صاحب
۷	۳۳	جاپان	رنگ راؤ صاحب وکیل
۸	۳۹	بحر مواج	مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر
۹	۴۸	انسان کی شرافت	محمد رفیع الدین صاحب
۱۰	۵۷	مختصر حالات ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند . .	محمد رفیع الدین صاحب رفعت
۱۱	۶۳	ہندو اور مسلمان	پنڈت رتن ناتھ صاحب
۱۲	۶۷	چشمے کس طرح بنتے ہیں	منوہر لال صاحب زتشی
۱۳	۷۳	ہلال	ٹھاکر پرشاد صاحب سوا
۱۴	۷۵	اقتباس	از اخبارات

۸۹۳۰

شیطان کی آنت

بعض مضامین نامہ نگاران ذیشان نے ایسے بہیجے جنکی نسبت عنوان مندرجۂ بالا کی بہبتی ٹہیک عائد ہوتی ہی مضمون کیا ہین کہ طول امل کے نانا جان بہی دیکہے والے پڑہتے پڑہتے آندہی وگ آجاتی اور ناظرین کو اس کڑی منزل مین چلتے چلتے تہک کے زبان حال وقال دونون سے تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان آسیر لکہنوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرع پڑہنا پڑی۔

مین سست قدم دن کوئی دو چار گہڑی ہے

ظاہر ہی کہ یہ ایک ماہواری رسالہ ہی اس سالے مین ایک اور رسالہ نکالنا یعنے رسالہ در رسالہ یعنے چہ اس قسم کے مضامین جنکو نامہ نگار شیطانکی آنت کی امان بناتے ہین ہرگز درج دبدبۂ آصفی نہونگے آزمودہ کار نامہ نگار خوب جانتے ہین کہ ایجاز مخل اور اطناب ممل دونون داخل عیب ہین اور مخل فصاحت مضمون ماقل و دل ہونا چاہیئے کوزہ در یا نہ بش نہ مختصر ایسا کہ مطلب غت ربود ہو جاسے نہ طویل ایسا کہ پڑہتے پڑہتے طبیعت بیزار ہو۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

اڈیٹر

انطباع اشتہارات

اب بفضلہ ہمارے رسالہ دبدبۂ آصفی کی اشاعت روزافزون ترقی پر ہے اور آئندہ اور بھی امید ترقی کے سامان کی نظر آتی ہے لہذا تجارت کی ترقی کے لئے ہم دبدبۂ آصفی مین چند صفحے خاص اشتہارات تجارتی کے لئے اضافہ کرین گے اور اس بات کا خیال رکھین گے کہ اجرت طبع اشتہارات معمولی اجرت سے بھی کم ہو۔

افسوس ہے کہ باوصف اشاعت اخبارات ابھی تک ہمارے ملک کے تاجرون کو اخبارون مین اشتہارون کے چھپوانے کا چندان شوق نہین ہے۔ اس سے تو اہل امریکا و یورپ ہی خوب واقف ہین اور اسی ذریعے سے سیکڑونکی جگہہ ہزارون اور ہزارونکی جگہہ لاکھون اور لاکھون کی جگہہ کرورون روپئے پیدا کرتے ہین۔ کُل نامی نامی اخبارون رسالون صحیفون مین اشتہار موجود رہتے ہین اشتہار چھپے ہوے چرٹ سگار سگرٹ کے ذرا ذرا سے

بکسون پر اشتہار دیکہہ لیجئے۔ ریل کے اسٹیشنون پر موجود بیچم صاحب کی گولیان ہالوے کے جوب اور مرہم تمام دنیا کے اخبار ونمین پڑہ لیجئے۔ اور دوا کے اخبارونمین میرے کا سرمہ۔ یہ شہر کس ظالم نے مارا یعنی خضاب کا اشتہار۔ زبدۃ الحکما حکیم لاہور کا اشتہار یہ سب کثرت سے چھپتے ہین اصغر علیصاحب اور منشی نثار حسین صاحب نثار۔ کے عطر کے اشتہارون نے اُنکو بڑا فائدہ بخشا۔ محمد علی اعظم علی کی دوکان خوب چمک گئی اور اشتہارونکے ذریعہ سے اُنکا خمیرہ اور دوسرا تنبا کو خوب بکا۔ ناولون اور کتابون کے اشتہارات سے مصنفون نے فائدہ کثیر اوٹہایا۔ کانپور کے چرمی کارخانون کی بذریعہ اشتہارات دور دور تک شہرت ہوئی اور مال خوب بکا۔ ہمکو تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ جیبی گھڑیون اور سستی کلاک گھڑیونکے اشتہار چہپوا کر لوگون نے بڑا نفع حاصل کیا۔

جن تاجرون کو اشتہارون سے بکثرت فائدہ ہوا اُنکو اب ایسی چاٹ پڑگئی کہ مختلف مقامون پر اُنہون نے ایجنٹ مقرر کر دیئے کہ ادہر نیا پرچہ شایع ہوا اور اُنہون نے اپنا اشتہار چہپوانا شروع کیا۔

ناواقف آدمی اس گر کو نہین جانتے کہ اگر اشتہارون کے چھپوانے میں فی سال دو سو روپیہ صرف ہونگے تو دس ہزار کا فائدہ بھی ہوگا۔ لندن کے کسی اخبار مین لکھا تہا کہ ایک مشہور تاجر نے اس عم فاسد و خیال باطل

سے کہ اب تو مین خوب چمک گیا ہون تجارت کا ستارہ چمکا ہوا ہے
رتی بلند ہی۔ ادنیٰ اعلےٰ سب نام سے واقف ہو گئے ہین بہر صدہا پونڈکا
فضول خرچ اپنے اوپر کیون گوارا کرون ایک سال اشتہار نہین چھپوای
آخرکار اونکو معلوم ہوا کہ اس غلطی سے اُنکا اسقدر نقصان ہوا کہ اشتہارونکی
اُجرت بیس۲۰ برس تک کے لئے کافی ہوتی۔

ہم حیدرآباد کے تاجرون سے اجرت اور مقام کے تاجرونکی نسبت
کم لین گے۔

اڈیٹر

ستارہ دنبالہ دار

ہم دبدبۂ آصفی نمبر (۷) مین جو بابت ماہ شوال المکرم طبع ہوا تھا دُمدار ستارونکی نسبت ایک مضمون درج کر چکے ہین - یہ آرٹکل اُسی کا سلسلہ ہے -

واضح ہو کہ منجملہ اُن ستارونکے جو کرۂ شمس کے گرداگرد دورہ کرتے ہین دُمدار ستارے بھی ہین - بعض دمدار ستارے اُسی رُخ دورہ کرتے ہین جس رخ اور سیارے جاتے ہین اور بعض مشرق سے مغرب کی جانب - بعض دنبالہ دار ستارے اِس طرحپر دورہ کرتے کہ علماے علم ہیات یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ فلان سال اور فلان مہینے مین فلان دمدار ستارہ نمودار ہوگا اور وہی ہوتا ہے جسکی ہم پیشین گوئی کرتے ہین اِسکے برعکس بعض ستارے ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی نسبت نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کدہر سے آئے نہ یہ کہ

گدہر جاتے ہین لہذا یقین کے ساتہہ یہ نہین کہا جا سکتا کہ کتنے سال کے بعد نمودار ہونگے ہم اُن ستارون مین سے چند کے نام تفصیل وار لکھتے ہین جن کے نمودار ہونے کا حال پیشتر سے معلوم تہا -

نام سیارہ -	دورے کا زمانہ	پہر کب نمودار ہوگا یا ہوا -
انکیز -	۳ $\frac{1}{4}$ سال	۱۸۹۴
دنکز -	۵ $\frac{1}{2}$	۱۸۹۸
سوفٹ -	۵ $\frac{1}{2}$	۱۸۹۷

ہیلی صاحب نے ایک دمدار ستارہ دیکہا تہا جو کرۂ شمس سے ۳ پدم ۵ ۲ - کرور - ۱۰ - لاکھہ میل کے فاصلے پر سنہ ۱۹۱۱ع مین نمودار ہوگا یہ ۷۶ سال مین دورہ کرتا ہے -

ستارہ وبنالہ دار کے اُس حصے کو جو اور حصون سے زیادہ روشن ہوتا ہے کوما کہتے ہین یعنے سر ستارہ - اسکی دم بہت روشن نہین ہوتی - کسی کی دُم دراز ہوتی ہے کسی کی کوتاہ - کوئی سیدہی ہوتی ہے کوئی ٹیڑہی - یہ کچہہ فرض نہین کہ دُمدار ستارے کی ایک ہی دُم ہو - ڈیڑہ سو برس ہوے ایک ستارہ نمودار ہوا تہا جسکی چہہ دُمین تہین - ایک دُمدار ستارے کی دُم کا قطر اکانوے ہزار میل تہا - بہی ہم لکھہ چکے ہین اور ہمارا تجربہ بھی اسکا شاہد ہے اور پرانی کتب سے

معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ دنبالہ دار کو اگلے وقتون کے لوگ نحوست پیدا کرنے والا قیاس کرتے تھے اور ابتک قیاس کرتے ہین جون جون تہذیب کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور اُس کے ساتھ ہی سائینس بھی ترقی کرتا جاتا ہے اسیقدر یہ خیال بھی دور ہوتا جاتا ہے کہ ستارہ دنبالہ دار یا کوئی ستارہ نحوست کی نشانی ہو یا فال نیک۔ اور اب حال کی تربیت یافتہ لوگ اسکے بھی قایل نہین کہ ستارون کا اثر انسان کے افعال پر پڑتا ہے مگر بعض ایسے بھی ہین جنکے دلومین ابتک وہی پُرانا عقیدہ جاگزین ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شیکسپیر کے وقت مین نجومی نظر وقعت سے دیکھے جاتے تھے لہذا اسنے اپنی کتاب ٹیمنگ آف دی شرلو مین وہی خیالات ظاہر کئے ہین جو زمانۂ جہالت مین لوگون کے تھے۔ ملٹن اپنی پیرڈائیز لاسٹ مین لکھتے ہین کہ شیطان کھڑا ہو گیا اور اپنے لمبی لمبے بالون کے جادو سے وبا اور جنگ کو ترقی دی نپولین اول کے وقت مین بھی نجومیون نے لوگون کو ڈراؤنی باتون سے بہت ہی متردد اور متوحش کر دیا تھا کہ جب دُمدار ستارہ نمودار ہو گا تو جنگ کو ترقی ہو گی اور بڑے آدمی مرجائینگے اور قحط کو ترقی ہو گی اور بادشاہونکی جان جائیگی اور ہمارا کرۂ ارض دُمدار ستارے سے

ٹکرا جائے گا۔ مگر علم ہیئت جدید سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خوف زیادہ تر
بے بنیاد تھا۔ کیونکہ دمدار ستارے عموماً ایسے چھوٹے ہوتے ہین
کہ محل خطر نہین۔ ۱۸۶۱ء مین کرۂ ارض اور دمدار ستارے کی دُم
بہت قریب آگئی تھی۔ چینیونکے زمانے سے آجتک حسب بیان اہل
چین ۹۰۰ دمدار ستارے نمودار ہوے مگر جب سے دوربینون کی
ترقی ہوئی تب سے یقین ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ تعداد تھی۔

کشن پرشاد عفی عنہ

زلزلہ

جن لوگون کے مزاج مین فلسفیت ذرا بھی نہین چھو گئی اونکا قول ہی کہ جب کسی ملک مین انسان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین اور منہیات ومعصیات سے بالکل محترز نہین رہتے تو قہر ربانی اسطرح نازل ہوتا ہی کہ زمین ہل جاتی ہے جسکو عوام الناس زلزلہ کہتے ہین۔ اگر اون سے زلزلہ کے اسباب کی کیفیت پوچھیے تو آپکو زندیق اور مرتد و ملحد بنائین اور کہین کہ اس سوال کا جواب کوئی نہین دیسکتا خیر یہ تو ناواقف آدمیون کا مقولہ ہے۔

آب علماء کا قول فیصل سنئے کہ وہ کیا فرماتے ہین۔ علماء ہئیت نے زلزلہ کے کئی اسباب لکھے ہین۔

اولاً کسی قسم کے اجزاء ارضیہ کبریتیہ وغیرہ جوش کھاتے ہین۔ اور اونسے ابخرے پیدا ہوتے ہین۔ اور وہ ابخرات محتبسہ باہر نکلنے

کے واسطے متحرک ہوتے ہین جبکہ زمین کی کثافت کے باعث سے
اوسکے مجاری و منافذ مسدود ہو جاتے ہین۔ اور ابخرہ مزبور نکل
نہین سکتے تو ناچار اونکی حرکت سے زمین مین زلزلہ پیدا ہوتا ہی
چنانچہ حکماء فرنگ کے تجربہ مین آیا ہے کہ اگر آٹھہ سیر لوہ چون اور آٹھہ ہی گندہک
مین پانی مخلوط کرکے اوسکو ایسا سڑا ئین کہ اوسمین خمیر اوٹھہ
آئے بعدہ اوس خمیر کو زمین مین مدفون کرین تو دس گھنٹے کے
عرصے مین وہ اسقدر جوش مین آئے گا کہ زمین شق ہو جاوے گی
اور ہلنے لگے گی اور اوس مقام سے شعلہ نکل پڑے گا۔ اسیطرح
زمین مین گندہک اور شورے کے بخارات بھی باعث اشتعال
وجنبش ارض ہو جاتے ہین۔ شاید بعض لوگون کو استعجاب ہو گا کہ
زمین کے اندر آگ کہان سے آئی۔ مگر یہ اصلا مقام حیرت نہین۔
علماے یگانہ اور حکماء فرزانہ نے بدلائل عقلیہ اسکو ثابت کر دیا
ہے۔ کیونکہ زمین کے درمیان حضرت خالق اشیا نے ایسی چیزین
بکثرت مخلوق کی ہین جو بوجہ من الوجوہ مشتعل ہو جائین اور اشتعال
کا سبب وہ حرکت شدیدہ ہے جو بخارات مین طلب خروج کے لئے
حادث ہوتی ہے جسقدر سبب اشتعال خفیف ہوتا ہے اوسی قدر
انسان کو حرکت زلزلہ خفیف محسوس ہوتی ہے اور اوسکی جنبش قریب

ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے جہاز یا اگن بوٹ کے بیٹھنے والون کو
جہاز اور اگن بوٹ کی حرکت محسوس ہوتی ہے۔ اکثر اوقات زلزلہ
ایک طرفۃ العین مین موقوف ہوجاتا ہے۔کبھی علی الاتصال کئی دن تک
رہتا ہے۔ اوسکے صدمے سے مکانات شق ہوجاتے ہین۔ بلکہ اکثر
جڑ سے گر پڑتے ہین۔ اور اشیاے مرتبہ تہ وبالا ہوجاتی ہین۔
غرضکہ جب کبھی زلزلہ آتا ہے تو زمین تھوڑی بہت ترق جاتی ہے۔
اور وہان سے اشیاے مکتنزہ یعنی غیر مجوف نکل پڑتی ہین۔
ثانیاً۔ پہاڑ اور بڑے بڑے پتھر خودبخود زمین کے غار مین گر پڑتے
ہین اور اس زور سے باہم ٹکر کھاتے ہین کہ زمین ہل جاتی ہے۔
جب شورہ اور گندھک وغیرہ کے اجزار کو کسی وجہ سے زمین کے
اندر غلیان پیدا ہوتا ہے تو شعلے ہر چہار طرف سے مستعد بہ خروج ہوتے
ہین اگر اسکے زور سے زمین منشق ہوگئی یا اوسکے کسی اور منفذ سے
شعلہ نکل گیا تو فبہا۔ ورنہ زمین کسیقدر مرتفع ہوجائے گی اور شعلہ
کوہ آتش فشان کے دہانہ سے نکل جائیگا۔ اگر مقدار اجزار بکثرت
نہوئی تو فقط زمین ہی متحرک ہوگی۔ کوہ آتش فشان کے ذریعہ سے
شعلہ نہ نکلے گا۔ بلکہ حرارت کی وجہ سے انخرے رقیق ہوکر کسی منفذ سے خارج
ہوجائینگے۔ باقی آیندہ۔ ہیچمیرز پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی۔

علما، قدیم کے نزدیک علوم طبیعیہ سات قسم پر منقسم ہین۔

پہلی قسم

(علم مبادی جسمانیہ) اس علم مین پانچ چیزون کا بیان ہوتا ہے۔ ہیولی۔ صورت۔ زمان۔ مکان۔ حرکۃ۔ اور ان پانچون کو بایکدیگر نسبت کرنے سے جس قدر اختلاف پیدا ہون اُن سب اختلافات سے بحث کیجاتی ہے۔

دوسری قسم

(علم اجرام سماویہ اور عالم علویہ) اس مین افلاک۔ کواکب ستارے

اور اُنکی کمیت اور اُنکے باہمی تعلقات کی کیفیت اور اُنکی گروشون کے اسباب وحرکات کواکب کا اختلاف اور اُنکے رفتار کی تیزی اور سستی اور اس تیزی وسستی کی حکمت اور اُسکے فائدے اور زمین کا آسمان کے وسط یعنے مرکز مین ہونا اور اُسکی حرکت وسکون سے بحث کیجاتی ہے۔ اور ایا خارج اِن عوالم کے اور اجسام بھی مین یا نہین اور عالم مین کوئی ایسا موقع جہان خلو محض ہو ہے یا نہین اور اسی قسم کے مباحث ہوتے ہین۔

تیسری قسم

(علم کون وفساد) اسمین عناصر اربعہ آتش۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی کا بیان ہے اور بتایا جاتا ہے کہ کسطرح ایک عنصر دوسرے عنصر کی صورت مین بدل جاتا ہے اور اوسکے کیا اسباب ہوا کرتے ہین اور اُن سے کس طرح حوادث ظہور پذیر ہوتے ہین۔ اور معاون ونباتات وحیوانات وغیرہ کی تکوین اُن سے کیونکر ہوتی ہے اور کون ذرایع ہین جن سے ذوی الارواح مواد عنصریہ سے متمتع ہوتے ہین اور وہ پھر کیونکر فاسد ہو جاتے ہین یا اُنکی صورتین بدل جاتی ہین۔

چوتھی قسم

(علم حوادث جویہ) اسمین ہوا کے تغیرات کی کیفیت اور ہوا پر حرکات کواکب کی تاثیرات اور کواکب کے شعاع کا عناصر پر پہونچنا اور عناصر کا اون سے متاثر ہونا اور ہوا کی خاصیات اس حیثیت سے کہ اسمین تلون وتغیر از قسم نور وظلمت وحرارت وبرودت بہت واقع ہوا کرتا ہے اور جہونکے ہوا کے زور سے چلنا اور ابر۔ بارش۔ برف۔ بالا بجلی۔ گرج صاعقہ۔ کڑک۔ شہب (تارے ٹوٹنا) اور دُم دار ستارے پیدا ہونا۔ قوس قزح۔ گردباد۔ ہالے۔ اور اِس قسم کے اور اشیا جو کہ جو کے اندر حادث ہوتی ہین۔ اِن سب کا بیان ہوتا ہی۔

پانچوین قسم

(علم معادن) اسمین جواہر معدنیہ سے بحث ہوتی ہی یعنے باطن ارض مین بخارات کے بند ہونے سے اور ہوا مین عصارات کے تحلیل ہونے سے غارون اور پہاڑون اور قعر دریا مین جس قدر جواہر اور عقاقیر پیدا ہوتے ہین اِس علم مین اُنکا بیان ہوتا ہی مثلاً گندہک۔ پارہ۔ پہٹکری۔ اور اقسام کے نمک۔ نوشادر۔ طلا چاندی۔ تانبا۔ لوہا۔ کتہیل سیسہ۔ سُرمہ۔ ہرتال۔ بلور۔ یاقوت اور اسی قسم کے کل جواہرات کی پیدائش کا بیان اِس مین کیا جاتا ہے

اور ان جواہر کی ترکیب کا علم اور اونکی تحلیل اور استخراج اور اصلاح اور افساد اور اُنکے منافع و مضار اور اونکے خواص اصلی اور کسبی کا بیان پورا پورا ہوتا ہے۔

چھٹی قسم

(علم نباتات) اس علم مین درختون کا بیان ہے۔کہ آیا وہ قلم بٹھایا گیا ہے یا بذریعہ تخم اوگایا گیا ہے یا وہ خودرو ہے زمین یا ٹیلون یا پہاڑون پر یا پانی کے قعر مین یا سطح آب پر یا نہرون کے کنارون پر پھر وہ از قسم درخت ہے یا بھاجی یا لا یا گھاس خشک ہی یا تر یا عکرش[۱] اور درخت کیونکر متحجر ہو جاتا ہے اور کتنے اقسام اونکے ہین اور ہر ایک کی کیا خاصیت ہے اور ہر قسم کا درخت کس موقع مین اُگتا ہی اور کسطرح اُسکی جڑین زمین مین پھیلتی ہین اور شاخین اوپر کو بلند ہوتی ہین اور کیونکر سطح ارض پر پھیلتی ہین اور اُسکی ڈالیان چارون طرف منتشر ہوتی ہین اُسکی پتیون کی شکلین اونکا طول۔ قصر۔ پہنائی۔ مثالی۔ سیدہا پن۔ ٹیڑہاپن تیونکی شکلین وسعت تنگی۔ نرمی۔ سختی۔ کلیون۔ اور شگوفون کے رنگ اور ہر ایک کی علت و

---

[۱] عکرش۔ ترش بنات درخت کی جڑمین ہوتا ہی جو درخت کو جلا دیتا ہے۔

سبب اور پھلونکی شکلین اور تخمون اور دالون اور گوند کی کیفیت اور ان
چیزون کا مزہ۔ بو۔ خاصیت۔ منافع۔ مضرتین۔ ہر ایک کا حال جدا
جدا بیان کیا جاتا ہی۔

ساتوین قسم

(علم حیوان) اسمین ایک کو دوسری جسم کے اندر دریافت کرنا سکھایا جاتا ہی جیسے
حیوان سکے جوف مین یا درختون اور پھلون کے گودے مین اور
دالون کے جوف مین کیڑون کا دریافت کرنا اور علیٰ ہذالقیاس اُنکے
اجناس کی تعداد اور ہر جنس کے کتنے انواع ہوتے ہین اور ہر نوع کے
کیڑے مین کیا کیا خاصتین ہین اور انکی پیدایش کیونکر ہوتی ہے
رحم مین یا انڈون مین یا سڑی گلی چیزون مین۔ اور اونکے اعضا کیونکر
تالیف اور اجساد کیونکر ترکیب پاتے ہین اور صورتین کس طرح مختلف
ہوتی ہین۔ اونکی آوازون اور طبیعتون مین باہمی منافرت وموافقت
اونکے اخلاق وعادات کا بتائین اونکے افعال کی باہمی مشابہت
اونکے غلبہ وشدت کے اوقات اور اونکی بچہ کشی اور گھونسلے آشیانے
بل۔ بنانے کے زمانے اونکے بسیرے۔ چرنے۔ چگنے کے اوقات
اور اونکے نشو ونما اور تکمیل مین غذا کا موثر ہونا اور اونکی رگون مین

کیاجارہاہے اور جبتک انسان کے قواے دماغی اپنے کام مین
مشغول رہین گے تب تک کچھ نکچھ ہوتا رہے گا کیونکہ علوم عقلیہ کبھی ایک
حدپر قائم نہین رہتے ایک زمانہ ضرور ایسا آنے والا ہے جسمین موجودہ
علوم اُسی نظر سے دیکھے جائین گے جس نظر سے آجکل کے لوگ قدما کے
علوم کو دیکھہ رہے ہین اسلئے اگر ہم اپنے اسلاف کے حق مین بجاے
تحقیر و تغلیط کے تشکر اور امتنان ظاہر کرین تو قرین انصاف ہوگا۔
دوسرا امر غور طلب علوم طبیعیات کے باب مین یہ ہی کہ اسلام کے
صدر اول مین مذہب کے نزدیک اِن علوم کی ضرورت ہی نہین خیال
کی گئی تھی لیکن جیسے جیسے نئے لوگ نئی قومین نئے خیالات دین اسلام
مین داخل ہوتے گئے ویسے ویسے یہ علوم بھی مسلمانون مین پھیلتے
گئے ابتدا مین جب چند کتابین اِن علوم کی زبان عربی مین ترجمہ ہوکر
آئین تو بعض لوگون نے جنکو اچھی طرح اِن علوم پر تبحر حاصل نہین تہا
اِن علوم کو مخالف نصوص شرعیہ خیال کیا اور ایک بارگی مخالفت
پیدا کردی تابحدیکہ فلسفہ کی کتابین بڑی انکار کی نگاہون سے
دیکھی جانے لگین اور اوسکے پڑھنے والے کافر سمجھے جانے لگے
قرون متوسطہ مین یہ خیال اور شدید ہوگیا اور احتساب اور کوتوالی
کے دستور العملون مین یہ لکھدیا جانے لگا کہ اِس قسم کی کتابین تلاش

کرکے برامد کی جائین اور جہان ایسی کتابون کے وجود کا گمان ہو اُن
مکانات کی تلاشی لیجاے اِس تشدید اور گیر و دار کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام
اِن ضروری اور مفید علوم سے بے بہرہ ہو گئے اسکے بعد امام حجۃ الاسلام
غزالی رح اور اونکے ہم خیال پیدا ہوئے اور اِن بزرگون نے اس مہم کو
اپنے ذمہ لیا کہ علوم عقلیہ کی چھان بین کیجاے اور نافع کو مضر سے -
اچھے کو بُرے سے جُدا کیا جائے جو ضروری اور مفید اور سیکھنے کے
قابل فنون ہون اُنکو لے لیا جاے اور باقی رد کر دیا جاے آخر اِن
بزرگون نے کوشش کرکے یہ ثابت کیا کہ علوم عقلیہ سے مطلقاً انکار کرنا
بیجا ہے اور دین کی نصرت وحمایت اِس طریقہ سے کرنا یعنے علوم عقلیہ کو
بالکل ترک کردینا ملحدین کے طعن سے زیادہ دین کے حق مین مضر ہے
اِسکے بعد علماء متاخرین جلال الدین دوانی اور اُنکے ساتھہ والون نے
امام غزالی اور اونکے ساتھہ والون کے بہت سے رد کئے ہوے
مسائل کی تصحیح کی بالاخر غور کرنے سے یہ ثابت ہو جاوے گا کہ
اکثر اہل مذہب کا انکار علوم عقلیہ سے اور اہل عقل کا انکار علوم مذہبیہ سے
دو وجہ پر مبنی ہے -

پہلی علوم عقلیہ مین تبحر وکمال حاصل نہ کرنے سے -
دوسری علوم دینیہ مین ناقص وناتمام رہنے سے -

مادونکی تحلیل کی کیفیت معلوم کرائی جاتی ہے اور سکھایا جاتا ہے کہ وہ آپس مین کیونکر موافقت وموافقت رکھتے ہین اور اپنی اولاد کی تربیت کس طرح کرتے ہین اور کیسی محبت وشفقت اپنی اولاد سے رکھتے ہین اور کہانتک علمی مادہ اونمیں ہوتا ہے۔ اِس علم مین علم طب بیطرہ (سالوتری) علم سیاست دواب وسباع وطیور اور علم افزائش نسل داخل ہی۔

یہ ہی ملخص فہرست اون فنون کی جنکو متقدمین نے طبیعیات مین شمار کیا ہے۔ اِن اقسام ہفتگانہ سے ہر ایک قسم کے تحت مین اوسکے متعلق فنون کافی شرح وبسط اور تمام مالہٗ وماعلیہ کے ساتھ بہ مناسبت ہر ایک فن کے موضوع کے لیئے لکھا اور مدون کیا ہے۔

زمان حال کے علماء طبعیین نے جو کچھ لکھا ہے اور زیادہ کیا ہے وہ بھی اِن قدماے طبیعین کے تفرعات سے خارج نہین ہوسکتا اگرچہ ہم دیکھتے ہین کہ اِس زمانہ کے لوگ پُرانے علوم کی تحقیر بڑے مبالغہ سے کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ متقدمین کا سرمایہ بہت ہی حقیر وناچیز ہے اور اوسکے مباحث وہمیات اور خرافات اور تشکیکات سے بھرے ہوے ہین"۔ البتہ یہ سچ ہے کہ متاخرین نے اکثر مباحث علمیہ کا پایہ مشاہدات پر رکھا ہے اور علوم طبیعیہ کو بہ نسبت متقدمین کے دوچند بلکہ چہارچند شعبون پر منقسم کیا ہے اور بہت سے اصول کے تحت مین

فروع زیادہ کرکے اونکو مستقل فن بنالیا ہے اور ہرایک کو علیحدہ
قسم قرار دے لیا ہے اور خوب اچھی طرح گرفت وگیر اخذ ورد کرکے
اور ہر مبحث کو کافی وسعت دیکر بیان کیا ہے مگر اس سے قدما کا باندہا
ہوا شیرازہ منتشر اور سلک مسلسل منفصل ہوگیا یہی وجہ ہے کہ جدیہ علوم
مین یہ مشکل پیدا ہوگئی کہ طالب علم کو تعدد ابواب وتفنن انواع وکثرت
اقسام سے ایک طرحکی پراگندگی ذہن مین لاحق ہوتی ہے اور
باانیہمہ تطویل وتفصیل واکتشاف واعتساف کیساتھہ غور کیا جاے تو بالآخر
ماننا پڑے گا کہ متاخرین طبعیین اُس دائرہ علمیہ اور احاطۂ فکریہ سے جسکے
اندر متقدمین نے اپنے علوم کو گھیر رکھا تھا باہر نکل نہ سکے بیشک ہمکو
متاخرین کے جدید اکتشافات اور افادات کے ممنون احسان ہونا چاہیئے
جنکی بدولت ہم ایسے کارآمد علوم وفنون کو بآسانی حاصل کر سکتے ہین
لیکن متقدمین کے احسانات اور اُنکے بیش بہا انعامات کو بھی فراموش
نکرنا چاہیئے جنھون نے ان علوم کو دست تلف سے بچا کر ہمارے لئے
محفوظ رکھا۔ قطع نظر اسکے ہم اپنے متقدمین پر اعتراض کرنے کے اُس
حالتمین مستحق ہوتے جبکہ ہمکو یقین ہوتا کہ ہمارے علوم اب اعلیٰ درجہ
کمال پر پہونچ چکے ہین اور کوئی درجہ ترقی کا یا کسی قسم کا نقص اونمین
باقی نہین رہا ہے ولیس کذالک بلکہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے اور

عموماً علوم عقلیہ اون اسکولون مین پڑہائے جاتے ہین جہان کہ استاد
اور شاگرد دونون مین سے کوئی علوم دین سے تہوڑا بہت کچھ بھی
واقف نہین ہوتا اور اسی طرح علوم دین اون مقامات مین سکہائے
جاتے ہین جہان علوم عقلیہ قدیمہ وجدیدہ کا پورا واقف وماہر کوئی
نہین ہوتا یہی وجہ ہے باہمی مخالفت کی۔ لیکن بڑی خوشی کی بات
ہے اس وقت بلاد اسلامیہ مصر و اسلامبول وغیرہ مین بعض اہل کمال
پیدا ہوگئے ہین جنکو علوم مشرقیہ وعلوم مغربیہ دونون مین پورا
دسترس حاصل ہے البتہ اُن سے امید کیجا سکتی ہے کہ مسائل مختلف
فیہا کو اعلیٰ درجے کی لیاقت وکامیابی کے ساتھہ حل کرینگے جیسے
کہ امام فخر رازی وغیرہ نے اپنے زمانہ مین اُسوقت کی ضرورت
بہر کیا تہا یا جس طرح کہ علماء دولت علیہ اسلامیہ نے حالمین مخلوق ضرورت
اور بموجب اشارت حضرت خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہٗ مسائل
فقہیہ شرعیہ کو بصورت قانون مرتب ومدون کیا ہے اور اسکا نام
مجلۃ الاحکام العدلیہ رکہا ہے لیکن ہمکو ہند کے نئے فیشن والے
علماء سے کبہی ایسی امید نہ رکہنا چاہیئے جنہون نے صرف نوکری کا
قلادہ گردن مین باندہنے اور پہر اوسپر فخر کرنیکی نیت سے بہت ہی
محدود مسائل اور معدود فنون سے کچھ کچھ سیکہکر چند ڈگریان حاصل

کرلی ہیں سہ

گیرم کہ مارا چوبہ کند تن بہ شکل مار
کو زہر بہر دشمن وکو مہرہ بہر دوست

غلام محمد منتظم
کنٹنٹ کونسل

حقیقت سماع

اس لفظ کے معمولی و مجازی معنی سے آپ ضرور واقف ہونگے
مگر مین آپکو کسیقدر تفصیل کے ساتھہ بیان کرتا ہون۔ کیونکہ یہ لفظ جس کا
تعلق **علم موسیقی** سے ہے بہت کچہہ اختلاف کے ساتھہ زبان زد
عام ہوگیا ہے۔ اور اپنے حقیقی معنی سے گذر کر ایک پہنائے ہوے
لباس مجازی مین جلوہ گر ہورہا ہے۔ یہان تک کہ عوام نے اُس کو
اُس ایک حد تک محدود کردیا ہے کہ جسکا اطلاق بجز میٹھی آواز اور
حرکات و سکنات کی کج ادائی کے بغیر کرنا ناممکن ہے۔ مگر یہ اونکی
غلط فہمی ہے کہ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ کیونکہ کسی سبب کو مسبب کا
لقب دینا یا مسبب کو سبب سے پکارنا کمال نادانی ہے۔

حکماء یونانی۔ جنہون نے **علم موسیقی** کو آواز پرندہ موسیقار
سے وضع کیا ہے اور جسکی چونچ مین صدہا سوراخ تھے اور اُس سے

مختلف خوش کن آواز نکلتی تھی۔ اُنکا قول ہے کہ سماع ایک نغمہ ہی
اور نغمہ وصوت (آواز) ہے جو امتداد زمانہ رکھے اور ذی مقدار
اور قابل حس ہو اور جسکی صورت نوعیہ کیفت قلبی سرور مسرت کو پیدا
کرے کیونکہ اگر امتداد زمانی نہو اور حدت وثقل مکرر ہو تو نہ کبھی قدر
اُسکی محسوس ہوگی اور نہ خاصیت تالیفی اُسکی حاصل ہوگی۔ اسلئے کہ
علم موسیقی مین نغمات کے دو حیثیات سے بحث کیجاتی ہے۔ ایک اُن
نغمات سے کہ جنمین باعتبار حدت وثقل نسبت ملائمت ہو یا نسبت
متنفرہ اسکو علم تالیف کہتے ہین۔
دوسرے اُن نغمات سے کہ جو نغمات جن اجزاء زمانہ مین داخل
ہون باعتبار مقدار اُن اجزار زمانہ کو بھی نسبت ملائمت یا متنفرہ حاصل
ہو اسکو علم ایقاع کہتے ہین۔ اور یہ دلیل انکی حصر عقلی پر مبنی ہے۔
کیونکہ جب دو نغمۂ مختلف ہونگے۔ حدت وثقل مین تو لامحالہ اُن مین
تفاوت بھی ہوگا نسبت ملائمت پر یا متنفرہ پر۔ اور پھر یہ تفاوت یا مثل
بلفعل ہوگا۔ یا مثل بلقوہ۔ مثل بلفعل کے تو یہ معنی ہین کہ جو مقدار نغمۂ
نغمہ زایدہ کی ہو وہ مساوی ہو نغمہ کمتر سے یعنے کثیر اُسی قدر قلیل سی
زاید ہو کہ خود وہ قلیل ہوسکے اور یہ نسبت اُن نغمات مین متحقق ہوگی۔
جہان ایک مضاعف ہو دوسرے کا۔ جیسے عدد ۔۲۔۴۔ ۳ ۔ ۶ ۔

پس عدد کثیر یعنے (۴) قلیل یعنے (۲) پر بقدر دو زاید ہے۔ اور اسی طرح عدد (۶) (۳) پر بقدر تین زاید ہی اور چار مضاعف ہے دو پر اور چھ دو چند ہے تین پر۔ پس جن نغمات مین کہ یہ نسبت ہو گی وہان نسبت ملائمت متحقق ہو گی اور یہی نغمات مسرت بخش نفس و تفریح دہندہ روح ہین اسیکو اصطلاح فن مین بُعد ذی الکل کہتے ہین اب مثل بلقوۃ کے معنی ہین کہ جو چیز مثل بالفعل نہین ہے وہ تضعیف سے مثل بالفعل ہو سکے اور اسکی دو قسمین ہین۔

(۱) ایک وہ کہ جہان قوت یعنے (قوہ مثل بالفعل ہونیکی) جانب مقدار تفاوت سے حاصل ہو جیسے عدد۔ ۶۔ ۴۔ کہ انمین تفاوت محض دو ہی ہی۔ اور دو تضعیف یعنے تکرار سے چار ہو جاتے ہین اور اسی طرح عدد (۸) (۶) کہ انمین بھی تفاوت بسبب دو کے ہے۔ پس اِس قسم کو نسبت زاید بالجزو کہتے ہین کیونکہ یہ زائد ہے اپنے مثل پر باعتبار ایک جزو کے۔

(۲) دوسرے یہ کہ قوت یعنے (قوت مثل بالفعل ہونیکی) جانب احد المتفاوتین سے حاصل ہو جیسے عدد۔ (۶) (۲) تفاوت باعتبار چار کے ہے اور دو کہ احد المتفاوتین ہین تکرار سے چار (۴) ہو جاتے ہین پس اسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتے ہین۔

بہرحال نسبت اِن وجوہ بہر ہو یا اُن وجوہ کی طرف راجع ہو تو ہر ایسی نسبت نسبت ملایمت ہو گی ورنہ متنفرہ۔ کیونکہ دو نغمون مین اگر نسبت نسبت صمی ہو (یعنے وہ نسبت جو سوا سے اعداد کے مقادیر متباینہ مین پائی جاتی ہے اور یہان مقدار سے کم متصل ہے) تو ایسی نسبت ملائم نہین ہوتی بلکہ متنفرہ کیونکہ مدار لذتِ نفس ادراک نسبت پر موقوف ہے اور یہ امر نسبت صمی مین نہین حاصل ہو سکتا۔

پس خلاصہ اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ نسبت ملائمت افضل شے ہے کیونکہ ملائمت ایک مماثلت ہے اور مماثلت پر تو وحدت ہی۔ اور دنیا مین جسقدر متماثل حالتین ہین وہ حکم مین ایک ہی شے کے ہین اور قدمار حکمار اسکی بڑی تعظیم کئے ہین۔ اور جسقدر علوم کا استخراج ہوتا گیا ہے وہ ایسی نسبت کے غور و فکر سے ہوا ہے مشہور تمام نسبتون مین یہی نسبت عددی ہے۔ اور دوسرے نسبت ہندیہی۔ اور تیسرے نسبت تالیفی۔ یہان نسبت عددی تو اوپر گذرا اب نسبت ہندیہی کے یہ معنی ہین کہ جو نسبت اول کو دوم کے ساتھہ ہو وہی نسبت دوم کو ثالث کے ساتھہ ہو پس اگر انمین اتصال ہو تو نسبت متصلہ ہے ورنہ منفصلہ کیونکہ انفصال مین اشتراک واسطہ طرفین نہین ہوتا اور ثانی و ثالث ہر دو باہم متغایر ہوتے ہین۔

اور نسبت تالیف وہ ہے کہ جس قدر تفاوت اوسط واصغر مین ہو
اُسی قدر تفاوت اوسط واکبر مین ہووے۔
پس بہت کچہ دقایق علوم واسرار حکمت احکام نسبت پر موقوف
ہین اور جبتک اون احکام کی معرفت نہو دقایق واسرار حکمت منکشف
نہین ہوسکتے۔ اور علم موسیقی کا سب سے اعلےٰ اصول یہ ہے کہ
کوئی نسبت نسبت مساوات سے برتر نہین ہوسکتی اور اسکا حصول
بغیر وحدت نوعی وحقیقی کے غیر ممکن + + + + + + + + +
اور وحدت نوعی وحقیقی وحدت عددی واضافی سے متباین۔ پس
یہی وحدت حقیقی باعث سرور ومسرت ہے۔ اور اِسی وجہ سے نغمہ و
سرود وموزون اشعار ومقبول صورتون کو مزاج مین کچہ ایسا اثر ہوجاتا
ہے جہان علم معلوم دو نو متحد معلوم ہوتے ہین اور جسکا کوئی سبب
بجز مناسبت وحدہ حقیقی کے کچہ اور نہین ہوسکتا پس مزاج افراد
انسانی جسقدر اِس وحدت کے ساتھہ نزدیک ہوگی اُسیقدر اُنکی مسرت
مفردہ یا مرکبہ کا حال ہوگا۔
اور اسکا حصول اسوقت کامِل ہوتا ہے جبکہ نغمہ کو آوازکے ساتھہ
آواز کو خوش الحانی کے ساتھہ۔ خوش الحانی کو اصول موسیقی کے ساتھہ
اور اسکو راگ کے ساتھہ اور راگ کو دوروں کے ساتھہ۔ اور دور دکو لوچ

کے ساتھ اور اسکو دلربائی کے ساتھ - اور ان سبکو انداز کے ساتھ انداز کو ادا کے ساتھ - ادا کو چالاکی کے ساتھ - اور چالاکی کو شوخی کے ساتھ + + + + + + + + + + + + + + + +

شوخی کو وضع معشوقانہ کے ساتھ مساوات کی نسبت ہوگی تو اسوقت اُسکی مجموعی مسرت کی مقدار اور بھی زاید ہوگی ورنہ مسرت کا حاصل ہونا دشوار ہی نہین بلکہ محال ہے - کیونکہ مسرت وہی کہلاتی ہے جو ہمارے خیال کو اپنی طرف متوجہ کرلے اور جسکی نسبت ہمارے دل مین یہ خواہش پیدا ہو کہ وہ قائم رہے یا یہ خواہش ہو کہ وہ ختم ہو جاوے - اور یہ خواہش آیندہ با اثر بسیط ہے یا مرکب - اگر وہ چھوٹے چھوٹے اثرون سے بنا رہے تو وہ بسیط ہے - اور اگر وہ بہت سے سرور سے پیدا ہوا ہے تو مرکب ہے - اور جب سبب مسرت مفرد ہو تو مسرت بھی مفرد ہے ورنہ مرکب جیسے یک تھیٹر کا تماشہ اپنے مختلف سین کے ساتھ یک سرور مرکب پیدا کرتا ہے اور یہ مسرت اس حیثیت کبھی کبھی چار کیفیتون پر مبنی ہے -

(۱) اُسکی مقدار شدت -

(۲) اُسکا قیام -

(۳) اُسکا متقین -

دہم، اوسکا قریب الوقوع ہونا۔

اب جسقدر مزاج اس سے نزدیک ہوگا اوسی قدر مسرت بھی حاصل ہوگی اور جسقدر اتیقن بڑہتا جاوے گا اُسیقدر مقدار مسرت بھی بڑہے گی۔

پس سماع ایک روحی مسرت ہی۔ اور وہ شے ہے جن سے ہمکو ہماری زندگی ہلکی معلوم ہوتی ہے اور جسکا تعلق کبھی خاص حواس سے نہین کیا جاسکتا بلکہ اوسکا تعلق ضرور قواے روحانی اندرونی سے ہے اور جس طرحکہ سرور دولت۔ سرور لیاقت۔ سرور نیکنامی سرور شہرت وغیرہ وغیرہ حواس پر اثر کرجاتی ہین اسی طرح سماع کی حالت ہے کہ وہ قواے روحانی کو طاقت بخشتا ہے۔ اور جب انسان تہکا رہتا ہے یا رنج وغم مین مبتلا رہتا ہے تو یہی شے اُسکا غم غلط کرنے والی شے ہے جسکو اوسکی قوت حافظہ و قوت ممیزہ اُسکی خواہش کے موافق ترتیب دی لیتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ کوئی شے فی نفسہ باعث مسرت نہو مگر جب وہ ایک پسندیدہ شے سے متعلق ہوجاوے تو پسندیدہ ہوجاتی ہے جیسے کھیل کود یا صحبت پس سماع کو بہت بڑا تعلق خوش الحانی سے ہے اور ایک خوش کن آواز بھی سمع مین داخل ہے۔ اور کوئی آواز لحن داوٗدی سے

زیادہ موثر نہین ہو سکتا۔بڑے بڑے حکیم وفلاسفر اس کو دفع مرض کا یک قوی سبب بتلاتے ہین تحقیقات حالیہ مین بھی فرنچ و دیگر مہذب ممالک مین اسکا جس قدر اثر دفع مرض کے لئے قوی مانا گیا ہے وہ محتاج بیان نہین۔

حکیم فیثا غورث۔کا قول ہے کہ مین نے علم موسیقی کو آواز وحرکات فلک سے اخذ کیا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی آواز آواز فلک سے زیادہ خوش آیند نہین اور جس طرح کہ آواز کو مناسبت زبانی درکار ہے اسی طرح زمانہ تابع حرکات فلکی ہے۔

پس درحقیقت نفس انسانی اس مناسبت کا عاشق ہے جس کا ظہور مختلف صورتون مین ایک ایک علحدہ نام سے موسوم ہوتا گیا ہے چنانچہ اگر یہی مناسبت عناصر مین ہو تو مزاج ہے۔اگر اعضا ہو تو حسن ہے۔اگر اجزاء کلام مین ہو تو فصاحت ہے۔اگر معانی مین ہو تو بلاغت ہے۔اگر ملکات نفسانی مین ہو تو عدالت ہی اور آواز مین ہو تو سماع ہے۔

پس سماع یک سر خفی۔تو رجلی شان عالی ہے۔سوائے محققین کے کسی کو اس کا لطف نہین۔ہان چشم نامحرم اس جمال سے محروم ہے۔اور صاحب لہو لعب اس نعمت اعظے سے بےنصیب

تجلی شمع تجلی بصر سے زیادہ خاص الخاص ہے کیونکہ یہ محل قبول
خطاب ہے اور ظاہر ہے کہ بغیر قبول خطاب کے مراتب نبوت
و لدیت مستحیل الحصول ہین۔ پس سماع تمام حواس سے زیادہ
کلام شریف ہی اور اس سے کلام مین بھی لطافت پیدا ہوتی ہی۔ کیونکہ حقیقت کلام
بیکیف حروف و اصواب ہی کے پردہ مین جلوہ گر ہوتی ہی۔ اور حالت سماع مین معانی
الفاظ عین حروف ہو جاتے ہین۔ پس کلام بیکیف کے لئے اصواب و حروف بمنزلہ
مثال ہین اور اس مثال کا ظہور جمال معانی سے آراستہ ہی اسی لئے خدا فرماتا ہی کہ ای داؤد۔
وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔ اور داؤد ع۔
جب زبور پڑھتے تھے تو اونکے اطراف وحوش۔ طیور۔ جن۔
و الانس وغیرہ جمع رہتے تھے پس کیا چیز تہا جو مسمریزم کا عمل
کر جاتی تھی بجز اِسکے کچھ نہ تہا کہ وہی حسن صوت قلب کے اسرار
پوشیدہ کو اوبھارتا تہا۔ اور روح کی حرارت عشق کو دوبالا کرتا تہا
کیونکہ حقیقت طبیعت مین ابھی پوشیدہ ہے جیسے آگ پتھر مین۔
پس جسطرح کہ آگ بغیر چقمک کے باہر نہین آتی اسی طرح جذبۂ قلب بھی
بغیر حسن صوت کے نہین ظاہر ہو سکتا۔ پس حسن صوت ہی ایک
ایسی شے ہے جو ہماری ایک ہی عضو کو اوس سے مسرت نہین ہوتی۔
بلکہ ہر ایک عضو کو بموجب اوسکی قابلیت کے حصۂ نصیب ہوتا ہے۔

یہ کمزوری شش کے لئے نزلہ حار حسن پرست نوجوانوں کے لئے تازیانہ چہیڑ چہاڑ۔

قلب کے اندرونی جذبات کے اظہار کے لئے ایک برقی تار کھوٹی کھری طبیعتوں کی آزمایش کا میعار۔ وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ گرداب بلا وہ اخگر جس سے ہزاروں کے دل کا خرمن جلا۔ وہ چراغ جو بجز سینۂ عاشق کے کہیں نہ جلا۔ سوسائٹی کا تراشا ہوا پتھر۔ مسرت و سرور کا بستر روح کی ہوم ڈپارٹمنٹ کا بیدار وزیر۔ اندرونی جذبات قلبی کے اظہار کا معتمد و مشیر۔ پس سماع سرّ التاثرہ اللدیہ لا العلم الآخر

علیم الدین محمد وکیل
حیدرآبادی

جاپان

ناظرین کی خدمتمین التماس

اس چھوٹی سی تصنیف کے متعلق ایک طول طویل تمہید کی ضرورت نہین صرف اسقدر بیان کرنا کافی ہی۔ جبکہ جاپان وچین مین لڑائی جاری تھی اور ہر ایک موقع پر چین کو شکست ہونیکی خبر موصول ہوتی تھی تو وہ خبر سُنکر یہان کے لوگ متحیر ہوجاتے تھے کہ کیونکر چین کو جاپان سے شکست ہوتی ہی۔ اوسوقت انگریزی اخبارون مین کالم کے کالم جاپان کی اس فتحمندی کے اسباب کے متعلق ذکر سے بھری ہوے رہتے تھے۔ لیکن آجتک کوئی ایسا علحدہ رسالہ اس زبان مین دیکھنے مین نہین آیا کہ جسمین جاپان کی ماضیہ وموجودہ حالت وطرز حکومت وذرایع ترقی واصلاح واسباب فتح مندی کا بیان ہو جو عوام کو معلوم ہوسکین۔ لہذا احقر نے بامداد رسالہ جات مرہٹی وانگریزی اس رسالہ کو

تصنیف کیا۔ اور اس تالیف و تصنیف سے صرف میرا یہی مقصود ہے
کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ ملک کی ترقی و ناموری ہونے کے لئے
کون سے ذرایع ہین اور شاہ جاپان نے کس طرز حکومت کو اختیار
کیا اور اسکا نتیجہ کیا ہوا۔ جاپان کی حالت موجودہ کیسی ہے۔ چونکہ اس
زبان مین اس قسم کی تصنیف و تالیف کا مجھے یہ پہلا ہی نتیجہ ہے لہذا
ملتمس ہون کہ جو کچھ غلطیات اس سالہ مین واقع ہوی ہون وہ لایق عفو
تصور فرمائی جائین گے۔

But if a king
More wise more learned more everything

جہان اقتدارات زیادہ ہوتے ہین وہان فرایض و ذمہ داریونکا
بوجہ بھی لازم و ملزوم ہے۔ مگر جہان تک دیکھا جاتا ہی ہر شخص اقتدارات
و حکومت کی تو خواہش کرتا ہے مگر اوسکے فرایض و ذمہ داریونسے
جو لازمہ حکومت ہی گریز کرتا ہے۔ مثلاً گربہ نے دودکو دیکھا لیکن

* "لیکن بادشاہ ہی تو اسکو ہوشیاری علم وغیرہ صفات کمالیہ کا معراج سمجھنا چاہیئے"
یہ مصرعہ یورپ کے مشہور و معروف شاعر پوپ کا ہی جو امر حقیقی اور نفس الامری پر دال ہے!
کوئی شک نہین کہ وہ بادشاہ بادشاہ نہین کہلائیگا جبتک ان اوصاف سے متصف نہوگا۔!

لتھہ نہین دیکھا یہ مسئلہ صادق آتا ہی۔

(۱) ہر شخص کو صاحب اولاد ہونیکی خواہش ہوتی ہی لیکن بچونکی حفاظت کس طرح سے کرنی چاہیئے اور انکو مہذب و ہوشیار بنانیکی لئے کس تعلیم و تربیت کی ضرورت ہی اسطرف کسی کی توجہ نہین ہوتی۔

(۲) بہت سے اشخاص رسم ازدواج سے اپنے کو خوش نصیب تو سمجھتے ہین۔ لیکن ناکحہ و منکوحہ مین کسطرحکا میل جول و تعلیم کی ضرورت درکار ہے جس سے بقیہ ایام زندگی خوشی و خرمی سے گذرانیکی توقع ہوسکے کسی کا خیال ادہر متوجہ نہین ہوتا۔

(۳) حکومت کا خواہشمند ہر شخص ہی لیکن اپنے ماتحتین سی کسطرح برتاؤ کرے جس سے وہ خوش و خرم رہکر مفوضہ کام کو اچھی طرح انجام دینگے اسکا خیال کوئی نہین کرتا۔

منجملہ اون خواہشات کے جنکی تصریح اوپر کی گئی ہے۔ دو ایسی خواہشین ہین جنسے عام بہرہ یاب ہوتے ہین۔ مگر تیسری چیز ایسی ہی جس سے شاذ بہرہ یاب ہوتے ہین۔ اصول مندرجہ بالا یعنے "اقتدارات کا خواستگار اور فرایض سے گریز اختیار کرنا" اگر انسان مین نہوتا اور اقتدارات کے ساتھہ فرایض بھی مطمع نظر رہتے تو لفظ "ظلم" کا نام و نشان صفحہ ہستی پر باقی نہین رہتا۔ برخلاف اسکے روزانہ کا دربار

مین فرایض منصبی کا ادا کرنا اسقدر مشکل ہوگیا ہے کہ لوگ جس قدر نہ ممکن ہو اوس سے باز رہنا اچھا خیال کرتے ہین۔ بادشاہ کو اپنے فرایض منصبی کی بجا آوری مین کسقدر محتاط وہوشیار رہنا چاہئے۔ یہ یورپ کے مشہور ومعروف شاعر پوپ کا مصرعہ جو اوپر لکھا گیا ہے اوس سے بخوبی واضح ہوگا۔ اِن صفات مین سے اگر ایک بھی کم ہو توکسقدر مشکل بادشاہ ورعایا دونون کو پیش آتی ہے اور رعایا کو کس قسم کی تکلیف سہنی پڑتی ہے اسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ سلف کی تواریخ اِن حالات سے مملو ہین۔ جسکے معاینہ سے ظاہر ہوگا کہ بادشاہ کے اپنے فرایض ضروری پر قادر نہونے سے اوسکی رعایا کو کس بلا وآفت کا سامنا ہوا ہے۔

یورپ مین امور سلطنت کی عنان اکثر رعایا (پبلک) ہی کے قبضۂ اقتدار مین ہوا کرتی ہے۔ اسلئے ملک کی بہبودی وخرابی بادشاہ کی ذات سے وابستہ نہین ہوتی ہے۔ لیکن یہان کے۔ یعنے ایشیا کے ممالک مین شخصی سلطنت (Monarchy) جاری ہے اور یہان کے لوگون کو جمہوری سلطنت (Republican) کا طریقہ دراصل معلوم ہی نہین تھا۔ اور ہمارے اِس ہندوستان مین اکثر شخصی حکومت قائم رہی ہے۔ ہمکو اِس موقع پر اسکے متعلق بحث کرنیکی ضرورت نہین معلوم

ہوتی کہ منجملہ اِن دو طریقون کے کون بہتر طریقہ ہے لاکن اِن دونون
طریقون کا رواج بالاتفاق ہونا مناسب پایا جاتا ہے بعض اوقات
ایک ہی شخص کے تفویض کُل اقتدارات کا ہونا بھی ٹہیک ہوتا ہے۔
عام لوگون کا فرض یہی ہوگا کہ کوئی تدبیر بالاتفاق سوچین اوراس کا
اظہار کرین۔ جب غلبہ آراسے کوئی تدبیر مناسب پائی جاوے تو اوسکی
تعمیل مین صرف ایک ہی شخص مقتدر کی ضرورت ہوتی ہے یہ بات
اہل روم کو معلوم نہونے کی وجہ سے وہ شوکت وہ جاہ وجلال وہ
فخر جو تمامی دنیا مین ایک زمانہ تک چمکتا رہا نیست ونابود ہوگیا۔
اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ ہمارے ہندوستان کے ممالک مین شخصی حکومت
کا رواج رہا ہے۔ لیکن اوسوقت کے راجہ لڑکپن سے اپنے فرایض
منصبی کیا ہین۔ رعایا وبادشاہ کے درمیان کیا نسبت ہی۔ یہ تمامی باتین
اپنے مرشد سے سیکھہ لیتے تھے یہ مرشد اکثر اشیشور (عابد) ہوا کرتے
تھے۔ جنکی راست پسندی وبے لوثی کے اظہار کی ضرورت نہین۔ خود
اونکی راستی وبے لوثی کی یہ بیّن دلیل ہوسکتی ہے کہ اگلے زمانہ مین۔
رعایا کی شکایت راجاؤن کی نسبت سُنی نہین جاتی ہی۔
حال کے میکاڈو۔ یعنے شاہ جاپان کو اس قسم کا کوئی رہبر مرشد
ملا تھا یا نہین۔ تاہم اوسکی سوانح عمری اور طرز کارروائی کو دیکہنے سے

صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے فرایض کے ادا کرنے مین کسقدر محتاط ہے
حالیہ جاپان مین جمہوری سلطنت کا طریقہ جو موافق انگلنڈ کے رواج
دیا گیا ہے۔ اوسکی بانی سے شاہنشاہ کی ذات والاصفات ہے حقیقت
مین دیکھا جاے تو جاپان ملک کشا تمامی دنیا یعنے سطح زمین نہین بلکہ
اوسکے نصف حصہ کی طرف دیکھکر خیال کیا جاے اور انداز کیا جائے
تو ایسا معلوم ہوگا ایک جھیل مین ایک ادنی ببول کا تخم۔ اگر کہین تو کچھ
بیجا نہوگا۔ جزائر کی ہی بستی۔ پہاڑونکی کثرت رقبہ ایک لاکھ میل مربع
آبادی چار کرور کی۔ جیسا ہندوستان کا ایک مدراس۔ احاطہ لیکن
اوس چھوٹی سی ریاست نے (۵۵) کرور بساہت کئے ہوے بارہ سو
میل سفیل مضبوط باندہ کے بیٹھے ہوے مشہور ومعروف ممالک چین سے
مقابلہ کیا او جوانمردی دکھائی۔ مجبور کر دیا اشکست فاش دی بجاہ وجلال
و فخر حاصل کیا! دنیا کے سر براور وہ سلطنتونین آپ ہی داخل ہوا!
اسپنے صلاح ومشورے کے بغیر کوئی دنیا کے اہم امور ریاستی حل نہ پانیگا!
اعزاز حاصل کیا۔ جب اوسکی یہ ناموری وبہادری ہے تب اوسکی
کیا شوکت اور سطوت کہنی چاہیئے! اور کیا کرامات لکھنی چاہیئے۔ اور
اوسکے صفات کے متعلق کیا نغمہ سرائی کرنی چاہیئے!! باقی اینده

رنگ راؤ وکیل دفتر صدر محاسبی سرکار عالی

بحر مواج

گارپایک یعنی اُڑنے والی مچھلی۔

اسمقام پر مچھلیونکے ایک جنس کا بیان ہی جسکی ترتیب مین اختلاف راے ہی ڈاکٹر گنتھر اسکو ٹیوب بلیڈر کی جماعت مین شامل کرتے ہین اور پروفسر کوپ کا خیال بھی یہی ہی۔ اگر اس جنس کو ٹیوب بلیڈر مین شامل کرلیا جاے تو ماتحت ترتیب بالکل خراب ہو جاتی ہی۔ کیونکہ موجودہ جنس کے ممبرون کو ایر بلیڈر ہے جو نہین پایا جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اُڑنے والی مچھلیون اور انکے ہم جنس کے پر بہ نسبت اس ماتحت جنس کے جسکا ذکر ہو رہا ہے۔ کم بنے ہوے ہوتے ہین۔ لیکن ہم لوگ جانتے ہین کہ یہ فرق مار فولوجیکل دسے یعنے وہ سائنس جو متعلق بناوٹ اور صورت جانورونکی ہی) اسکے مطابق اس حیثیت سے کچھ وقعت نہین رکھتا۔ گذشتہ سکشن مین جس قسم کا بیان ہو اُاسکے ساتھ

موجودہ جنس ریڑھ کی ہڈی کی بناوٹ مین متفق ہے۔لیکن یہ جنس
بیان شدہ جنس سے ناک اور منہ کی بناوٹ مین مختلف ہے۔علاوہ
اس اختلاف کے اس جنس کو پیٹھ پر پر اور دوشاخہ دُم نہین ہوتی ۔
صرف ایک پر حلق کے قریب ہوتا ہے۔اور ایر بلیڈر بھی موجود ہوتا
ہی۔اور چھوٹا سا گلپھڑا چھپا ہوا ہوتا ہے۔اور صرف ایک معدہ ہوتا
ہے جو پھیلتا ہے۔اگرچہ اکثر ممبر اس جنس کے ہوتے ہین۔مگر بعض پلپلے
بھی ہوتے ہین۔اور بعضون نے تازہ پانی کی زندگی اختیار کی ہے
اور اگرچہ آخر الذکر مین بعض بچہ دینے والی ہین۔مگر اور ممبر اسکے معمولی
طریقہ پر انڈے رکھتے ہین۔
یہ مچھلیان تمام اون سمندرون مین پائی جاتی ہین جنکی آب و ہوا
گرم اور معتدل ہوتی ہے۔یہ گوشت خوار ہین۔از روے تحقیقات
جیالوجی یہ جنس قدیم ہے۔گاریائیک ایک پرانی معدوم جنس جو سلیسن
مائوسین مین پائی جاتی تھی۔ریپریزنٹ کی گئی ہے اور نیز ایک معدوم
جنس کے ساتھ جو مائونٹ بولکاؔ مین پائی جاتی تھی۔اور موجودہ
اُڑنے والی مچھلی لبنن پہاڑ کے چٹانون مین پائی جاتی ہے۔

گاریائیک

شمالی امریکہ مین نام گاریائیک موجودہ جنس کے ممبرون کے ساتھہ

عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اسکے ایک اور علحدہ
جنس کے ساتھہ بھی یہ نام استعمال کیا جاتا ہے جسکا نام پولی پائیک
ہی۔ مگر ازروے تحقیقات سائنس مناسب ہی کہ یہ نام صرف موجودہ
جنس کے ساتھہ استعمال کیا جاے۔ گار پائیک کے قریب قریب پچاس
قسمین گرم اور معتدل سمندرون مین پائی جاتی ہین۔ مگر بلون ولگرس
عام طور پر انگلستان کے ساحل پر پائی جاتی ہین۔ اور شمالی یورپ
کے سمندرونمین بھی عموماً ہوتی ہین۔ اس جنس کی مچھلیان اپنی لمبی چونچ
سے بآسانی پہچانی جاتی ہین۔ علاوہ اسکے وہ اپنی پیٹھہ اور حلق کے
قریب کے پرون سے پہچانی جاتی ہین جو ممرین سے ملی ہوتی ہین
چونچ صرف بڑی مچھلی مین بڑی ہوتی ہے۔ اور چھوٹی مچھلیون مین
گلپھڑے معمولی ہوتے ہین۔ اور یہ غور کے قابل ہے کہ جس زمانہ مین
یہ چونچ بڑہتی ہے اسوقت ایک زمانہ تک نیچے کی چونچ اوپر کی چونچ سے
زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ دونون گلپھڑون پر بہت سی شکنین ہوتی ہین۔
اور علاوہ اسکے بڑے دانت فاصلہ پر ہوتے ہین۔ اس جنس مین
خصوصیت یہ ہے کہ انکی ہڈیان سبز ہوتی ہین۔ انگلستان مین اس
جنس کی مچھلیان دو فٹ سے زیادہ لمبی نہین ہوتین۔ مگر دیگر ممالک
مین پانچ فٹ تک یہ بڑہتی ہے۔ ڈاکٹر گنتھر لکھتا ہے کہ یہ مچھلی کنارے

پر تیرتی ہے اور اپنی بڑی چونچ سے چھوٹی مچھلیونکو جیسا چڑیا ن پکڑتی
ہین پکڑ لیتی ہے۔ مگر اسکا حلق چھوٹا ہوتا ہے۔ اسلئے وہ صرف
چھوٹی ہی مچھلیون کو نگل سکتی ہے۔ یہ مچھلیان اسطرح پر تیرتی ہین کہ
انکا جسم کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے۔ یعنے انکی حرکت مین
چڑہاؤ اور اوتار مثل موج کے ہوتا ہے۔ اکثر وہ برابر حرکت کرتی ہے
مگر اوسکی پانی مین رفتار مکرل (نام مچھلی) سے بہت ہی سست ہوتی
ہے جسکی جماعت اکثر ہملوگون کے ساحل پر دکھائی دیتی ہے۔ اکثر
کہیل سے وہ کسی بہنے والی جنسپر اچکتی ہوئی دکھائی دیتی ہین۔ اور
جب ہک سے ٹکرا جاتی ہین تو وہ نہایت پیچ و تاب کے ساتھہ اپنی کو
سطح پر ڈالدیتی ہین۔ ساوری (نام مچھلی) یا اسکیپر (نام مچھلی)
بہت ہی چھوٹی جنس کی مچھلیان جو گار پایک سے چھوٹے دانت
ہونے کی وجہ سے مختلف ہین۔ اور علاوہ اسکے اسکی پیٹھہ پر بہت سے
چھوٹے چھوٹے پر ہوتے۔ علاوہ اسکے ہاف بیک (قسم مچھلی)
جنمین سے بعض تازہ پانی مین رہتی ہین۔ انکے نیچے کی چونچ ہمیشہ زندگی بھر
اوپر کی چونچ سے لانبی ہوتی ہے۔

ان مچھلیون سے زیادہ عجیب مچھلی روے زمین پر کوئی نہین ہوتی۔
مچھلی کا اڑنا نیچر مین ایک نئی بات ہے۔

سمندر کے بڑے سفر مین اس سے زائد کوئی دلچسپ سین نہین ہے۔
کہ آدمی جہاز کے آگے کے حصہ مین کھڑا ہوا ور اوڑنے والی مچھلیونکو
اُڑتے ہوے دیکھے بعض مرتبہ ایک ہی مچھلی اُڑتی ہے مگر اکثر چھوٹی
یا بڑی جماعت کے ساتھ۔ جہازون کے نیچے سے وہ خوبصورتی سے موج
کی بلندی تک اُڑتی ہین۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ پہر وہ سمندر کے نیلے
پانی مین نظرون سے غائب ہوجاتی ہین پچاس سے زیادہ قسمین اس
مچھلی کی گرم اور معتدل سمندر مین پائی جاتی ہین۔ مگر وہ اوڑنے والی
مچھلی جسکی عام قسم ایکسیز نکوٹس ابولانس ہے۔ اپنے لانبے پرونکی
وجہ سے آسانی سے پہچانی جاتی ہین۔ علاوہ اسکے اِس مچھلی کا گلپھڑا
اور سر چھوٹا اور قد مستطیل بڑے چھلکے (چویان) سے بھرا ہوتا ہے
اور دانت اگر ہوتے ہین تو چھوٹے ہوتے ہین۔ اُڑنیوالی مچھلی کا
قد عموماً ۱۰ انچ سے ایک فٹ تک ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض قسمین اس سے
ڈیوڑھے قد کی بھی پائی جاتی ہین۔ اور اِسکی عام قسم تمام دنیا مین
پائی جاتی ہے۔ مگر قسمین بعض خاص مقام کے لئے مخصوص ہین۔ ایک
قسم صرف سمندر پاسفک کی جانب خاکناے پناما مین پائی جاتی ہین
یہ مچھلی اور قسمونکی مچھلیون سے اپنے پرونکی درازی مین بہت مختلف
ہے۔ اِسکے پر بہت بڑے ہوتے ہین اور اسلئے وہ زیادہ اُڑنیکی

صلاحیت رکھتی ہین۔ اور بعض دوسرون کے پر حلق کے پاس سے
زیادہ نہین بڑہتی وہ سب جماعت مین رہتی ہین۔ جو بعض وقت بہت
بڑی ہوتی ہین۔ یہ سب مچھلیان عادتًا بلجک ہوتی ہین۔ اور سب کی سب
سطح پر سے اُڑسکتی ہین۔ اور اِسی اُڑنے کی وجہ سے انکا نام اُڑنیوالی مچھلی
ہوگیا ہے۔ یہ مچھلیان پہلے پہل اپنے دشمنون سے بچنے کے لئے بھاگنا
سیکھتی ہین۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ اُڑتے رہنے کی عادت پانی سے
اُچک جانیکے پہلے خواہش کا نتیجہ ہے نہ کہ پرونکی درازی کا۔ ہم اپنے
تجربہ سے کہہ سکتے ہین کہ جب یہ مچھلی پانی سے باہر آجاتی ہے تو چند سکنڈ تک
متحرک رہتی ہے۔ اور یہ حرکت اِسکے پانی پر تیرنے کا آخری سلسلہ ہے۔
اِسکے بعد وہ بالکل ساکت ہو جاتی ہے۔ جب یہ مچھلیان اُڑتی ہین تو
اونکے پر اوپر سے دیکھنے مین سفید یا بھورے معلوم ہوتے ہین جیسا کہ
روشنی کے عکس کا اقتضا ہو۔

جہانتک مین نے دیکھا ہے اُڑنے والی مچھلی اپنی رفتار کا رخ نہین
بدل سکتی لیکن اسمقام پر جیسا آیندہ کے واقعات سے معلوم ہوگا دیکھنیوالون
اختلاف راے ہے۔ دو واقعات بیان کئے گئے ہین۔ ایک واقعہ
ڈاکٹر کلنتھ کے بیان سے جسکو ڈاکٹر موبیس نے شایع کیا ہے یہ ہے
اُڑنے والی مچھلی علی العموم اسوقت زیادہ دیکھی جاتی ہے۔ جسوقت سمندر

مین طوفان ہوتا ہے۔ بہ نسبت اسکے جب سمندر جوش مین نہین ہوتا
ہے۔ وہ پانی سے اُچک جاتی ہے جس وقت اُنکے دشمن انکا پیچھا کرتے
ہین۔ یا جب جہاز کے قریب آنے سے وہ خوف زدہ ہو جاتی ہین مگر
اکثر وہ بغیر ظاہری سبب کے بھی اُڑتی ہین۔ جیسا اور قسم کی مچھلیون کو
بھی دیکھا گیا ہے اور وہ بغیر لحاظ رخ ہوا و موج کے اُڑتی ہین۔ وہ اپنے
پرون کو کھلا ہوا رکھتی ہین۔ اور اون مین کوئی حرکت نہین ہوتی۔ مگر
بعض مرتبہ اون مین ہوا سے حرکت ہوتی ہے۔ اور اسوقت اُنکے
پر ہوا کے رخ کے متوازی ہوتے ہین۔ وہ ایک جہاز جسکی رفتار ایک گھنٹہ
مین دس میل ہو زیادہ تیز اوڑتی ہین مگر رفتہ رفتہ انکی تیزی مین کمی واقع
ہوتی جاتی ہے۔ یہ تیزی پانسو فیٹ تک قایم رہتی ہے۔ اسکی
تیزی اسوقت زیادہ دور تک قائم رہتی ہی جب وہ ہوا کے رخ کے
خلاف ہوتی ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ جب وہ ہوا کے رخ کی جانب یا
ہوا کے رخ کے گوشہ مین ہوتی ہی۔ اس مچھلی کی رفتار خط مستقیم سے اپنی
خواہش سے نہین بلکہ ہوا کے رخ سے بدلتی ہے۔ جب مچھلی اُڑتی ہی
اپنے خط مستقیم کو قائم رکھتی ہے۔ چاہے وہ ہوا کے رخ کی طرف یا اور
طرف اُڑے۔ لیکن کسی قدر ایک طرف جُھک جاتی ہے۔ جب ہوا کا
رخ اُڑنے کے رخ سے ایک گوشہ مین واقع ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ہوتا ہے

کہ اُڑنیکے وقت مچھلی اپنی دُم کو موج مین چھپائے رہتی ہے ۔ اسوقت وہ داہنے یا بائین جانب لوٹ سکتی ہے ۔ جب ہوا نہین ہوتی ۔ اُسوقت بھی مچھلی ٹھیک خط مستقیم مین اُڑتی ہے ۔ لیکن تند ہوا مین جب مچھلی موج کے رخ کے خلاف مین اُڑتی ہو اُسوقت اسکی چال لہریا ہو جا سکتی ہے ۔ ایسی حالت مین مچھلی ہر موج کے ساتھ اوٹھتی ہے اور تیز ہوا اسکو بہا کر لیجاتی ہے ۔ اُڑنے والی مچھلی اکثر جہاز مین آجاتی ہے ۔ لیکن ایسا واقعہ اُسوقت مین ہوتا ہے ۔ جب ہوا تند نہین ہوتی ۔ دن کے وقت یہ جہاز سے بھاگتی ہے اور اس سے دور چلی جاتی ہے ۔ مگر رات کے وقت جب وہ دیکھ نہین سکتی تو اکثر ہوا کے خلاف اڑتی ہے اور وہان ہوا سے رکجاتی ہے ۔ اور اسطرح سطح آب سے بعض وقت بیس فیٹ اونچی ہو جاتی ہین ۔

دوسرا واقعہ کئی سال ہوے لیڈا ورواڑ مین ہوا تھا اسمین مصنف تحریر کرتا ہے کہ جب ہوا تیز نہین ہوتی تو اُڑنیوالی مچھلی تین سو گز تک تیز جاتی ہے وہ اڑنے مین تیر نیکے نسبت سے دو چند مسافت طے کرتی ہے ۔ جب یہ مچھلی ہوا مین ہوتی ہے اوسیوقت اپنے داہنے گوشہ کی طرف پلٹ جاتی ہے ۔ یا ایک دم سے بدل کر اوس رخ ہو جاتی ہے جسطرف سے چلتی تھی ۔ مین نے انکو بہت ہی زور آور دور بین سے اُڑتی وقت

غور سے دیکھا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ انکے پرونمین نہایت ہلکی مگر
تیز حرکت ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے وہ ہوا مین قایم رہتی ہین۔ تند ہوا مین
اڑنے والی مچھلی کا اُڑنا بہت بلند ہو جاتا ہے۔ اور وہ جلدی جلدی اُڑتی
ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ جب ہوا کم ہوتی ہے یہ واقعہ ہمارے تجربہ کے
موافق ہے کہ جب مچھلی پانی سے اُڑنے لگتی ہے تو اسکے پرونمین ایک
ہلکی حرکت ہوتی ہے۔ مگر مصنف کا یہ خیال کہ اِسکی وجہ سے اُسکو اُڑنے
مین مدد ملتی ہو غالباً غلط ہے۔

کشن پرشاد عفی عنہٗ

انسانکی شرافت

انسان کو اشرف المخلوقات کا مقدس لقب کیون ملا۔ اِس انسانمین کون سی ایسی بات ہی جو جملہ مخلوقات سے ممتاز و شرافت کا مستحق ہوا ہے۔ کیا یہ عظیم الجثہ ہے یا طویل القامت یا بڑے بڑے کان رکھتا ہی یا خونخوار پنجے اِسکے ہین یا ہوا پر اوڑتا ہے یا دریا کے پانی مین رہتا ہے۔ یا اسکے دو سینگ ہین۔ یا دو دانت مثل دندان فیل ہین یا ہما کے مانند ہڈیان کہاتا ہے۔ کیا یہ مثل جنات کے ہر صورت و قالب مین آتا ہی۔ یا لطیف غیر مرئی جسم رکھتا ہے۔ یا بجز تسبیح و تہلیل کے کوئی اور کام نہین کرتا۔ یا برق کی سرعت ابر کی گرج رکھتا ہے۔ کیا معلّق چلتا ہے۔ یا آفتاب کی روشنی ستارونکی چمک رکھتا ہے۔ کیا اِسمین نجاست و کثافت نہین ہے۔ بول و براز نہین کرتا ہے۔ یا اِس مین غصہ شہوت غضب نہین ہین۔ کیا اِسمین درندونکی خصلت موذیونکی شیطانیت نہین ہے۔ غور سے دیکھئے تو یہ حضرتِ انسان

نہ ہاتھی کے مانند عظیم الجثہ ہین نہ اونٹ کے مانند طویل القامت ہین
نہ بڑے بڑے کان رکھتے ہین نہ اسکو خونخوار جنگل ہوتے ہین نہ پرندون
کے مانند اوڑتے ہین نہ دریا مین رہتے ہین نہ وہ سینگ و دندان فیل
رکھتے ہین نہ ہما کے مانند ہڈیون پر اکتفا کرتے ہین۔ نہ جنات کے
مانند ہر صور و قوالب مین آتا ہی نہ انکا جسم لطیف غیر مرئی ہے نہ صرف
تسبیح سبحان اللہ ہی آپکا کام ہے نہ برق کی سرعت ہے نہ ابر کی گرج
ہے نہ معلق آسمانون کے مانند لٹکے ہوئے ہین نہ آفتاب و مہتاب کی
روشنی انمین ہے نہ ستارونکی چمک دمک ہی نہ کرۂ و بیونکی تقدیس
ہے نہ حاملان عرش کے سے تکبیر و تہلیل ہے ہان نجاست انمین ہے
کثافت انمین ہی بول و براز یہ کرتے ہین غضب کا غصہ غضب کی شہوت
انمین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ درندگی انمین ہے شیطانیت
انمین ہے پھر حیرت ہوتی ہے بظاہر تو کوئی ایسے ممتاز صفات
حضرت انسان مین نہین ہین کیونکر اشرف المخلوقات خلیفہ اللہ کے
القاب و اوصاف کا علم شرافت اُٹھائے پھرتے ہین اور نقارہ
فضیلت بجاتے جاتے ہین۔ اگر فرض کیا جائے یہ سب اوصاف
مثبتہ ہوتے اور اوصاف منفیہ سے پاک ہوتے تو بھی کوئی شرافت
و فضیلت کی بات نہ تھی یہ باتین بلکہ اس سے زیادہ دیگر مخلوقات

مین موجود و ظاہر ہین پہر کیا وجہ شرافت ہے کیون تمام حیوانات اِنکے
مسخر ہین کیو نباتات وجمادات پر انکا تصرف ہے کیون اِنکے لئے آسمان
چکر لگاتا اور سایہ فگن ہے کیون ان پر شمس و قمر قربان ہوتے ہین کیون
مریخ زحل عطارد مشتری زہرہ نثار ہوتے ہین۔ کیا اِس گوشت۔ چمڑہ
واستخوان و بال مین لطافت و پاکیزگی ہے۔ کیا اِس قطرہ آب
نجس مین عمدگی ہے جو اوصاف انسان مین ہین تمامی حیوانات نباتات
وجمادات مین موجود ہین۔ دیکھو اسمین روح ہے۔ حیوانات بھی ذی روح
ہین اسمین نمو ہے نباتات بھی نامی ہین۔ یہ مجسّم ہے جمادات بھی جسم رکھتے
ہین۔ ہان اسمین گویائی ہے جو کسی مین نہین۔ غور سے دیکھو تو یہ بھی
غلط ہے اسلئے کہ طوطے اور جانور بھی بولتے ہین ہان وہ ادراک
معقولات نہین کرتے مگر جنات مین بھی یہ وصف موجود ہے۔ ہان شاید
یہ بات باعث فضیلت و شرافت انسانی ہو کہ تمام عالم علوی وسفلی مین
جو چیز فرادی فرادی ہے حضرتِ انسان بلکہ اوسکے ہر فرد مین اونکی مثال
مجموعتہً موجود و مندرج ہے مثلاً وہان عرش ہے یہان دل ہے وہان
کرسی ہے یہان تن ہے اوسمین تین سو ساٹھ درجے ہین یہان تین سو ساٹھ
رگین ہین۔ وہان آسمان مین بارہ۱۲ برج ہین یہان بارہ روزن ہین۔
دہن۔ ناف۔ دو چشم۔ دو گوش۔ دو بینی۔ دو پستان۔ دو راہ بول و براز

وہان آفتاب بادشاہ ہے۔ ماہتاب وزیر عطارد دبیر ہے۔ یہان عقل بادشاہ
ادراک وزیر علم دبیر ہے۔ وہان کواکب کو طلوع و غروب ہے یہان آدمی
کو ولادت و موت ہے وہان ابر و باران یہان چشم گریان وہان رعد یہان
صوت وہان برق یہان غضب۔ اور ایساہی عالم سفلی کا نمونہ وہان زمین
یہان پا۔ وہان سات اقلیم یہان سات اعضا۔ وہان آتش۔ آب۔ باد۔
خاک۔ یہان گوشت۔ پوست۔ استخوان۔ چربی۔ وہان حرارت۔
برودت۔ یبوست۔ رطوبت۔ یہان خون۔ بلغم۔ صفرا۔ سودا۔ وہان
چار دریا۔ شور۔ شیرین۔ تلخ۔ ماخوش۔ یہان چہار نہرین۔ اشک لعاب
آب بینی۔ آب گوش۔ وہان پہاڑ یہان استخوان۔ وہان معادن عظام
یہان مغز عظام وہان برپہال برون وہان بحر یہان درون وہان سبزۂ
گیاہ یہان موے سیاہ وہان مشرق مغرب۔ جنوب۔ شمال۔
یہان آگے پیچھے سیدہی۔ بائین۔ وہان بہار۔ خزان تابستان
زمستان۔ یہان طفولیت۔ شباب۔ کہولت۔ شیخوخت وہان
صبا شمال۔ جنوب۔ دبور۔ یہان جاذبہ۔ ماسکہ۔ ہاضمہ۔ دافعہ وہان
درخت بانشو و نما یہان حیات خوشنما۔ وہان صبح۔ یہان خندہ۔
وہان شام یہان گریہ۔ وہان روز یہان علم وہان شب یہان جہل
وہان زلیست یہان بیداری۔ وہان مرگ یہان خواب علی ہذا القیاس

کوئی چیز عالم علوی وسفلی مین ایسی نہین جسکا نمونہ حضرت انسان
مین نہو اسی لئے یہ کہہ سکتے ہین ؎

اسے نامۂ نسخۂ خدائی کہ توئی
وے آئینہ جمال شاہی کہ توئی

بیرون زتو نیست ہرچہ درعالم ہست
از خود بطلب ہرانچہ خواہی کہ توئی

مگر غور سے دیکھئے تو یہ بھی قیاسات و قراین ہین کوئی وجہ فضیلت
ایسی ہو جو کسی مین نہو پس ہمکو دیکھنا چاہیئے وہ کونسی شے ہے
جو حضرت انسان مین ہے اور کسی مین نہین ہے پس تمام عالم سے
تو درگذر کیجئے صرف عالم ذی روح کو لیجئے اور دیکھئے کہ انمین کیا
کیا قوتین ہین حیوانات مین صرف قوۃ بہیمی کھانا پینا غصہ جماع
ہے ملائکہ مین دیکھین تو اونمین صرف قوۃ ملکی تسبیح تہلیل تقدیس
یفعلون مایؤمرون ہے پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
انسان مین یہ ہر دو قوۃ ملکی وبہیمی جو آپس مین متضادہ اور بایکدیگر
مخالف ہین ودیعت کئے گئے ہین اور انکے استعمال کے لئے
عقل کلی دیگر علوم وادراکات کے خلعت گران بہا سے سرفراز فرمایا
گیا ہے تاکہ عقل کی دوربین سے انتظام معاش ومعاد کرے اور
علم کی عینک سے قوۃ ملکی کو قوت بہیمی پر غالب رکھے تا ملائکہ پر

سبقت لیجاوے اورکوس فضیلت وشرافت چہار وانگ عالم مین بجاوے
پس جب انسان ان عطیات خداوندی سے کام لیتاہے اور قواے
ملکی کو جسکے آثار عبادت عدالت حکمت عفت سخاوت قناعت وغیرہ
کو قوت سے فعل مین لاتاہے تو فرشتون سے افضل واشرف اُسکو
کہنا بجا وسزا ہے اور اگر قواے بہیمی سے کام لیتاہے اور قوۃ ملکی کو
ضعیف وبیکار کردیتاہے جس سے کفر وطغیان شہوت غضب وقوع
مین آتے ہین تو حیوانون سے بدتر ہوجاتاہے اور وہ تمغاے فضیلت
وشرافت موروثی جسکا عنوان لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ ہے اوس سے چہین
لیاجاتاہے اور اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا کا عتاب اُسکے
لئے ملتا ہی پس یہ وہی بار امانت ہے جسکے تحمل وبرداشت سی آسمان
وزمین نے انکار کیا اور اپنے کو اسکام کا سزاوار بنایا ۵

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

حضرات جب انسان قواے ملکی اور شہوانی کی کشمکش مین پہنستاہے
اور ہر ایک قوۃ اپنی سلطنت وغلبہ چاہتی ہے تو اُسوقت انسان کو
دوحالت پیش آتی ہین ایک وہ کہ جب قوۃ شہوانی کے پنجے مین
گرفتار ومجبور ہوتاہی عقل وعلم سے کام نہین لیتاہے بندۂ شہوت

اسیر نفس اَمّارہ ہو جاتا ہے تو اپنی برأت اور بےبسی یون تبلاتا ہی ؎

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

اور یہ کہتا ہے ؎

آہنی پنجرے مین کرکے مجکو بند | چاہتا ہے مجسے پروازِ بلند

پہر جب عقل کے مشورت اور علم کی جرأت سے یہ ہدایت ملی ہو کہ ؎

مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود

تو کچہ فکر ہوتی ہے اور اِسی شکستہ پائی مین ہاتہہ پیر مارنا چاہتا ہی لیکن جب قوت شہوانی اپنی پوری قوت سے مشورۂ عقل کو شکست دیتی ہی تو تہک کر یہ کہنا پڑتا ہے ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

آخر جب عدم یاوری عقل و علم سے اپنی حالت کو دوسرون کے حالات سے کبہی موازنہ و مقابلہ کرکے دیکہتا ہی تو یہ کہکر جان بچاتا ہی ؎

شبِ تاریک بیمِ موج و گردابی چنین ہائل
کجا دانند حالِ ماسبکساران ساحلہا

اور جب اس قوۂ شہوانی کے پورے تصرف و تسلط میں آجاتا ہے
آئینہ عقل و علم میں اپنی صورت پر شیفتہ شقاوت لگا تا ہے تو یہ کہکر اپنی ترکی
تمام کرتا ہے ؎

نصیب ماست بہشت ایخدا شناس برو	کہ مستحق کرامت گنہگارانند

دوسری حالت یہ پیش آتی ہے جبکہ ہر دو
قوتوں میں کشمکش پاتا ہے۔ تو قوۂ ملکی عقل و علم کو مددگار بناتی ہے اور بمدد
اپنے مددگارون کے پنجہ نہنگ شہوت سے نجات پاکر فوائد و منافع دنیا
و دین حاصل کرتا ہو اور شرافت و فضیلت کے اوصاف کو اپنی ذات میں
مجتمع پاکر جامے مین نہین سماتا بے اختیار یہ کہنا ہرگز بے موقع اور غیر مناسب
نہین ہوتا کہ ؎

اے خدا قربان احسانت شوم
این چہ احسان است قربانت شوم

پس جب حقیقتِ حال منکشف ہوتی ہے تو ظاہر ہوجاتا ہے کہ جو
شرافت و فضیلت انسان کو حاصل ہو وہ صرف عقل و علم کے جواہر
گران بہا کے وجود کا باعث ہے اور اوسیکی نورانیت کی شعاعین
ایسی چمکدار و لمعہ افگن ہوتی ہین کہ جس سے تمامی عالم کے دل و جگر
مین انسان کی شرافت و فضیلت کا فطرتی یقین پیدا ہوجاتا ہے۔

اُسوقت انسان عقل وعلم کے احسانات وکارگزاریون سے بیحد ممنون ہو کر کچہ تو مکافات نہین کرسکتا اِن چند اشعار سے ولولۂ عشق ومحبت علم وعقل مین بطور شکریہ نغمہ سرائی کرتا ہے ؎

شاد باش اے علم خوش سودا اے ما — اے طبیبِ جملہ علتہائے ما

آتش است این علم ونیست باد؟
ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

محمد رفیع الدین
کان اللہ لہٗ

مختصر حالات ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند

جبکہ زمانہ مین حد سے زیادہ امن وامان تہا۔ اور چوطرف خوشی کے نغمے گائے جارہے تھے۔ ہفت اقلیم مین رعایا سے بادشاہ تک خوش وخرم تھے۔ اور نہ صرف ہم اُس خوشی کو انسانون یا انسان کی آرام وآسایش تک ہی محدود پاتے ہین۔ بلکہ حیوانات ونباتات کے لئے بھی یہ وہ زمانہ دلچسپ اور خوش فزا تہا۔ موسم بہار کے وجد نما اور تفریح کن سین پر کہڑا ہوا ایک عالم کو اپنا پیارا پیارا چہرہ دکھاتا تھا صبح کے وقت ۱۸۱۹ء کی چوبیسوین تاریخ کو ہندوستان کے جنوب ومغرب کیطرف دریا کے اُس پار مہذب ملک (یورپ) کے حصہ گریٹ برٹن کے مدینۃ العالم (لنڈن) کے ایک بڑے عالیشان قصر (اولڈ کنگٹن پیلیس) مین قضاء قدر کے ہاتہون نے ایک ایسے مولود مسعود کو عالم وجود مین لٹل وکٹرنا کے نام مین لایا کہ زمانہ کے چارون طرف آج جسکا سکہ بیٹھا ہوا ہے

دنیا کے تمام شہنشاہون کو جسکی اقبالمندی اور فراست وانصاف پر عش عش کرنا پڑا ہے۔ جسکی مبارک حکومت کے سایہ مین کرورون انسان آج اپنی اپنی حد اعتدال سے باہر قدم نہین رکھہ سکتے۔

اس مولود مسعود کے باپ کا نام ایڈورڈ ڈیوک آف کنٹ [۵۱] اورمان کا نام میری لوسیا [۵۲] وکٹوریہ تہا میری ڈیوک آف سکس کوبرگ سالفیلڈ کی دختر اور پرنس لیوپولڈ کی ہمشیرہ تہین جو جرمن کے خاندان شاہی سے اور بلجیم کا فرمانفرما ہے۔

---

[۵۱] ایڈورڈ۔ جارج سیوم شاہ انگلستان کے چوتہے فرزند تھے۔ یہ وہی جارج ہین جنہون نے ۱۷۹۹ء مین ٹیپو سلطان سے جنگ کیا تہا اور نظام حیدرآباد و پیشوا سے رابطہ اتحاد بڑہا کر انگریزونکی پولیٹکل بہادری کو ہندوستان مین قائم کر گئے تھے یہ اکتوبر ۱۷۶۰ء مین تخت نشین ہوئے۔ پیشوا پونا سے ناچاقی ہونیکے بعد انگریزون نے اسنے جنگ کی۔ پیشوا عین حالت جنگ مین داد مردانگی دیکر مارا گیا اور کمپنی نے اپنا تسلط ریاست پیشوا پر کر لیا۔ جارج ۸۲ برس کی عمر پاکر ۱۸۲۰ء مین دنیا کو خیرباد کیا۔

[۵۲] میری لوسیا وکٹوریہ۔ درحقیقت پہلے چارلس پرنس آف لنگنن سے بیاہی گئی تہین اور انسے میری کو ایک لڑکی بہی پیدا ہوئی لڑکی کے پیدا ہونیکے بعد چارلس مرگیا اور میری کو بیوہ و لڑکی کو یتیم چہوڑ گیا۔ مگر ایڈورڈ نے انسے شادی کرلی۔ میری کی۔ ملکہ قیصر ہند آخری اولاد ہے۔ وہ لڑکی جو چارلس کے نطفہ سے پیدا ہوئی تھی ملکہ کے سلمہ سا بہن ہی تھی اور دونو مین آپس کی محبت بہت زیادہ رہی۔

"لٹل ورنا" کے اباجان اپنی پیاری بیوی کے ساتھ اسکے پہلے وسط یورپ مین جرمن کے دلچسپ مقام امور بیک مین قیام پذیر تھے۔لیکن جبکہ ایام حمل معلوم ہوے۔اور زچگی کے دن قریب آئے تو ایڈورڈ نے سیدہے اپنے وطن مین مع بیوی کے واپس تشریف لاے۔مذہب مسیحی کے موافق جبکہ ایک مہینے کی عمر کا تاج لٹل ڈرنا کے سر پر قدرت نے پہنادیا تہا کہ۔اسقوف کونبرٹری نے ۱۸۱۹ء کی ۲۴ جون کو اوسنے قصر مین انہین اصطباغ دیا۔اگرچہ اس ولادت اور رسم اصطباغ کی عام طور پر نہ دہوم دہام کی گئی اور نہ موجودہ زمانہ کے موافق ایسے خاندان شاہی کے ایک ننہے مولود کی رسم ولادت و اصطباغ پر خوشی ظاہر ہوئی "لٹل ڈرنا" اب تک صرف اس پیارے نام سے محبت بھری ہوئی زبانون کے جوش مین پکاری جاتی تھی۔اور کوئی دوسرا نام نہ پایا تہا کہ شاہی التفات نے اسطرف توجہ کی اور جھٹ پٹ آپس کی بحث ختم ہونے پر "لٹل ڈرنا" کو خود شاہ کے بیٹے (ولیم چہارم)۔

"الکزینڈرینا وکٹوریا"

کے نام سے مخاطب کرکے وکٹوریہ کے فرمانفرمائی اور خوش اقبالی کا بُنیادی پتھر دنیا مین قایم کردیا "لٹل ڈرنا" ابھی بہت ہی کم سن تھی کہ ایک شکاری کے شکار سے "سدماؤتھ" مین بندوق کی نشانہ ہوئی۔لیکن

اقبال کے پر اثر زور نے ہاتھون ہاتھہ لٹل ڈرنا کو بچا لیا۔ اور صحیح و سالم رکھہ چھوڑا۔ یہ مصیبت "لٹل ڈرنا" پر پہلے بار ہوئی ہے جو آج صرف سُنتے ہوے اپنے جسم کے رونگٹے وفاداری کے جوش مین کہڑے ہوتے ہین۔

آہ! ابھی "لٹل ڈرنا" نے چھہ مہینے کی عمر پائی تھی کہ اوسکے والد ڈایڈورڈ ہمیشہ کے لئے "لٹل ڈرنا" کو آئندہ آنے والے رنج وراحت کے واقعات پر چھوڑ کر دنیا سے چل بسے۔ میری لوسیا وکٹوریہ اس صدمۂ جانکاہ سے سخت رنجیدہ ہو گئین اور پھر سدماوتھہ سے واپس لنڈن پہونچے تھے۔ کہ ادھر تو میری کے دل کو اُسکے شوہر کی جُدائی بیتاب اور بیقرار کر رہی تھی۔ اور اُدھر لنڈن کے خاندان شاہی مین لٹل ڈرنا کے چچا کی تخت نشینی پر عام خوشی پہیلی ہوئی تھی "لٹل ڈرنا" کو اِن صدمات سے اگرچیکہ ابتک کوئی تعلق نہ تہا۔ لیکن ان بدن کے ہوش وحواس نے آتے ہوے اچھی طرح سے سمجھا دئے کہ ہم اب یتیم ہو کر تھرنگٹن مین پڑے ہوے سسکیان بھر رہے ہین لیکن نیچری محبت نے "لٹل ڈرنا" کی اُدہر رحیم نیکدل چچا ولیم چہارم کے دل مین "لٹل ڈرنا" کے لئے اِسقدر محبت ومروت کا ذخیرہ جمع کرا دیا کہ وہ اِس یتیم بچے پر جان سے فدا و شیدا ہو گیا۔

اب "لٹل ڈرنا" کے عروج اقبال کا یہ پہلا زینہ ہے۔ بڑہتی ہوئی جودت و حدت طبع نے "لٹل ڈرنا" کو تعلیم و تدریس پر آمادہ کرایا۔ کہ تہوڑے سے ہی دنون کے بعد "لٹل ڈرنا" کے آس پاس شاہی اساتذہ واتالیق کا کافی گروہ

نظر آنے لگا۔ اور چہ سات برس کی عمر مین "لٹل ڈرنا" اپنی پک پاکٹ سنبھالنی شروع کی۔

نوسالہ عمر "لٹل ڈرنا" نے پائی تھی کہ اِنکی خوبصورتی اطراف واکناف مین پہیل گئی اور اب خوبصورتی کے لحاظ سے قبول سیرت بھی مشہو ہوگئین حلم۔ سادہ مزاجی۔ دور اندیشی۔ اسقدر فطرت نے کوٹ کوٹ کر بہری ہی کہ آجتک یہ سب ضرب المثل ہی۔ اِس عمر سے تجاوز پاکر "لٹل ڈرنا" کے سر پر ۱۲ سالہ سن مبارک کا سہرا بندہا گیا تہا کہ ادہر ذہانت طبع نے۔ جرمنی۔ فرانسیسی زبان کا پورا تحفہ نذر دیا۔ اور علمی لیاقت نے اِسقدر ترقی کی کہ لاطینی علم کی کتابین۔ زبردست زبردست ادق اور مشکل عبارت کی انکو پڑہنا اُنہین ایک ادنی بات معلوم ہوتی تھی تیرہ برس کی عمر مین "لٹل ڈرنا" کو معلوم ہوا کہ مین انگلستان کے عظیم الشان فرمانفرما بہی ہون" جو آگے چل کر کوکب بخت دکہلائیگا* ابتک لٹل ڈرنا صرف قصر کنگٹن

---

* جارج سوم کے بعد اوسکا بیٹا جارج چہارم ۱۸۲۰ء مین تخت نشین ہوا جو ایڈورڈ کا بھائی اور ملکہ کا چچا تہا یہ اپنے زمانہ ولیعہدی مین پرنس آف ویلز کے لقب سے ملقب تہا گیارہ سال سلطنت کرکے ۱۸۳۰ء مین لا ولد انتقال کیا۔ قوانین خاندان شاہی کے لحاظ سے اوسکا چہوٹا بھائی ولیم چہارم ۱۸۳۰ء مین تخت پر بیٹہا چونکہ یہ بھی لا ولد تھا اور ایڈورڈ (والد ملکہ) اوسکے بعد تخت نشین ہونا چاہئے تہا۔ مگر ایڈورڈ اس کے قبل مر گیا اسلئے بجای باپ کے ملکہ حقدار تہین اور وہی مراعات و پابندی کے لحاظ سے لٹل ڈرنا کو تخت انگلستان ملا۔ فقط

ہی کے بڑے بڑے ہالون مین پڑی رہتی تہین - یا کبہی کبہی ہوا خوری کے لحاظ سے باہر چلی جاتی تہین - جبکہ کافی دستہ نگہبانی کا ساتہہ ہوتا تہا لیکن کوئی ایسا موقع نہین مِل سکا کہ دربار مین شریک ہون یا "لٹل ڈرنا" نے کوئی ایسا قصد اسوقت تک نہ کیا تہا کہ کبہی سوسائٹی یا انجمن مین پہونچین - مگر اقبال کی تاثیر دیکھیئے کہ تیرہوین سال مین - ۲۴ فروری ۱۸۳۱ء نے - دربار مین "لٹل ڈرنا" کو پہونچا کر اپنے ختم کی یادگار مین اُسدن کو چہوڑ گیا -

۲۴ مے ۱۸۳۱ء کو "لٹل ڈرنا" قانون قدرت اور فطرت کے لحاظ سے سن بلوغ کو پہونچین اور اونکے چچا ولیم چہارم ۱۹ ار جون ۱۸۳۷ء کو ۷۰ سالہ ۲ ماہ کی اپنی عمر پاکر اور اپنی بہتیجی "لٹل ڈرنا" کو ۱۸ سالہ عمر مین اپنی جگہہ جانشین بنا کر دنیا سے منہ موڑا - باقی آئندہ -

محمد رفیع الدین رفعت وکیل

ہندو اور مسلمان

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

یہ شعر جو ہمنے زیب عنوان کیا ہی ہر ذی عقل ذی شعور انسان کا
ماٹو یعنے دستور العمل ہونا چاہیئے۔ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔
مگر افسوس ہی کہ اس قسم کے دوراندیش اور آخربین انسان کم ہین جو
مسلک صلح کل کے سالک ہون ابتداے آفرنیش سے آجتک جس قدر
محاربے اور لڑائیان ہوئین وہ عموماً مذہبی امور کی بنیاد پر ہوئین۔
ملک گیری کے لئے اسقدر کشت و خون نہین ہوا جس قدر اشاعت
اصول مذہبی کے سبب سے ہوا اور دل لگی یہ کہ ادہر کوئی مذہب ایجاد
نہین ہوا اور ادہر دو فرقے بنگئے اور ہوتے ہوتے ہفتاد و دو
ملت کی نوبت آگئی۔ ذرا ذراسی بات پر معرکہ رستخیز اور ہنگامہ ستیز

گرم ہو گیا۔ یہ جنگ مذہبی و وشقون سے خالی نہین۔ یعنے اسکے
دو اسباب ہین۔ یا تو اسکے بانی اُجڈ جاہل مطلق ہوتے ہین۔ یا
پڑہے لکہے آدمی مگر متعصب انتہا سے زیادہ تعصب کا جامہ پہنے ہوے
جُہلا کے عبادت بدعت کا نام ہے اور متعصب کا یہ کام کہ
لڑ پڑے جہل مرکب کو معاذ اللہ اپنا خدا سمجھے۔

رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ کی لڑائیون سے تاریخونکی تاریخین
بہری پڑی ہین لکہو کہا بندگانِ خدا کا خون ہوا۔ یہودیون اور
مسلمانونمین معاذ اللہ وہ خونریزی ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ اہل سنت
وجماعت اور اہل تشیع کٹے مرتے ہین۔ آئے دن خون خرابہ۔ مگر
سب سے زیادہ قابلِ افسوس حالت ہمارے ملک کے اُن ہندو اور
مسلمانون کی ہے جنکے سبب سے ہر سال کہین نہ کہین خون ہو جاتا ہے
اور تلوار چل جاتی ہے۔ شکر ہے کہ ہمارا ملک حیدر آباد فرخندہ بنیاد
اس بلا اور مرض سے مُبرّا اور مُعرّا ہے دکن مین سب ایک ہین لکہنو
مین بھی ہندو مسلمان مین ایکا ہے۔ قصبۂ بلگرام مین بھی ہندو مسلمانون
مین چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اگر دریاے جاپان کے رہنے والے یا ہاٹنٹاٹ قوم کے لوگ
یا زولو کٹ مرین تو تعجب کی بات نہین مگر پڑہے لکہے آدمیون کا

اسقدر جہالت کرنا انتہا سے زیادہ حیرت خیز امر ہے اور ازبس قابلِ افسوس ۔

ہمکو سمجھنا چاہیے کہ ہماری نال ہندوستان ہی مین گڑی ہی آبا و اجداد بدخشان سے آئے ہون یا شبستان سے ۔ عرب سے ۔ یا ایران سے ۔ آریاورت سے یا کشمیر سے ۔ ابتو ہمارا ملک ہندوستان ہی ۔ اگر ہم یہ سمجھین گے تو بدخشانیون یا عربون یا آریاورت والون کو کوئی فائدہ نہین اور اگر طاعون کی بلاے بے درمان نازل ہو تو ہمارا ہی نقصان ہے ۔

شکر ہے کہ اب اہل ہنود اور اہل اسلام دونون کے سرغنوان کے دلونمین یہ جوش پیدا ہوتا چلا ہے کہ باہم اتفاق کو ترقی ہو اور نفاق کی آتش جہندہ فرو ہو جاے ۔ چنانچہ حال مین دلی کے ہندو مسلمانون نے اپنی دوراندیشی اور رنجبرری کا کامل ثبوت دیا ۔ آفرین صد آفرین ۔ باہم برسون سے شکر رنجی تھی ۔ بحمد اللہ کہ ابکی عید الفطر اور ہولی کی تقریب مین کدورت دور ہو گئی ۔ ہندوستان نے عید منائی مسلمانون نے ہولی مین سبیلین رکھین ۔ ہندوٗن پر گلاب پاشی کی ۔ ایک سبیل پر یہ شعر لطف محبت و مواخات کو اور بڑہاتا تھا ؎

ساےۂ ہو اُس پہ رحمتِ ربِّ جلیل کا پانی جو پی کے جاے ہماری سبیل کا

آجکل جس اخبار کو کھولئے دہلی کے ہندو مسلمانوں کی اس باہمی محبت اور الفت کا ذکر خیر ضرور پڑھے گا۔ ہندو مسلمان اڈیٹر سب دست بدعا ہین کہ اس محبت کو روز افزون ترقی ہو۔
ہم بھی اس دعا مین شریک ہین۔

چنان با نیک و بدعرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزانت

ہیچمیرز پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی

چشمے کسطرح بنتے ہین

تھے کوہسار چارون طرف صورت حصار
جاری قدم قدم پہ پہاڑون سے آبشار۔

فرش زمین پہ سبزۂ نوخیز کی بہار
شاخ گل چمن پہ غزلخوان کہین ہزار

غنچے کلاہ کج کو سرون پر دہرے ہوئے
ہر گل مے نشاط سے ساغر بہرے ہوئے

اس بند کی قدر دانی جسکو کہ ہمنے زیب عنوان کیا ہے پورے طور سے وہی لوگ کرسکین گے جنہون نے کبہی پہاڑ کی سیر کی ہو گی اور یا اگر اصالتاً پہاڑ پر جاکر سیر نہ کی ہو گی تو پنڈت رتن ناتھ در صاحب سرشار لکھنوی کا ناول سیر کوہسار مطالعہ کیا ہو گا کیونکہ پنڈت صاحب موصوف نے جو تصویر پہاڑی منظر کی کہینچی ہے اُسکے پڑہنے سے وہی لطف اوٹھتا ہے جو پہاڑ پر جاکر خود اُس منظر کو دیکہنے سے۔ اور کیون نہو پنڈت صاحب کی سحر بیانی مین کسکو کلام ہو سکتا ہے نظم اور نثر دونو

کمال حاصل ہے۔ بلبل ہند کا خطاب آپکے لئے نہایت ہی زیبا ہے اور دراصل عبارت آرائی کے معنی بھی یہی ہین کہ اُس کے پڑہنے سینری کا فوٹو آنکھون کے سامنے کہنچ جاوے۔ سبزے کی لہک آبشارون اور جہرنون کی آواز۔ طیور کی غزلخوانی۔ پہولونکی مہک حواس کو محسوس ہونے لگے۔

اس مضمونمین پہاڑی سینری کے صرف ایک حصے کی نسبت ہم کچھ عرض کرینگے چشمون اور جہرنون کا کچہ لطف وہی لوگ جانتے ہین جنہون نے پہاڑون پر انکو دیکہا ہے مگر ہم سمجھتے ہین کہ چشمون کے بننے کا حال بھی خالی از لطف نہین خصوصاً اُن لوگون کے واسطے جنہون نے اصلی چشمون کو نہین دیکہا ہے۔

دبدبۂ آصفی کے پڑہنے والونمین ایسا کون ہوگا کہ جس نے مینہ برستے ہوے نہ دیکہا ہوگا۔ اور جن لوگون نے مینہ کو برستے ہوے دیکہا ہوگا اونہون نے یہ بھی دیکہا ہوگا کہ مینہ جہان پر گرتا ہے وہین نہین پڑا رہتا بلکہ کچہ عرصہ کے بعد سوکہہ جاتا ہے۔ مینہ کے خشک ہوجانے کے تین طریقے ہین۔

(۱) کچہ حصہ تو گرتے ہی بخار بنکر ہوا مین مل جاتا ہے۔

(۲) کچہ حصہ نالے اور ندیون کے ذریعے سے دریاؤن مین جاتا ہے

اور دریاؤن کے وزریعہ سے سمندر مین پہونچ جاتا ہے۔
(۳) ایک بڑا حصہ زمین مین جذب ہوتا جاتا ہو۔ ہمکو اِسوقت اِس تیسرے طریقے پر غور کرنا ہو۔
تہوڑے سے غور کے بعد یہ معلوم ہوجاوے گا کیجو مینہ زمین مین جذب ہوجاتا ہے وہ ہمیشہ کے واسطے زمین کے سطح سے غائب نہین ہوجاتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو زمین کے سطح پر جو پانی ہے اوسکی مقدار روز بروز کم ہوتی معلوم ہوتی سمندر کی چوڑائی اور گہرائی مین فرق آجاتا۔ بہت سے جہیل اور دریا خشک ہوجاتے۔ مگر دراصل ایسا نہین ہوا ہے سمندر کا زور وشور آج بھی وہی ہے جو صدیون پیشتر تہا۔ دریا اور جہیل بھی قریب قریب ویسے ہی ہین۔ پس معلوم ہوا کہ جو پانی زمین مین جذب ہوتا ہے وہ ضرور کسی نہ کسی صورت مین پہر زمین کے سطح پر واپس آتا ہو۔
مینہ کے اِس حصہ کی واپسی کا ذریعہ چشمے ہین۔ چشمے دریاؤن کے مخزن اور دریاؤن کے ذریعہ سے یہ پانی سمندر مین واپس جاتا ہو۔
اگر کسی ملک کی زمین کی سطح غور سے دیکھے جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ کتنی قسم کی بنی۔ مختلف مقامات پر مختلف قسم کے چٹان یا (راکس) ہین انمین بعض ریت کی طرح بہس بہسے ہین اور بعض چکنی مٹی کی طرح ٹہوس اور سخت ہین۔ ریت مین پانی اوسکے بہس پھسے پن کی وجہ سے بہت جلد

جذب ہو جاتا ہی برخلاف اسکے چکنی مٹی مین اوسکے ٹھوس ہونیکی وجہ سے بہت کم جذب ہوتا ہے ۔ جہان پر اس قسم کے سطح ہوتے ہین وہان پر پانی کو جذب ہونے مین وقت ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مینہ کی ایک جھڑی کے بعد ریتلی زمین جلد اور چکنی مٹی رکھنے والے سطح دیر مین خشک ہوتے ہین ۔

چشمے دو طریقون سے بنتے ہین ۔ اول طریقہ حسب ذیل ہے ۔ فرض کیجئے کہ (ا) ریتلی زمین کا تختہ ہے اور اوسکے نیچے (ب) چکنی مٹی کا تختہ ہے مینہ پہلی تختہ (ا) پر گیا اور چونکہ (ا) کی زمین ریتلی ہے اسوجہ سے اُس تختہ مین آسانی سے جذب ہو گیا مگر جسوقت کہ پانی تختہ (ا) کو طے کر کے تختہ (ب) پر پہونچے گا تو اوسکے نیچے جانے کا راستہ بند ہو جاوے گا کیونکہ (ب) چکنی مٹی کا تختہ ہے اور اسیوجہ سے (ب) کے سطح پر پانی جمع ہونا شروع ہو گا اب اگر اوسکو کوئی وادی یا غار (س) کیطرح مل جاویگا تو اوسمین سے چشمہ بنکر بہ نکلے گا ۔ ایسے چشمے زیادہ تر کنوؤن کے بنانے مین کام آتے ہین کیونکہ کنوان کھود کر انسان اس قسم کے چشمون کے نکلنے کے واسطے ایسے مقامات پر جہان کہ کوئی قدرتی غار نہین ہے ایک مصنوعی غار طیار کر دیتا ہے اور وہ پانی جو کہ کسی چٹان کے

سطح پر زمین کے اندر جمع ہو رہا ہے اِس کنوین مین جمع ہونے لگتا ہی اور انسان کے کام آتا ہے۔ مگر اِس قسم کے چشمے زمین کے سطح کے قریب ہوتے ہین اور اونکی تعداد بھی کم ہے۔

دوسرے قسم کے چشمے ذیل کے طریقے سے بنتے ہین۔ عموماً مینہ کا پانی زمین کے زیادہ دور تک جاتا ہے اور اِسقدر ٹھوس سخت۔ اور مضبوط مٹی جوکہ اوسکا راستہ پورے طور سے روکدے اوسکو بہت نیچے جاکر ملتی ہے۔

یہ شکل (ا) زمین کا وہ حصہ ہی جسمین پانی آسانی کے ساتھہ جاسکتا ہی اور (ب) سخت اور ٹھوس زمین کے سطح ہے۔ اِس موقع پر اِس امر کا بھی خیال رہے کہ اکثر ایسی سخت چٹان جیسے کہ چونے کا پتھر پانی کو آسانی سے راہ دیتے ہین کیونکہ وہ اکثر پھٹ جاتے ہین۔ اور اونکے سطح مین اِس قسم کے شگاف پیدا ہو جاتے ہین جسمین سے کہ پانی آسانی سے جاسکتا ہی۔

اب فرض کیجئے کہ ہم مینہ کے ایک قطرے کے راستے کو غور سے دیکھین۔ زمین پر گرنے کے بعد یہ قطرہ نہ تو بخار بنکر اُڑگیا اور نہ بہہ گیا بلکہ زمین مین جذب ہوگیا اور دوسرے قطرون کے ساتھہ (ا) مین

جو کہ پہس پہسی زمین ہو راستہ بناتا ہوا چلا گیا۔ کئی سو فیٹ جانیکے بعد (ب) اوسکو ایک ایسا تختہ ملا جو ٹہوس و سخت ہے اور پانی کو آگے زیادہ نیچے نہین جانے دیتا۔ مگر یہ پانی کسی خاص مقام پر ٹہر نہین سکتا کیونکہ اسکے اوپر جو اور قطرے ہین وہ اسپر زور ڈال رہے ہین آخرکار نیچے کا راستہ مسدود ہونیکی وجہ سے یہ اوپر اوٹھنے کی کوشش کرتا ہی اور بہت کچھ ہیر پہیر کے بعد چشمہ کی صورت مین (س) پہر سطح زمین پر واپس آتا ہے۔

جو اصول کہ نیچر نے چشمون کی بناوٹ مین رکھا ہے اوسکو ہم لوگ بہت آسانی سے آزما سکتے ہین ایک نئی U اس شکل کی لیجئے اور اوسمین ایک سرے سے پانی بہرنا شروع کیجئے اگر کافی مقدار پانی کی بہری جاویگی تو دوسرے سے پانی نکلنا شروع ہو جاوے گا کیونکہ نیچے کا پانی اوپر کے پانی کے بوجہہ کی وجہ سے آگے بڑہنے اور نکلنے کی راہ ڈہونڈے گا اور جب اوسکو کوئی راہ نیچے نہ ملے گی تو وہ اوپر کی راہ سے نکلنے کی کوشش کرے گا۔

جو پانی کہ اکثر کان کہودنے والون اور پہاڑ کاٹنے والون کو زمین کے اندر ملتا ہے وہ اسی قسم کا پانی ہے۔ اکثر کان مین یہ پانی اس کثرت سے نکلتا ہے کہ کانمین کام کرنے والو نکی ناک مین دم ہو جاتا ہے اور

اور باوجودیکہ پانی کے خالی کرنیکے واسطے بہت سے پمپ وغیرہ لگائے جاتے ہین مگر اِس پانی کی مقدار اسقدر زیادہ ہوتی ہے کہ جسقدر جلد نکالا جاتا ہے اوستنے ہی جلد جمع ہوتا جاتا ہے ۔

منوہر لال زُتشی از لکھنؤ

دبدبۂ آصفی۔ بہت عمدہ مضمون ہے ۔

ہلال

یہ ماہواری رسالہ اللہ بخش خان صاحب کے
حسن انتظام سے ہر ماہ ہلالی کی پہلی تاریخ کو شہر لاہور سے زیور علم و فضل
سے آراستہ و پیراستہ ہو کر شایقین و الاتمکین کو اپنا جمال باکمال دکھاتا
ہی تقطیع نہایت خوشنما چھپائی عمدہ اور حجم مین دو جز کا رسالہ ہے ایک
جز مین نہایت دلکش مضامین شایع ہوتے ہین آٹھہ صفحون مین سوانح
عمری المنصور درج ہی باقی آٹھہ صفحون مین تاریخ نینوا بابل تصنیف
منشی محمد خلیل الرحمان صاحب درج ہوا کرتی ہے اس رسالہ کے
مہتمم صاحب نے اعلیٰ درجہ کے مضامین کا معاوضہ بھی رکھا ہے قیمت صرف عہ/ سالانہ
سال موجودہ ترتیب کے اہتمام سے امید قوی ہی کہ یہ رسالہ آئندہ چلکر
اپنا آپ ہی نظیر ہوگا ہم اتنا ضرور کہین گے کہ مضامین کیلئے بہت کم گنجایش
رکھی گئی ہے ۔

ٹھاکر پرشاد شوق مہتمم
رسالہ دبدبہ آصفی

اقتباس

یادگار سر سید احمد خان مرحوم

ہمارے ایک کرمفرما کی تحریک ہی کہ سر سید مرحوم کا یادگار خود مدرسہ علوم علیگڈہ ہی خود مرحوم نے قائم کرلیا تہا مگر قوم کی طرف سے جو یادگار قائم ہو وہ ایسا ہونا چاہیے جو اِس مدرسہ سے مغائر ہو مگر ساتھ ہی اوسکے وہ یادگار ایسی ہو جس سے سر سید کی روح کو بھی مسرت ہو۔ صاحب موصوف کی یہ رائے ہی کہ یونیورسٹی سے بہتر اور کمتر صرف مین ایک دوسرا یادگار بشکل یورپین اسکالرشپ قائم ہو کہ کل ہندوستان مین ہر سال جو بہت سے سر آوردہ مسلمان۔ ایم اے کے امتحان مین ہو وہ تین سال کے لئے تین سو پونڈ سالانہ اسکالرشپ پر تکمیل تعلیم کے لئے ولایت روانہ کیا جاے۔ ایسے طالبعلم کو ضرور ہو گا کہ اِس عرصہ مین اوس خاص سبجکٹ کی تکمیل کرے جو مفید اہل اسلام ہند ہو۔ اور جبکہ ارباب کمیٹی تجویز کرے اِس کام کے لئے چار لاکھ روپیہ کا سرمایہ کافی ہی۔ اِس سے بڑہکر ہو تو مقدار اسکالرشپ مین افزایش ہو اسکے انتظام اور سبجکٹ کے انتخاب کے لئے ایک صدر کمیٹی مقرر ہو جسکا صدر مقام علیگڈہ ہی ہو

مگر ہر ایک پریزیڈنسی اوس کی ایک سب کمیٹی ہو جسکا پریزیڈنٹ صدر کمیٹی کا رکن سمجھا جاوے گا یونیورسٹی کے لئے دس لاکھ روپیہ کی فراہمی کی ضرورت ہوگی اور یہ یونیورسٹی ایک حد تک ایک ہی صوبہ کے مسلمانون کے لئے مفید ہوگی برخلاف اس کے اسکالرشپ کے مقرر کرنے پر ایک صوبہ کے مسلمان کو اوس سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہوگا۔ یہ ایک ایسا یادگار ہوگا جو ہم خرما و ہم ثواب کا حکم رکھے گا۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ سرسید مرحوم کے خیالات کا معاون ہو یا نہو ضرور چندہ مین مدد دے گا ہمکو یقین ہے کہ ہمدردان قوم عموماً و محبان سرسید خصوصاً اس تحریک پر توجہ کافی فرماکر اسکو بشکل یادگار قایم کر دینگے۔

الآخر جناب مولانا مولوی نواب محسن الملک بہادر میر مجلس صدر انجمن یادگار سرسید کی توجہ بطور خاص اس تحریک پر مبذول کرائی جاتی ہے۔

جریدۂ روزگار۔

نمایش نوچندی میرٹھ۔

نمایش نوچندی ۲۰۔ مارچ سے شروع ہو کر ۲۷۔ مارچ کو بخیر وخوبی ختم ہوئی دوکاندار ابکی مرتبہ بکثرت تھے۔ گھوڑے مجموعی حالت مین تخمیناً سترہ سو آئے۔ بکری اوسط درجہ پر ہوئی سرکاری خرید مین ۵۷ گھوڑے فروخت ہو

تخمیناً ایکسو پچاس گھوڑونپر بوجہ اونکی عمدگی کے اعلےٰ انعام سے روپیہ انعام دیا گیا بمبئی و پنجاب وغیرہ سے بوجہ قانون طاعون ارباب تجارت بہت کم آئے۔ بیرونجات کے روسا اکبی مرتبہ زیادہ آئے چنانچہ نواب پاٹودی بھی شریک نمایش تھے۔ ۲ دور وز گھوڑدوڑ کا عمدہ جلسہ رہا۔ پھر بہو لونکی نمایش ہوئی۔ ۲۶ مارچ کو صاحب کمشنر بہادر نے دربار منعقد فرماکر انعامات تقسیم کئے اور برخاستگی دربار پر فوٹو لیا گیا مسٹر لوپر صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر کی لیڈی صاحبہ نے جو ٹی پارٹی کا جلسہ ترتیب دیا تھا اوسمین عالیجناب خان بہادر حافظ حاجی محمد عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس اعظم میرٹھ نے شرکت فرمائی۔ اور نمایش پایۂ اختتام کو پہونچی۔ دبدبۂ سکندری

دو سالہ گہن

ارباب نجوم نے از روے حساب لکھا ہی کہ مندرجۂ ذیل گہن دو سال کے اندر اوقات ذیل مین واقع ہونگے واللہ اعلم بالصواب۔

۱۸۹۹ عیسوی

سورج گہن	۱۱ جنوری	۱۱ بجے صبح
سورج گہن	۸۔ جون	۷ بجے صبح
چاند گہن پورا	۲۳۔ جون	۱۱ ½ بجے شبکو
چاند گہن کسیقدر حصہ	۱۷۔ دسمبر	۱ ½ ایک بجے شبکو

سنہ ۱۹۰۰ء

سورج گہن	۲۸ مئی	۳¼ بجے بعد دوپہ
چاندگہن کچہ حصہ	۱۳ جون	۴ بجے شبک
سورج گہن	۲۲ نومبر	۸ بجے صبحکو

دبدبۂ سکندری

مایوس مریضوں کو مژدہ

یہ ادویہ شرطاً تا حصول صحت با ادائی نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو پی ایبل پارسل دار الشفاء
ڈاکٹری یونانی ڈاکٹر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما میونسپل کمشنر لاہور سے طلب کرو

شربت مقوی اعصاب

جو لوگ عیاشی و کثرت مباشرت و طفولیت کی بدعنوانیوں سے پٹھے رگوں کو تباہ کرکے مثانہ دل و دماغ معدہ کو بگاڑ چکے ہوں اسکو پی کر رقت کمزوری سستی کو دور کرکے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان ہو جاتے ہیں اس سے بہتر کوئی مقوی دوائی نہیں ہے قیمت فی بوتل (للعہ)

طلاء نادر

اسکی مالش سے بچپن کی بدکاریوں کے نقص دور ہو کر نئے سرے سے طاقت جوانی پیدا ہوتی ہے یہ مقامی علاج ہے قیمت فی تولہ چار روپئے (للعہ)

حب آتشک

ان گولیوں سے بلا منہ آئے و دست مرض دور ہو کر پھر عمر بھر کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔ چہرہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے دوائی دو ہفتے کے لئے (عہ)

جریان الرحم کی دوا

جب کوئی عورت دایم المریض تنگ روز رواور گوناگون شکایات میں مبتلا ہو تو سمجھ لو کہ وہ اس مرض میں مبتلا ہے۔ دو ہفتہ کی خوراک اور رکھنے کی دوا کی قیمت دو روپیہ (عہ)

بخاروں کا حکمی علاج

ہر قسم کے دینے سے پسینہ آکر بخار دور درد سر درد کمر وغیرہ سب کافور ۲ تولہ (عہ)

درد سر کی دوائی

درد سر حکما دور ہو۔ (عہ)

سوزاک نو و قرحہ

۲۴ گھنٹہ میں ہر قسم جلن وغیرہ دکھ دور ہو کر جسم میں طاقت دل میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے۔ صندل مذی وغیرہ سے جو درد کمر ضعف وغیرہ ہوتا ہے وہ اس دوا سے نہیں ہوتا۔ پانچ روپیہ (صہ)

روغن اعجاز

زخم کیسا خراب ہو اسکے لگانے سے برسوں کا کہنہ دنوں میں بھر جاتا ہے ناسور بھگندر۔ بواسیر کان کا بہنا۔ درد۔ کیڑے۔ بدبو دور ہو جاتا ہے۔ پھوڑے نکلتے ہی بیٹھ جاتا ہے قیمت دو تولہ دو روپے .. (عہ)

ہیر آئیل

دلربا خوشبو کے علاوہ بال سیاہ کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ۔ زکام ریزش ضعف بصر ضعف دماغ کو دور کرتا ہے اسکے لگانے سے تحریک نزلہ بند ہو جاتا ہے فی شیشی تین روپیہ (عہ)

حب دافع جریان

رقت منی سرعت۔ درد کمر۔ درد سر وغیرہ دور ہو جاتا ہے ۲ ہفتہ .. (للعہ)

خارش کی دوا

کھجلی خشک ہو یا تر اسکی مالش سے دو روز میں آرام ۲ تولہ (عہ)

پلیگ یعنی طاعون

اس مہلک مرض سے بچنے کے لئے ایک عرق بہنے تجربہ کیا ہے جسکے سوا مریض تندرست اور تندرستی میں استعمال کرنیوالے مریض نہیں ہوتے قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

سرمہ کراماتی

اسکے لگانے سے آنکھیں روشن رہتی ہیں دھند جالا۔ خارش سیاہی جاتا رہتا ہے۔ ضعف بصارت دور ہو جاتا ہے۔ موتیا نہیں اترتا فی تولہ (عہ)

جوہر عشبہ

مصفی خون درجہ اول ہے۔ آتشک و سوزاک کے بعد درد مفاصل۔ چہرہ پر سیاہی۔ پھوڑے پھنسیاں خارش وغیرہ دور ہو کر سرخ خون پیدا کرتا ہے قیمت تین روپیہ (عہ)

سنون مستحکم دندان

ہلتے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ بدبو میل دور ہو کر موتی کیطرح دانت چمکتے ہیں گوشت خورہ اور مسوڑوں کی خرابی دور۔ نیا گوشت پیدا ہو جاتا ہے۔ ۲ تولہ (عہ)

حب بواسیر

خونی ہو یا بادی بچی ہو یا سادی مسوں کا درد۔ بیٹ کا قراقر۔ سب مفقود ہو جاتے ہیں ۲ ہفتہ کی قیمت دو روپیہ (عہ)

حب دافع طحال

پیٹ کی سختی۔ کمی اشتہا۔ کمزوری وغیرہ سب دور ہو جاتے ہین۔ دو روپے (عہ)

حب قایم مقام افیون

افیون وچانڈو بلا تکلف چھوٹ جاتے ہین فی تولہ پانچ روپیہ .. (ﻋﮧ)

رعنا

یہ وہ لاجواب شی ہے کہ چہرہ کی کیل۔ مہاسے چھائیان کلف۔ بدنما داغ اور سیاہی کو دور کر کے چہرہ کو خوبصورت۔ چہرہ کو نرم بنا دیتا ہے قیمت ایک چھٹانک ایک روپیہ (عمعہ)

حب دائمی قبض

ایک گولی کہانے سے ایک اجابت کھلکر آجاتی ہے جس سے پیٹ ہلکا ہو جاتا ہے درد سر دوران سر۔ پیٹ کا گولہ۔ دل کا دھڑکنا۔ پھڑکنا۔ سستی۔ قراقر شکم۔ یرقان وغیرہ دور ہو جاتا ہے۔ دو درجن ایک روپیہ (عمعہ)

حب ذیابیطس

باربار پیشاب کا آنا اور شکر کا پیدا ہونا رک جاتا ہے۔ لاغری اور کمی باہ وغیرہ خرابیان سب دور۔ فی تولہ دس روپیہ (عہ)

ملذذ

حامل معمول پر قادر وقابض ہو سکتا ہے عورت فریفتہ ومفتون ہو جاتی ہے۔ اور فریقین کو جو حظ آتا ہے وہ قابل بیان نہین۔ فی تولہ دو روپے (عہ)

پاکدامن

قاطع جوش شہوت بوڑہے خاوند نوجوان بی بی کیلئے یا بیوہ عورت کی عصمت قایم رکھنے کے لئے آزمایش کرین۔ دو روپے (عہ)

حرز جان

بقای نسل انسانی کی قوت کے قوانین سے لوگ ناواقف نظر آتے حالانکہ سب اسکے حاجتمند ہین اگر آپ قوت باہ کو قائم رکھنا چاہتے ہین اور اولاد خوبصورت خوب سیرت اور خاندانی عادات وبشرہ آبائی پیدا کرنا مقصود ہے تو اسکو مطالعہ کیجئے حجم ۸۰ صفحہ قیمت (عہ)

حل المشکلات

یہ کتاب بیکارونکو نوکری بیمارونکو راحت لاغرون کو تنومندی تعلیم یافتہ حضرات کے دلی بھید وانکا فوٹو آجکل کے زمانہ کا فاتحہ اپنے اور دوسرونکے دل کے بھید جتلاتی ہے اور آپ کس طرح تندرست ہون۔

تمام درخواستین ڈاکٹر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء مونسپل کمشنر واڈیٹر حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل۔

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ ماہ ہالی کو شایع ہوگا کل حقوق
بحق پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی
محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ پٹیشکا صاحب بہادر
نے پنڈت سرشار صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور
پنڈت صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی

(۱) امرائے عظام سے ۵عہ

(۲) پبلک سے . . . . سے ر

(۳) باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک سہ ر

ف ۲ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے اونکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

ف ۲ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع مضامین اور قیمت و درخواست خریداری بنام مرزا ٹھاکر پرشاد صاحب شوق مجنون پریس علاقہ مہاراجہ بہادر پٹیشکا سرکار عالی پہنچنی چاہیے

نمبر (۷)　　یکم شوال المکرم ۱۳۱۵ء　　جلد (۱)

عظمت اللہ

دبدبۂ آصفی

سال ۱۳۱۵ھ

اعلی حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہہ ماہواری رسالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی
مبانی عالیجناب [illegible] مہاراجہ کشن پرشاد المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی
پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین جسکا بشاد مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی مہاراجہ کرشنا

محبوب پریس حیدرآباد دکن [illegible]
سے شایع ہوا

فہرست مضامین رسالہ دبدبۂ آصفی

مضمون نگار	مضامین	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
۴	۳	۲	۱
مہتمم رسالہ ہذا	شکریۂ ر[illegible]ر	۱	۱
اڈیٹر	شیطان کی آنت	۲	۲
"	اعلان چنچل نار	۳	۳
مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر	ستارہ دنبالہ دار	۵	۴
	جاگیرداروں کی قرضداری اور بنسی لال صاحب کی جاگیرداروں کی [illegible]	۹	۵
	جواب راجہ راجان مہاراج آصف نواز ونت بہادر صدر [illegible]	۱۳	۶
از مہاراجہ بہادر	بقیہ مضمون کرۂ قمر	۱۷	۷
	کھتری ہتکاری	۲۱	۸
غلام نقشبند گورداسپوری	دوران خون	۲۵	۹
ڈاکٹر محمد ظہور	جوگی حبس دم	۴۴	۱۰
محمد حسین خوشنویس	انسان کی ترقی کا فوٹو	۴۹	۱۱
از اخبارات	اقتباس	۵۷	۱۲
اڈیٹر و مہتمم [illegible]	نوٹس ۔ و ریویو	۵۹ و ۶۰	۱۳

۸/۱۳۲۹ھ

شکریۂ رسید زر

ہم اصحاب موصوفہ ذیل کے شکر گذار ہین کہ ان صاحبون نے بلا ہماری تحریر کے خود زر قیمت دبدبۂ آصفی بھیجدی

(۱) جناب راجہ راجہان راجہ آصف نواز ونت مرلیدھر بہادر صدر محاسب سرکار عالی ... ۵؎

(۲) جناب مولوی سید پرورش علیخان صاحب ... ۱؎

(۳) جناب مولوی غلام محمد صاحب منظم کبنٹ کونسل سرکار عالی ... ۱؎

(۴) جناب پنڈت موتی لعل صاحب نہرو ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ الہ آباد ... ۱؎ ۴؍

(۵) جناب حکیم منور الدین صاحب بابت ششماہ ... ۱؎

(۶) جناب راجہ کشن کمار صاحب وقار تعلقہ دار بلاری مراد آباد ... ۱؎ ۴؍

شیطان کی آنت

بعض مضامین نامہ نگاران ذیشان نے ایسے بہیجے جنکی نسبت عنوان مندرجہ بالا کی بہبتی ٹہیک ٹہیک عاید ہوتی ہے۔ مضمون کیا ہین کہ طول امل کے نانا جان کے بہی دادا۔ پڑہتے پڑہتے آندہی روگ آجاے۔ ناظرین کو اس کڑی منزل مین چلتے چلتے تہک کے زبان حال وقال دونون سے تدبیرالدولہ منشی مظفر علیخان اسیر لکہنوی برّد اللہ مضجعہ کا یہہ مصرع پڑہنا پڑا

مین سُست قدم دن کوئی دو چار گہڑی ہے

پر ظاہر ہے کہ یہہ ایک ماہواری رسالہ ہے اس رسالے مین ایک اور رسالہ نکالنا یعنے رسالہ در رسالہ سیئنے چہ۔ اس قسم کے مضامین جنکو نامہ نگار شیطان کی آنت کی امان بناتے ہین ہرگز درج دبدبۂ آصفی نہونگے آزمودہ کار نامہ نگار خوب جانتے ہین کہ ایجاز مخل اور اطناب مُمِل دونون داخل عیب ہین۔ اور مُخلِّ فصاحت۔ مضمون ماقلّ ودلّ ہونا چاہیئے کوزہ دریا نوش۔ نہ مختصر ایسا کہ مطلب غت ربود ہو جاے۔ نہ طویل ایسا کہ پڑہتے پڑہتے طبعیت بیزار ہو۔ اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

اڈیٹر

چنچل نار

اس مقبول اور عام پسند ناول کے اشتیاق نے ناظرین کو اسقدر والہ بنا رکھا ہے کہ ایک ماہ تک انتظار کرنا ناگوار خاطر ہوتا چلا۔ چنانچہ اکثر احباب اور شایقین نے اس امر کی شکایت کی اور اپنی خواہش ظاہر کی کہ بہت جلد اختتام پاکر کتاب نما قالب مین آے اور گلہاے معانی تازہ کے اس دلکش باغ کی سیر سے ناظرین حظ وافر اٹھائین۔ اسلئے اس مہینہ سے اس ناول کے کتاب کے قالب مین لانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جن جن ناظرین اور شایقین کے

ہان رسالۂ دبدبۂ آصفی پہونچا ہے - اُنکی خدمت مین ماہ آئندہ کے رسالۂ دبدبۂ آصفی کے ساتھ بقیہ حصہ کتاب کے قالب مین پہونچ جائیگا - لہذا اِس مہینہ مین ناول مذکور درج رسالہ نہین کیا گیا۔ اسمین کچھ شک نہین کہ ایک مہینہ کا انتظار بھی شائقین کو شاق گذرے گا مگر آئندہ مہینہ مین کامل کتاب کے ملاحظہ کے بعد یقین ہی کہ ناظرین بہت خوش ہونگے اور اِس انتظار کا نعم البدل ہوجائیگا ہم مہاراجہ پیشکار بہادر دام اقبالہ کو بصد ادب مبارکباد دیتے ہین کہ جناب عالی کا کلام لطافت التیام اتنی جلد مقبول خاص و عام ہوا -

اڈیٹر -

ستارۂ دنبالہ دار
یعنی
دمدار ستارہ
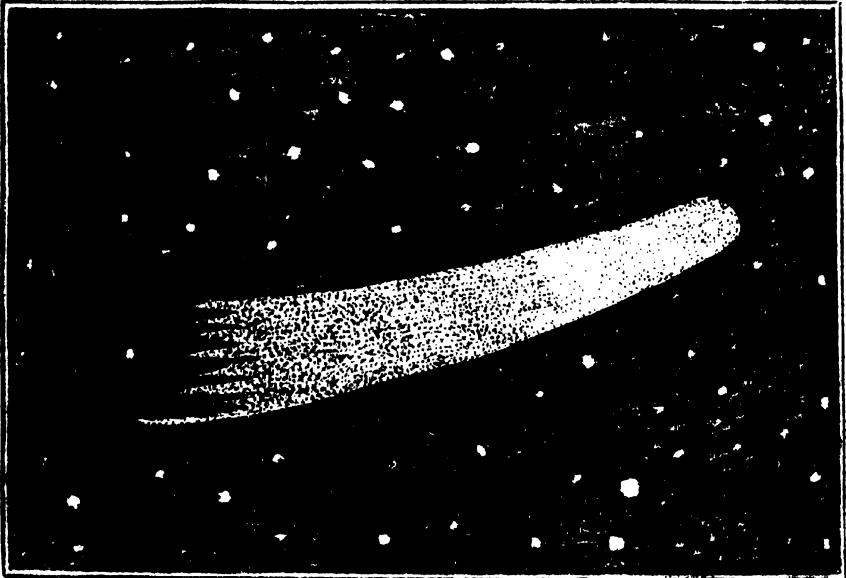
جو پڑھے لکھے لوگ ہین وہ بھی عموماً اس بات کے قائل ہین کہ ذات الذنب یعنی ستارہ دنبالہ دار نتیجہ نحوست ہوتا ہے۔ مگر ہان ایک بات ضرور ہے وہ کیا۔ ع وہ یہ کہ علماے گرانمایہ اور عقلاے بلند پایہ کے بعد تحقیقات جدید راے رزین اور فکر متین کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر ستارہ دنبالہ دار کرۂ ارض پر

گرے تو یہ زمین جسپر ہم بستے ہین۔ ایک دم مین (خدانخواستہ) نیست و
نابود ہوجاے۔ نظام شمسی کے متعلق جتنے سیارے ہین۔ اون سب مین
زیادہ تر تعجب کی نظر سے ہم ستارۂ دنبالہ دار کو دیکھتے ہین۔
ستارہ دنبالہ دار کا دفعتاً نمودار ہونا اور حرکات عاجلہ کو دیکھکر کسیقدر
خوف کرتے ہین۔

اہل روما کا خیال تہا۔ کہ سنہ ۴۴ مین جو ستارہ دنبالہ دار نکلا تہا وہ منجانب اللہ تہا
اور اسمین قیصر روم کی روح ایک کالسکہ یعنے گاڑی مین سوار تہی شہنشاہ قیصر روم
کی نسبت یہ مشہور تہا کہ وہ آسمان پہ گئے مشہور ہے کہ اجرام فلکی مین ستارہ ہائے
دنبالہ دار ایک قسم کی گاڑیان ہین جن مین ابرار اور صدیقون اور نیک
بی بیون کی سواری آسمان پر جاتی ہی۔

یہ بھی کہا جاتا تہا کہ ستارہ دنبالہ دار نکلنے کے وقت بددعا کا اثر جلد ہوتا ہے
جہان ستارہ دنبالہ دار نکلا اور عوام الناس کو یقین ہوگیا۔ کہ جنگ ضرور ہوگی
قحط ضرور پڑے گا۔ وبا ضرور آئیگی۔ مزارعین مین تباہی۔ زمینداروں پر
مصیبت۔ جہازرانون کو طوفان۔ شہرون مین تپ احمر۔ طاعون اللہم احفظنا
ذات الذنب کی نسبت ابتک یہ خیالات ہین۔ کہ یہ نحوست پیدا کرتے
ہین۔ بہلا ستارونکو انسان کے معاملات مین کیا دخل ہے ہان جوار بہاٹے
(جزرومد) پر ضرور اثر پڑتا ہے۔

علماے اجل اور فصحاے اکمل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ستارہ دُم دار اور سیّارونکی طرح کرۂ شمس کے گرد اگرد دورہ کرتی ہین۔ سر ایزک نیوٹن جو ہیئات کے اوستاد تھے اونکی تحقیق انیق ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ دُم جو دکھائی دیتی ہے یہ بخارات ہین۔ کچھہ آفتاب کی گرمی۔ اور کچھہ خود اوس ستارہ کی تمازت سے انجرہ حارہ روشن ہو جاتے ہین۔

۱۶۸۰ء مین نیوٹن نے ایک دُم دار ستارہ دیکھا تھا۔ جو کرۂ شمس سے اس قدر قریب تھا۔ کہ جلتے بلتے لوہے کی گرمی سے دو ہزار حصے زیادہ تھے۔

ارسطو اور ارسطو کے بعد جو فلاسفر (فلسفی) ہوے اونکا خیال یہ تھا۔ کہ ستارہ دنبالہ دار ایک قسم کے شہاب ثاقب ہین جو سما سے زیر سما گرتے ہی فنا ہو جاتے ہین۔

مگر سنکا فلاسفر نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ اصل مین سیّارے ہین۔ اور شہاب ثاقب سے انکو کوئی بحث نہین۔ اور رہے بھی یون ہی۔ زمان حال مین کل علما کو سنکا کی راے سے من کل الوجو اتفاق ہی۔

۱۸۱۱ء مین ایک نامی گرامی ڈاکٹر کی تحقیقات کا یہ نتیجہ مستخرج ہوا کہ ایک ستارہ دنبالہ دار کی دُم تینتس لاکھہ میل تھی۔ اکتوبر کے شروع مین زمین ستارہ دنبالہ دار سے دو کرور میل کے فاصلہ پر ہوتی ہی۔ دسمبر اور جنوری مین اون کا بُعد کسیقدر زیادہ ہو جاتا ہی۔

چنانچہ ایک نامور نجومی نے ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء سے نومبر ۱۸۹۸ء تک چھہ ستارے دنبالہ دار نظر آنیکی نسبت پیشین گوئی کی ہے دیدہ باید۔ اور لکھا ہے کہ پہلی اپریل مین (ہالس وُنک) نام کا ستارہ نظر آئیگا اور غالباً یہی ستارہ ساڑہے پانچ برس کے بعد دورہ کریگا۔ مئی کے مہینے مین ایک اور ستارہ دنبالہ دار نمودار ہوگا ماہ جون مین دو دنبالہ دار ستارے نظر آئینگے۔ ایک کا نام (سولفٹ) ہے اسکا دورہ چھہ برس کے بعد ہوگا۔ دوسرے کا نام (وُلف) ہے اسکا دورہ قریب ساتھہ برس کے ہوگا ستمبر مین (ٹمپل) نامی دنبالہ دار ستارہ نظر آئیگا۔ نومبر مین ایک اور ستارہ نظر آئیگا جو پچاس برس کے بعد نظر آیا ہے۔ اسکو (بایلا) کہتے ہین۔ اسی ستارے کے پچاس برس قبل ٹکڑے ٹکڑے ہوے تھے یہ واقعہ ۱۸۵۲ء مین ہوا تھا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ اس عرصہ مین اسکو متعدد بار نظر آنا چاہئے تھا ۱۸۴۶ء مین اسکے اجزا علاحدہ ہونا شروع ہوے اور ۱۸۵۲ء مین اسکے اجزا مین ساڑہے بارہ لاکہہ میل کا فاصلہ پڑگیا تھا۔ چنانچہ اسی سیارے کی نسبت یورپ کے ایک نامور نجومی نے بیان کیا تھا۔ کہ کرۂ ارض کے قریب جسکا فاصلہ مین لاکہہ میل کا تھا آجائیگا۔ اسی باعث سے یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ کرۂ ارض سے ٹکراے تو نظام شمسی درہم برہم ہونا تو ایک طرف قیامت آجائیگی۔

یہ کہا جاتا ہے کہ ۲۵۔ یا ۲۶۔ نومبر کو ستارونکی بوچہار رہوگی۔ جو شہاب ثاقب کی بارش معلوم ہوگی۔ چنانچہ اوسی نامور نجومی کی پیشین گوئی اکثر اخبارونکے کالمونمین درج ہے واللہ اعلم فقط

باقی آئندہ

کشن پرشاد عفی عنہ

جاگیردارونکی قرضداری اور راے بنسی لال صاحب کی جاگیردارونکی کمیٹی مین اسکے نسبت تحریک

یہان کے عمائد و امرا و معززین و جاگیردار و منصبدار عام اس سے کہ وہ فرقۂ اسلام سے ہون یا ہنود سے ضرور فیصدی نود قرضدار رہین بادی النظر مین اِن لوگون کی قرضدار رہنے کی وجہ یہی پائی جاتی ہے کہ ظاہری نمایش کے گرداب بلا مین یہہ لوگ پہنسے ہوے ہین۔ اور اسی گرداب بلا نے انکو قرضداری کی قعر عمیق مین ایسا غرق کر رکہا ہے کہ جسکے باعث کنارہ سلامتی تک پہنچ نہین سکتے۔ اسکی اصلاح بہت آسان ہے جو تہوڑی سی اتفاق مین ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس یہہ ہے کہ ہم لوگونمین اتفاق بہت کم ہے۔ اور نہ ہمکو اوسکے پیدا کرنیکی تلاش ہے۔ ارباب کمیٹی غور فرما سکتے ہین۔ کہ قرضداری کسقدر نادم کرنیوالی اور آیندہ کی فلاحیت کو روکنے والی چیز ہے جسکا لطف وہی اوٹہاتا ہے جو

قرضدار ہے۔
کیون میرے معزز شرکاء مجلس جاگیرداران کیا میرا یہہ معروضہ غلط ہی۔ کیا آپ لوگ اسقدر اصلاحیت اپنی مین پیدا نہین فرما سکتے۔ کیا اسقدر بہی اتفاق نہین کر سکتے کہ ایک دوسرے کو اسقدر اپنی راے سے مدد دے کہ ہم لوگون کے دلون سے قرض کے لینے کا خیال دور ہو جاے۔ اور آیندہ اپنے کو قرضداریون سے روک سکین اور اپنی اولاد کو اِس کمبخت کے پنجہ مین پہنسنے ندین۔
مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ ہر شخص قرض کو بلاے بیدرمان کہنے مین میرا ساتہی ہے۔ لیکن کہنا ایک دوسری چیز ہے۔ اور اوسپر عمل کرنا ایک دوسری چیز۔
معززین مجلس جاگیرداران قرض بُری بلا ہے۔ اور آیندہ کی فلاحیت کو روکنے والا ہے۔ زندگی کو تلخ کرنے والا۔ آرام و آسایش کو روکنے والا ہم چشمون مین نادم کرنے والا ہے عزت گہٹانے والا ہے کوئی برائی اسمین چہوٹی ہوی نہین ہے پس ہم لوگون کو آیندہ کے لئے تو بہی کوشش کرنا چاہئے۔
کہ ہم لوگ قرضدار نہ بنین اور موجودہ قرض کی ایسی سبیل کر سکین جو ادا ہو جائے۔ اور ہماری معاش کا پیسہ ہمارے ہاتہ مین آیا

کرے۔ میری تحریک کی غرض اصلاً یہہ ہے۔ کہ مجلس اسکے نسبت
یہہ رائے قایم فرمائے کہ ہم قرضداروں کو آیندہ کے لئے کیا
کرنا چاہئیے۔ اور اسکی ادائی کس طرح کرنی بہتر ہوگی۔ اور اوسکی
ساتہہ یہہ بہی میری رائے ہے کہ کوئی شخص اگر قرض لینے
پر ایسا مجبور ہو کہ سوائے قرض لینے کے کوئی اوسی چارہ نہو تو
اوسے کیا کرنا چاہئیے۔
پس ان لحاظات سے یہہ تحریک ایسی نہین ہے۔ کہ مین بس
ہی اسمین اظہار رائے کرکے بیٹہہ جاؤن بلکہ ہر شریک
مجلس کو اسکے نسبت رائے دینی چاہئیے کہ اسکا انتظام
کیونکر ممکن ہے اور کس وسیلون سے کیا جا سکیگا اور
مجلس سے اسمین کیا تائید مل سکتی ہے اور وہ تائید لینے
کی اسباب کیا ہونگے۔
اسلئے مستدعی ہون۔ کہ مجلس انتظامی اس تحریک
کی ایک ایک نقل ہر ایک نقل ہر ایک رکن کی خدمت
مین بغرض اظہار رائے بہیجدی جائے تاکہ ہر ایک شریک
کو رائے دینے کے لئے پورا موقع مل سکے۔ اور
وہ تحریراً یا تقریراً ہر ایک امر کے نسبت بعد غور

راے ظاہر فرمائیں فقط

بنسی لال

جواب راجہ راجہائن مہاراج آصف نواز ونت بہادر صدر محاسب سرکار عالی بر تحریک رائے منی لال جیو بمقدمہ اصلاحات عام امراء وغیرہ و جاگیرداران ممالک محروسہ سرکار عالی

جہانتک دیکھا جاتا ہے جاگیردار صاحبون کی قرضداری کے باعث کئی ہین۔ منجملہ اونکے ایک فضول خرچی۔ دوسری مراسم غیر ضروری کا جاری ہونا سوم نقص انتظام جاگیرات وغیرہ۔

امر اول کے متعلق میری رائے ہین ایک سب کمیٹی جاگیردارونکی قایم ہونی چاہیئے تا وہ اون اسباب پر غور کرنیکے اخراجات کے انسداد کی نسبت تجویز پیش کرے۔ اور جلسۂ عام ہین وہ پاس ہوکر اوسکی تعمیل ہر ایک جاگیردار صاحب پر لازمی گردانی جائے۔

امر دوم کی نسبت مین مجلس جاگیردار صاحبون کو اسطرف متوجہ کراتا ہون کہ جب تک سوشل ریفارم یعنے اخلاقی اصلاح نہوگی مراسم غیر ضروری کا انسداد نہوگا۔ جسکی وجہ سے فضول خرچی لازمی نتیجہ ہے۔

امر سوم کی نسبت مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ چھوٹے چھوٹے جاگیردار صاحبان اس وجہ سے کہ جاگیرات کا محاصل قلیل رہتا ہے گانون کا انتظام

پانچ چھہ روپیہ تنخواہ والا حوالدار یا محصولدار کے ہاتہہ مین دیدیا جاتا ہے جو نہ صرف مالی کاموں مین جاہل ہی ہتا ہے بلکہ کمی ماہوار کی وجہ سے بہت کچھہ اغراض ناجایز حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے اور جاگیردار صاحبون کی نگرانی کی یہہ حالت ہے کہ جو رقم محاصل اونکا کارپرداز یا نایب یا حوالدار ارسال کرے اوسی کو منفعات سے سمجھتے ہین - نہ کبھی وہ دورہ کرتے ہین نہ اپنی جاگیرات کی نگرانی - بلکہ بہت سے جاگیردار صاحب ایسے بہی ہونگے جنکو ابتک اپنی جاگیرات کو دیکھنے کا موقع بہی نہوا ہوگا - اور انتظامی نقص یہہ ایسا ہے کہ اس سے صرف جاگیردار صاحب ہی کا مالی نقصان نہین ہوتا - بلکہ رعایا کے حقوق کی واجبی حفاظت نہین ہوتی -

لہذا اسکے لئے میری راے مین یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انتظام جاگیرات جاگیرداران چند حلقون پر تقسیم کیا جاے -

(۱) ہر ایک حلقہ کے جاگیرات کا محاصل کم از کم ایک لاکہہ روپیہ رکہا جاے

(۲) اس محاصل کی یک ونیم آنی پر جو تنخواہ مقرر ہو اوس مین ایک تحصیلدار اور منصف اور ایک امین کوتوالی اور عملہ مقرر کیا جائے - جو عملہ اور عہدہ داران کہ مقرر ہون وہ بعد انتخاب مجلس جاگیرداران مقرر ہونگے

(۳) یہہ تحصیلدار وغیرہ ایک سب کمیٹی مجلس جاگیرداران کے تحت مین ہونگے

(۴) سب کمیٹی مین وہ رکن شریک ہون جن جن کے جاگیرات اوسمین شامل

ہین اور معتمد وہ شخص مقرر کیا جائے جسکو سب کمیٹی منجملہ جاگیرداران لغلبہ آرا انتخاب کرے ۔

(۵) ہر سال پر صرف معتمد کا انتخاب بذریعہ قرعہ اندازی ہوا کرے اگر دوسرے سال بہی وہی معتمد لغلبہ آرا قایم رہے تو پہر تو پہر سال بہر تک وہ کام کرسکتا ہے ۔

(۶) جبکہ انتظام جاگیر حسب دلخواہ ہوجائیگا تو بالیقین اوسکا نتیجہ لازمی یہہ ہوگا کہ محاصل مین ترقی اور انتظام درست ہوگا ۔

محاصل جاگیر جو جاگیردار صاحبون کے پاس داخل ہوگا وہ تین حالتون

(۱) ایک اُن جاگیردار صاحبون کے پاس داخل ہوگا جو کسی کے قرضدار نہین ہین ۔ بلکہ اونکی آمدنی اور خرچ مساوی ہے ۔

(۲) اُن جاگیردار صاحبون سے متعلق ہوگا ۔ جنکی آمدنی بڑہی ہوی ہے اور خرچ کم ہے ۔

(۳) اون جاگیردارون یا اونکے قرضخواہون کو دیا جائیگا جنکی جاگیرات یا تو قرضہ مین مکفول ہین یا اونکا محاصل قرضہ مین دیا جارہا ہے ۔

انسانی اور قومی ہمدردی تو اس امر کی مقتضی ہے کہ مجلس اون جاگیردار صاحبون سے جنکا ذکر دفعہ (۲) مین کیا گیا ہے ۔ ادائی قرضہ کے لئے ایک فنڈ قایم کرکے اونسے مدد لے اور ایک بنک جاگیرداران مقروضین کیلئے کہولدیجائے

اور جو رقم کہ جمع ہوا وس سے قرض خواہوں کا تصفیہ کیا جاے۔

اب رہا یہہ امر کہ جاگیردار لوگ اس فنڈ مین رقم کن کن شرایط پر داخل کرین اور ادائی قرضہ کس طریق پر ہوگا۔ اسکے متعلق جداگانہ قواعد مرتب ہونی چاہئین۔

ان تمام امور کے علاوہ مین آخر مین یہہ بیان کرنا چاہتا ہون کہ جاگیردار صاحبان فیملی میوچول فنڈ وغیرہ کہولدین۔ یہہ فنڈ اس غرض سے کہولا جائے کہ بعد وفات جاگیردار اونکے قایم مقام ورثہ کو ایک کا معتد بہ حصہ ملجائے اور اوسکی تکمیل تمامی شرکا، فنڈ ادا کردین۔ چنانچہ یہہ فنڈ ہندوستان مین اکثر لوگون نے قایم کیا ہے اور جب سے کہ اسکی عمدگی ثابت ہوچکی ہے بہت سے لوگ اس مین شریک ہوتے چلے جا رہے ہین۔

اگر مجلس جاگیرداران کو منوصل فنڈ اور بنک جاگیرداران و اقتدارات سب کمیٹی مجلس انتظامی جاگیرداران کے قواعد مطلوب ہون اور میری یہہ تجویز مجالس کے پسند ہو تو بشرط ضرورت مجلس ایما فرمائی تو اونکے قواعد بہی مرتب کرکے روانہ کئے جائینگے۔

آصف نواز ونت

صدر محاسب سرکار عالی

کرۂ قمر
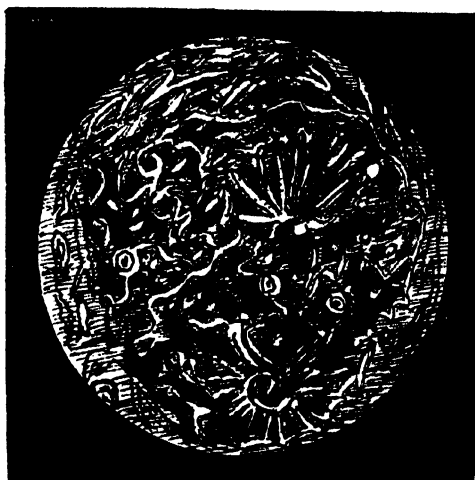
علوم جدیدہ کے بدولت ہم اچھی طرح سے واقف ہین۔ کہ مہتاب کرۂ ارض کے گرد اگرد گھومتا ہے۔ اور نظام شمسی کے پورے تحت مین ہے۔ یہ تو ہم پیشتر بیان کر ہی چکے ہین۔ کہ عوام الناس کو اوس کرے کی نسبت ضعیف الاعتقادی کے خیالات بہت ہین۔ اسکی کشش پر انسان کے اقبال اور ادبار کا بہت کچھ دار و مدار سمجھا جاتا ہی ۔

اسکاٹلنڈ اور اسکینا نڈینویا۔ اور یورپ کے اور حصون مین یہ خیال ہی کہ اسکا اثر انسان کی قسمت پر پڑتا ہے۔ بعض بعض نے ایسی اَن نیچرل یعنے خلاف فطرت راے اِس ستارے کے متعلق قایم کی ہے۔ اور عجیب وغریب قصّے بیان کئے ہین۔ کہ اگر ہم اسوقت اونکے بیانات پر نظر ڈالین تو بے شُبہہ یہ کہنے مین دریغ نہو گا۔ کہ یہ بے بنیاد قصّے اونکی

نوک قلم سے ہرگز نہ نکلے ہونگے۔ جو اونکی نسبت عاید کئے گئے ہین۔
چینیونکا خیال ہے۔ کہ مہتاب مین ایک خرگوش رہتا ہے اور وہ سایہ
جو مہتاب مین دکھائی دیتا ہے اوسی خرگوش کا ہے۔
(بودہ) مذہب والون کا خیال ہے۔ کہ ایک متبرک خرگوش مہتاب مین
رہتا ہے یا سفک ائیلینڈس کے رہنے والون کا خیال ہے۔ کہ مہتاب
مین ایک عورت بستی ہے۔ وہ اسلیئے وہان بہیجدی گئی۔ کہ وہ اس کا
ایک ٹکڑا اپنے بچون کو کہلانا چاہتی تھی۔ اور مسٹر بکانن نے اسکانڈینویا
کے اس قصہ کو کہ دو لڑکے جب کوئین سے پانی بہر کر ڈول کو ایک
لکڑی لٹکائے ہوئے لا رہے تھے۔ مہتاب نے اونکو چل دیکر چرا لیا۔
نظم کیا ہے۔
یہودیون کی راے ہے۔ کہ کرۂ قمر مین حضرت یعقوب بستے ہین اور
اہل اطالیہ کا خیال ہے کہ قابیل ایک کتا۔ اور کانٹے کے جہاڑ کے
ساتھہ مہتاب مین بستا ہے۔ ڈانٹی (ایک شاعر کا نام ہے) نے اپنی
کتاب انفرنو مین اسکا ذکر کیا ہے۔ اور ہم جانتے ہین۔ کہ مڈسمر نائٹس ڈریم
(ایک کتاب کا نام ہے) مین مہتاب عاشق و معشوق پیارمیس اور تھیسبی پر
کتا اور کانٹے کا جہاڑ لیکر روشنی دکہانے کے لئے آیا ہے۔ اور
کتاب ٹیمسب مین کلیبن نے اس خیال کا اعادہ کیا ہے لانگ فلو کے

پڑہنے والے جانتے ہین - کہ ابھی نکومس نے اہوا تہا کو کیا جواب دیا -
(جب اوس سے مہتاب کے بارہ مین پوچہا گیا -

وھوھذا

ایک مرتبہ ایک جیالے جیوٹ آدمی نے غصہ کی حالت مین اپنی نانی کو پکڑا - اور نصف شب کے وقت اوسکو آسمان کی طرف ٹہیک مہتاب کی سمت پہینک دیا - یہ اُسی کا جسم ہے - جسکو تم دیکھتے ہو -

واقعی جن بزرگون نے یہ عجائب قصے اِس ستارہ کی نسبت گھڑے ہین اُنکی اس قسم کی بے تک ہانک سُنکر انسان کے پیٹ مین بل پڑ پڑ جاتے ہین مارون گھٹنا پہوٹے طاعون کی بیماری - اِس ہذیان کی بھی کوئی حد ہے کہ (غصہ کی حالت مین اپنی نانی کو مہتاب کی سمت پہینک دیا سچ تو یہ ہے کہ اِن بزرگوارون نے شاعرون کے بھی کان کاٹے - اور مبالغہ کی دُم مین بھی دنبالہ دار ستارے کی دُم باندہ دی - ناظرین کو ضرور ان عجائب قصون کے پڑہنے سے ہنسی آتی ہوگی - اور دل ہی دل مین کہتے ہونگے کہ ع -

	برین عقل و دانش بباید گریست	

لیکن زمان حال کی تحقیقات سے نے اون تمام قصون کو بے بنیاد ثابت کیا اور اصلی واقعات کا آئینہ بے زنگ دکہا دیا - اب ہم پہر اصل مطلب

کی طرف رجوع کرتے ہین۔
مہتاب زمین کے چارون طرف ۲۷ دن ۷ گھنٹے ۴۳ منٹ ۱۱٫۴۶۱ سکنڈ مین گھومتا ہی۔ اسکا قطر ۲۱۶۰ میل کے قریب ہے۔ اور ضخامت مین زمین سے بہت کم ہے۔ لہذا قوت کشش اُسمین بہ نسبت زمین کے کم ہے۔ اسکا فصل ہم لوگون سے ۲۳۸۸۴۰ میل ہے مہتاب کی صورت مین ہر اُنتیسوین دن تغیر ہوتا ہے۔ اور مہتاب علاوہ اسکے کہ وہ اپنے ایکسس پر گھومتا ہے۔ زمین کے چارون طرف بھی گھومتا ہے۔ اور اسلئے ہم مہتاب کا صرف ایک جانب دیکھتے ہین۔ چونکہ دونون حرکتون مین ٹھیک وقت کی ایک ہی مقدار صرف ہوتی ہے۔ اسلئے ہم عام طور پر مہتاب کے ایک ہی سطح کو دیکھتے ہین۔ اگرچہ بعض وقت کچھ فرق بھی ہوتا ہی۔ مہتاب کے حصۂ وسط کی یہ حرکت لائبریشس کہلاتی ہی۔ اور یہ ایک نظری اثر ہے بوجہ اسکے کہ اسکے خط استوا اور آربٹ کا ایکلپٹک کیطرف جھکا وغیر مساوی ہے۔ ہم مہتاب کا ایک نقشہ جسپر پہاڑ سمندر آتش فشان پہاڑ کی چوٹی معلوم ہوتی ہو دیتے ہین پہاڑ یونکا سلسلہ صدہا میل تک پہیلا ہوا ہی۔ اور اوسکی بلندی تیس ہزار فٹ اور بعض جگھہ اس سے بہی زیادہ ہے۔ آتش فشان پہاڑ کی چوٹیونکو جب غور سے دیکھا جاتا ہی تو وہ چھوٹے نہین۔ بلکہ اونچے پہاڑون سے گھری ہوئی معلوم ہوتے ہین۔ ایک بہت بڑا صحرا جسکا نام پرنکیس ہے پچاس میل سے

زیادہ چوڑا ہے مہتاب کی صورت کے بارہ مین ہم مسٹر لاکر سے نقل کرتے
ہین وہ کہتے ہین کہ مہتاب کو بے پانی کی دنیا خیال کرو۔ کیونکہ وہان پانی نہین
ہے۔ اسلئے نہ وہان برف ہے۔ نہ بدلی چونکہ وہان دریا اور چشمے نہین ہین اسلئے
وہان نباتات جو حیوان کی زندگی کے لئے ضروری ہین نہین پائے جاتے۔ وہ
ایک ایسی دنیا ہے جہان کسی قسم کی آواز نہین پائی جاتی۔ کیونکہ آواز بذریعہ ہوا
منتشر ہوتی ہے۔ بعضون نے مہتاب مین سمندر کا ہونا بیان کیا ہے۔ اور اسمین بہت
کچھہ بحث رہی لاکن متاخرین مسٹر لاکر کی بیان کی بہت زور دیکر تصدیق
کرتے ہین اور متفق اللفظ یہہ کہا جاتا ہے کہ مہتاب مین پانی نہین چنانچہ مہتاب
کا نقشہ درج ہے جسمین سمندر دکہلائے گئے ہین جنمین سے چند نام درج ذیل ہین ملاحظہ ہون ہم بھی مسٹر
لاکر کے بیان کی تقلید اور تصدیق کرتے ہین مگر اس نقشہ کو دیکھنا دراز دلچسپی نہین فقط

کشن پرشاد عفی عنہ

وہو ہذا

کلاویس۔ ٹیکو

پلیٹو۔ کیپلر

کوپر نیکس۔ ہرشل

ہلی کان۔ ڈیلٹا

اینک۔ گوڈون

کہتری ہتکاری

یہ قومی پرچہ جو اپنی آپ ہی نظیر ہے ۔ اور جسکی خوبیان پبلک کی نظرونمین بڑی وقعت رکھتی ہین گویا۔ وہ زبان حال سے یون گویا ہے ؎

آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اِسمین کچھ شک نہین ۔ کہ اسکے لایق سرپرست قومی ممبرون نے اسوقت تک اِسکی ترقی کے لیئے جسقدر سعی کی ہے ۔ وہ مشکور ہوئی اور اوس سے اس پرچہ کی وہ چندرونق ہوئی ۔ اور امید ہے کہ آئندہ دن دونی رات چوگنی ترقی کریگا ۔

قوم کہتری کے لئے یہ پرچہ ایک سچا پیغامبر ۔ اور ہمدرد رہبر ہے ۔ اِسکو خضرِ رہِ گم کردگان وادی بہبود کہین تو می زیبد ۔ اسکے مطالعہ سے قوم کے اون لوگون کو جام جمشید کا لطف بے اندازہ حاصل ہوتا ہے ۔ اور

سفر و حضر کا مزہ ملتا ہے ۔ جو بزرگوار اپنی قوم کے حالات اور اوسکے نیک و بد سے کبھی واقف ہونا تو درکنار ۔ ایک امر غیر ضروری سمجھکر اس باغ کی سیر کرنے سے عمداً یا لاعلمی کیوجہ سے پست ہمت ہوکر تفریح حاصل نہین کرتے تھے مگر اب اس پرچہ کی سحر بیانی ۔ اور راست گفتاری ۔ اور نصایح آمیز تلقینونکی وجہ سے جسکو دیکھتا ہون کہتری ہتکاری کے پڑہنے کا شایق ۔ اور اوسکے مضامین پر اپنی راے قائم کرنے کے لیے مستعد ہے ۔ اور اوسکی آزادانہ راے پر راے قایم کرتا ہے اور اوسکی تعریف مین رطب اللسان ہے ۔ کوئی آفس وم کسی کہتری کلا اور گھر خالی نہین ۔ جہان کہتری ہتکاری کا پرچہ جلوہ گر نہو ۔ الغرض ایسی روز افزون ترقی کے زمانہ مین میری نظر سے چند پرچے جو گذری اوسمین صرف سواے ولادت و ممات کی خبر کے اور کچھ نہین ۔ یا دوسرے اخبارون کا اقتباس اور چند غیر ضروری نظم و نثر کوئی سبجکٹ پر یا کسی مسٔلہ مالاینحل کے متعلق راے یا بحث یا تحریک لکہا ہوا نہین دیکھی چونکہ اس پرچہ کا وجود انہین ابواب کے باعث ترقی پذیر ہوا ۔ اور آئندہ بھی اسکے مقبول ہونیکے اسباب یہی ہونگے تو پھر کیا وجہ ہے ۔ کہ اسطرف سے رجحان کم ہوگیا ہے ۔ اگر میرا یہ خیال غلط نہو ۔ اور معزز ممبران کہتری ہتکاری کو میرے اس خیال سے اتفاق ہو تو مجھے قوی امید ہے کہ جیسی مبارک ابتدا اوسکی ہوئی ہے اور جس روش پر یہ شرین قومی بہائیون کے عادات اور خیالات اور اخلاق اور

ایجوکیشن کی سواریان لیکر رہبری کی سیدہی اور ہموار سٹرک پر جارہا ہے
امید ہے کہ اسیطرح مسافرون کو منزل مقصود تک پہونچا وے گا۔
یا خدا تو ایسا ہی کر اور یہہ شعر ہمکو نہ پڑہنا پڑے ؎

قسمت تو دیکہیئے کہ کہان ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتہہ جبکہ لبِ بام رہگیا

ع
خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

کہکر مین اس تحریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خدا وند تعالےٰ قومی سرپرستون
یعنے بانیان و خیرخواہان کہتری ہتکاری کو فائز بمرام کرے اور اونکی مردانہ ہمت
کو استقلال عطا فرماے فقط

کشن پرشاد عفی عنہ

دوران خون

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

خالق کائنات نے تمام مخلوق کے لئے ایک عمر مقرر کردی ہے۔خود وہ مخلوق نامیہ ہو یا غیر نامیہ۔خواہ کسی طرف نظر کرو۔قید عمر کسی چیز کو باہر نہ پاؤگے کسی چیز کی عمر کم ہوگی کسی کی زیادہ۔مگر ہر ایک کے وجود کے لئے ایک مقرر زمانہ ہوگا جس سے وہ تجاوز نہین کرسکتا جانداروں کی عمر تو بہت محدود ہوتی ہے۔مگر بیجان چیزین مثلاً لکڑی اور لوہا تک اپنے وقت پر پہونچکر بیجان ہوجاتے ہین پھر تک خاک ہوجاتے ہین۔
اور صرف عمر کی قید ہی نہین لگائی گئی۔بلکہ اسکے متعلق اور جسقدر قواعد ہین

انکو کیا جاندار اور کیا بیجان سب پر حاوی کیا گیا ہے۔ یعنے طفولیت شباب۔ اور انحطاط۔ اس سلسلہ مین ہر ایک چیز جکڑی ہوئی پائی جائیگی۔ طفولیت مین ہر ایک شئے تکمیل کیطرف رجوع کرتی ہے شباب مین مکمل ہوتی ہے۔ اور انحطاط مین زوال کے لپیٹ مین آجاتی ہے۔

اشیا، نامیہ مین تو یہ تینون حالتین صحیح ہین۔ جاندار پہلے بچے پھر جوان پھر بوڑہے ہوتے ہین اور اس عالم سے گذر جاتے ہین۔ درخت پہلے پودے پھر درخت ہوتے ہین۔ پھر انکو پھول پھل آنا بند ہوجاتا ہے۔ اور پھر سوکھ کر گر جاتے ہین۔ اشیا، غیر نامیہ یعنے جمادات مین یہ تینون حالتین ایسی بین نہین۔ کیونکہ اونکی عمر کی طوالت کے باعث جوانی بڑہاپے کا دور بھی طویل ہوتا ہے۔ مگر ان حالتون کے وجود سے انکار نہین ہوسکتا۔ علم بلین لی آلوجی اور جی آلوجی ہمین بتاتا ہے کہ کبھی وہ زمانہ تھا کہ زمین بن رہی تھی۔ اب وہ زمانہ ہے کہ زمین آباد ہے۔ اور کبھی وہ زمانہ آئیگا کہ زمین بالکل غیر آباد اور سرد ہوجائیگی جس طرح اشیا، نامیہ طفولیت مین نازک۔ جوانی مین کامل اور بڑہاپے مین نکمی ہوجاتی ہے۔ اشیا، غیر نامیہ کی بھی ٹھیک یہی حالت ہوتی ہے زمین ہی کیطرف دیکھو کہ طفولیت مین بالکل سیال تھی۔ اب جوانی مین

مضبوط اور کار آمد ہے۔ جب بڑہاپا آئیگا تو چاند کی طرح سرد ہوکر بالکل نکمی
اور ویران ہوجائیگی۔
صرف اسی پر بس نہین بلکہ بڑہاپے کے بعد موت ایک لازمی امر ہے
اور زمین کو بہی ایک دن موت آئیگی جیدن اسکا نام ونشان مٹا
دیا جائیگا۔
یہہ جو ہمنے قاعدۂ کلیہ بیان کیا ہے۔ یہہ جیسا کُل پر محیط ہے ویسا ہی
جزو پر بہی موثر ہے۔ جسطرح کل کائنات پر بچپن جوانی اور بڑہاپا آتا ہے
اسیطرح حضرت انسان کو بہی بحیثیت مجموعی یہہ تینون زمانے دیکہنے
پڑتے ہین۔ اور بنی آدم مین سے ہر ایک فرد بہی اسی قید سے محصور ہے
مگر انسان تو ایک معجون مرکب ہے جسمین روح ایک غیر فانی چیز ہے۔
وہ تو امتداد زمانہ کے ساتہہ ترقی کرتی جاتی ہے مگر جسم خراب ہوتا جاتا ہے
اسلئے انسان جون جون بوڑہا ہوتا جاتا ہے۔ اسکا تجربہ بڑہتا جاتا ہے
اور عقل ترقی کرتی ہے مگر چونکہ جسم ناقص ہوتا جاتا ہے۔ اسلئے ترقی
کے ساتہہ یہہ ایک نقص ہوجاتا ہے کہ وہ تربیت پذیر نہین رہتا۔
اور گو زمانہ ترقی کرتا جاے۔ مگر وہ اُس ترقی کو قبول نہین کرسکتا
یہہ ہٹ دہرمی صرف بوڑہونکا خاصہ نہین۔ بلکہ خراب تربیت اور
تنگ نظری جوانونمین بہی یہی مرض پیدا کردیتی ہے۔ اور جوانونکا

تعصب اونکو ویسا ہی ناقابل قبول بنا دیتا ہے جیسا کہ بوڑھونکو بڑہاپے نے بنا رکہا ہو۔
ہمارا ذیل کا مضمون پڑہ کر ناظرین یہہ نہ سمجہین کہ ہم پرانے علوم کو ذلیل بنانا اور بوڑہون پر ہنسنا چاہتے ہین نہین۔ ہرگز نہین۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف ایک غلطی کو ظاہر کرنا ہے۔ ورنہ ہم نئے علوم اور بالخصوص طب مین اسقدر نقص بتا سکتے ہین کہ اُنکا مدمقابل طب یونانی مین ملنا مشکل ہوگا۔
اب ہم اِس تمہید کو چہوڑ کر حرف مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین۔
حضرت انسان کا جسم ایک ایسی پیچدار کل ہے کہ جسکے مفصل بیان کرنے مین انسان نے ہزارون سال خرچ کئے ہین اور ابتک اسکی انتہا کو نہین پہونچا۔ اور بجاے خود یہی تذکرہ ایک علم بنگیا ہے۔ جسے علم تشریح کہتے ہین۔ موجودہ زمانہ مین تشریح کی بھی دو شاخین ہوگئی ہین۔ ایک تو وہ حصہ جسمین اعضاء کی شکل و صورت اُنکا مقام و تعداد وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اِسی تشریح یا (اناٹمی) کہتے ہین۔ اور دوسرا دہ حصہ جسمین اعضاء کے افعال کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اِس علم کو علم افعال الاعضاء ہیا وضایف الاعضاء (فزیالوجی) کہتے ہین۔
علم تشریح مین تو کوئی جہگڑا نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اسمین صرف اُن اشیا سے بحث

کی جاتی ہے جنکا ادراک ہمارے حواس ظاہری سے ہوتا ہے
اور جن چیزون کو ہماری آنکھہ دیکھہ سکتی ہے - لیکن مسائل (فزیالوجی) مین عموماً جھگڑے ہوتے ہین - کیونکہ وہان ہمین علاوہ حواس ظاہری کے قوت خیال اور قیاس سے بہی کام لینا پڑتا ہے
اس جھگڑے کی بہت اچھی مثال دوران خون ہے -
عام انسانون مین بہی جن نے طب نہین پڑہی یہہ ایک عام خیال ہی کہ انسان کے جسم مین خون دورہ کرتا ہے - مگر یونانی طبیب اور ڈاکٹر آجتک اس امر پر متفق نہین ہوسکے کہ دوران خون کی کیا کیفیت ہے اور کس طرح پر یہہ دورہ عمل مین آتا ہے -
پہلے ہم یونانی مذہب کے مطابق دوران خون اور اعضاء دوران کا ذکر کرینگے -
اطباء یونانی نے دوران خون کے دو مبداء رکہے ہین -
ایک دل جو خون شریانی (یا سرخ خون) کا مبداء ہے - اور دوسرا جگر جو خون وریدی (یا نیلگون خون) کا مبداء ہے - دل سے خون بواسطہ شرائین جسم کے مختلف حصص مین پہونچتا ہے اور جگر سی بواسطہ اوردہ -
(۱) دل ایک مخروطی عضو ہی - جو چہاتی کے درمیان مین لٹکا یا گیا ہے

اور اسمین چار خانے ہین۔ دو دائین طرف اور دو بائین طرف۔ اوپر کے دو نون خانونکو۔ اذنین القلب اور نیچے کے دو نون کو بطنین القلب کہتے ہین یعنے کہ ایک اذن اور اسکے نیچے ایک بطن دائین طرف۔ اور ایک اذن اور اسکے نیچے ایک بطن بائین طرف ہے ہر ایک اذن سے اسکے بطن کو ایک راستا ہے۔ مگر دائین حصہ اور بائین حصہ کے درمیان ایک گوشت کی دیوار ہے جسکے باعث یہہ دو نون حصے بالکل علیحدہ ہین۔ اور ایک حصہ سے دوسرے حصہ کی طرف کوئی کہلا راستا نہین

(۲) دل کی بائین جانب کے اذن مین ایک رگ پہیپڑے کی طرف سے آکر ملی ہے۔ اِس رگ کا جسم پتلا اور نازک ہے۔ اسلئے اسکو شریان وریدی کہتے ہین۔ (کیونکہ شریان کا جسم موٹا اور مضبوط ہوا کرتا ہے۔ اور ورید کا جسم ہمیشہ پتلا ہوتا ہے۔)

(۳) دل کے بائین جانب کے بطن سے ایک رگ نکلی ہے جسکی شاخین تمام جسم مین پہیل گئی ہین۔ اِس رگ کا اور اسکی تمام شاخون کا جسم موٹا اور مضبوط ہے۔ اسے اورطی کہتے ہین۔ اورطی کی دو بڑی شاخین ہین۔ ایک شریان صاعد جو سر اور بازون کو خون پہونچاتی ہے دوسری شریان نازل جو پیٹ اور ٹانگون کو خون لیجاتی ہے شرائین ہر وقت حرکت مین رہتی ہین۔ چنانچہ شریان صاعد کی ایک شاخ

انسان کے ہاتہہ کے پاس ہر وقت دہڑکتی رہتی ہے۔ جس سے نبض دیکہی جاتی ہے۔

(۴) دل کے دائین اذن مین ایک رگ آکر لگی ہے۔ اسکا جسم بہی پتلا اور کمزور ہے۔ اسے جوف کہتے ہین (اور یہہ جگر کے ایک کنارے مین سے گذرتی ہے۔)

(۵) دل کے دائین بطن سے ایک رگ نکلی ہے۔ جسکا جسم موٹا اور مضبوط ہے۔ اسے ورید شریانی کہتے ہین بقول یونانی اطبا دل کی دائین طرف جسقدر رگین وابستہ ہین وہ سب اوردہ (وریدین) ہین اور دل کی بائین طرف جسقدر رگین (عروق) وابستہ ہین وہ تمام شرائین ہین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

(۶) جگر یہہ عضو انسان کے تمام احشاء سے بڑا ہے۔ معدہ کے اوپر پیٹ مین داہنی جانب پسلیون کے نیچے لگا ہے نیچے کی طرف سے گہرا (مقعر) اور اوپر کی طرف سے گول (محدب) ہے اسکی محدب سطح مین سے ایک رگ نکلتی ہے۔ جسے اجوف کہتے ہین اور یہہ رگ جگر سے تمام جسم کو خون پہونچاتی ہے۔ اسکا جسم پتلا اور کمزور ہے۔ اور اسمین وہ حرکت جو شرائین مین ہوا کرتی ہے۔ اس رگ کے دو حصے ہوگئے ہین ایک کا نام۔ اجوف صاعد ہے (جسکا ذکر دل کے

ساتھہ کیا گیا) یہہ رگ جگر سے دل تک جاتی ہے اور جسم کی تمام
وریدون سے بڑی ہے۔ دل کے داہنے اذن مین داخل ہوکر پھر
اسی جگہہ اور اُسی سوراخ سے دوبارہ نکلکر اوپر کو چلی گئی ہے اور
سر اور بازُون کو خون پہونچاتی ہے۔
اور دل کے بطن چپ سے ایک رگ خون وریدی لیکر پھیپڑے
کو جاتی ہے جسے ورید شریانی کہتے ہین کیونکہ اسکا جسم موٹا اور مضبوط
ہے (جیسا پہلے ذکر ہوا)
(۷) اجوف کے دوسرے حصہ کا نام اجوف ہابط ہے۔ یہہ حصہ
اعضاء شکم اور ٹانگون کو خون پہونچاتا ہے۔
(۸) ہر ایک شریان اور ورید جسم کے کسی حصہ کو خود بخود خون نہین
پہونچا سکتی۔ بلکہ وہ پہلے بہت باریک رگون پر جنکو عروق شعری
کہتے ہین اور جو بال سے بہی باریک ہوتے ہین منقسم ہوجاتی ہے
اور عروق شعری گوشت اور اعضاء مین متفرق ہوکر انکو خون پہونچاتی ہین
شریان کا جسم ہمیشہ موٹا اور مضبوط ہوتا ہے۔ اور اسکے اندر کا
خون سُرخ اور چمکیلا ہوتا ہے۔ ورید کا جسم ہمیشہ پتلا اور نازک ہوتا ہی
اور اسکے اندر کا خون میلا ہوتا ہے۔ مگر ورید شریانی اور شریان وریدی
مستثنا ہین۔

یہہ ہین اعضاء دوران جنکا ہمنے ذکر کیا۔ اور دوران خون کے طریقہ کو یونانی حکما نے صرف چند الفاظ مین فیصل کردیا ہے۔ حالانکہ یہی مسئلہ زیادہ غور طلب ہے۔ کیونکہ کل طب کا دارومدار اسی ایک مسئلہ پر ہے مگر یونانی طب کی کتابین ہمین صرف اتنا بتاتی ہین۔ کہ۔ دل خون اور روح کو بواسطہ شرائین تمام جسم مین پہونچاتا رہتا ہے۔ اور جگر ہر وقت خون کبدی کو بوسیلہ اوردہ تمام جسم کو پہونچاتا ہے۔
مگر اس سے خون کی حرکت اور اسکا چلنا ثابت نہین ہوتا۔ فرض کرو کہ جسم کی تمام شرائین بالکل خالی ہین۔ اور دل نے اپنا کام شروع کیا تو کیا ہوگا؟ بس یہہ خون شرائین مین بہرنا شروع ہوگا۔ اور جبتک شرائین مین جگہہ باقی رہیگی دل برابر خون بہیجتا رہیگا۔ مگر جب شرائین بہر گیئن۔ تو پہر دل خون کو کہان ڈالے۔ پہر دل کو یہہ کرنا چاہیئے کہ چپ چاپ پڑا رہے اور جب خون کسیقدر خرچ ہوجاے۔ اور رگون مین گنجایش نظر آئے اسوقت پہر حرکت کرے اور اس گنجایش کو پر کردے۔ مگر یہہ بات نہین۔ دل ہر وقت حرکت مین رہتا ہے۔ اور ہر حرکت مین ڈیڑہ چہٹانک بچتہ خون دل سے روانہ ہوتا ہے۔ اور انسان مین خون ساڑہے تین سیر بچتہ سے کم اور ان کے جسم کے وزن کے تیرہوین حصہ سے زیادہ نہین ہوتا۔ اور چونکہ موٹے سے موٹا آدمی بہی تین من بچتہ سے بمشکل وزنین زیادہ ہوتا ہے اسلئے

انسان کے جسم مین زیادہ سے زیادہ مقدار خون ہر دو قسم (یعنے وریدی اور شریانی) کی نو سیر پختہ ہو سکتی ہے - دل اپنی معمولی رفتار مین اسقدر خون صرف دو منٹ سے کم عرصہ مین خارج کر دیتا ہے - اور اگر اسقدر قلیل مدت مین نو سیر پختہ خون خرچ ہو جایا کرے تو کوئی انسان روے زمین پر زندہ نہ پایا جاے - کیونکہ کوئی ایسا شخص دیکھنے مین نہین آتا - جو آٹھون پہر ہر وقت کہاتا رہے - اور پہر بہی دو منٹ مین ۹ سیر پختہ غذا کہا جاے (گو نو سیر پختہ غذا سے ۹ سیر پختہ خون پیدا ہی نہین ہو سکتا) اسلئے یہہ امر قرین قیاس نہین کہ خون کی ایسی بڑی مقدار ہر وقت خرچ ہوتی ہو - اور دل کو اِس خرچ کی پابندی لازمی ہو -

دوسری صورت یہہ ہو سکتی ہے - کہ ایک ہی شریان کے راستہ خون جاے اور اسی شریان کے راستہ خون واپس آے - مگر یہہ ممکن نہین کہ ایک ہی وقت مین ایک ہی شریان کے اندر یہہ دونون حرکتین موجود ہون - اسلئے یہہ ضرور ہوگا کہ ایک وقت مین خون جا رہا ہو - اور دوسرے وقت مین خون لوٹ کر آ رہا ہو - اور جسوقت خون لوٹ رہا ہوگا اسوقت شریان کا وہ حصّہ جو دل سے بعید تر ہے ضرور خالی ہو جائیگا - مگر انسان کے جسم مین کسی وقت بہی زندگی کی حالت مین کوئی جگہہ خون سے خالی نہین پائی جاتی - اور دوم یہہ کہ ایسا ہو بہی تو

دل کے پاس کوئی ایسی جگہہ نہین جہان وہ تمام خون جو جسم کے تمام شریانون سے واپس آئے رکھا جا سکے۔

جب یہہ دونون صورتین نہین یہہ ضروری ہو کہ دل سے بواسطہ شرائین خون جاتا ہوا اور کبھی اوردہ عروق کے راستہ واپس آتا ہو۔

نظام اوردہ پر جنہین بقول یونانی حکما جگر سے خون جاری ہے۔ تمام مذکورہ اعتراض عاید ہوتے ہین۔ اسکے علاوہ اور بہی اعتراض ہین جنہین ہم ذیل مین بیان کرتے ہین۔

(۱) یہہ کہ جگر مین کوئی ایسی حرکت نہین جو خون کی روانی کا باعث ہوسکے

(۲) اگر کسی شخص کی کلائی کو آپ دیکہین تو آپ کو صاف طور پر نیلی نیلی رگین دکہائی دینگی۔ انہین رگون کو۔ اوردہ کہتے ہین۔ اب اگر آپ کلائی پر۔ ہاتہہ کی طرف سے ایک بوجہہ رکھکر اسی کہنی کی طرف سرکاتے جائین تو تمام اوردہ پتلی ہوتی جائینگی۔ کیونکہ خون ہاتہہ کی طرف سے کندہے کو (یعنے جگر کی طرف) جارہا ہے اور یہہ بوجہہ اسکی روانی مین ممد ہوتا ہے پر اگر اسکے برعکس عمل کیا جائے۔ یعنے کہنی کی طرف سے ہاتہہ کی طرف دباؤ لایا جائے تو رگین پہول جائینگی اور انمین گرہین پڑجائینگی۔ اور ہاتہہ بہاری ہوجائیگا۔ جسسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خون جو ہاتہہ سے کندہے کو (یعنے جگر و دل کو) جارہا ہے رک گیا ہے۔

(۳) رگ مین جو گرہین ظاہر ہوجاتی ہین یہہ خاص توجہ کے لایق ہین - ہر ایک ورید کے اندر کی طرف جھلی کے کیسے لگے ہین جنکو زوائد ہلالی کہتے ہین - اور اگر خون اپنے معمولی راستہ پر (یعنے اعضا رسے دل کی طرف) چلے تو یہہ زوائد مزاحمت نہین کرتے - پہر اگر اسکے خلاف راستہ پر خون کو چلانا چاہو - یہہ کیسے پہول کر رگ کو بند کر دیتے ہین - اور خون کا راستا بالکل مسدود ہوجاتا ہے -

جس سے صاف ظاہر ہے کہ جگر سے بازؤن اور ٹانگون کی طرف خون نہین آسکتا - بالخصوص اوردۂ کے وسیلہ سے پہونچنا تو ناممکن ہے -

(۴) اسکے علاوہ ہم یہہ بتاچکے ہین (اور یونانی حکما بہی اسکو مانتے ہین) کہ کسی عضو کو خون نہین پہونچ سکتا جبتک کہ ورید عروق شعری پر منقسم ہو مگر ورید اجوف تو تمام خون دل کی دائین اذن مین ڈال دیتی ہے اور منشعب نہین ہوتی - پہر دل کو غذا کیونکر پہونچتی ہے -

(۵) دل کے اذن راست مین سے ایک ورید اگ کر دل کے اپنے جسم مین متفرق ہوکر عروق شعری پر منقسم ہوی ہے - اگر یہہ کہا جاے کہ اسکے ذریعہ سے دل کو غذا پہونچتی ہے - تو بہی ٹہیک نہین - کیونکہ اس ورید کے منہ پر ایک زائدہ لگا ہے - جسکے باعث اذن کا خون ورید مین نہین جاسکتا - مگر ورید کا خون اذن راست مین آسکتا ہے -

جس سے یہہ ظاہر ہے کہ یہہ ورید اذن راست مین خون لاتی ہے۔ اور وہان
سے لے نہین جاتی۔ پہر بہی دل کیلیے تغذیہ کا سامان مفقود ہے
(۶) اسکے علاوہ دل کی بائین جانب تو دہڑا دہڑ خون روانہ کر رہی
ہے مگر آجکل اسطرف خون پہونچانے کا کوئی ذریعہ معلوم نہین ہوتا۔
اگر کوئی رگ ایسی ہو (کیونکہ ورید قلبی تو منشعب ہو چکی۔ اور اسکے
علاوہ اور کوئی ورید دل کے جسم مین نہین) جو آجکل کی خوردبین
سے بہی چہپی رہے ہو اور متقدمین کی آنکہون نے اسکو دیکہہ لیا
ہو تو وہ ایسی تنگ ہوگی کہ دو منٹ مین تو سیر پختہ خون تو کیا ۹ تولہ
خون بہی اسمین سے نہ گذر سکیگا۔
(۷) ایک اعتراض یہہ بہی ہے کہ ورید اجوف پاؤن سے شروع
ہو کر جگر مین گذرتی ہوئی دل تک پہونچتی ہے۔ اور پاؤن سے
لیکر دل تک اسمین مختلف شاخین ملتی گئی ہین۔ اور یہہ موٹی ہوتی
گئی ہے۔ حتی کہ دل کے قریب یہہ جسقدر موٹی ہے۔ اسقدر موٹی
اور کہین نہین۔ اگر جگر اسکا مبدا ہوتا تو جگر کے قریب اسکا حجم
سب سے بڑا ہونا چاہئیے۔ کیونکہ جگر سے دل تک (بقول یونانی حکما)
اسمین سے بہت سی شاخین نکلی ہین مگر برخلاف حجم کم ہونے کے بڑہ گیا
ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ شاخین نکلی ہین۔ بلکہ آکر

اجوف مین ملی ہین۔ اور سب ملکر خون دل کی طرف لے جا رہی ہین
(۸) اور یہہ کہ وریداجوف اپنا خزانہ اذن قلب مین انڈیل دیتی ہے
وہان سے خون بطن راست قلب مین جاتاہے۔ اور وہان سے ورید
شریانی پھیپڑے کو خون پہونچاتی ہے۔ یہہ دل کا تعلق اس وریدمین
کیون رکہدیا گیا؟ اجوف سے ایک شاخ سیدہی کیون نہ پہیپڑے
کو گئی۔

اسکے علاوہ اور بہت سے اعتراض ہین جو ناظرین کو خود بخود سوجہہ
گئے ہونگے۔ اور اُنکا تذکرہ خالی از طوالت نہو گا۔

ہمنے بارہا یہہ کوشش کی کہ یونانی مذہب کے مطابق کسی طرح دوران
خون ممکن ہو۔ مگر ہم ہمیشہ ناکام رہے۔ بہت سے پُرانے پُرانے
طبیون سے پوچہا مگر کوئی بہی تشفی نہ کر سکا۔ کسی نے یہہ کہا کہ خون
بواسطۂ شرائین رجعت قہقری کرتا ہے۔ مگر اسکا ابطال ہم اوپر
کر چکے ہین۔ اور ایک بڑے معزز معمر عالم اور تجربہ کار حکیم نے کئی
دن کے غور کے بعد یہہ فرمایا "ہماری راے مین خون مین اس قسم
کی حرکت ہے۔ جیسے کہ کہولتے پانی مین ہوا کرتی ہے" مگر اس حرکت
کے لئے تو محض حرارت قلب کافی ہے۔ پہر دل کی حرکت کس مطلب
کیواسطے ہے۔ اور ہمین تو یہہ حیرت ہے کہ یہہ بزرگ اُن اصلاح

کے اقوال کو بہی بہول گئے ہین جنکی یہہ پیروی کرتے ہین۔ حکیم افلاطون کہتا ہے کہ دل تمام عروق دموی کا مرکز ہے۔ اور خون کا منبع۔ جو خون بروقت دورہ مین رہتا ہے۔ خون گوشت کے لئے غذا ہے۔ اور تغذیہ کیلئے جسم مین باغ کی طرح نہرین بنائی گئی ہین تاکہ خون دل سے تمام جسم کو پہونچتا رہے۔

جب کسی طبیب و حکیم سے مطلب نہ نکلا تو ہمین مجبوراً انگریزی تشریح اور فزیالوجی کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ اور جو کچھ ہمنے وہان سے سیکہا ہی وہ بہی نذر ناظرین کرتے ہین۔ پہر ناظرین خود فیصلہ کرلین گے کہ کون سا قول زیادہ صحیح ہے۔

(۱) نئی تحقیق کا بانی مسٹر ہاروے تہا۔ جس نے سب سے پہلے دوران خون کو بالوضاحت بیان کیا۔

نئی تحقیق کے روسے دل سے بواسطہ شرائین تمام جسم کو خون جاتا ہے اور بواسطہ اوردہ تمام جسم سے خون دل کو واپس آتا ہے۔

(۲) جو خون بواسطہ شرائین جسم کو جاتا ہے۔ اسمین آکسیجن گاس زیادہ ہوتی ہے۔ جب یہہ خون بواسطہ عروق شعری جسم مین تقسیم ہوتا ہے تو آکسیجن جسم مین حرارت پیدا کرنے مین خرچ ہوجاتی ہے اور خون کے اور اجزا بہی جزو جسم ہوتے ہین۔ آکسیجن کے بجاے کاربانک اسڈ گاس خون مین مل جاتی ہے جسکے باعث خون کا رنگ نیلگون ہوجاتا ہے۔ اور

کچھہ فضلات بہی اسمین مل جاتے ہین۔
(۳) جب خون اسطرح اپنا کام کرچکتا ہے تو اسکو عروق شعری کے وسیلہ سے اوردہ مین جانا پڑتا ہے۔ اوردہ اِس خون کو لاکر دل کے دائین اذِن مین ڈال دیتی ہین۔
(۴) دوران خون کو زیادہ اچھی طرح سمجہنے کے لئے ناظرین کو چاہیے کہ دل اور عروق کی جو تشریح ہم اوپر لکھہ آئے ہین اسپر ایک دفعہ نظر ڈال لین اور پہر ذیل کی سطور کو پڑہین۔
فرض کرو کہ اجوف ساعدنے وریدی خون دل کے اذِن راست مین ڈا[illegible] جب اذن راست سکڑتا ہے تو یہہ خون پہاٹک کر بطن راست مین چلا جاتا ہے۔ پہر بطن راست سکڑتا ہے۔ اب خون چاہتا ہے کہ پہر اذن راست مین چلا جاے۔ مگر اذن راست سے بطن راست کو راستہ ہے اسپر زوائد لگے ہین جو خون کو لوٹنے نہین دیتے۔ اسلئے خون وریدشریا[illegible] مین داخل ہوکر پہیپہڑے کو چلا جاتا ہے۔
جب خون پہیپہڑے مین پہونچتا ہے اور اسکو باہر کی ہوا لگتی ہے۔ تو ا[illegible] سے کاربانک ایسڈ گاس نکل جاتی ہے۔ اور آکسیجن مل کر پہر خون سر[illegible] ہوجاتا ہے۔ پہر اسکو شریان وریدی پہیپہڑے مین سے جمع کرکے دا[illegible] کے اذِن چپ مین لا ڈالتی ہے۔ اذن چپ اِس سُرخ خون کو بطن چ[illegible]

مین داخل کرتا ہے ۔ اور بطن چپ سکڑ کر اس خون کو بذریعہ اورطی کل
جسم کو پہونچاتا ہے ۔
جسم سے یہہ خون جمع ہو کر پہراجوف کے ذریعہ دل مین آکر از سر نو دورہ
شروع کرتا ہے ۔ اب ناظرین دیکہین کہ وہ تمام اعتراضات جو ہمنے اوپر درج
کئے تھے سب رفع ہو گئے ۔
(۱) رجعت قہقری بہی جسم مین کہین نہین ۔
(۲) ایک شریانین دو حرکتین بہی ایک وقت مین موجود نہین ۔
(۳) زوائد ہلالی اور دہ بہی کوئی مزاحمت نہین کرتے ۔
(۴) اسکے علاوہ ایک اور اعتراض جسکا ذکر ہمنے پہلے نہین کیا رفع ہو گیا۔ یعنی دل
سے جو رگ پہیپہڑے کو خون لیجاتے ہے اسکو یونانیون نے ورید مانا ہے
اور چونکہ رگ کا جسم شریان کے مشابہ ہے اسلئے اسکا نام ورید شریانی
رکہا ۔ مگر اس بیجا مشابہت نے انہین بڑی ششش و پنج مین ڈالا ہے ۔
اور اسکے بڑی لمبی چوڑی تاویلین کی ہین ۔ مگر اب ناظرین نے دیکہہ
لیا کہ یہہ اعتراض قایم نہین رہا ۔
جو رگین دل سے خون حاصل کرتی ہین چونکہ انکو خون ایک صدمہ کے
ساتہہ دیا جاتا ہے اسلئے انکا جسم موٹا رکہا گیا ہے ۔ اور ان رگون
کو شرائین کہتے ہین ۔ اور اب آپنے دیکہہ لیا کہ ورید شریانی جگر سے

نہین بلکہ دل سے خون حاصل کرتی ہے۔ اسلیئے اسکا جسم موٹا ہونا
ضروری تہا۔ اور یہہ شریان ہے۔
(۵) پہیپڑے سے جو رگ دلمین آتی ہے (یعنے دل کے اذن چپ مین)
اسکا نام یونانیون نے شریان وریدی رکہا ہے۔ کیونکہ وہ اسی
شریان مین۔ مگر چونکہ اسکا جسم ورید کے مشابہ ہے اسلیئے یہان بہی
بہت سی تاویلین کی ہین۔ مگر یہہ بہی ناظرین نے دیکہہ لیا کہ نئی تحقیق
کے بموجب یہہ رگ واقعہ مین ورید ہے اور اسکا جسم موٹا بنانے
کی کوئی ضرورت نہین نئی طریقہ دوران مین صرف یہی خوبی نہین کہ
وہ تمام اعتراض رفع ہوگئے جو پرانے طریقہ پر عاید ہوتے ہین بلکہ
اسکے اثبات مین ہین شہادتین ہین جنسے انکار نہین ہو سکتا۔
(۱) وریدی (یعنے نیلگون) خون مین اگر آکسیجن گاس گذاری جاے
تو وہ فوراً سرخ ہوکر شریانی خون بن جاتا ہے۔
(۲) اگر کسی شخص کے ٹخنہ کے قریب اسکی ایک شریان کو باندہ دیا جاے
تو شریان اوپر کی طرف سے یعنے اس طرف جو دل کے قریب ہے
پہول جاتی ہے۔ جسسے ثابت ہوتا ہے کہ خون دل کی طرف سے آرہا ہے
(۳) اگر ٹخنہ کے قریب کسی ورید کو کس کر باندہا جائے تاکہ جریان خون
رک جائے تو اگر بقول یونانی حکما جگر کی طرف سے خون آتا ہو تو یہہ ضروری

تہا کہ ورید کا بہی شریان کی طرح اوپر کا حصہ جو جگر کے قریب تر ہے پہول جاتا۔ مگر یہہ نہین ہوتا بلکہ ورید کا نیچے کا حصہ جو جگر دل سے بعید تر ہے پہولتا ہے جس سے یہہ ثابت ہے کہ یہہ رگ پانونکا خون اوپر کی طرف یعنے دل کی طرف لے جا رہی ہے۔

(۴) ان سب سے ایک قوی تر شہادت یہہ ہے کہ بعض جانورونمین دوران خون آنکہہ سے دکہائی دیتا ہے مثلاً اگر ایک زندہ میڈک کا پانون پہیلا دیا جائے اور اسکے پانون کی جہلی کو خوردبین کے ذریعہ سے دیکہا جائے تو صاف دکہائی دیتا ہے کہ خون شرائین سے عروق شعری مین اور وہان سے اوردہ مین جاتا ہے۔

اب ناظرین خود انصاف کرین کہ اس عینی شہادت کے مقابل یونانیونکا کوئی قول کیا وقعت رکہتا ہے۔ ہرگز نہین۔ مگر کوئی یونانی حکیم کبہی قایل نہوگا۔ جسکی وجہ وہی ناقابل تربیت ہونا ہے جسکا ذکر ہمنے شروع مضمون مین کیا ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور محققین کو ایک نصیحت کرتے ہین کہ ہمیشہ خدا کی قدرت کو سمجہنے کے لئے خدا کی مخلوقات کو دیکہنا چاہئے اور اپنے قیاسات کے بجائے مشاہدہ پر زیادہ بہروسہ کرنا چاہئے ورنہ قیاس اور محض قیاس ہمیشہ غلطی مین ڈالدیگا والسلام

غلام نقشبند۔ گورداسپوری۔

جوگی حبس دم

زمانہ قدیم سے سنا کرتے ہین کہ جوگی حبس دم ، مشق کرتے کرتے ایسا ملکہ پیدا کر لیتے ہین کہ وہ اوس حالت مین زیر زمین دفن ہوکر ایک معین زمانہ کے بعد پہر زندہ نکل آتے ہین۔ اگرچہ اوسکی صحت کو خوش عقیدت اشخاص بلاکسی دلیل کے مان لیا کئے مگر اس زمانہ مین کہ عموماً طبایع معقول پسند ہو گئے ہین بظاہر کسی مصلحت یا خوف سے اوسکی صحت یا امکان وقوع کا اقرار کرین تو دلون مین تو اس قصہ کو ایک پوچ دلچرف نہ ضرور سمجہا کرتے ہین۔ چونکہ اسوقت تک اکثر مسائل جو ناممکن اور ما فوق الفطرت سمجہے جاتے تہے تحقیقات جدید ہی سے ممکن الوقوع اور موافق فطرت وقدرت ثابت ہوے ہین اسلئے عجب نہین کہ اس واقعہ کے صحت بہی عقلاً ثابت ہوجاے اور جو مسائل مثل معتقدات کے مانے جاتے تہے وہ مثل مدرکات اور معلومات کے سمجہے اور جانے جائین اور بغیر کسی شک وشبہ کے امیزش کے اوسکی صحت اور سچائی کا یقین کیا جاسکے۔ اور خود بڑے بڑے فلسفی اور ماہران علوم عقلی اُن مسائل کو جو مذہبی ڈہکوسلا سمجہے جاتے

ہین سائنس کے اعلی اور عظیم الشان معلومات تسلیم کرین۔
اب چلئے اس مسئلہ کو معیار تحقیق پر لگا کر دیکھین کہ عیار خالص ہے یا نہین اور اوسکی صداقت مسائل سائنس کا مقابلہ کرسکتی ہے یا نہین۔
اول ہمکو یہہ دیکھنا چاہئے کہ موت وحیات کسکو کہتے ہین۔ اگرچہ تنفس دورۂ خون اور حرکت نبض ان تینون علامات کو موت وحیات کی تفریق وتمیز مین بہت بڑا دخل ہے لیکن عموماً ہر ایک صورت مین اونکی موقوف اور ساقط ہوجانے سے موت لازم نہین آتی۔ صرف ایک قطعی علامت موت کے تشخت کی پائی جاتی ہے۔ وہ وجود کا تحلیل ہوجانا ہے حیات (جان) کا مفہوم ایسا سہل الفہم نہین ہے کہ اوسکی تعریف جامع ومانع الفاظ مین کیجا سکے۔ بالآخر اس مین دنیا کے سارے عقلا نے مسٹر ہربرٹ اسپنسر کی تعریف کو تسلیم کرلیا ہے۔ زبان انگریزی مین اوسکے تعریفی الفاظ اسطرح ہین۔
"A continuous adjustment of internal relations to external relations."
جسکا مفہوم یہہ ہے کہ اسباب خارجی کے رعایت سے اندرونی تغیر وتبدیل کے صلاحیت کا نام جان ہے یعنے جاندار اشیا حیوانی ہون خواہ نباتی اعیان موجودات سے جس چیز کی اونکے جسم کے لئے ضرورت ہو خارج کرتے ہین اور اونکی جسم مین جس چیز کی ضرورت ہو خارج کرتے ہین اسی تبادلہ باہمی کا نام جان ہے

حیوانی اور نباتی جان مین صرف یہہ فرق ہے کہ مقدم الذکر مین ادراک ہوتا ہے
اور آخر الذکر مین نہین - جان کی مذکورہ بالا تعریف کے روسے حیوانات
کے انڈے اور درختون کے بیج بہی جاندار قرار پاتے ہین - اگرچہ اِنہین
اعیان موجودات سے تبادلہ باہمی بالکل کم ہوجاتا ہے مگر مطلق موقوف اور
منقطع نہین ہوجاتا ماہران علم بیالوجی اس حالت کو انگریزی زبان مین -
"انٹراموبیکو ریسپری شن" کہتے ہین -

اب یہان یہہ ایک نیچرل قاعدہ سمجہہ لینا چاہئے کہ کیمیائی تبدیل وتغیر یعنی
بدل ما یتحلل منفی سو درجہ کے برودت مین (مائنس سو ڈگری سنٹی گریٹ*) مین
قطعاً منقطع ہوجاتا ہے - منفی سو درجہ کے برودت کا تصور اسطرح کرنا چاہئے
کہ کہولتے ہوے پانی کو برف سے جو نسبت ہی ویسے ہی نسبت برف کو منفی
سو درجے کے برودت کے ساتہہ ہے - پس اس درجہ کے برودت مین کیمیائی
تبدیل وتغیر قطعاً موقوف ہوجاتی ہے - اسی مفہوم کو ہم دوسرے الفاظ مین
اسطرح ادا کرسکتے ہین کہ مسٹر ہربرٹ اسپنسر نے جان کے جو تعریف
کی ہے اوسکے لحاظ سے منفی سو درجہ کی برودت سے جو جاندار شے متاثر
ہو وہ زندہ نہین رہ سکتی - مگر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اوس درجہ کے

* سنٹی گریٹ حرارت وبرودت کے اندازہ کی ایک ترکیب ہے جسمین یخ کے درجہ کے
برودت کو صفر کے نشان سے ممیز کرتے ہین اور کہولتے ہوے پانی کو سو درجہ

بلکہ اوس سے زیادہ برودت مین کوئی بیج رکہا جاسے تو اوسکے جان برابر باقی رہتی ہے۔ یعنے اوسمین پرورش اور تولید اور نمو کی قوت پای جاتے ہے۔ پس مسٹر ہربرٹ اسپنسر نے جان کی جو تعریف کی ہے وہ صورت مذکور الصدر پر صادق نہین آتی۔

اس دلیل سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گو کیمیل خرچ (بدل ما تیحلل) موقوف ہوجاسے لیکن اوسمین جان محفوظ رہتی ہے جیسا کہ منفی سو درجہ کے برودت مین رکہے ہوسے بیج مین جان ساکت رہتی ہے۔ اور وقت معین پر اوسمین تازگی اور تحریک پیدا ہو سکتی ہے۔

اب اس امر کو دریافت کیجیے کہ اہل معقول جوگی کے حبس دم کو کیون تسلیم نہین کرتے؟ صرف اس سبب سے کہ اوس حبس کی حالت مین وہ کیمیکل خرچ (بدل ما تیحلل) جسپر اونکے قاعدہ کے رو سے زندگی مبنی ہے نہین ہوتا یعنے وہ جوگی جو قبرون مین اپنے کو دفن کرتے ہین خارجی دنیا سے کوئی چیز اپنی پرورش کی اخذ نہین کرتے اور نہ اپنا فضلہ اپنے وجود سے خارج کرتے ہین۔ جبکہ مرقوم الصدر بیج کے مثال سے یہہ ثابت ہوگیا ہے کہ بغیر ایسے کیمکل خرچ کے قیام حیات ممکن ہے تو اس سے یہہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جوگی جو ہمالہ کے درون مین مہینون بلکہ برسون تک چہپے رہتے ہین اونکی حالت بہی اوسی قاعدۂ قدرت کے تابع ہوتی

چاہئے اسلئے کہ اسکی کوئی وجہ نہین کہ جو فعل دلائل عقلی اور مشاہدہ
سے قطعی طور پر نباتی دنیا مین ثابت ہو جاے اوسکا وقوع حیوانی دنیا
مین ممکن نہو۔ اغلب ہے کہ آج کل کے معقول پسند جوگیون کے
اون واقعات کو بے وقعتی اور بے اعتباری سے دیکھا کرتے ہین ۔
اب اونہین واقعات کو نہایت تعظیم کے ساتھہ تسلیم کرین گے ۔

ڈاکٹر محمد ظہور

انسانکی ترقی کا فوٹو

انسان کو جسے قدرتی طور پر معزز بننے کی خواہش ہوتی ہے ہر وقت
اُن تدبیرون مین مصروف رہنا چاہیے کہ جنکے بدولت اوسکی عزت مین
تنزل نہ ہو۔ بلکہ اپنی ترقی کی فکر مین رہے۔ میرے خیال مین سچی ترقی
اور اصل کامیابی انسان کو اُسوقت نصیب ہو سکتی ہے۔ جبکہ اُسکا دماغ
علم کے پاک خزانے سے بہرا ہوا ہو اگر اُسکا دل علم کیوجہ سے ایک شفاف آئینہ
ہوگیا ہے تو یقین کامل ہے۔ کہ کامیابونکی خوب صورت تصویرین اپنا
عکس ڈال کر اُسکے دلمین گدگدی پیدا کرینگے۔ اور وہ آگے بڑہنے کے
لئے کوشش کریگا۔ لیکن اگر علم نے اسمین کچہہ بہی اثر نہین کیا ہے تو
ہمین اُسکی ترقی کی اُمید نہ رکہنا چاہیئے لیکن یہہ صرف علم ہی نہین ہے
جو ہمین ترقی کی راہ پر لگاتا ہے۔ بلکہ وہ عمل ہے علم کا کام بتلانا اور اچہی
بُری چیزون مین فرق و امتیاز دکہانا ہے۔ لیکن عمل عقل سلیم کی مدد
سے اچہے کام مین مصروف ہوجانیکو کہہ رہا ہے۔
عقل سے مراد وہ ہے۔ جسکے باعث انسان سب چوپایون سے ممتاز ہے۔

ہے۔ یعنے جسکے باعث علوم نظری کے قبول کرنے اور خفیہ صناعات فکری کے سمجھنے کی اسکو استعداد ہوتی ہے۔ اور عقل وہ ایک قوت ہے جس سے آدمی علوم نظری کے ادراک کا مستعد ہوتا ہے۔ کَمَا قَالَ اَھلُ المعنیٰ العقلُ ھُوَ نُورٌ یُصَبُّ فِی قَلبِ الاِنسَانِ۔ جیساکہ اہل معنی نے کہا ہے۔ عقل وہ ایک نور ہے۔ جو دل مین انسان کے ڈالا جاتا ہے۔ جسکے باعث آدمی اُسکے ادراک کے قابل ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص اُسکے صفت سے نافر ہے اور عقل کو صرف بدیہی علم کے جاننے پر انحصار کیا ہے۔ میرے نزدیک اُس نے انصاف نہین کیا جسطرح زندگی ایک قوت ہے۔ کہ جس سے جسم حرکات اختیاری اور ارادی پر مستعد ہوجاتا ہے۔ اسیطرح قوت عقل بہی ایسی ہے۔ کہ جس سے بعض حیوانات علوم نظری کے قابل ہوجاتے ہین۔ بالفرض انسان اور حیوان کا قوت طبعی اور محسوس اشیا کے ادراک کرنے مین برابر کرنا جایز ہوا۔ اور عقل مثل آئنہ ہے۔ عقل علم کا منبع۔ اور مطلع اور اصل ہے۔ پس یہی وہ چیزین ہین جن سے انسان ترقی کرتا ہے۔ دنیا کی تواریخ اولٹو تو معلوم ہوگا کہ جس کسی نے جو ترقی کی خواہ امیر ہو۔ یا غریب۔ وہ انہین دو کی مدد سے مثلاً۔ ریل۔ جہاز۔ تار برقی۔ غبارہ۔ مختلف پمپ۔ جہاز باوجودیکہ اسکی ساخت لوہا اور لکڑی سے ہے۔ پانی پر کسطرح سے

روانی ہوتی ہے - تار برقی کی یہہ تعریف ہے - کہ صدہا فرسنگ کی
کیفیت ایک ساعت مین معلوم ہوجاتی ہے - پمپ کی ایسی صفت
ہے - کہ کسی چاہ مین پانی زیادہ ہو تو فوراً آب زائد کو کہینچکر باہر لاتا ہے -
غبارہ کی کسقدر عمدگی کے ساتھہ اسکی نباوٹ ہے - جس مین آدمی بیٹھکر
اوڑجاتا ہے - غرض ان سب کی ایجاد کسطرح ہوی - اول آدمیون نے
عقل کی مدد سے اپنے اعلیٰ دماغ مین اُنکے متعلق خیالات جمائے بعد
اُنکے کل اور پُرزون کے لئے رائے دوڑائے - پہر اُنکے درست کرنے
لئے مستعد ہوگئے - بار بار کی کوششو ںنے یہہ نتیجہ ہوا - جسے ہم آج اپنی
آنکہون سے حیرت کی نظر سے دیکھہ رہے ہین اور مین بہی کسیقدر
جرات کرکے کہہ سکتا ہون - کہ اگر عمل دنیا مین نہوتا تو آج یہہ ترقیان بہی
عنقا ہوجاتین - کیونکہ اکثر دیکہا گیا ہے - کہ ترقی عمل پر منحصر ہے - پہر
کیا وجہ ہے - کہ آج ہم اس پست حالت مین ہین - کیا ہم ترقی کے ذرایع
نہین جانتے - یا یہہ کہ ترقی کی راہ ہمارے لئے کہلی نہین - مین جانتا
ہون - کہ ایک بچہ بہی اِن سوالات کا جواب دے سکتا ہے - کہ وہ کسطرح
شہرت اور نیکنامی حاصل کرسکتا ہے - سچی خوشی اور اصلی راحت اسکو
کسطرح مل سکتی ہے - لیکن افسوس وہ ان راہون پر کبہی بہولے چوکے
بہی نہین چلتا - عقل اُسے برابر بتاتی ہے - کہ یہہ کام اُسکے لئے اچھا

ہے۔اور وہ برا۔ مگر وہ جان بوجھکر بُرے کام کرنے لگتا ہے۔ پس
اس سے زیادہ ہمپر اور کون عذاب ہو سکتا ہے۔ کہ ہم خوشی اور
خُرمی کے لہلہاتے ہوے باغ کے دروازے پر سو رہے ہین۔
سخت دہوپ اوپر پڑرہی ہے۔ مصیبت اور رنج
کی گرم لوئین چل رہی ہین۔ اور ہم کچہہ ایسے غافل اور ذلت
کی نشہ مین مخمور ہین کہ متوجہ نہین ہوتے۔ باغ کی (ملکہ) اشارے
سے بلاتی ہے۔ اُسکی پیاری اور الوکہی صورت ہمین بیچین کر رہی ہے
مگر واے قسمت کہ ہم اندر نہین جاتے۔ ہزارون آدمی آتے ہین
اور بلاخوف وخطر جاتے ہین۔ مگر ایک ہم ہی ہین۔ کہ باہر سے دیکہکر
للچا رہے ہین۔
پہر یہہ علم اگر پہیلایا جاے تو اسکے بہت سے شاخین نکلتی ہین۔ جنکی
مدد ترقی کے وسیع میدان مین بہت ضروری ہے۔ عقل جسکی تعریف
مین نے اوپر بیان کی ہے۔ علم ہی سے قایم رہتی ہے جو علم
سے بےبہرہ ہے۔ اُسکی عقل اُسی حد تک محدود رہتی ہے۔ اور جو علم
سے متمتع او بہرہ یاب ہے۔ اُسکی دانش وبینش آگے چل کر ترقی
پذیر ایسی ہو جاتی ہے۔ جسکے ضعفون سے ہماری عقل ہی دیکہہ کر پست
و حیران ہو جاتی ہے۔ اور عقل ہمین اچہے راہ پر لگاتی ہے اور بُرے

اور پیچیدہ راہون سے بچاتی ہے۔

ہمت بہی اگر غور سے دیکہا جاے تو اسی علم سے نشو ونما پاتی ہے۔ وہ ہمت نہین کہ جو ایک اُجڈ سپاہی رکہتا ہے۔ بلکہ ترقی کے لیے انسان کو اسی ہمت کی ضرورت ہے۔ جو ایک لایق سپہ سالار رکہتا ہے۔ میدان جنگ مین فتح و شکست اسی لایق افسر کی لیاقت اور ہمت پر موقوف ہے۔ گو غنیم اسکے مقابل مین تعداد کثیر رکہتا ہو لیکن اگر افسر لایق ہے تو کوئی فکر کی بات نہین یہہ تہوڑی فوج سے اُنپر کامیاب اور فتحمند ہو سکتا ہے۔

انسان کے دل مین اُس چیز کا جسکے پیچہے یہہ پڑا ہوا ہے پورا پورا شوق ہو۔ ورنہ اس شوق کی کمی سے اور اُسکے ناتمامی سے وہ اپنے مقصد مین مُشکل سے۔ سر برآوردہ ہوگا۔ یہہ شوق ہی تو ہے جو دل مین چٹکیان لیکر ہماری ہمت کی آتش کو بہڑکاتا ہے۔

	شوق در ہر دل کہ باشد رہبری درکار نیست	

کسی حکیم حاذق کا قول ہے۔ کہ ہماری حاجتون کے نمبر کے ساتہہ ہماری خوشی کی تعداد بڑہتی ہے۔ یہہ مسئلہ اگر بڑہایا جاے تو معلوم ہوگا۔ کہ ترقی کا نمبر بہی اسی کے ساتہہ لگا ہوا ہے۔ کیا معنے۔ کہ جب انسان کی حاجتین ترقی پذیر ہون تو لامحالہ وہ چند ذرائع بہی بہم پہونچاٸیگا

جس سے اُسکی حاجتین پوری ہون - اب اگر یہہ مسئلہ غور سے دیکھا
جاوے تو انسان کو دوہری خوشیان مل سکتی ہین - ایک تو حاجتون
کے پورے ہونے سے دوسرے ترقی کرنے سے - لیکن یہان ایک
سوال پیدا ہوتا ہے - کہ ہماری حاجتین تو بڑہین - لیکن خوشی زیادہ
کیون میسر نہوی - اسکا صاف جواب یہی ہے - کہ ہماری کاہل وجودی
اور آرام طلبی اور لاپروائی سے نے ہمین اس حالت مین پہونچا دیا ہے
اور دوسرے لوگ ہماری خوشی کا نمبر چہین کر دہ چند خوشیان منا رہے
ہین جسکے دیکہنے سے ہمین افسوس ہوتا ہے -
ایک شاعر نے بدل ایک نظم لکہہ گیا ہے - جسکا ترجمہ یہان لکہہ دینا مناسب
معلوم ہوتا ہے - میان زندگی کوی لہو لعب نہین - یہہ کچہہ اصلیت ہی
رکہتی ہے - خلاق دوعالم نے ہمکو کچہہ نہ کچہہ جانکر پیدا کیا ہے باوجودیکہ
ملاء اعلے سے جناب باری نے استشارہ فرمایا اہنون نے اپنی
خلقت کے کافی ہونے کی استدعا کی - جنکو ادنی اعلم ما لا تعلمون - کا صاف
حکم سنایا گیا - پس اس زندگی کے میدان وسیع مین تو گونگا
مثل چوپایہ نہ بن جا - بہادری سے لڑ - اور فتح حاصل کر - آیندہ
کے خوشیان جو تجہے مسکراتی ہوی نظر آتی ہین تو اُنپر نازان نہو -
اور ہرگز اعتماد نکر - گذشتہ بُرے بہلے کامون کو بہول جا - اور

ہر گہڑی اور ہر لحظہ محنت کر۔ ہمت نہ ہار۔ اور اپنی کامیابیون کے لئے
منتظر رہ ۔ دیکہئے بیت المقدس جسے انگریزی مین (جیروسیلم)
کہتے ہین۔ وہ عیسائیون کا متبرک مقام ہے۔ وہان عیسیٰ علیہ الصلواۃ
والسلام کے گدہے کے سُم کا نشان ہے۔ عیسائیان ہر سال وہان
اکر جبہ سائی کرتے ہین پیشانیان رگڑتے ہین۔ سجدے کرتے
ہین۔ انجیل پڑہتے ہین۔ اُسکے متعلق مسلمانون نے جس استقلال
اور ہمت سے اپنے دین مین کے پہریرے بمصداق انا فتحنا لک
فتحاً مبینا اڑا کر فتح حاسل کی اسکے بیان کی چندان ضرورت نہین
اگرچہ اسوقت مسلمان۔ بتیس دانت ایک زبان کیطرح مخالفین کے
نرغہ مین پہنس گئے تھے۔ لاکن ترک دلاوری سے میدان کارزار مین
دشمن سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوے۔ تو یا نصر اللہ انزل
کہکر لڑتے تہے۔ بالآخر وہی ترک کامیاب ہوے۔ اور یہہ شہر
ابتک مسلمانون کے قبضہ مین چلا آتا ہے غرضکہ وہ ترک ہون
یا انگریز ہمین اُنہین لوگون کی سی ہمت سے کام لینا چاہئے۔ جب
ہی کامیاب ہو سکتے ہین۔
تیمور ایک پادشاہ تہا۔ جسکو عام وخاص جانتے ہین۔ اُسکے اوصاف
کے اظہار کی ضرورت نہین اتفاق جب اُسکو کسی غنیم سے مقابلہ

دشمن سے شکست کہا کر کسی غریب کے مکانین آکر پناہ لی - وہ غریب بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا ؎

	روا تی منظر چشم من آشیانہ تست		کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست

اُس نے ایک روز دیکہا - کہ چیونٹی ایک دانہ لئے ہوے دیوار پر چڑہنی کی کوشش کر رہی ہے کوی سترہ بارہ دیوار پر چڑہی - اور ہر بار گری کبہی تہوڑی دور سے - اور کبہی اپنی سوراخ کے پاس سے - یہانتک کہ یہہ دیکہہ کر تیمور کا جی اُکتا گیا - آخر اٹہار دین بار وہ چیونٹی کامیاب ہوی - اور معہ دانہ کے اپنے سوراخ مین پہونچگئی تیمور یہہ ہمت و استقلال دیکہکر عش عش کرنے لگا - اُسنی بیوقوفونکی طرح ہاتہہ پر ہاتہہ رکہکر وقت ضایع نکیا - بلکہ ہمت اور استقلال سے جہرمٹ مین اپنی بچہڑے ہوے سپاہیونکی تلاشش شروع کی - اور چند ہی دنون مین اُس غنیم پر کامیاب ہوا - آخر مین صرف اور یہہ لکہنا چاہتا ہون - کہ ہم ترقی کو صرف شخص واحد پر قرار نہین دیتے - بلکہ اسکے معنی بہت دور تک لیتے ہین - تو ہماری ترقی کے لئے ایک اتفاق کی ہی سخت ضرورت ہے - جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

محمد حسین خوشنویس علاقہ مہاراجہ [illegible]	دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را	

اقتباس

دنیا مین سب سے بڑی وسیع عمارت کچھہ عرصہ ہوتا ہے کہ سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے مکہ معظمہ مین حُجاج کے آرام کیلئے ایک ایسی عظیم الشان وسیع عمارت تعمیر کروائی ہے کہ جسکے نسبت اسکیچ رقمطراز ہے کہ یہ عمارت دنیا کی تمام عمارتوں مین بلحاظ وسعت اول ہے۔ اسمین ۶ ہزار افراد بفراغت رہسکتے مین۔ اسکے دوسرے نمبر مین بمقام دبا نہ ایک عمارت ہے جسمین (۱۵۰۰) کمرے اور ۱۳ دالان ہین جنمین (۲۱۱۲) آدمی رہ سکتے ہین۔ اسکے بعد جو سب سے بڑا مکان ہے روٹن ہوز واقع لندن ہے۔ اسمین (۸۰۰) کمرے ہین۔ اس سے اُترتے ہوے ٹرنٹی کالج واقع کیا مبرج کا نمبر ہے۔

مخبر دکن

بارش سے نقصان

پنجاب مین اسقدر بارش ہوی کہ اُس نے مدتون کے امساک کا پورا نعم البدل دیا۔ لیکن بعض اضلاع مین ژالہ باری نے فصلون کو نقصان پہونچایا۔ ضلع لاہور

مین تحصیل جونیان مین چنے اور گیہون کے فصل کو اتنا نقصان پہونچایا کہ زمیندار چلا اُٹھے اور ان کے لئے یہ بارش زحمت ثابت ہوئی زمینداروں کی تباہی پر رحم آتا ہے - ہم لوگون کے شامت اعمال کہ اگر خدا کی طرف سے کوئی نظر رحمت ہو تو ہماری شومی بخت اُسے زحمت بنا دیتی ہے - اور بہی کئی مقامات سے زیادہ بارش ہونے سے فصلون کے نقصان کی خبرین آئی ہین - . . . . خالصہ بہادر

آفریقہ کے زنگی بڑے شوق سے ہاتی کا گوشت کہاتے ہین اول اوپر کا موٹا چمڑا اُدہیڑتے ہین - پہر پوست دوم کو اُدہیڑتے ہین جو مشک بنانے کیواسطے عمدہ ہے اور اس مین پانی رکہتے ہین - لذید ترین گوشت فیل کا ہے جو زانو کے نیچے کے جزو مین ہے - اسکے پکانے کے واسطے تین فیٹ گہری قبر کہودتے ہین اور انگارون مین اُسکو بہونتے ہین - . . . . رہبر مرادآباد

غبارہ باز عورت - مس ہوموننٹ غبارہ باز کو جس نے تلہر واقع سندہ مین پرواز کیا تہا - گرنے سے چوکنے مین سخت چوٹ لگی -

بہادرونکی داد - انگلستان مین سرحدی بہادرون کیواسطے جو چندہ انڈین ہیروفنڈ کے نام سے کہولا گیا ہے اُسمین کئی ممبر پارلمنٹ اور برگزیدہ اصحاب شامل ہوے ہین - . . . . انیس ہند میرٹھ

العظمۃ للہ

خرامان شوای ابر مشکین پرند

کشش سے آفتاب بلند

دبدبہ آصفی

۵ ۱۶ ۱۳ھ

اعلی حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت

آصف ظل سبحانی پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین حسب الارشاد

مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی ٹھاکر پرشاد صاحب شوق

محبوب پریس حیدرآباد دکن علاقہ پیشکاری سے چھپا

حقوق ... پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ ہین

شیطانکی آنت

بعض مضامین نامہ نگاران ذیشان نے ایسے بھیجے جنکی نسبت عنوان مندرجہ بالا کی پھبتی ٹھیک عائد ہوتی ہے مضمون کیا ہین کہ طول امل کے نانا جان کے بھی دادا۔ پڑھتے پڑھتے آندھی روگ آجائے۔ اور ناظرین کو اس کڑی منزل مین چلتے چلتے تھک کے زبان حال و قال دونون سے تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان آسیر لکھنوی برد اللہ مضجعہ کا یہ مصرع پڑھنا پڑے۔

مین سست قدم دن کوئی دو چار گھڑی ہے

بظاہر ہو کہ یہ ایک ماہواری رسالہ ہے اس رسالہ مین ایک ور رسالہ لگانا یعنی رسالہ در رسالہ یعنے چہ۔ اس قسم کے مضامین جنکو نامہ نگار شیطانکی آنت کی امان بناتے ہین ہرگز درج دبدبۂ آصفی ہونگے۔ آزمودہ کار نامہ نگار خوب جانتے ہین کہ ایجاز مخل اور اطناب ممل دونون داخل عیب ہین۔ اور مخل فصاحت مضمون ماقل و دل ہونا چاہیے کوزہ دریا نوش نہ مختصر ایسا کہ مطلب غت ربود ہوجاے۔ نہ طویل ایسا کہ پڑھتے پڑھتے طبیعت بیزار ہو۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

اڈیٹر

انطباع اشتہارات

اب بفضلہ ہمارے رسالہ دبدبہ آصفی کی اشاعت روزافزون ترقی پرہے اور آئندہ اوربھی امید ترقی کے سامان کی نظر آتی ہی لہذا تجارت کی ترقی کے لیے ہم دبدبہ آصفی مین چند صفحے خاص اشتہارات تجارتی کے لئے اضافہ کرین گے اور اِس بات کا خیال رکھین گے کہ اجرت طبع اشتہارات معمولی اجرت سے بھی کم ہو۔

افسوس ہی کہ باوصف اشاعت اخبارات ابھی تک ہمارے ملک کے تاجرون کو اخبارون مین اشتہارون کے چھپوانے کا چند ان شوق نہین ہی۔ اس سے تو اہل امریکہ و یورپ ہی خوب واقف ہین اور اسی ذریعے سے سیکڑون کی جگہہ ہزارون اور ہزارونکی جگہہ لاکھون اور لاکھون کی جگہہ کرورون روپیے پیدا کرتے ہین۔ کل نامی نامی اخبارون رسالون صحیفون مین اشتہار موجود۔ بڑیموے مین اشتہار چھپے ہوے چرٹ سگار سگرٹ کے ذرا ذرا سے بکسون پر

اشتہار دیکھ لیجئے۔ ریل کے اسٹیشنون پر موجود ہیں ہیچم صاحب
کی گولیان ہالوے کے جوب اور مرہم تمام دنیا کے اخبارون مین
پڑھ لیجئے اور دوا کے اخبارون مین ممیرے کا سرمہ۔ یہ تہر کس ظالم
نے مارا یعنے خضاب کا اشتہار زبدۃ الحکما غلام نبی حکیم لاہوری کا
اشتہار یہ سب کثرت سے چھپتے ہین اصغر علی صاحب اور منشی نثار حسین
صاحب نثار کے عطر کے اشتہارون نے انکو بڑا فائدہ بخشا۔ محمد علی
اعظم علی کی دوکان خوب چمک گئی اور اشتہارونکے ذریعہ سے انکا خمیرہ
اور دوسیر ابتنا کو خوب بکا۔ ناولون اور کتابون کے اشتہارات
سے مصنفون نے فائدہ کثیر اُٹھایا۔ کانپور کے چرمی کارخانونکی
بذریعہ اشتہارات دور دور تک شہرت ہوئی اور مال خوب بکا
ہمکو تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ جیبی گھڑیون اور سستی کلاک گھڑیون کے
اشتہار چھپوا کر لوگون نے بڑا نفع حاصل کیا۔

جن تاجرون کو اشتہارون سے بکثرت فائدہ ہوا انکو اب ایسی چاٹ
پڑ گئی کہ مختلف مقامون پر اُنھون نے ایجنٹ مقرر کر دئے کہ ادھر نیا پرچہ
شائع ہوا اور اُنھون نے اپنا اشتہار چھپوانا شروع کیا۔

ناواقف آدمی اِس گر کو نہین جانتے کہ اگر اشتہارون کے
چھپوانے مین فی سال دو سو روپیہ صرف ہونگے تو دس ہزار کا فائدہ بھی

ہوگا۔لندن کے کسی اخبار مین لکھا تھا کہ ایک مشہور تاجر نے اس زعم فاسد اور خیال باطل سے کہ ابتو مین خوب چمک گیا ہون تجارت کا ستارہ چمکا ہوا ہی۔ رتی بلند ہی۔ ادنیٰ اعلیٰ سب نام سے واقف ہو گئے ہین پھر صدہا پونڈ کا فضول خرچ اپنے اوپر کیون گوارہ کرون ایک سال اشتہار نہین چھپوائے آخرکار اُنکو معلوم ہوا کہ اس غلطی سے اونکا اس قدر نقصان ہوا کہ اشتہارونکی اجرت بیس۲۰ برس تک کے لئے کافی ہوتی۔

ہم حیدرآباد کے تاجرون سے اجرت اور مقام کے تاجرون کی نسبت کم لین گے۔

اڈیٹر

حیدرآباد کا محرم الحرام سنہ ۱۳۱۶ھ

حسنین کا غم کرو محرم آیا	سر پیٹ لو مومنو کہ ماتم آیا
ناشاد فلک پر بھی ملک ہین غم مین	روتے ہین یہ کہکر کہ مہ غم آیا

اس بدیہی امر سے کوئی انکار نہین کرسکتا - کہ سبط نبی - آل رسول - فاطمہ زہرا کے لال - شہ مردان کے نور بصر کے کفار ناہنجار کے ہاتہون مارے جانے کا جس قدر سوگ دنیا نے لیا - اسقدر ابتداے آفرنیش سے از آدم تا اینندم - ماہ سے ماہی - اور سمک سے سما تک کسی نے کسی کے قتل کا رنج نہین لیا - اس حادثہ جگردوز کو بارہ تیرہ سو برس گذر گئے - مگر جون جون غم پرانا ہوتا جاتا ہے - تازہ ہوتا جاتا ہی - ہاے ہاے - سبط محبوب رب اور یون تشنہ لب - رسول اللہ کے نواسے - اور یون پیاسے جس نے رحمت باری کے کرورون سمندر بہا دئیے - اُسکے شیرخوار ننہی ننہی بچے - ایک ایک بوند کو ترسین -

بھلا ایسے شقی القلب کافرون پر فلک سے انگارے کیون نہ برسین مختار سلسبیل کا خاندان تشنہ کام۔ لعنت تُفو بر تو اے چرخ نا فرجام۔ ذوالجناح تک شاہ مومنین کے مصائب دیکھکر رو دیا۔ مگر شمر لعین کو رحم نہ آیا۔ نازنین نازنین گلے تیغ خون آشام سے کاٹے گئے۔ ظلم و جور کے کوہ سے دریا پاٹے گئے۔ تلوارونکی بجلیون کا چمکنا۔ اور سنانون کا لچکنا۔ بیکسون کا قید خانے جانا۔ لب خشک۔ گلو خشک۔ دہن خشک۔ شام مین آنا۔ دردا۔ وامصیبتا۔ واحسرتا۔ اسوقت قلم صفحۂ قرطاس پر اشک بہاتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ غازیون کا جیالا پن۔ کافرونکی عیاری۔ مگر واہ رے۔ شیر خوار۔ شمر کی فوج کے لاکھون پر۔ ایک بھاری۔ اور کیون نہو۔ آل قلعہ کشائے خیبر علی اکبر۔ اور علی اصغر۔ حضرت قاسم کا دولہا بنتے ہی اجل سے ہمکنار ہونا۔ مرگ سے دوچار ہونا ہمشکل پیمبر کی عین پریشانی مین راستبازی۔ عمر سعد کی مکّاری اور فسونسازی۔ عباس علمدار کا شانون پر تلوار کے زخم کاری کھانا اور شام کے لشکر مین گھرجانا۔ رن کی لال لال زمین مین کہین تبر تھے کہین تیر۔ کبھی عباسِ دلاور زخمی ہوے۔ کبھی حضرت شبیر۔ ادھر شامیان لعین خون کے پیاسے پھرتے تھے۔ ادھر شیران شیر گرجتے تھے۔ بپھرتے تھے۔ جلو مین روح الامین و فتح نجات در دست۔ غازیان خدا

بادہ شوق شہادت مین مست۔

الغرض جہان محرم کا چاند دیکھا۔ یہ سین جو سچا واقعہ میدان کربلا کا ہی آنکھون مین پھر گیا۔ گویا محرم ماتم اور عزاداری اور مجالس غم اور ذکر مصائب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا شیون شین بکا وبین سے سراپا رنج والم کی تصویر بنا رہتا ہے۔ مگر ہان۔ روشنی اور سبیلون اور خیرات کا اہتمام اور رنگ سوانگ کے میلے جوگی جوگن رنگیلے انکے جمگھٹے جب نظر آتے تھے تو کچھ دل بہلجاتا تھا۔ مگر اب کے ان سب سوانگو ںکا رنگ بدرنگ ہوگیا۔ گو روشنی وغیرہ جو کچھ ہوئی معمولی جگھون مین ابکی بھی نظر آئی۔ مگر وہ ضو نہین تھی ٹمٹماتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور نہ وہ رونق بہار افروز کی ہوا چلتی تھی جس سے غمگین دل ذرا بہل جاتے تھے بلکہ عالم نظر مین جو طرفہ سناٹا ایک عجیب قسم کا سین پیش نظر تھا۔ جو ایسا اتفاقی کبھی اس دارالسلطنت کے اسٹیج پر اس قسم کا کبھی ہوا ہمتو بقول شخصے کے آمدی کے پیر شدی بوڑھے بوڑھون نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ آخر اس طول بیانیکا کوئی نتیجہ اور یہ بےلطفی کا کوئی سبب ؟

صاف ظاہر ہے۔ کہ برخلاف سنین ماضیہ اس مرتبہ حضرت قدر قدرت خاقان ابن الخاقان حضور بندگانعالی بلدہ مین رونق بخش اور رونق افروز نہ تھے ۵

عشرے کا سارا ٹھاٹھ مہیا ہی شہر مین	اور روشنی سے عقد ثریا بھی مات ہی
پر لطف کیا ہی شادی کہ شہر مین شکار مین دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہی	

حضور بندگانعالی کے رونق افروز ہونے سے رعایا کا علاوہ اسکے کہ اپنے بادشاہ کے دیکھنے کو ترس گئی۔ غربا اور مساکین بھی ترس گئے۔ محرم کے زمانے مین حضور اقدس خلد اللہ ملکہٗ پنج محلہ مبارک مین جلوہ افگن رہتے تھے۔ اور ہزارہا روپیہ فقیرون غریبون کو خیرات مین عطا ہوتا تھا اور رنگ اور سوانگ والے اس حیلہ مین مالامال ہوجاتے تھے۔ اور سال بھر گھر مین بیٹھکر مزے سے کہاتے تھے۔ ابکی انکی ایکسالہ امیدونکی شہادت ہوگئی۔ یون تو جو فردبشر سیم وزر پاے گا جبکا کہائیگا اوسکا گائیگا۔ مگر علاوہ روپیے سے جہولی اور دامن اور جیب بھر نیکے یہ شرف کیا کم تہا۔ کہ ایسے نظام جم احتشام سنجر احترام کے دیدار عظمت بار اور اونکے دست مبارک سے دُرو دینار پاتے تھے۔ اور اپنی اس سعادت پر فخر کرتے اور اتراتے تھے۔ گو انشاء اللہ تعالی۔ آئندہ محرم مین ہر غریب اس قدر پاے گا کہ امسال کا معاوضہ ہوجائیگا۔ مگر اس سعادت عظمی وہ کیا؟

شرف قدمبوسی حصول دیدار شہریار سے جان نثارون کا ایکی

محروم رہنا۔ اور سال بھر تک چشم انتظار نرگس وار۔ وا۔ رکھنا پڑیگا۔ ع

کجا بود مرکب کجا تاختم

کیا کہتے کہتے کیا کہہ گیا۔ ہان مومنین اب صرف یہ کہکر ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین کہ دیکھو شہداے دشتِ کربلا گرفتار رنج و بلا نے کیسے کیسے صدمے سہے۔ مگر تا دمِ مرگ صابر رہے۔ پیاسون مرے۔ مگر اُف تک زبان پر نہ آئی۔ وہی شکر اور خدا کی درگاہ مین جبہہ سائی کی اُنکے رنج و ملال کو یاد کرو۔ اور اُسیر اُنکے صبر و استقلال کو یاد کرو ؎

پیاسے تھے وہ کہ ہونٹھ تک آ گئی تھی جان

صابر تھے ایسے لب پہ نہ پھیری کبھی زبان

ماہِ محرم مین اہلبیت کا ماتم کرنا ضرور مومنون کا ایمان ہی۔ جور و جفا کے نیزے چاندسی چھاتیون پر چلے۔ مگر غازی حجازی میدان سے نہ ٹلے اللہ رے کمال اور اللہ رے استقلال اُدھر لعینون کے کڑکیتون کا کڑکا ادھر یہ تو کیا۔ انکا گھوڑا تک نہ بھڑکا۔ رضا و شکر انکا شعار رہتا۔ ایک ایک بچہ امت کے نام پر نثار رہتا۔ بس انکا صبر کرنا ہنسی خوشی سے مرنا اُن سے سیکھو۔ اُنکے نام پر مال و متاع علےٰ قدر حیثیت نچھاور کرو اور یاد رکھو کہ جوانِ شہدا کے نام سے دوگے۔ اسکا ہزار چند عاقبت مین لوگے۔ غلامِ حسنین بنکر پیاسون کو شربت برفاب پلاو سبیلین بٹھاو ؎

رومال نہ اشکوں سے بھگونے پائے
منہ آب گہر سے بھی نہ دھونے پائے

کیا جلد ہوا ماہِ محرم آخر
جی بھر کے حسینؑ کو نہ رونے پائے

کشن پرشاد عفی عنہ
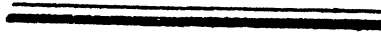
کاشتکاری صنعت تجارت وملازمت ہند

کوئی ملک اور قوم بغیر عمدہ ذرایع اور وسیع اسباب کے خاطر خواہ
ترقی کرنے کے لایق نہین ہوسکتی اور یہ مسلم مسئلہ ہر کہ علم سے قوت دراکیہ
کو تقویت اور مادۂ فہم و فراست کو ترقی وجلا ہوتی ہی۔ اور اسمین شک نہین کہ
علم اسباب ذریعہ ترقی و باعث جلاے ہر پیشہ و ہر ہنر مان لیا گیا ہے
اگر کوئی ذی علم کافی سرمایہ سے کسی ایک صنعت و دستکاری یا کسی پیشہ
کی طرف برغبت خاطر متوجہ ہو تو کامل الفن ہوجانے مین کلام نہین ہوسکتا
اور جن ممالک مین اسوقت نئی نئی اشیا دستکاری کے ذریعہ سے بنتی اور
ترکیب پاتی ہین اور ہر روز انواع اقسام کی کلین اور طرح طرح کے عمدہ و نفیس
چیزین ایجاد ہوتی رہتی ہین۔ کیا یہ لوگ ہماری طرح غیر تعلیم یافتہ ہوتے ہین؟
نہین بلکہ یہ لوگ بڑی بڑی یونیورسٹی کی اعلی تعلیم یافتہ اور بڑی بڑے
اسناد و ڈگریان حاصل کئے ہوے ہوتی ہین اور جب انھون سے
حسب خواہش ایک حد تک کامیابی حاصل کرلی اور کسی ایک کام کی
جانب موافق مذاق و مناسب طبع توجہ کرتے ہین تو پھر جیسی کچہ کامیابی ہوتی ہے

ظاہر ہی کہ ایک حد تک موجد کہلائے لگتے ہین۔ یوروپ کے مشاہیر و دولتمند اشخاص کی فہرست دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے کارخانے اور کمپنیون کے بانی و مالک اور عمدہ اور بڑی مفید و کارآمد اشیار کے جلا دینے والے جن کے نام اشیا پر خطابون کے ساتھہ ثبت رہتے ہین اونمین سے شاید ہی کوئی اس فہرست سے علیحدہ ہو سکتا ہے یہ محض اعلیٰ تعلیم ہی باعث ہی اور ساتھہ ہی اوسکے صنعت و حرفت و تجارت کی طرف توجہ۔ کیا ہند مین بھی ایسی مثال کوئی بتلا سکتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم تو کجا کوئی چھوٹی سی چھوٹی ڈگری کا بھی حاصل کرنے والا صنعت حرفت و تجارت کی جانب اپنی توجہ مبذول کرتا یا اسکو کرنا پسند کرتا ہے ؟

ہندوستان مین تو بالعموم تجارت و دستکاری نفرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اور اسکو اختیار کرنے والے ذلیل اور کم ذات خیال کئے جاتے ہین اور جو لوگ اسکو کئے ہوے ہین علی العموم فرقہ جہلا و کم مایہ مین سے ہین مگر باوجود عدم تعلیم کے یہ گروہ بالخصوص ملازمت پیشہ سے بدرجہا معتمد و دولتمند ہے۔ اور پھر آزاد۔ نہ کسی وقت کے پابند نہ کسی دربار کے مطیع نہ تنخواہ وضع ہونے کا خوف نہ وظیفہ کم ہونے کا ڈر۔ دیانتداری خوش اخلاقی ۔ اور نیک چلنی باعث فروغ و موجب نمایان ترقی ہے۔ ہندی مثل ہی کہ اوام کھیتی مدہم ویپار نکھشٹ چاکری بھیک ندان۔ کاشتکاری۔ گو یہ پیشہ دنیا کے کل

پیشون اور تجارتون سے اعلیٰ ترین ذریعہ دولتمندی کا مان لیا گیا تہا۔ مگر
کاشتکاری کے واسطے بہت تجربہ اور استقلال ہونا چاہیئے۔ اور آجکل کی
رفتار اور مذاق طبیعت کے خلاف بھی ہو گیا ہے اور ہماری برٹش گورنمنٹ
کے بڑے بڑے چارج وٹیکس نے کاشتکار پیشہ کی حالت بالکل خراب کردی
ہی۔ اور متعدد بار کی پیمایش واضافہ لگان سے ہند کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی
ہے۔ اور جن فوائد کے لحاظ سے اس پیشہ کو اعلیٰ ترین ومعزز پیشہ مانا گیا تہا
اب اسمین اوسکا عشر عشیر حصہ بھی باقی نہین رہا۔ مگر تاہم کوئی باقاعدہ مفید زراعت
کسی تعلیم یافتہ کے ذریعہ سے کافی سرمایہ لگا کر کیجاوے تو ملازمت پیشہ سے
بدرجہا مفید ثابت ہوگی اور یقیناً نمایان فائدہ حاصل ہوگا۔ صنعت وتجارت
اسکو بالعموم ہر وقت اور ہر زمانہ مین فروغ حاصل رہا ہے۔ اور یہ پیشہ ایسا ہے
گذشتہ زمانے مین ہند وعرب وغیرہ مین قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا
تہا جیسا کہ اب یوروپ مین دیکہا جاتا ہے۔ اور یوروپ مین لوگ اسیکے
بدولت بڑے بڑے دولتمند ومالدار بنے ہے۔ لکھپتی۔ کروڑپتی تو شمار ہی
مین نہین۔ اربون روپیہ بہرا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہی ہے کہ ممالک یوروپ
کی مالداری ملازمت یا کاشتکاری کی وجہ سے ہے؟ نہین بلکہ تجارت
ودستکاری کی وجہ سے ہے۔ آج یوروپ کل بر اعظم سے باعتبار وسعت
وآبادی وبلحاظ مالداری ودولتمندی۔ ترقی تہذیب وشائستگی وتقویت جنگی

سبقت لے گیا ہی۔ اور تمام سلطنتین گریٹ برٹن کا علی الخصوص مالداریمین لوہا
مانتے ہین۔ اور اسی پیشہ کی بدولت ممالک بالخصوص ملک ہندوستان
ہاتھہ آیا۔ ناظرین تواریخ ہین کو یاد ہوگا کہ پہلے پہل **ابوالمظفر محی الدین**
محمد اکبر شاہ غازی کے وقت مین اہل انگلستان کی آمد و رفت
تجارت کے ذریعہ سے ہندوستان مین ہوئی۔ ہندوستان جو باعتبار
آب و ہوا پیداوار اور مالداری و زرخیزی جنت نشان کے لفظ سے کہا جاتا
ہی۔ محض اسیوجہ سے کہ اسکی زرخیزی و مالداری دور دور ممالک مین مشہور
ہوگئی تھی اور اسی لالچ سے ایک نہ ایک حیلہ سے مختلف قومین آئین اور
کچھہ نہ کچھہ فائدہ حاصل کیا"۔ اور کم و بیش سلسلہ عالمگیر کے وقت تک جاری رہا
مگر کوئی فروغ نہین ہوسکا۔ کیونکہ یہ سلاطین بڑے مدبر اولوالعزم۔ بیدار مغز
و جابر تھے۔ اور اسوجہ سے کسی کو مکروزور و سازش کا خیال تک نہین ہو سکتا
تھا۔ خود اہل ہند صناع و دستکار تھے اور حوصلہ افزائی و قدردانی ہوتی
تھی۔ مگر بعد عالمگیر کے جب مختلف صوبجات ہند مین بد امنی پھیل گئے اور صوبدار
و رئیس جہان موقع ملا جابجا ملک دبا لیا اور خود مالک بن بیٹھے اور دہلی
کی باشاہت برائے نام ایک محدود حد تک رہگئی۔ اور اس طوفان بے تمیزی
مین سنئے رئیسون نے ایک دوسرے پر فوج کشی اور حملہ آوری کرنی شروع
کردی ایسے وقت مین کہ ہند کے رئیسون مین آپس مین نفاق تھا اور

نا اتفاقی کی آگ مشتعل بلکہ شعلہ زن تھی"۔ یوروپین پالیسی نے موقع کو غنیمت جانکر بشرایط کسی ایک فریق کے جانبدار و معاون بنکر اور دوسرے کو شکست دیکر اپنے مطلب مین بہت دلونکی کوششون کے بعد کامیابی شروع کی۔ یعنے کسی قدر حصہ ملک پر حسب شرایط قابض و مالک ہوے۔ اور چونکہ اوسوقت مین ہندوستان مین پھوٹ تو تھی ہی اور ایک دوسرے پر فوج کشی کرتا رہتا تھا۔ انگلستان کسی فریق کا موقع سے بشرایط حامی بنکر اپنا مطلب نکالتا رہتا تھا۔ اور بوجہ نا اتفاقی و ناعاقبت اندیشی رؤسار ہند کی گریٹ برٹن بتدریج مالک ہند بنگیا۔ اور دہلی کا اخیر حکمران محمدؐ بہادر بادشاہی کے زمانہ کے بعد برٹش گورنمنٹ کمپنی کے نام سے سکہ جاری کرکے بادشاہت کرنے لگے۔ اور ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کے نام سے سکہ نامزد کیا گیا۔ اور اس طرح سے تجارت کو بادشاہی کا فروغ حاصل ہوا۔ مگر اہل ہند باوجود ان سب باتون کے جاننے کے اس پیشہ کو ایسا ذلیل و حقیر سمجھتے اور ایسی بری نگاہ سے دیکھتے ہین کہ اسکو اپنے واسطے دیکھنا دوبھر معلوم ہوتا ہی۔ گو سب ضروریات اسی ذریعہ سے رفع ہوتی ہین۔ اور دوسرونکے ذریعہ سے و دوسرونکے دست نگر ہوکر رفع ضروریات کرتے ہین مگر اسپر بھی شرم نہین آتی۔ خیال نہین ہوتا مفلس قلاش بنگئے بے دست و پا ہوگئے۔ اغیار لوٹے لئے جاتے ہین کچھ پرواہ نہین۔ ہمارے یہان سے۔ گندم۔ نیل۔ افیون

چاول مصالحہ جات کوڑیون کے مول لیجاتے ہین اور اوسکو بذریعہ
دستکاری دوسری عمدہ شکل مین منتقل کر کے لاتے ہین اور ہمسے کوڑیونکے
عیوض اشرفیان اور ایک ایک کے عوض سو سو لیجاتے ہین۔ ہمارے
گانون پر جون بھی نہین چلتی۔ دن رات ہم مفلسی کی بلا و عذاب مین مبتلا ہین
مگر اسپر بھی اس پیشہ کو اُسی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین گو یہ ضرور ہے کہ
ہندوستان تہیدست ہی۔ اوسکے پاس سرمایہ نہین۔ اوسکا کوئی سرپرست
نہین۔ پرسانِ حال نہین اور علمی اوزار نہین دوسرے ممالک کے مقابلہ
مین پاسنگ بھی نہین۔ مگر طبیعت راغب اور متوجہ ہو توسب کچھ ممکن ہے
مگر یہان تو فاقہ کشی سے جان پر آبنی ہے اور ہر قسم کی ذلت و مصیبت
مین مبتلا اور ہر قسم کی سختی برداشت کرتے ہین۔ مگر اصلا کسمساتے نہین۔
ویسے ہی خواب غفلت مین مدہوش بےخبر پڑے سو رہے ہین جیسا کہ
تخمیناً ایک صدی پیشتر سے ہوتے ہین۔ بیدار ہونے کا نام ہی نہین لیتے
حالانکہ اب وہ وقت نہین رہا کہ خواب خرگوش مین پڑا رہا جاے اور
وقت غنیمت کو یون ہی ضائع کیا جاے۔ ذرا آنکھہ کھولکر عبرت کی نظر سے
دیکھو کہ دنیا کس قدر ترقی کے زینہ پر چڑھ گئی ہے اغیار بازی لے گئے
اور ہم ابتک خواب غفلت کی نیند لے رہے ہین اور اب بھی آنکھہ نہین کھولتے
جاپان کو دیکھو کہ زمانہ موجودہ کی رفتار کے موافق کیسی ترقی کی ہے۔

ایسا چھوٹا جزیرہ اور ایسی تعجب انگیز ترقی کرے - کیا ہندوستانکو شرم کرنیکا موقع نہین ہی - ؟ چین کی زرخیزی اور آبادی تمام دنیا مین ضرب المثل کیطرح مشہور اور صفحات تواریخ پر ہین - اور تجارت وصنعت و دستکاری ساری عالم مین روشن ہو چکی ہے مانی و بہزاد سے سرزمین ہین گذرے ہین جو قلمکاری و مصوری مین موجد ہی نہین تھے بلکہ اس فن مین انکو اعلیٰ درجہ کا کمال و فروغ حاصل ہوا ہی - زمانہ سلف مین سلطنت چین کو جو کچھ عروج تہا - اور جو وجاہت وحشمت اور شوکت دوسرے عظیم الشان سلطنتون کے مقابلہ مین اسکو حاصل تہی محتاج بیان نہین - کسی سلطنت کی یہ جرأت نہین ہوسکتی تھی کہ اسکی طرف آنکھہ اوٹھانیکا خیال کر سکے - مگر اب ایک ادنیٰ جزیرہ جاپان نے نہایت دلیری سے مقابلہ ہی نہین کیا بلکہ نہایت ذلت کے ساتھہ شکست دیکر اپنے کو ایک شجیع جوانمرد اور ایک باقاعدہ سلطنت ثابت کردیا ہی چین سے کے مقابلہ مین جاپان کیا بلحاظ وسعت و آبادی اور کیا بحیثیت مالی ایسی ہی ہے جیسے کہ ٹرکی کے مقابلہ مین یونان - مگر یونان نے دوسرون کے برتے پر سر اوٹھایا ایسی منہ کی کھائی کہ ہمیشہ کیلئے تنبیہ ہوگئی - اور اس ذریعہ سے دوسرے ممالک کو بھی بخوبی ٹرکی کی قوت عظمت وشان کا ازسرنو اندازہ ہوگیا - کیونکہ ٹرکی زمانہ کی رفتار کے موافق ہر پہلو اور ہر حیثیت سے ترقی کر رہا ہے - اور نوجوان ٹرکی نے ثابت کردیا ہے

کہ اوسکو بیمار ضعیف کے الفاظ سے مخاطب کرنا کس قدر بیجا تھا۔ اور سلاطین یوروپ لوہا مان گئے اور اپنی غلطی کے خود معترف ہوئے۔ اور چین نے ترقی کی جانب نظر کرنا کیا معنی خیال بھی نہین کیا۔ جاپان نے اسوقت وہ وہ ترقی کے منازل طے کئے ہین کہ وہ کسی سلطنت کا کسی امر مین دستنگر و محتاج نہین ہے۔ اور اگر وہ یون ہی ترقی کے منازل طے کرنے مین کوشان رہیگا تو ایک دن وہ فرسٹ کلاس کے لسٹ مین شمار کرنے کے قابل ہوجائیگا۔ جاپان یا دوسرے ممالک کو کیون یہ ترقی نصیب ہوئی ہے۔؟ یہ ترقی محض تجارت و دستکاری کی بدولت حاصل ہوئی ممالک غربی و نیز جاپان نے جو نمایان و تعجب خیز ترقی کی ہے۔ تمام دنیا پر روشن ہی کہ تجارت صنعت اور دستکاری ہی کی بدولت یہ شرف حاصل ہوا ہی۔ مگر ہندوستان کو مطلق اسکی پرواہ نہین۔ وہ لوگ جنکو مفلسی کا عذر و کم مائیگی کی مجبوری ہے وہ ایک حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہین مگر جو لوگ باوجود کسی قدر یا بہمہ وجوہ دستگاہ و قدر رکھتے ہوئے توجہ نہین کرتے اور اپنے ملک کی بہبودی و ترقی کا خیال نہین کرتے وہ اپنے ہی اوپر ظلم نہین کرتے بلکہ اپنے ملک اور اپنے ہموطنون پر ستم کر رہے ہین۔ بانی اسلام حضرت پیغمبر آخر الزمان حضرت رسول مقبول صلعم نے ابتدا مین حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ایجنٹ ہوکر تجارت کو کیسا کچھ سنبھالا اور

حسن دیانت داری۔ نیک نیتی۔ خوش اسلوبی اور خوش اخلاقی سے اُسکو ترقی
دی اوس سے تواریخ کے صفحات شاہد اور مملو ہین اور جن لوگون سے معاملہ اور
رابطہ ہوا ہی۔ وہ اپکی ولدادہ تھے خلفاء راشدین نے نمایان ترقی کی اور
اوراسی کی بدولت عرب تمام دنیا کے مالک بن بیٹھے تھے۔ تجارت عرب
مشہور رہی اور تمام کُلی وجزئی اشیاء اور ہر ایک قسم کی مصنوعات کی انہین نے
ایجاد کی ہی۔ انہین کی تجارت کا سکہ تمام اقالیم مین رائج تہا۔ کون ملک اور
کون خطہ ایسا ہی کہ جسکو انہون نے اپنی قدوم سے رشک گلزار نہین کیا؟
وہ کون ہی جو انکے خوان بدیع کا زلہ ربا نہین ہے۔ ریل۔ گہڑی اور دیگر
اشیاء جو اسوقت یوروپ مین ایجادات مانے جاتے ہین سب عربون کی
ایجاد ہے۔ گہڑی خلیفہ ہارون الرشید کے عہد سعادت مہد مین ترتیب
پاکر پیش کی گئی تہی تفصیلی حالات کے واسطے ایک رسالہ علیحدہ مرتب
ہونا چاہیے۔ اگر ہندوستان کے امرا و رؤسا و والی ریاست و فرمانروا
سلطنت اسکی جانب توجہ فرمادین اور کافی سرمایہ سے مختلف کارخانے
کہولدین تو ما ورا اسکے کہ اونکا روپیہ ایک عمدہ کام مین صرف ہوگا۔ اُنکے
خزانہ کو خاطر خواہ ترقی بھی ہوگی اور ملک اور قوم و رعایا کی جسقدر بہبودی
و ترقی اسمین مدنظر ہے وہ بالخصوص ممالک گریٹ برٹن کے دیکہنے سے
معلوم ہوسکتا ہی کہ اونہون نے کسقدر ترقی کی ہی اگر رؤسا ہند تہوڑی

توجہ مبذول فرما دین تو چند روز مین ہند بھی مالدار کہلانے لگے گا اور ہم سے مفلسی کا عیب جانے کے علاوہ ہماری جانب کوئی ذلت و تحقیر کی نظر نہ اوٹھا سکے گا۔ اور ہم اسطرح دوسرونکے دست نگر و محتاج نہ رہینگے جیسے کہ اب ہین اور اُسوقت ہم کچھ کرنیکے لایق ہو سکین گے۔ اور ہاتھ پانون ہلا سکین گے۔

ملازمت جسکو تابعداری و غلامی کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہین اسکو فلاسفر تجربہ کار نے تیسرے درجہ مین رکھا ہی اگر اور کوئی صورت ممکن ہوتی تو یہ لفظ اس سے بھی نیچے رکھنے کے لایق تہا۔ کیونکہ یہ پیشہ نہایت مجبوری سے اختیار کرنیکے قابل ہی۔ اپنی اوقات روزانہ یا اپنی عمر عزیز کے کسی حصہ یا ایک بڑے حصہ کو کسی محدود یا غیر محدود وقت تک کے لئے کسی نقد معاوضہ مین دوسرے کے اختیار و قدرت مین دیدینا یعنے اپنی آزادی کو کسی کے ہاتہہ فروخت کرنا ملازمت کہلاتا ہی۔ گو صریحًا یہ پیشہ وقعت کی نظر سے دیکھنے کے قابل نہین ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ ہند مین بالعموم نہایت رغبت سے اپنی قدیمی پیشی کو ترک کرکے اسکو اختیار کیا جاتا ہی اسکی یہی وجہہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ و دیسی رؤسا کے دست شفقت اور ترقی تعلیم نے تمام اضلاع ہند و قصبات و نیز دیہات مین چھوٹے بڑے مدارس قائم کرکے سررشتہ تعلیم کو نہایت ترقی دی اور ہر پیشہ کے لوگ اپنے بچون کو مفت کی پڑہائی مین شامل

کرکے ایک حد تک علم سیکھا یا یا کچھ نوشت خواند سے واقف ہوگئے اور
چونکہ مدرسہ کی پڑھائی مین امیر غریب شریف رذیل یا پیشہ کا امتیاز نہین
کیا جاتا۔ اسلئے کہ جب ایک مدت تک ایک ہی جگہہ ایک ہی طرز سے
رہتے اور زندگی بسر کرتے ہین تو پھر اونکو مدرسے سے علحدہ ہونیکے بعد
اصلی پیشہ تجارتی۔ زرگری۔ نوربافی۔ حجامی۔ ندافی۔ مہاجنی۔ وغیرہ وغیرہ
دوکان پر کرتے حجاب معلوم ہوتا ہے۔ اوران شرفا اور فیلوز سے
جن کے ساتھہ ابھی یکسان زندگی کر رہے تھے۔ یکایک اس طرح
زندگی کے پہلو بدل کر عاجزانہ گفتگو اور نرم الفاظ کا استعمال
شروع کرنا شرم معلوم ہوتی ہی۔ اور اس وجہ سے خواہ اونہون نے
کتنا ہی کم علم سیکھا ہو یعنے نوشت خواند کے دائرہ مین محض قدم ہی
رکھا ہو اور شمار ہی ہو سکتا ہو اور خواندگی کا کام تک نکر سکتے ہون
اور مالی آمدنی اصلی پیشہ سے کیسا ہی کم ہو مگر ملازمت کو اپنے قدیمی پیشہ
پر ترجیح دیجاتی ہی۔ اور اس طرح سے ہند مین بالعموم ملازمت کے خواہان
پائے جاتے ہین۔ خوبی زمانہ سے اہل قلم کے لئے روزگار عنقا صفت
ہی۔ اہل خدمت کو روزگار گھر بیٹھے ملتا ہی۔ لوگ خود تلاش کرتے اور
دس کی جگہہ بارہ دیتے ہین اہل قلم مارے مارے پھرتے ہین "کس نمی پرسد"
کے مصداق ہین۔ بڑی بڑی ڈگریان حاصل کئے ہوے ہین مگر مانند

دیوانہ کوچہ گردی کرتے پھرتے ہین - کوئی بات نہین پوچھتا - یونیورسٹی کی ڈگریان پاس کئے ہوے بیحد و بے شمار ہین - مگر چونکہ ہر شخص نوکری کا خواہان پایا جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ روزگار کمیاب بلکہ عنقا ہو گیا ہے گورنمنٹ کہانتک وسے اور کسکو کسکو وسے - کوئی انتہا ہو تو اندازہ کر سکے گو گورنمنٹ انگلشیہ نے بہت سی غیر معمولی جدید شاخین روزگار کی کہولکر بہت وسیع کر دیا ہی - اور لکھو کہا انسانوں کی پرورش کا ذریعہ پیدا کر کے رعایا پروری کیا ہے - جو شاہان سلف کے وقت مین نہ تھین - یا اگر تہین بھی تو بہت محدود دائرہ تک چنانچہ ریل اور ریل کے کارخانے - ڈاکخانجات جنگلات - سڑک - پیمایش - آبپاشی ذریعہ نہر - کپڑے - روئی - و ریشم کے کارخانے - کلون کی ترکیب محکمہ افیون آبکاری اور محکمہ اسٹامپ رجسٹری وغیرہ وغیرہ ایسے محکمے ہین کہ لکھو کہا اشخاص کی پرورش اسپر ہے مگر جب ہر شخص جو برائے نام ہی خواندہ مین شمار کیا جا سکتا ہو خواہان ملازمت اہل قلم ہو تو کسطرح ممکن ہو کہ گورنمنٹ اتنی کثیر تعداد بنیٹو آبادی کو ملازمت بہم پہونچا سکے اور ہر فرد بشر کا ملازمت پسند کرنا محض خام تعلیم اور غیر تربیت ہونیکا باعث ہی - کیونکہ یہ لوگ دنیا اور بالخصوص مہذب دنیا کے حالات سے واقفیت نہین رکھتے - یا اونکے اپنے اون بزرگان دیرینہ خیال کی صحبت کا اثر ہی کہ جنکے سایۂ عاطفت مین اپنی تمام عمر یا عمر کے بہت بڑے حصہ کو اونکی

صحبت مین ہکر گذرانی وبسر کرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور اسطرح سے اونکے ہمخیال بنکر تجارت وصنعت وحرفت کو معیوب خیال کرتے ہین۔ اسیوجہ سے مسلمانونکی بالخصوص ودیگر اقوام اہل ہند کی مالی حالت علی العموم بالکل خراب وناگفتہ بہ ہے۔ باوجود بڑی بڑی ڈگریان حاصل کرنے کے سو ٹیونکے محتاج۔ دربدر خاک بسر مارے مارے پہرتے ہین۔ دریوزہ گری کی نوبت پہونچ گئی ہے اور گورنمنٹ انگلشیہ کے انواع واقسام کے ٹیکس نے اور بھی مفلس وقلاش بنادیا ہی۔ زمیندار پیشہ کی حالت سب سے ابتر بلکہ کاشتکار اون سے بہتر ہین اگر بعد فراغ تعلیم وحصول علم مختلف پیشیون وصنعت تجارت کی طرف متوجہ ہون تو ضرور ہے کہ انکی حالت سنبھل جاے اور ادبار ومفلسی دور ہوجاے۔ جو اقوام ہند کہ اسوقت ذریعہ حرفت یا تجارت اپنی گذران کرتے ہین وہ ان سے بدرجہا بہتر حالت مین ہین اور نظر ومین معتمد ہین۔ ایشیا کے دیگر ممالک افغانستان۔ چین۔ جاپان قسطنطنیہ وغیرہ بوجہ حرفت وتجارت ہند سے بدرجہا بہتر ہین۔ اور یوروپ کے ممالک بالخصوص انہین وجوہات سے مالدار ہین مگر ہم مین اتفاق نہین۔ یکجہتی نہین ملت ہی نہین۔ مروت ہی نہین۔ اتحاد نہین۔ ہمدردی واخوت جو ہمارا اصلی جوہر وصلبی مادہ ہے۔ ہم سے کوسون دور ہے۔ نااتفاقی کے بانی حسد وکینہ کے خوگر لڑائی جھگڑا گویا خمیر مین پڑا ہے۔ علم سے بے بہرہ۔

محنت و ریاضت کے عادی نہین صنعت و حرفت کو ذلیل سمجھتے ہین اور تجارت
سے عار رکھتے ہین۔فضول و بیجا مصارف و نمایشی کامون مین ہزارہا روپیہ
گھر بیچ تماشہ دیکھنے کو تیار مگر ضروری امور تعلیم و تعلم کی طرف ایسی بے توجہی کیجاتی
ہی۔کہ اس مد مین صرف کرنا گویا کنویمین ڈالنا ہے۔اپنی ضرورت کو ہم خود نہین
سمجھتے اور بمقتضاے وقت کس قسم کی تعلیم اور کن کن امور مین روپیہ صرف
کرنا چاہئے ہم اوس سے ناواقف ہین تو کیا امید ہوسکتی ہے کہ ہماری حالت
درست ہوگی۔خدا ہی درست کرے اور سنبھالے۔آمین فقط

سید محمد عبد الرزاق رضا۔محافظ دفتر پیشکاری

ہم اپنے نامہ نگارون کے مضامین اور خیالات اور زبان اور
طرزِ بیان کے ذمہ دار نہین ہین۔

اڈیٹر دبدبۂ آصفی

مختصر حالات ملکہ وکٹوریہ

انکی والدہ و خیر ہمیشہ اونہین مشورت دیا کرتی تھی۔ اور انگلستان کا افتخار لارڈ ملبورن ملکہ کا وزیر اعظم تہا۔ ابھی تخت نشینی ہوئی تھی کہ رواج و قانون ملک کے موافق ملکہ کو حلف اٹھانا پڑا۔ حلف کا منشا اس قدر ہی کہ "ایمانداری اور ہمدردی قوم سے ملک کی حکومت کیجائیگی قوم کے لئے نصفت شعاری کا خیال رکہا جائیگا"

ملکہ معظمہ و لسل ڈرنا ۲ فروری ۱۸۴۳ء کو عام طور پر پارلیمنٹ کی افتتاح فرمایا اور خود بھی شریک ہین۔ اس پارلیمنٹ مین ملکہ معظمہ کے ساتھہ شہنشاہ فرانس۔ پرنس البرٹ و ڈیوک آف کیمبرج شریک تھے وہی لسل ڈرنا جو آج ایک عظیم القوت ملکہ معظمہ ہے بادشاہ فرانس کو "روبایٹ آف دی گارٹر" کا خطاب دیا جس پر عام خوشی ہوئی مگر حیف ہی! لوئیس شاہ فرانس کا یہ خطاب عام طور پر دنیا مین شایع نہین ہوا تہا کہ بیچارہ ہمیشہ کیلئے فرانس کو متنزلزل حالت مین چہوڑ گیا ۵۱

۵۱ سلطنت فرانس یوروپ مین قوی حکومت ۵۰۰ میل عریض اور ۵۰۰ میل طویل ملک مین واقع ہی۔ یہان کی دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۶

آبادی چار کرور سے کچہ اوپر ہی۔ تواریخ سابقہ کے لحاظ سے کہا جاتا ہی کہ قوم فرانس یافث ابن نوحؑ کی اولاد سے ہین واقعہ بابل کے بعد یہ ملک رومیونکے تصرف مین آیا اور قریب بانسو برس کے رومیون نے حکومت کی۔ یہ وہ زمانہ ہی جبکہ مسلمانون کی اوٹہتی ہوئی تلوار اسپین کو فتح کرکے فرانس کی سرسبز وادیون تک پہونچگئی تھی۔ ایک زمانہ ترقی فرانس کا اسقدر تہا کہ انگلینڈ تک فرانسیسیون نے خاندان سکسان کے آخری بادشاہ کے زمانہ مین فتح کرکے چہوڑا اور اسکے بعد حکومت فرانس زوال پذیر ہونے لگی اور اسطرحکے تہوڑے عرصہ کے بعد اس ملک کی کئی حصہ خود مختار ہوکر ہر حصہ آزاد ہو گیا مگر فرانس کی تاریخی حالت نشئہ لہو سے کسقدر دلچسپ ہے۔ نیپولین بونا پارٹ (غریب مزدور کا لڑکا) شہنشاہ فرانس ہو کر یورپ کی سرزمین کو ہلا دیا تہا اور جرمن سے بارہا مقابلہ کرکے زک پر زک دی تھی مصر پر بھی فوج کشی کیا۔ اور انگلینڈ کے ملک مین بھی گہس گیا لیکن ملکہ کے اقبال نے تہوڑے عرصہ کے بعد نیپولین کو نیچا دکھایا۔ ایک جنگ مین جرمن کے تیئیس ۲۳ ہزار سپاہی صرف مارے گئے تھے۔ نیپولین ملک آسٹریا تک بڑہتا ہوا چلا گیا اور روس کو زک بھی دی بیچارہ شاہ آسٹریا خراج دینے پر آمادہ ہو گیا۔ آخر تہوڑے عرصہ کے بعد آسٹریا۔ انگلینڈ۔ جرمن۔ تینون نے ملکر نیپولین سے جنگ کیا۔ اسوقت اعلیحضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ صرف دیکھئے اونٹ کس طرف کروٹ لیتا ہی چپ بیٹھے ہوئے تہے۔ مگر فرانس کو اس جنگ مین ہزیمت ہوئی اور ہزارہا افواج کا قتل ہو گیا۔ سپاہ متفقہ پیرس (دار السلطنتہ فرانس) کے فصیلون مین گہس پڑی۔ آخرش نیپولین قید کر لیا گیا اور صلح ہوگئی۔ نیپولین چالاکی سے ایک وقت اس قید سے بہاگا۔ مگر پہر دوبارہ قید ہو گیا اور اسی قید مین مر گیا۔ اب یہان جمہوریہ حکومت ہے۔ جو ہر پانچ سال مین صدر نشین پاست مقرر او ربدلا جاتا ہے۔ اسکا انتخاب عموماً رعایا اور خصوصاً اراکین پارلیمنٹ پر ہے۔ پیرس بہت خوبصورت اور شہر قسطنطنیہ کے بعد دلچسپی اور عمدگی مین دوسرے نمبر پر ہے (۲۱) لاکہہ کی آبادی ہے۔

انگلستان مین یہ حالت ہی تھی کہ اودہر ہندوستان مین جو ایک عرصۂ دراز سے ولیم چہارم اور ملکۂ معظمہ کے تحت حکومت[۱] چلا آتا تہا۔ نئے نئے گل کہلائے گئے یعنی ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۱ء تک افغانستان مین انگریزون نے جنگ جاری کردی یہ جنگ مین نہ تو ملکۂ معظمہ شریک ہوئین اور نہ انکا کوئی بیٹا۔ پوتا۔ شریک تہا۔ تاہم بڑے وفادار حکام شریک تھے۔ جنگ کا قصہ یہ تہا۔ امیر دوست محمد خان وزیر سے تخت لیکر اصل بادشاہ شجاع کو دین لیکن شجاع اس جنگ مین مارا گیا یا اُسکی آنکھین نکالڈالی گئین۔ اور پھر ملکہ نے امیر سے ۱۸۵۵ء مین صلح کرلی!۔

[۱] انگلینڈ کی ملکہ الزبتھ کے زمانہ ۱۶۰۰ء مین چند تجار بغرض تجارت ہندوستان پہونچے تھے۔ اور یہان دربار مغلیہ مین رسوخ پیدا کرکے اسناد تجارت حاصل کرتے رہے۔ انکی دیکھا دیکھی ایک اور جماعت بھی انگلستان سے نکلکر ہندوستان مین آئی اسنے بھی باضابطہ سند پائی تھی۔ اسواسطے دونون جماعتون مین کشمکش رہی۔ مگر اقبال اور آنیوالے آئندہ کے پُرزور "حرکتین" انگریزونکے لئے یہ بات پیدا کردی کہ دونون جماعتون مین اتفاق ہوگیا اور دونون نے ملکر اپنا نام "یونائیٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی" رکھ لیا اس اتفاق کے بعد جمیع اراکین و عمال کمپنی نے زیادہ تر رسوخ دربار مین حاصل کیا اور وہ حد سے زیادہ محنت کرکے حصص ہند مین پھیل گئین اور جسطرح ہوسکتا تھا پولیٹکل و مہذب پیرایہ مین کامیاب ہوتے چلے گئے اُس زمانہ مین کمپنی کی رقابت کے لئے فرانیس بھی بازو کلہ بکلہ جمے ہوے تھے مگر انگریزونکی خداداد لیاقت نے فرانیس کو اکھیڑ ڈالا اور اقبال نے انگریزونکا ساتھ دیکر انکو ہر ایک معاملہ مین مظفر و منصور کرتا چلا اتفاق وقت یا یہی مہذب پیرایہ مین انگریزونکی ایسی ابتدائی حالت مین بادشاہ مغلیہ

اور امرا و حکام کے درمیان سخت نفاق پھیلا تھا اور آپس میں اسقدر بدنظمیاں اور رنجید گیاں طول پکڑ گئیں کہ ایک دوسرے کا جانی دشمن بنگیا تھا۔ آخرش زبردست فریق انگریزونکی مدد پر لڑا انگریز اپنی فراست اور پولٹیکل بہروسے شجیع اور بہادر زبردست فریق کو شکستیں دینی شروع کیں۔ اور جبکہ انگریزون نے اسقدر زیر زور قوت ہندوستان میں پیدا کرلی اور اپنے قدم مضبوط جما چکے تو پولٹیکل ہاتھہ پانون نکالنے شروع کئے۔ اور خود کئی ملکون کے وارث جائز بنگئے یہ زمانہ عالمگیر کے بعد سے غازی محمد شاہ بادشاہ تک تہا پھر تو اپنے مقبوضہ ملک کے لئے کمپنی نے انگلینڈ سے گورنر جنرل کو مقرر کرکے بھیجنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ صوبۂ بنگال اور مدراس اضلاع مغربی و شمالی وسط ہند قبضہ واقتدار مین آگئے بعوض عرضاً ... ۵ میل طولاً ... ۳ میل پر وہ قابض و متصرف ہوگئے۔ صرف ایک حیدرآباد دکن اُنہون نے اسطرح چہوڑدیا تہا۔ گجرات مین راجپوتانہ۔ پنجاب۔ ودنگلہند وغیرہ مین کچھ تھوڑی سی ریاستین ہیں اب چونکہ ہندوستان کی سلطنت زیادہ وسیع ہی برہمانگون سے لیکر چترال اور آسام تک اسکے حدود ہین اور عدن سے جزائر بیرم تک انکا قبضہ ہی سنگاپور۔ مالدیپ تک انکے آخری نشان قائم ہوچکے ہین ۲،

محمد رفیع الدین رفعت وکیل

حُب یعنے دوستی انسان کی ایک فطرتی صفت ہے۔ اگرچہ قسام ازل نے کسی مین یہ صفت کم رکھی ہے اور کسی مین زیادہ لیکن بالکلیہ اس عطیہ قدرت سے کوئی محروم نہین رکھا گیا۔ پس جس شخص مین یہ صفت نہین گویا اُسکی انسانیت مین نقص ہے۔

قاعدہ قدرت کے مطابق ہر ایک انسان مین یہ صفت جس قدر ودیعت رکھی گئی ہے اُسکا اقتضا یہ نہین ہے کہ اپنے اور پرائے پر یکسان حاوی ہو۔ یعنے مان باپ۔ بھائی بہن۔ جورو بچے۔ پھر دوسرے درجہ کے رشتہ دار پھر اپنے ہموطن اور ملکی اشخاص۔ پھر اپنے ہمسایہ ملک کے لوگ۔ پھر اُس سے دور ملک کے باشندون کے ساتھ برابر برابر محبت نہین ہوتی بلکہ قادر مطلق کی کامل قدرت نے رشتۂ محبت کی استواری اور مضبوطی کو درجہ بدرجہ بنایا ہے جیسے باپ کو بیٹے سے جو محبت ہے وہ پوتے سے نہین اور جو پوتے کے ساتھ ہے وہ پر پوتے کے ساتھ نہین اسی طرح جو رشتہ محبت اپنے ہموطن اور ملکی اشخاص سے ہوتا ہے وہ اپنے

ہمسایہ ملک اور دوسرے دور دراز غیر ملک کے لوگون سے نہین ہوتا۔
غرض یہ رشتہ جتنا بڑھتا جاتا ہے اُتنا ہی کمزور ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ
اِسی قدرتی رشتۂ محبت کے اصول پر عموماً ہر ایک مذہب مین اور بالخصوص
اسلام مین احکام توریث مبنی ہین۔

بعض لوگ جو اس راے کے مخالف ہین یہ کہتے ہین کہ حب اور اُسکے مدارج
اصول قدرت اور فطرت پر مبنی نہین ہین بلکہ یہ سب خیالی باتین ہین اسلئے
کہ انجان بیٹے اور ان بہچان باپ مین محبت نہین ہوتی۔ صرف انسان کا
پیدا کیا ہوا ایک خیال ہی جس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور نیز وہ لوگ
یہ بھی کہتے ہین کہ اکثر مثالون سے ثابت ہوتا ہے کہ رشتہ داران اقرب اور
ہموطنون سے زیادہ دور کے رشتہ مند اور ہمسایہ ملک کے باشندی
ہمسے محبت رکھتے ہین۔ اور اُن لوگون کا ایک استدلال یہ بھی ہی کہ نفرت
جو محبت کی ضد ہی دلومین پیدا ہو جاتی ہی تو رشتۂ الفت بالکل ٹوٹجاتا ہے۔

واقعی اُن لوگون کی مثالین صحیح تو ہین مگر اُسمین مغالطہ بھی ہے۔ یعنی
قریب رشتہ والا بہ نسبت دور کے رشتہ مند کے زیادہ جزویت رکھتا ہی اور
اسی طرح بعید بہ نسبت ابعد کے اور جزئیت خیالی نہین ہے بلکہ قدرتی ہی تو
محبت بھی قدرتی ہونی چاہیئے بات یہ ہے کہ موانست محبت کو نہایت تیز
کر دیتی ہے تو اُس تیزی کو بھی قدرتی سمجھنے لگتے ہین اور جب نفرت دُمیان مین

پیدا ہو جاتی ہی اور اُس سے محبت کی تیزی دب جاتی ہی اور ریجی ہوئی معلوم ہوتی ہے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ قدرتی قوت ہی زائل ہو گئی حالانکہ حقیقت مین ایسا نہین ہوتا - انجان بیٹے اور ان پہچان باپ مین وہ قدرتی محبت اسلیے نہین چمکتی کہ وہ نہین ہی بلکہ اسلیے کہ اُنمین موانست و انسانیت کا جزو اعظم یعنے باہمی شناخت و علم نہین ہے - اسیطرح دنیا مین اگر کوئی ایسی مثال ملے کہ ایک شخص اپنے رشتہ داران اقرب و ہموطنون سے زیادہ دوسرے رشتہ مند اور ہمسایہ ملک کے باشندون سے محبت رکھتا ہو تو اُسکی ایسی غیر معمولی محبت کو اصلی محبت کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہوگی جیسے کسی مصنوعی محبت کو فطرتی محبت کے ساتھ ہوتی ہی - اگرچہ ابتدا مین جبتک مصنوعی محبت کی چمک و نمک باقی رہی لوگ اُسکے مصنوعی اور فطرتی ہونے مین تمیز نہین کر سکتے - مگر جب اُسکے تیزی دھیمی پڑ جاتی ہے تو اُسکی اصلی صورت کو سب لوگ پہچان لیتے ہین - یہ واقعات ایسے کثیر الوقوع ہین کہ زمانہ ماسبق و حال کے تاریخ مین اُسکی صدہا مثالین مل سکتی ہین دنیا مین تاریخ ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہمکو آئندہ کے لئے عمدہ سبق دیتی ہی آج دنیا مین جو لوگ علم و ہنر و عقل و رائے و ملک و دولت کے معراج ترقی پر پہونچکر اُستادی کا ڈنکا بجا رہے ہین یہ قطعی تاریخ کو اونکے رہنما بنانے کا نتیجہ ہے -

میر احمد شریف

جاپان

کئی سال سے جاپان مین بہت کچہ ردّ و بدل ہونا شروع ہوا۔ میجی[1] اسکے معنی خوب ریاست ہی۔
جب میکاڈو کو کل حکومت کی عنان شوگون کے خاندان سے ہاتہہ آئی تو اسمین شک نہین تہا کہ وہ کل ریاست کا بھی مختار رہتا۔ لیکن حال کے میکاڈو بیدار مغز رعایا کے بہی خواہ ہونیکی وجہ سے خودغرض پہلینے نہین دئے بلکہ اپنے اقتدارات کو محدود کر رکہے ۱۸۷۵ء کے قبل ریاست کا انتظام کا کام تین وزیر اعلیٰ اور مجلس کے تفویض مین تہا۔ اسی سنہ مین ہر ایک سمت کے صوبہ دار طلب کئے گئے اور اونسے جدا جدا اُمور مین راے لی گئی۔ من بعد تین سال کے ہر ایک سمت مین ایک ایک مجلس قائم کی گئی۔ اراکین مجلس کو یہ اقتدار دیا گیا کہ وہ وصول مالگذاری۔ عدالت و انتظام مملکت مین اپنی راے کا اظہار کرتے جائین۔ اور اہم امور مین مباحثہ ہوکر بالاتفاق کوئی ایک راے قایم کرین۔ اس مجلس مین شرکت کے لئے پانچ ڈالرس فیس رکھی گئی۔ اور یہ شرط رکہی گئی کہ جو شرکت کی درخواست

[1] یہ لفظ سمجھ مین نہین آیا۔ المعنی فی البطن الشاعر۔ اڈیٹر دبدبۂ آصفی۔

کرتا ہو وہ اچھی طرح لکھہ پڑہ سکتا ہو -

۱۸۹۰ع مین میکاڈو نے جاپانی پارلیمنٹ قائم کی - اِس پارلیمنٹ مین برٹش پارلیمنٹ کے موافق ایک "اپر ہوس" اور دوسرا "لوور ہوس" ایسی دو شاخ ہین اپر ہوس مین کل ممبرونکی تعداد ۲۵۲ ہے اسمین امیر معزز اور ریاست کے اعلیٰ عہدہ دار اراکین ہین - شرکت کیلیئے فیس بھی بہت کثیر ہے - "لوور ہوس" کے کل ممبرونکی تعداد ۳۰۰ ہے اس ہوس مین شریک ہونیکے لئے حسب ذیل شرائط ہین -

جو شریک ہونیکے لئے امید وار ہو اوسکا سن بتیس ۳۲ سال سے زاید ہو - نیک چلن ہو - عالم ہو - اور ہر شریک پندرہ ۱۵ ڈالرس بطور فیس داخل کرسکتا ہو - ہر چہار سال مین ممبرون کا جدید انتخاب ہوتا ہے -

وقت اولیٰ مین ایک دو بار جب پارلیمنٹ منعقد ہوئی اُسوقت سرکار کے ہر ایک پیش شدہ مسئلہ پر چاہے وہ نیک پسندیدہ ہو اس اعتراض کے علاوہ حرکت ومخالفت ہونے لگی اسلئے میکاڈو نے مناسب جانکر دوس پارلیمنٹ کو برخاست کا حکم دیا اور جدید انتخاب کی نسبت پبلک کو حکم دیا گیا - اِس انتخاب مین بہت ہی دہاندل پارلیمنٹ وکشاکشی ہوئی - چونکہ یہ پہلا ہی وقت تہا - اسلئے کوئی تعجب کی

بات نہین - اگر اوسوقت میکاڈو سے بادشاہ نہوتے تو لوگونکے نا وا ن
ہونیکی وجہ سے بڑی بغاوت پہیلتی - جاپان مین سرکاری احکام و فیصلہ
پر نکتہ چینی کرنے سے سخت سزا ہوتی ہے دراست ہر کہ کوئی بادشاہ
اپنی ریاست مین بیجا کام نہین کرتا ، چنانچہ ۱۸۸۹ء مین ۳۴ - اخبارونکی
اشاعت بند کردیگئی - اور ۱۸۹۰ء مین ایک نامہ نگار کے لئے ½
۴ سال کی قید کی سزا تجویز ہوئی -

رنگ را و وکیل -

نتیجہ شرافت

انسان اشرف تو ہوا اور ہی مگر نظر آم و غور فکر سے دیکھا جاے تو دنیا
مین اسکے چہار عناصر غیر کو فائدہ بخش نہین معلوم ہوتے جیسا کہ حیوان
حشرات العرض نباتات کام مین آتے ہین بلکہ اشرف سے بڑہکر وہ کام
دیتے ہین کہ جو فائدہ اشرف سے نہین ملتا چنانچہ حیوان کل کام انسان کو
حیات و بعد ممات رفع کرتے ہین علیٰ ہذا حشرات العرض و نباتات کل صحت
انسانی کو فائدہ بخشتے انسان حیات و ممات کام نہین آتا پھر کیون اشرف
مانا گیا صرف عقل اور علم سے نہین نہین۔

"پشو کا ہو کنہیا۔ نر کا کچھو نہوے"
"نر کرنے کری تو نر کا نراین ہوے"

اشرف سے دین دنیا مین فائدہ ضرور تر ہوتے ہین زندگی مین تو کام
نہ آوے بعد مرگ کیا کام آسکتا ہی۔ گو علم و عقل سے شرف ہوا تو حقیقت اصلی
کو نجانے تعریف انسانیت صادق نہین آتی جب اس تعریف سے مبرا ہوا

[1] بہایم [2] ساکن متحرک سے جدا ہی [3] انسان [4] وصل سے موبر دہے۔

شرافت گم ہوئی۔
کسی کو آجتک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ جسم کیا چیز ہے۔
اور جسم تو جسم یہ بھی نہین معلوم ہوا کہ ناخون کیا چیز ہے۔
یہ جہان بمثل رنگ آسماو۔ خواب پریشان کی ہے صرف
وہم وخیال ہے لہذا دل نادان اور چشم بینا کو چاہیئے
اس کی حقیقت کو سمجھے تب اشرف کا درجہ کل
پاسکتا ہے۔
وقت ضرورت عزت وطہارت کا خیال معدوم ہوتا ہی ناچاری مین ناکردنی
کرنی پڑتی ہی خشم باپ سے زیادہ عزیز ہوتا ہی اس جہانمین جو دل کا گرفتار ہے
وہ قیدی ہی جسکا دل۔ بے قید ہے وہی مخلوق مین ایکتا یعنے اشرف کا لباس
اوسیکو سزاوار ہی۔ وجوہات" بے قید دل کیونکر ہوتا ہی۔ لذات محسوسات
کو دل سے ترک کرے فانی کو چھوڑ دے جاودانی کو حاصل کرے سب کو برابر
سمجھے حسد اور کینہ کسی سے نرکھے کوئی نیک کام کرے خوش ہو بدی سے
نہ بدلے دردمند پر رحم کرے کسی کو رنجیدہ نکرے آزار ندے بدفعلی افعل سے
چشم پوشی کرے مرتکب بدفعل نہو۔ صبر کو قرار دے خوشی اور سختی کو مساوات
جانے رنج وراحت کو برابر جانے دنیا مین رہا بھی تو اپنے کام مثل غیر کے کیا
کتنی ہی درازعمر ہو حرص وہوس وقت مرگ باقی رہیگی وہ رکھی۔ مگر روح اور

جسم کو دو سمجھے کیونکہ حق اور کائنات ایک ہی بقول ضامن ۔

جبتک صاف نہو دل پاک نہین ہوتا انسان
یون تو ابلیس کو بھی شرط وضو آتی ہے

ادنی کا دل گوشت نہین ہی بلکہ خالق کی روشنی ہی جیسا کہ سایۂ آفتاب سے جدا نہین ہی اسکا وجود خارجی نہین ہی لہذا اسپر کوئی چیز کی عبادت ضرور نہین صرف اگیان عقل کی رسائی ہو تو دلکی بیقراری دور ہوگی تب خود آفتاب نظر آویگا علم اور عقل کو وہان رسائی نہین جب دل سے دنیا کی محبت دور ہوگی خالق اور مخلوق کا فرق جاتا رہیگا کیونکہ روح خالق سے ایکتائی رکھتی ہی تب تب اشرف مخلوق ہوا اور نجات خالق پایا تب فعل دنیا کی فضیلت حاصل ہوئی ہر مخلوق کو فائدہ حاصل ہوا تب حیوانات حشرات العرض نباتات بلکہ درمیان زمین و آسمان جتنے جنیر ہین سب پر شرف حاصل کیا اگر متذکرہ بالا صفات سے مبرہ و منزہ رہا تو تعریف اشرف صادق نہ آویگی متذکرہ بالا اشکال کو نہ سمجھا اور رہانیکی کوشش نہ کی شیوۂ انسانیت علم و عقل تمام معدوم ہوے درجہ شرافت سے خارج ہوا اسل کٹرہ حسن کین بھی نہ سمجھا جاوے گا ۔

محمد شفیع عرف دریا خان

۱۵ سبحان اللہ بجمدہ ۔ اسم مبارک دریا خان ۔ اور بحر کی خبر نہین ۔ شاید یہ بحر تحقیق ہے ۔
اڈیٹر دبدبہ آصفی ۔

رقعات شاد

صریر خامۂ ما صوت بلبلان دارد
برشتۂ رگِ گل دوختند مسطرِ ما

اگر مہاراجہ سنجر فر۔ فریدون کمر راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و وزیر فوج ظفر موج سلطنت ابد مدت آصفی کی طبع عالی اِس شعر کو جسکو ہمنے زیب عنوان کیا ہی زبانِ حال سے مہاراجہ بہادر کی نسبت کہے تو مَی زیبد۔

مہاراجہ گردون مدار نے واقعی عجب طبع رسا پائی ہی۔ یہ خداداد بات ہی کسی کا حصہ نہین مطلع خورشید ناول جو اسم با مسمےٰ ہی بلکہ جسکو رشک مطلع خورشید کہنا جائز ہی سرکار کی طبع وقاد کا نمونہ ہے۔

حال ہین مہاراجہ بہادر دام اجلالہٗ نے اپنے اگلے پچھلے رقعات بر بنائے درخواست راجہ چندا پرشاد بہادر خلف اکبر مہاراجہ بہادر ممدوح فراہم کر کے چھپوانے کی اجازت دی۔ رقعات کیا ہین قند و نبات کے ریزے ہین۔ انمول بیش بہا جواہرات کے ٹکڑے ہین ؎

جا نہانیات یافت ز حسنِ کلام تو	در زیرِ لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

زبان واقعی آبِ زمزم کی دہولی ہوئی ہی - ہر فقرہ مضمون آفرین ومضمون
خیز - گوہر بار وگوہر بیز - روزمرہ - سبحان اللہ! بول چال بارک اللہ!
اگر ایک رقعہ بھی پڑھیئے تو ضرور ماننا پڑیگا کہ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر ضاعف
قدرہ بیشک لاریب اور بلا شبہہ زباندان اور فصیح طلیق اللسان ہین - اللّٰہم زد
فزد - جو صاحب مجھسے واقف ہین وہ اس امر سے بھی واقف ہین کہ مین خوشامد
کرنیوالے کو حقارت کی نظر اور چشم کم سے دیکھتا ہون - لیکن اللہ لگتی کہنا کوئی
خوشامد نہین ہی - خوشامد تو ہم آزادہ رو آزادمنش لوگ اللہ میان کی بھی
نہین کرتے - مہاراجہ بہادر گو میرے آقا ہین مگر خداوند مجازی ہین -
مین چند رقعون کا اقتباس کرکے درج ذیل کرتا ہون جس سے اس بات کا اثبات
ہوجائیگا کہ سرکار والا تبار واقعی سخندان وسخن سنج وسخنور وسخن فہم ہین -

وہو ہذا

لکھنو کا حقہ اور تنبا کو بہونچا - مجھے اسوقت ایک نقل یاد آئی - لکھنو کے ایک
رئیس بیگماتی حقہ پیتے ہوے محل خانہ سے برآمد ہوے حاضرین نے جھک کر
ادب کے ساتھ سلام کیا بیگماتی گڑگڑی نوابصاحب کے ہاتھ مین دیکھکر
لوگونکو تعجب ہوا - نواب صاحب نے ایک شاعر غرا سے فرمایش کی کہ کوئی
مصرع یا شعر حسب حال کہو وہ آسیر مرحوم کے شاگرد تھے فوراً برجستہ کہا - ع

بیجان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین

آپکا شفقۃ سوار کے ہاتھہ ابھی ابھی آیا من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ می سراید کا مفہوم صادق آیا۔ آپکی جادوطرازی اور سحر پردازی کا مین کیا تمام ہندوستان قایل ہی مگر مردخدا خط تو اچھی طرح پڑہا کرو۔ مین تو لکھتا ہون کہ فیض صاحب کا مشاعرہ کل ہے آپ میری غزل لیجاکر حسب معمول پڑہ دیجئے۔ آپ اوسکے جواب مین لکھتے ہین کہ [سرکار فدوی نے فیض صاحب کے مشاعرے کے لئے کوئی غزل نہین کہی] معقول۔ اب آپ ہی فرمائے کہ [من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ می سراید۔] کی پھبتی آپ پر صادق آئی ہی یا نہین۔ مگر آپ سے شکایت کرنا بیکار ہے کیونکہ آپ کا تخلص سرشار ہے۔

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

ہیچمیرز پنڈت رتن ناتھہ سرشار لکھنوی۔

دبدبۂ آصفی

سنہ ۱۳۱۵ھ

خلد اللہ ملکہ

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہہ ماہواری رسالہ

جسمین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہون گے اور جسکے
بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر متخلص بہ شاد تلمیذ
حضرت آصف ظل سبحانی - پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین - حسب الارشاد
مہاراجہ معتشم الیہ زیر نگرانی ٹھاکر پرشاد شوق

محبوب پریس حیدرآباد دکن پیشکاری مین شائع ہوا

فہرست مضامین رسالۂ دبدبۂ آصفی

نمبر سلسلہ	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۱	چنچل نار۔ ناول	از مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر شاد
۲	۱۵	جوانی	از ٹھاکر پرشاد صاحب شوق
۳	۱۸	بنی نوع انسان	از پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی
۴	۲۱	حُسن	از چین رائے صاحب
۵	۳۷	بحرِ مواج	از مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر شاد
۶	۴۳	نوٹس خدنگ نظر	از پنڈت رتن ناتھ صاحب
۷	۴۴	ضروری نوٹس	سرشار لکھنوی

کفر و اسلام کے جھگڑے مین نہ پڑنا اے شاد	بندے اللہ کے ہین گبر و مسلمان دونون

کُل مضامین مین متانت اور سنجیدگی سے کام لیا جائیگا۔ ہان ظریفانہ خیالات البتہ بنحواے - الملح کالطعام شایع ہوا کرینگے - کیونکہ ہم آدمی محرم کی پیدایش کے نہین ہین - لیکن ظرافت مین کوئی نامہ نگار صاحب دایرہ اعتدال سے باہر قدم نہ بڑہائین -

اڈیٹر

سالگرہ مبارک اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ

یوں تو ہر سال رعایا و امراے حیدرآباد دکن از کہ تامہ اپنے فرمانروای خاقان کلاہ کی تقریب سعید سالگرہ مبارک کی خوشی مناتے تھے لیکن امسال بفضل قادر ذوالجلال ہر کوچہ و بازار مین سنین ماضیہ کی نسبت جوش خلوص عقیدت و خیرسگالی کا زیادہ اظہار رہوا۔ اور یہہ اسبات کی دلیل روشن ہے کہ حضور بندگانعالی کے سال جلوس میمنت مانوس سے ہر سال کافہ انام دکن کے دلمین جوش خیرخواہی روز بہ ترقی پاتا جاتا ہے ظاہر ہے کہ دنیا مین ہر ادنی اور اوسط درجے کے آدمی اور معمولی امرا اپنے اپنے بچون کی سالگرہ کے دن علی قدر مراتب و موافق خیالات [illegible] شادیانے بجاتے ہین اور رنگ رلیان مناتے ہین کہ خدا کے فضل [illegible] گذشتہ سال مین ہر آفت سے معفوظ رہے اور عمر کا ایکسال اور [illegible] جب عوام کا یہہ حال ہے تو فرمانروائے بادشاہ وقت کی سالگرہ کی خوشی رعایا [illegible] جان نثار کے دلونمین کیسی کچھہ ہو گی۔ اور ضرور ہونی چاہیے۔

امسال سالگرہ حضور بندگانعالی کے دن جو ہم سوا کروڑ باشندگان حیدرآباد شکرگزاران سلطنت آصفی ذلہ ربایان خوان نعمت خدام حضور نظام کیلیے [illegible]ا مبارک دن ہے روشنی اور آتشبازی اور دعوت اور خیرات مین سچے اور راسخ الاعتقادی کا برتاؤ ہوا۔ اور یہہ سب بناوٹ یا ظاہرداری ہے

نہین بلکہ اسکا سبب دل کی امنگ تھا - اس اظہار مسرت بے اندازہ
مین ہمارے آقاے نامدار مہاراجہ پیشکار رہا در وزیر فوج آصفی نے بھی
ایک بہت بڑا حصہ لیا - اور یہہ کوئی بہت بڑی تعریف کی بات نہین
ہے - کیونکہ اس کے یہہ معنی ہین کہ مہاراجہ صاحب نے اپنا فرض ادا
کیا - جیسا نلسن نے کہا تہا کہ ہر شخص سے امید بھی ہونی چاہئے کہ
وہ اپنا فرض منصبی ادا کریگا - مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ فیصدی کم لوگ ایسے ہین
جو اس آب زر سے لکھنے کے قابل مسئلہ کی پوری پوری پابندی کرتے
ہون اور فرض کے ادا کرنے کو فرض عین اور عین فرض سمجھتے ہون
تو بیشک یہہ کہنا پڑتا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے اچھی طرح پر اپنی
خیرخواہی سلطنت آصفی کا نقش ہمارے دلونپر مرتسم کر دیا -
یون تو اس ڈیوڑہی مین ہمیشہ اس تقریب سعید مین انواع واقسام
سے اظہار مسرت قلبی کیا جاتا تھا لیکن امسال دو ایسی مفید و کار آمد باتین
ہوئین کہ مدت تک یاد رہینگی - یہان پر اون کے اعادے کی چندان
ضرورت نہین - کیونکہ ذیل کی اسپیچون سے خود ظاہر ہین -
راجہ چندا پرشاد خلف اکبر مہاراجہ پیشکار صاحب نے اپنے والد ماجد کی ڈیوڑہی
مبارک مین عین سالگرہ کے روز سعید معزز مہمانون کی دعوت کی جنمین تربیت
یافتہ لوگ زیادہ تھے اور سب کے بشرون سے مبرہن تہا کہ حضور نظام
کے ساتہہ اون کو وہ دلی محبت ہے - جو ہونہار اور سعادتمند لڑکون کو
اپنے والدین کے ساتھ ہوتی ہے -

آخر میں ہم اِس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ جبتک دنیا قایم ہے
اور قوت کشش کے اثر سے ایک شئے دوسری شئے کو
روکی ہوی ہے تب تک سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن کی رعایا اپنے
تاجدار سنجر فر کی دعاگو ہو دولت ابد مدت رہے اور میدان خیراندیشی
مین ایک دوسرے سے گوے سبقت لیجاے - آمین

اڈیٹر

بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ

اسپیچ راجہ چندا پرشاد بہادر

قبلہگاہ - اور حضرات سامعین

ہماری خداوند مجازی ولی نعمت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ
کی تقریب مبارک سالگرہ مین پیشتر یہہ قاعدہ تہا کہ میرے والد بزرگوار
مہاراجہ پیشکار بہادر دام اقبالہ روشنی اور دعوت کیا کرتے تھے - ابکی
اور کل سامان تو والد ماجد کی طرف سے شل سابق ہوا مگر ابکی بندہ بہی اُن کا ہاتہہ
بٹا کر اس تقریب کے جشن کی تیاری مین شریک ہو گیا - یکایک
یہہ خیال میرے دلمین پیدا ہوا کہ ایک حصہ اس سامان کا میرے نامزد
ہو اور اُس کا انتظام میرے سپرد کیا جائے -
چنانچہ مین نے آتشبازی اور آرایش اور خیرات وغیرہ سب پر آپ صاحبونکی تواضع
کو ترجیح دی - اور آپ صاحبون نے نوازش کی جسکا شکریہ ادا کرتا ہون -
حضرات - مین آج کے دن کو اپنی عمر کے بہت بڑی مبارک دنون مین شمار کرتا ہون اور
میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مین بہ تائید خدا و اقبال حضور بندگان عالی خوش نصیب خانہ زاد
حضور ہون کہ اس عمر مین اپنے پادشاہ کی تقریب سالگرہ کے جلسہ مین شریک ہوا اور
آپ سب معزز صاحبون نے مہمان ہونا قبول کیا - میری صدق دل سے
دعا ہے کہ اللہ کرے ایسا روز مبارک تا حشر مجھے نصیب ہو اور اعلیحضرت
کی خدمتگزاری کا شرف حاصل کرون کہ یہہ میرے لئے ذریعہ سعادت ہو -

یہہ بھی بندے کی خوش طالعی ہے کہ آج اول مرتبہ مین نے ایسے تربیت یافتہ صاحبون کے روبرو جلسۂ عام مین یہہ مختصر اسپیچ دی اور آج کے مبارک روز سالگرۂ مبارک حضور پرنور مین اس مدرسہ اسپیچ گوئی کی الف.بے. شروع کی۔ (ہیئر ہیئر)

حق تعالے ہمارے خداوند نعمت شاہ دکن کو کرورون برس کی عمر عطا کرے اور ہمکو موقع پر موقع ملے کہ سالگرہ حضور اقدس کا جشن منائین (چیئرز).

اسپیچ مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر

حضرات سامعین۔ مین اس وقت آپ صاحبون کے سامنے اس غرض سے نہین کھڑا ہون کہ کسی امر پر اسپیچ دون یا کسی سبجکٹ پر لکچر پڑہون بلکہ ماحصل اس جلسہ مین آنے کا یہہ ہے کہ آج کے روز مسعود و مبارک مین جو سال بہر کے بعد ہم ہی خواہان سلطنت حیدرآباد دکن کو حاصل ہوا ہی ہم اپنی دلی خوشی کا اظہار کرین۔

آپ سب صاحبان حاضرین جلسہ کے بشرون سے جو فرحت اور انبساط قدرتی طور پر ظاہر ہوتی ہی وہ آپ کا ترجمان دل ہی۔ کل اناء یترشح بما فیہ

ع۔ از کوزہ ہمان برون تراود کہ دروست۔ اور ظاہر ہے کہ یہہ خوشی

دلی اور مسرت قلبی نیچرل ہے کیونکہ انسان کی فطرت مین یہہ بات داخل ہے
کہ اپنے پادشاہ کو بعد خدا اپنا خداوند مجازی سمجہے اور اوس کے حرکات
سکنات سے دامے درمے قدمے سخنے یہہ امر مثل مہر نیمروز و آفتاب
نصف النہار روشن ہو کہ وہ جسکا نمک کہاتا ہے اوسکا گاتا ہے اوسپر سے بلکہ
وقت موقع اوس کے نام پر سے جان نثار کرنے کو اپنے لئے معراج تصور
کرتا ہے - پس ضرور ہے کہ آج کے مبارک دن تقریب سعید سالگرہ حضور
لامع النور کیہان خدیو و خدیو کیہان فخر سلاطین زمان محبوب خدائے
عالم و عالمیان دارا دربان کیوان ایوان شاہ سنجر فر فریدون کمر خلداللہ
ملکہ سریر آرائے کشور مینو سواد حیدرآباد دکن مین ہم خوشی منائین اور خوشی
کے شادیانے بجائین (نعرہ چیرز) یون تو ہر ملک کی رعایا ہر قلمرو کے باشندے
اپنے فرمانفرما کی جان نثاری کو عین فرض بلکہ فرض عین اور بہین ذریعہ حصول
سعادت دارین سمجہتے ہین مگر بیشک لاریب اور بلا شبہہ حیدرآباد دکن کی رعایا
اپنی گورنمنٹ اپنے شاہ جمجاہ اپنے تاجدار کج کلاہ اپنے شہریار گردون مدار پر
جسقدر تہِ دل سے نثار اور جان دینے پر تیار رہے اسقدر شاید ہی کسی اور
ملک کی رعایا ہو خیر سگالی بادشاہِ وقت کی گہوڑ دوڑ مین سونے کا پیالہ حیدرآباد
ہی کی رعایا کو ملیگا (ہیر - ہیر - زور سے نعرۂ چیرز بلند ہوا) حضور
کے عہد دولت مہد مین عدل و انصاف کی برکت سے شیر اور بکری ایک
گہاٹ پانی پیتے ہین -

اس مشہور شعر کے مفہوم کا ہمارا ملک ہمارے بادشاہ کی بدولت مصداق ہے۔ اللھم زد فزد (آوازے۔ آمین آمین)
مین آپ صاحبون سے یہہ نہین چاہتا کہ آپ اس سوال کا جو مین اب پوچھتا ہون زبانی جواب دیجئے آپ اپنی زبان سے کچھہ نہ کہئیے مگر اپنے دلون سے اسکا جواب پوچھئے کہ جو لاتعد و غیر محدود برکتین اکو اس فرمانروائے نامدار کے عہد مین حاصل ہین ایسی کہین اور حاصل ہو سکتی ہین (آوازین آئین ہرگز نہین۔ ہرگز نہین) کیا اس امن سے کسی ملک کی رعایا اپنے گھر مین پاؤن پہیلا کر فراغت اور مرفع حالی کے ساتہہ سوتی ہے (آوازین آئین "بیشک نہین۔ بیشک نہین") کیا آپ ایسے بادشاہ عدل گستر غریب نواز رعایا پرور کے احسان کے بار سے سبکدوش ہو سکتی ہین (کئی آدمیون نے کہا "ہماری کیا مجال"

	زتو رانم بہ ہر یک داستانی		اگر ہر موے من گردد زبانے	

حضرات سامعین۔ میرے جوش دل کا حال اسوقت یا میرا خدا جانتا ہے یا میرا دل (ہیرا ہیرا) کرورون روپے۔ لاکہون معدنیات۔ دو کرور مین زمرد اور در و دینار اور یاقوت احمر اور بے انتہا خزینہ ہاے پر زر انسان کو ملسکتے ہین۔ مگر ایسا بادشاہ نہین ملسکتا جیسا ہمارا پیارا محبوب علیخان نظام دکن ہے (نعرۂ چیرز آسمان تک پہونچا) حضرات یہہ پیارا نام کسکا نام ہے۔ اسکا نام جس کی بدولت ہم اسوقت بلکہ ہمارے ہان کے گدا تک جام جم پر تف نہین کرتے اس جوش عقیدت قلبی سے نعرہ بلند کیا کہ عرش

برین کا پایہ ہلا دیا اور کروبیان و مستجان ملا ر اعلیٰ تک تھرا گئے ۔ اس سے صاف مثل آئینہ روشن ہے کہ آپ کو اپنے بادشاہ سے دلی عشق کا درجہ ہے (اُس سے بھی زیادہ ۔ دیر تک آواز چیرز گونجا کی ۔)

آج جس بازار جس سڑک جس اسٹریٹ جس گلی کوچے مین نکلجائیے ہر مکان ہر درو دیوار ہر دکان کی آراستگی اور لطافت کو دیکھکر دل کی کلی کہل جاتی ہے کہ یا خدا ہم کیسے خوش نصیب ہین کہ اپنے شاہ گیتی پناہ کی تقریب سالگرہ کے جشن مین یہان کی اینٹ سے چیونٹی تک سب رلیان مناتے اور بچہ بچہ خوشی کے شادیانے بجاتا ہے (مبارک مبارک) اور ہیر ہیر مین نے امسال حضور بندگانعالی اپنے آقاے ولی نعمی کی سالگرہ کی تہنیت مین خلوص دل عقیدت منزل سے دو باتین سنین ماضیہ سے زیادہ ایجاد کین ۔ ایک یہہ کہ اس شادی دائمی و سالگرہ اعلیحضرت کے تہنیت مین غربا اور مساکین کیلئے ایک دواخانہ یونانی بنام شفاخانہ آصفی) کہولا کہ بیکس اور بے بس مریض اعلیٰ درجہ کے اطبا ے حاذق کے علاج کی برکت سے شفاے عاجل پائین اور انمول دواؤن کی تاثیر سے اون کے مرض زایل ہوجائین ۔ یہہ شفاخانہ جو مین نے اس سالگرہ کی تہنیت مین قایم کیا ہے اقبال شاہنشاہی اور باری تعالیٰ کے افضال لامتناہی سے تہوڑی ہی مدت مین تمام شہر مین مشہور ہوگا اور قوی امید ہوتی ہے کہ خدانے چاہا تو اس کے فواید بے انتہا اغراض کے ساتھہ وہ کرینگے جو چشمۂ شیرین تشنگان حجاز کے ساتھہ کرتا

دآمین آمین ثم آمین)

دوسری سعادت مین نے برہنمائی عقل دوربین یہہ حاصل کی کہ پبلک کے فائدہ کے لئے ایک ماہواری میگزین جسمین علمی اور اخلاقی اور سوشل مضامین اور ظریفانہ خیالات نظم اور نثر دونون مین شایع ہونگے جاری کیا اور اوسکا مبارک نام نامی دبدبۂ آصفی رکہا یہہ رسالہ ہرماہ ہلالی کی پہلی تاریخ کو بتقریب سالگرہ حضور اشاعت پذیر ہوگا اور چونکہ اسکے لئے نامہ نگاران پختہ مغز تجربہ کار حاوی علوم وفنون صافی مذاق تجویز کئے گئے ہین لہذا کامل امید ہے کہ اِس کی اشاعت سے ملک کو فائدہ پہونچے گا اس امرِ بدیہی سے کوئی فرد بشر انکار نہین کرسکتا کہ ایسی مسرت اور شادی کی تقریبون مین طرب وزمزمۂ عام اور اظہار نشاط ضروری اور لابدی ہے اور اسکا سب سے بہتر ذریعہ یہہ ہے کہ ناچ رنگ کے جلسے ہون ۔ رقص وسرود کی محفلین آراستہ کیجائین ۔ اپنے اپنے عقاید مذہبی کے موافق ہر قوم اور صنف کے لوگ حضور کا جام تندرستی پئین ۔ شہر بہر بلکہ بیرونجات مین منجانب میونسپلٹی اور بذریعہ چندۂ باہمی روشنی کیجائے ۔ بڑے بڑے مقامات مین آتشبازی کا اہتمام ہو ۔ اظہار مسرت کے یہی ذریعہ ہین ۔ مگر صرف انہین باتون پر اکتفا کرنا ٹہیک نہین ۔ انکے علاوہ ایسے کام بھی ہونے چاہئین جو فایدہ بخش پبلک ہون ۔ نئے نئے مدرسے قایم کرنا ۔ وظیفونکی تعداد کو بڑہانا ۔ غریب طلبہ کو مدد دینا ۔ بیوہ فنڈ قایم کرنا ۔ شفاخانے کہولنا

مفید عام رسالے اور میگزین اور اخبارات شایع کرنا وغیرہ وغیرہ۔ رقص و سرود روشنی اور آتشبازی ضرور ہے مگر استمراری فوائد ضرور تر اور زیادہ فیض رسان کہین زیادہ فیض رسان ہین۔ گو آج کا دن ایسا نیک دن ایسا متبرک دن ایسا مقدس دن ہے یعنی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کی سالگرہ کا مبارک دن ہے اور خیر خواہون کے خلوص عقیدت اور جوش خیر سگالی اسکا مقتضی ہے کہ یہہ اسپیچ تمام شب ختم نہو لیکن مین اب اپنی تقریر کو دعا پر ختم کرتا ہون کہ یا بارے تعالی جب تک نظام شمسی قایم اور برقرار ہے اور مہر وماہ نور افگن و نور بار جب تک انسان مین ناطقہ اور گویائی ہے اور اشرف المخلوقات ہے جب تک ہاکو اور جانور و نیر شرف ہے جبتک بحار و چشمہ سار موجزن ہین۔ خلاصہ یہہ کہ جبتک خدا کی خدائی ہے ہمارا شاہنشاہ جم جاہ میر محبوب علی سریر آراے دکن باصولت و اقبال رہے دوست شاد دشمن پامال رہے۔ سلطنت آصفی کا چراغ آفتاب سے زیادہ منور و روشن رہے اور نظام دکن بفضل یزدان زمن فخر سلاطین نو دکہن رہے (آمین کا نعرہ بلند ہوا اور دیر تک ”آمین آمین،، کی آواز چرخ چنبرین تک گونجگئی)

ایچ رای ٹھاکر پرشاد۔ شوق مہتمم رسالہ ہمارا

رہے لاکھون برس ساقی تیرا آباد میخانہ	ہمارا آئی ہی بہردے بادۂ گلگون سے پیمانہ

حاضرین۔ آجکی بات ہم لوگ جو یہان جمع ہین۔ یہہ پہلا بار ہے۔ جو ایسی

تقریب سعادت انتساب مین شریک ہوکر فخر حاصل کیا ہی۔ آجکی رات شب قدر سے کم نہین۔ یہہ وہ رات ہی جس شب مین ہمارے خداوند نعمت آقاے نامدار ظلِ سبحانی کی ولادت باسعادت ہوئی ہے سہ

زبان پہ بارِ خدایا یہہ کسکا نام آیا۔
کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کیلئے

حضرات۔ کیا ہم کو آجکی رات سے زیادہ اور مبارک خوشی منانے کی رات حاصل ہو سکتی ہی۔ ہرگز نہین۔ اس مین کچھہ شک نہین۔ کہ دکن کی ساری رعایا جسکو حضرت اقدس واعلی کی ذات بابرکات سے ایک دلی انس ہے۔ اور ہر ایک کو دعوے خانہ زادی اور جان نثاری کا ہی سب کے لئے باعث مسرت اور شادیانے بجانے کی رات ہی ہم سب کو اسوقت حضرت کے ازدیاد عمر واقبال کیلئے صدق دل سے دعاء کرنا چاہئے۔ خداوندا جب تک کہ زمین و آسمان باقی ہی۔ آفتاب مین نور۔ اور مہر مین ضیا باقی ہی۔ ہمارے خداوند نعمت کی عمر و اقبال مین ترقی دن دونی رات چوگنی ہو۔ اور ایسی شادی صد و سی سال ہم سب کو بہ سرپرستی مہاراجہ بہادر پیشکار سرکار عالی منانا نصیب ہو۔ آمین ثم آمین مصرع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

شادی

کتنا پیارا لفظ ہی۔ شادی کا نام سنا اور انسانکی باچھین کھل گیئن۔
قارون کا خزانہ بھی اگر ملے تو اتنی دلی خوشی انسان کو نہو جتنی اسدن ہوتی ہی۔
جب مرد نوشہ۔ اور کنواری لڑکی نئی نویلی دولہن بنتی ہی۔ خلعت پہنتے ہی نوشہ کا
دماغ عرش برین پر پہونچ جاتا ہی۔ اور شرمیلی دولہن کی گود ل کی گلی مہندی کا
جوڑا زیب بدن کرتے ہی کہلجاتی ہی مگر ع اوس اوج پہ وہ سر کو جھکائی ہوئی رہنا
دولہا اور دولہن کا مضمون واحد ہوتا ہی۔ یہہ بھی خوش کہ چٹ مری منگنی۔
وہ بھی ہشاش بشاش کہ پٹ مرا بیاہ۔ مگر دولہا شیر نر۔ دولہن حیا پرور۔ دولہا کو جوانی کا جوش
دولہن عفت کوش۔ یہہ مست بادۂ سرجوش شادمانی دونو ظاہر مین چپ مگر سانگین دل لبریز شراب کام ارمان
دولہا گرما گرم۔ دولہن پابند شرم۔ ادہر بشرہ سے جوشش مسرت آشکار
ادہر حیا مانع اظہار۔ ادہر ہم سنون کا مذاق دولہا کی گرمجوشی ادہر ہمجولیونکی
چہیڑ دولہن کی خموشی۔ دولہن خوش کہ میری شادی ہوتی ہے۔
دولہا شاد کہ خانہ آبادی ہوتی ہی۔ دولہا کی آرزو کہ یا خدا دولہن چاند ہو

بلکہ چاند بھی اوس کے مقابل مین ماند ہو۔ دولہا کی دل ہی دل مین دعا کہ اے خدا پاک دولہا شیر دل شیر مرد ہو۔ جمال وکمال دونوں مین فرد ہو۔ دولہا کے گھر مین اندر باہر کی عورتون کا آگے دولہن کو سراہنا اور دولہا کا دل بڑہانا کہ دولہن بچہ حور ہے۔ مجسم نور ہی از پائے تا فرق بحر حسن وخوبی مین غرق ہی۔ دولہن کے ہان ہمجولیون خواصون مشاطاؤن کا کہنا کہ اے بی سچ یون ہی۔ کہ یہہ چاند سورج کی جوڑی اللہ نے اپنے ہاتہہ سے بنائی ہی۔ لڑکی تو خدا کی عنایت سے پری ہی ہی مگر دولہا نے بہی وہ صورت پائی ہے کہ خلق خدا تماشائی ہے۔ عقد کے دن کا قریب آنا اور آتش شوق کا بڑہنا دولہن کا فرط حیا سے لجانا شرمانا۔

غرضکہ اس سے بڑہ کے سبہ گہڑی کوئی نہین۔ اس سے زیادہ مبارک موقع ہاتہہ نہین آسکتا۔ پل پل خوشی اسی تقریب مین ہوتی ہی۔ ہر گہڑی کلیجا ہاتہہ بہر کا اسی اوان سعید مین ہوتا ہے۔

ہمارے ناظرین مین سے جو صاحب دولہا بن چکے ہین وہ ہمارے خیالات کی ضرور داد دینگے۔ اور ہم سے متفق اللفظ والبیان ہو کر کہینگے کہ واقعی اس مضمون کا ایک ایک حرف آب زر سے لکہنے کے قابل ہے اور جو بیچارے۔ دولہا نہین بنے اور اس نعمت خدا داد سے محروم رہے وہ کچہہ داد ضرور دینگے مگر ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اور جو چوٹ کہائے ہوئے دل مین یعنی جو دولہا بنکے مشیت ایزدی سے پٹیل ہو گئے وہ ہم بیشک ایک آنکہہ سے ہنسین گے اور ایک

اور ایک آنکھہ سے روئینگی۔ جب کسی کی برات دیکھینگے تو ے

فرزیع سبز فلک دیدم دداس مہ نو
یادم از کشتۂ خود آمد و ہنگام درو

کا نقشہ ہوا اور جب شب تار اور کہڑی چار پائی اور محبوبۂ مطلوبہ کی ابدی جدائی یاد آئیگی تو آٹھہ آٹھہ آنسو روئینگی۔ ے

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو | جدائی کی گہڑی سر پر کہڑی ہے

جو لوگ پیاری چاہتی بی بی سے ہم آغوش ہین اون سے بڑہ کے خوش نصیب دنیا مین کوئی نہین۔ اور جن لوگون کے ہاتھہ سے سونے کی چڑیا اُڑ گئی اون سے زیادہ بدنصیب اور کوئی نہین ہو سکتا اور جن لوگون کو یہہ لطف ہی نہین۔ جورو کیسی ہوتی ہے یہہ جانتے ہی نہین اونکی نسبت گو مثل مشہور ہے کہ ہر کہ زن ندارد آسایش تن ندارد مگر سچ یون ہے کہ۔

نی غم دزد نے غم کالا
لنگے زیر و لنگے بالا۔

جسوقت دولہن بیاہ ہو کے دولہا کی گہر جاتی ہی دولہا میان نوشہ بنے ہوے اور فرط غرور سے تنے ہوے پشت توسن پر اک ٹہاٹہہ کے ساتھہ ران پٹری جماے جاتے ہین۔ اور دولہن سولہ سنگار اور نکہار کر کے قفس مین متمکن ہو کر ہر صنعت آرایش سے مزین پیچہے پیچہے جاتی ہی۔ اسوقت خوشی دونون کی چٹ چٹ بلائین لیتی ہی۔ دعا خود دعائین دیتی ہی کہ دودہون نہائین پوتون پہلین

تو کہہ بانک سے بہنڈی رہین - خوشی اور مسرت جن کا نام ہے وہ اسوقت دولہا کے گہوڑے اور دولہن کی فنس کے بیچ میں دلیا ر مہریون کی طرح دوڑتی کودتی بانٹے پٹیان جمائے ہوئے جاتی ہین - خلق خدا برات دیکھنے ٹوٹ جاتی ہے اگر دولہا کمسن جوان خوبرو شکیل ہوا تو سب کے سب تعریف کرتے ہین کہ کیسا خوبصورت دولہا ہے - چربانک اور شوخ عورتین کوٹھون پر سے باہم چہل کرتی ہین " اے پیاری بہن اگر اس فنس میں تمکو کوئی اسوقت بیٹھا دے تو کیسا " اسکا ظاہرداری سے تنک کر کہنا - اوی ٹھوہی واہیات باتین اور یہہ کہکر زیرلب تبسم کرنا اور دوسری کا کہنا دادی جنیا ع

وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتی ہو - مہر الوگون ذری فنس روک لو) اور اگر دولہا ریش ائیل ہوے -

	لمبی داڑہی فرشتے پکڑین گے داڑہی منڈے وہان بھی اکڑینگے -	

تو یار لوگ آوازے کستے ہین ا - (دولہا میان تو چوری نکل گئے ہین دم منہ کے باہر نکلی ہے) ۲ (یہہ نوشہ ہین کہ ڈڑھیلا بکرا ۳ (کون یہہ ! ٹرا خفش ہین) ۴ (یہہ بکرا تو بکری والی منڈی مین بندہا رہتا ہے کیا چہٹ کے چلے آیا) ۵ (ارے یارو یہہ بندر والے کا بکرا ہے - جسپر میان اینٹھا ہنسنگہ سوار ہو کر بندریا کو بیاہنے جاتے ہین) اگر دولہا بوڑہے پھوس پیرفرتوت تو پہپتیون کی بھرمار ہوتی ہے) ! (کاکا کہان چلے کاکا) ۲ (مکھی دار لوچاندہی ہے) ۳ (انشی برس کا سن حلوا کہانے کے دن چلے ہین - بیاہنے " - مگر گہوڑے

کتنا اچھا سوار ہوتے ہین جیسی کسی نے رکھہ دیا۔) ہم دیا ر ولڑکے کو ذرا سنبھالے رہنا۔کہین لڑھکنی نہ کھاجاے۔ایک ہی قلابازی مین اتنا چپٹ اور اتنا غل غل۔

سچ یون ہے کہ شادی جسکا نام ہے وہ کچھہ ہم سنون ہی مین خوب ہوتی ہے دولہا بھی جوان دولہن بھی جوان۔ اور اگر دونون خوبصورت ہون تو سبحان اللہ جیسی سونے پر سہاگا۔ اور دولہا کا لابھگا ہنستے کا روز۔ اور دولہن ماہ شب افروز ہو تو طوطی را با زاغے در قفس کردند۔ اور اگر دونون خیر سے کالے کوّا تو ہمرنگ اضر ربنا شد۔ رام بنائی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑہی بوڑہے میان اور جوان بی بی کی شادی قیامت ہے۔ زن جوان را تیرے در پہلو بہ کہ پیرے۔ اور جو بوڑہی عورت اور نوشہ میان بچے تو بی بی کی بی بی اور شفقت مادری کہاتے ہین۔ شیر خوار دولہا خطاب سسرال ملے تو زیبا ہے ان باتون سے ثابت ہو کہ شادی اصل مین تو شادی ہر حال مین ہی مگر شادی شادی مین فرق ہی۔ ایک شادی تو اصل شادی اور ہر طرح اور ہر معنے کر کے شادی ہے۔ ایک شادی چندین شکل براے اکل یا طرفین کی غلط فہمی سے ہوتی ہے اور اسپر شادی کا لفظ پورے طور پر اطلاق نہین ہوسکتا۔ اور ایک شادی خانہ بربادی ہے جس سے خدا سب کو بچاے۔ ہم سن ہم خاندان ہم مرتبہ ہم خیال ہمرنگ ہون تو سبحان اللہ اور اگر میان بی بی کے خیالات مین فرق ہوا تو ستم ہے۔ اور اگر سن مین فرق ہوا تو بھی قیامت ہے۔

میان بی بی کے خیالات کا یکسان یا قریب قریب ایک ہونا دونون کی خوشنصیبی ہے۔ ورنہ

	ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کاین راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است	

بی بی کہتی ہے کہ آج سورج گہن ہے ہم تو گنگا نہانے جائنگے ۲۲ برس کے بعد یہہ دن آیا ہے۔ آج گنگا جی مین اشنان کرنا کرورون ثواب کمانا ہے ہمین گنگا جانے دو پرمیشر کے لئے نہانے دو) میان چاند گہن سورج گہن کے قائل نہین۔ وہ نظام شمسی اور علم ہیات کے اصول تحقیقات جدیدہ کے مطابق گہن کی ماہیت سے بی بی کو قائل کرنا چاہتے ہین۔ اور بی بی انکو کرشان سمجھتی ہے۔ وہ ایک نہین سنتی اور کہتی ہے کہ ہم ایک نہ مانین گے تم تو لا مذہب ہوگئے آج کی دیر ہی) بہر نصیب ہو جاون اور بیچ کہیت جاون) اب فرمائیے پڑھا لکھا میان کب چاہیگا کہ اس گہن کو ثواب سمجہے اور بی بی کو اجازت دے کہ اپنی گوری گوری ٹانگین یا کالی کالی رانین دریا مین برہنہ ہوکر ہزارہا آدمیون کو دکہائے اب میان بی بی مین نباہ دشوار ہے اور دونون کی زندگی تلخ۔

بی بی اڑگئین کہ دیکہا چاہیے ادہر کی دنیا ادہر ہوجائے ندی تو آج جنون کی مسجد ضرور جاونگی دیکہین ہمکو کون روکتا ہے) میان سمجہاتے ہین کہ ارے جانی تمہاری منت ہونا قصل العقل ہے۔ پہر بہی لکہی نہین ہے۔ اول تو جن کوئی چیز نہین ... [illegible]

یہہ سب بیوقوفی کے خیالات ہین) بی بی کو تو دلی عقیدہ ہے وہ ضرور کہیگی (اچہا نہ جانے دو - مین روروکے ڈہیر کرونگی - دہہنے ہاتہہ کا کہانا حرام ہے - یا اللہ مین بختون جلی کس کرستان کے پالے پڑی کس قصائی کے کہونٹی مجہے مان باپ نے باندہ دیا - تو صاحب اسکے نزدیک جنون کی مسجد کوئی چیز نہین - بیگما بیگم بہن کے بھیّاکے موچہون کے کونڈے کے دن جنون کی مسجد ہی کی بدولت تئیس اور پانچ پینتیس ہزار چہرہ شاہی اُن کے میان منجلی نواب نے پائے - یہہ تو بس دُم کٹا کوٹ پہننا جانین اور منہ مین چرُٹ کا فلیتہ سلگا کے بہک بہک اڑانا - کرستان) اب اسکے برعکس سُنئے کہ اگر میان پرانے فیشن کے ہوے اور بی بی کہتی ہین کہ بچے کو چیچک نہین نکلی ہے - اُسے اس کو ٹیکا نکلوادو - واہ واتم ہی اچہی ہو - ابہی کسی ویکسنیٹر کو بلاؤ یہہ فصل بہی موزون ہے) اب سنئے کہ میان آن پڑہ جاہل مور کہہ - بی بی پڑہی لکہی - بی بی کہتی ہے - ویکسنیٹر کو بلاؤ - میان نے ویکسنیٹر کا نام بہی نہین سُنا - وہ چیچک مین بالون کو بلاتے ہین - گدہی کو چنا کہلاتے ہین (گدہی نے کہیت کہایا پاپ نہ پُن) ٹیکا نکلوانے کو گناہ سمجہتی ہین - اب اس قسم کے بیوقوف میان اور تربیت یافتہ بی بی مین کیونکر بن سکتی ہے - ممکن نہین - ہرگز ممکن نہین -

اگر بی بی دیانند سرسوتی کے خیالات کی پیرو ہین وید مقدس کے احکام کی پابند - اور میان بُت پرست چیل کو ماتا سمجہنے والے - دہرتی لیغی

کرۂ ارض کو گاے کی سینگ پر قایم کرنے والے - بندر کو گرد ہانی کہلانا ثواب سمجھنے والے - کالے کتے کو بہیرون جی کی سواری تصور کرکے پوجنے والے ہوں تو ایسے ضعیف الاعتقاد میان اور تربیت یافتہ بی بی مین میل جول ہونا ایسا ہی ہے جیسا قطب شمالی و قطب جنوبی کو باہم ملا دینا -

کشن پرشاد عفی عنہ

اصول تعلیم

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ زیور و آرایش بلحاظ زبان لباس کے آگے ہے۔ وحشی اقوام مین دیکھا گیا ہی کہ اونکو مطلق لباس کی پروا نہین لیکن اپنے جسم پر گوندا ضرور لگوائینگے اور اونکی عورتین بغیر کسی قسم کے لباس کے باہر نکلنے سے مطلق پروا نکرینگی لیکن بغیر اپنے جسم کو رنگے ہوے باہر نکلنے کو گناہ عظیم سمجھینگے سیاحونکے تجربونسے بھی یہی ثابت ہوتا ہی کہ افریقہ اور دیگر غیر متمدنہ ممالک کے باشندے جسقدر لوت اور جھوٹے زیورات کو پسند کرتے ہین ہرگز کپڑونکو گو وہ کیسے ہی دلفریب نقش و نگار سے منقش کیون نہون پسند نہین کرتے۔ بس اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ انسان کی ابتدائی حالت مین پہلی زینت اور آرایش کا مادہ پیدا ہوا بعد لباس کی طرف توجہ ہوی۔ بلکہ آجتک یہہ دستور اعلیٰ اور متمدنہ اقوام مین بھی پایا جاتا ہے کہ کپڑونکی گرمی اور اونکی سودمندی پر چندان خیال نہین کیا جاتا ہی جسقدر اونکی نقش و نگار و رنگ پر خیال رہتا ہی اور لباس کے کاٹ کتر پر زیادہ خیال رہتا ہی بہ نسبت اوسکی آسایش دہی کے۔ غرض یہہ ہی کہ اسوقت بھی لباس مین زینت ظاہری کو لوگ سودمندی پر زیادہ ترجیح دیتے ہین۔

حیرت خیز امر تو یہہ ہی کہ یہی مناسبات ذہنی معاملات مین بھی نظر آتے ہین۔ ذہنی اور جسمانی محنات مین بھی آرایش و زینت کو کار آمدی پر ترجیح دیجاتی ہی

نہ صرف زمانہ سلف بلکہ فی زمانناہی بھی پایا جاتا ہی کہ اون علوم وفنون کی طرف
لوگون کی توجہ زیادہ ہی جنکی تعریف ہوتی ہی نہ وہ جیز انسان کی ذاتی بہبودی
مترتب ہی۔ سقراط کے زمانۂ تعلیم تک یونان مین بھی یہی علوم موسیقی وشعرو
فصاحت وفلسفہ کے بعض ابواب پرجو عملی نہ تھی عام لوگونکی زیادہ تر توجہ پائی
جاتی تہی اور وہ علوم جنسی معیشت کو کمک پہونچتی تھی درجہ اون مین شمار کئی جاتی
تھے۔ ہمارے مدارس مین ابتک یہی یہی طریقہ مسلوک ہی۔ بہت سی چیزین مدارس
مین ایسی سکہلائی جاتی ہین کہ جب طالب العلم مدرسہ چھوڑتا ہی تو اوسکو اوسکی
معاملات روزمرہ مین اونکی مطلق ضرورت نہین ہوتی ہی۔ ان علوم سے
اوسکو اوسکی دوکان یا جاگیر یا خدمت یا ملازمت کے انتظام مین مطلق کمک
ومدد نہین ملتی ہی۔ اور جب دیکھا جائے تو اوسنے ایک زمانہ ممتد اونکی تعلیم
وتحفظ مین صرف کیا ہی اور بالآخر یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ وہ چیزین رفتہ رفتہ بوجہ
عدم استعمال کے اوسکی ذہن سی نکلجاتی ہین۔ اور اگر اوسنی کبھی کسی جیز یا کسی
مثل یا شعر کا استعمال بھی بموقع کیا تو کیا تو گویا اپنی کلام یا اپنی تقریر کو صرف زینت
دینے کے غرض سے تہا۔ اگر ہم اسبات کو دریافت کرین کہ لڑکونکو السنہ قدیمہ
غیر مروجہ کی تعلیم دینی کی غرض اصلی کیا ہی تو ظاہر ہوگا کہ عام رائے کے ساتھہ اتفاق
منظور تہا۔ جیسی کہ لوگ اپنی بچونکے جسمانی لباس کو موافق پسند عام کے بنواتے
ہین اونکی ذہنی آرائش بھی اوسیطرح پر کرتے ہین۔ جسطرح کہ وہ وحشی مکان سی
نکلنے کے آگے اپنی جسم پر رنگ لگاتا ہی یہہ کسی فایدہ صریح کی غرض سی نہین ہی
بلکہ اوسکو بغیر رنگ لگانے کے باہر نکلنے مین خجالت ہوتی ہی۔ اوسیطرح پر لڑکونکی السنہ

مذہب غیر مروجہ کی تعلیم مین کوشش کیجاتی ہے اور یہہ بغرض اون زبانون کے
ذاتی فواید کے نہین ہی بلکہ اسوجہ سے ہی کہ اوس لڑکے کو شرفا و ہمچشمونین
ان زبانونکے نجاننے سے خجالت و شرمندگی ہیونکہ ان زبانونکا جاننا شرفا
کا تمغہ متصور ہونے لگا ہے ۔
یہہ مثال عورتونکی صورت مین زیادہ تر نمایان ہے ۔ کیونکہ انمین ذہنی
اور جسمانی دونون کے برتاؤ مین آرایشی مادّہ بہ نسبت مردونکے کہین بڑہا
ہوا ہی ۔ ابتداءً زینت جسمانی کے طرف دونون کی توجہ برابر برابر مصروف
تھی لیکن اس زمانہ مین ہم دیکھتے ہین کہ مردونکے لباس مین زینت ظاہری
و آرایش کو زیادہ ترجیح دیجانے لگی ہے اور تعلیم مین بھی کارآمدی کا قدم نسبت
زینتی تعلیم کے کچھہ آگے بڑہا ہوا ہی ۔ لباس و تعلیم دونونمین عورتین پیچھے رہگئی
ہین ۔ ہارونون انگوٹھون اور چوڑیونکا پہننا ۔ بالونکی سنوار سنگہار ۔ سرخاب
سفیداب و غالیہ کا استعمال لباس کی چستی و دلکشی مین بے انتہا کوشش
و جانکاہی ۔ یہہ سب دکہلاتی ہین کہ عورتونکے لباس مین دلفریبی کی خواہش
بہ نسبت آسایش جسمانی کے کہین بڑہی ہوی ہی ۔ اسیطرح اونکی تعلیم مین بھی
آراستگی کاری پلہ دکھلاتا ہی کہ کارآمدی آرایش کے نذر ہوچکی ہے ۔ فرنگستان
کی حالت تو اور بھی بدتر ہے کیونکہ عورتونکی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ رقص و فنا
و پیانو بجانے گانے اور مصوری کی تعلیم مین صرف ہوتا ہی اٹالین اور جرمن
زبانونکی تعلیم بھی محسنات مین شمار ہوتی ہی ۔ اگر دریافت کیا جائے تو ظاہر
ہوگا کہ سبب اصلی اوسکا یہہ ہی کہ ان زبانون کا جاننا عاید کی عورتونکا لازمہ

قرار دیا گیا ہے۔ اِن زبانوں کے جاننے سے یہہ غرض نہین ہی کہ اونکی کتابین پڑہی جائین تو گانے والی بی بی کی تعریف ہو۔ پادشاہون کے سنین اور نیز دوسرے چہوٹے غیر معظم تاریخی واقعات حفظ کرائے جاتے ہین۔ یہہ اِس غرض سے نہین کہ اونسے کوئی ذاتی نفع جاننے والے کو ہوتا ہی بلکہ اِس غرض سے ہے کہ اِنکو لوگ عمدہ تعلیم کا ایک حصہ خیال کرتے ہین۔ اور یہہ کہ انکی ناواقفی سے مبادا دوسرونکی نظرونمین تحقیر ہو لکہنا پڑہنا املا صرف و نحو حساب سینا پرونا یہہ وہ چیزین ہین کہ زندگی مین بکار آمد ہین لیکن انہین بہی بعض چیزونکی طرف زیادہ تر توجہہ کیجاتی ہے تاکہ دوسرے اونکی تعریف کرین۔

اسباتکی تحقیق کیلیے کہ ذہنی اور جسمانی دونون صورتون مین آرایش کو بکار آمدی پر تقدم ہی لازم ہوگا کہ ہم اوسکے وجوہ و اسباب پر نظر ڈالین۔ یہہ دیکہا جاتاہے کہ قدیم سے ابتک ذاتی ضرورتین ارتباطی ضرورتونکے تابع رہی ہین اور پہلی ارتباطی ضرورت افراد ناس کے محکوم کرنیمین ہی۔ یہہ خیال غلط ہی کہ دنیا مین سوای بادشاہون اور مجالس جمہوری کے اور کسی قسم کی سلطنت یا ریاست نہین ہی ان مسلم ریاستونکے ساتہہ دوسری غیر مسلمہ ریاستین بہی مختلف حلقون اور صفونمین اپنا وجود دکہلاتی ہین جنمین ہر ایک مرد یا عورت افسریت حاصل کرنیکی کوشش مین مصروف ہی۔ اپنے ابنائی جنس پر تفوق حاصل کرنا اونکی تعظیم کے لایق بننا اور ایسے سے جو بڑے ہین اونکی خوشامد کرنی یہہ ایسی عالمگیر جہگڑے ہین کہ جنمین زندگی کی اعلی قوتین صرف کیجاتی ہین۔ مال و دولت کے بہم پہونچانے اور وضع معیشت و حسن لباس و اظہار علم و لیاقت سے ہر شخص دوسرونکو زیر کرنیمین ہمہ تن مصروف

اور انہین وجوہ سے وہ پیچیدہ روک ٹوک پیدا ہوتی ہین جنسے جمہوریانام ہین نظم و نظام قایم رہتا ہی۔ نہ صرف وہ وحشی سرگروہ اپنی رنگے ہوے جسم اور مہیب شکل سے اپنی زیردستونکے دلونمین خوف ڈالنے کے خیال مین مشغول ہی اور نہ صرف وہ معشوقہ اپنی اعلیٰ درجہ کے سنوار سنگھار رہنڈ بانہ رفتار و چلن اور گوناگون آرایشونکے ذریعہ سے دلفریبی مین مصروف ہی بلکہ علما و مورخین و حکما سبکے سب اپنی لیاقتونکو اسی مدعا کے حصول مین صرف کرتے ہین ۔ ہم مین سے کوئی ایسا نہین کہ اپنی ذاتیات کو بغیر نمایش کے دوسرونپر اظہار کرے بلکہ ہم سب مین وہ خواہش پائی جاتی ہی کہ اپنی ذاتیات کا سکہ دوسرونپر جما کر جس ڈہب سے ممکن ہو اونکو اپنا مطیع بنائین ۔ ہماری تعلیم کی نوعیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے۔ کسیکا خیال اسطرف راجع نہین ہی کہ کونسا علم زیادہ تر قدر و قیمت کے لایق ہے بلکہ کس علم سے زیادہ تر تعریف و توصیف و عزت حاصل ہوتی ہی۔ جسکا اثر لوگونپر زیادہ پڑتا ہے یا جس سے لوگون کی نظرونمین زیادہ تر توقیر و وقعت بڑہتی ہے۔ جسطرح پر کہ زندگی مین ہمارا تمام خیال یہہ ہے کہ دوسرے ہمکو اچھا سمجھین نہ یہہ کہ ہم اچھے ہون اسیطرح پر تعلیم مین بھی علم کی ذاتی قیمت پر چندان نظر نہین ہی جسقدر کہ اوسکے عارضی اثر پر۔ غرض یہہ ہے کہ خود نمائی کا مادہ نسبت ذاتی قدر و قیمت کے کہین بڑہا ہوا ہی۔ تحسین و آفرین کی خواہش نے ہر اصلی خوبی کو پوشیدہ کر رکھا ہے کسی شاعر کا کیا خوب قول ہے ۔

قیمت مرد نه از سیم و زر است   قیمت مرد بقدر هنر است
ای بسا بنده که از کسب هنر   قدرش از خواجه بسی بیشتر است

بحرِ مواج

چشمہ

صحرا دیکھون کہ سیر دریا دیکھون | یا معدنِ و کوہ کا تماشا دیکھون
ہر سو تری قدرت کے ہین لاکھون جلوے
حیران ہون کہ دو آنکھون سی کیا کیا دیکھون

معروف ہین نئی دنیا امریکا کے براعظم کا نام ہی۔ جسکو ۵ اصدی کے اواخر مین اسپین کے کلمبس نے بہ سرپرستی ملکہ معظمہ سلطنت موصوف اپنے دماغ کی قوت سے ڈھونڈھ نکالا تھا۔ اور اِن دو دنیا [illegible] دنیا کے اُن بڑے بڑے حصون کو پانی کے ذریعہ سے ایک کر دیا تھا جنمین بعد المشرقین تھا۔ اب ہم اِس پُرانی دنیا کے انسان یعنے ایشیا یورپ اور افریقہ کے باشندے اوس نئی دنیا کے رہنے والون سے باہم شیر و شکر ہین۔ اور ملتے جُلتے رہتے ہین جو ہمارے پانون کے نیچے آباد ہین اور لطف یہ کہ وہ بھی چلتے پھرتے ہین۔ اور ہم بھی۔ نہ وہ گرتے ہین نہ ہم۔ یہ قوتِ کشش کا صدقہ ہے۔ جسکی نیوٹن نے بزور فلسفہ تحقیقات کی تھی۔

یہ سچ ہے۔ کہ امریکہ نئی دنیا ہے۔ مگر اسمین سوا ے اِسکے کہ ہم وہان والون اور وہ ہمسے واقف نہ تھے۔ اور کوئی نیاپن نہین۔ وہی انسان وہ بھی وہی انسان ہم بھی ضاحکہ ناطقہ ادہین بھی ہم ہین بھی طرز معاشرت کے اصول قریب قریب ایک۔ وہی زمین وآسمان وہان وہی یہان وہ بھی کپڑے پہنتے ہین ہم بھی۔ اُنکے ہان بھی غلّہ گوشت میوے دودہ کی خوراک ہمارے ہان بھی۔ اسلحہ حرب کا وہان بھی استعمال۔ یہان بھی۔

مگر ہم اُس دنیا کا ذکر کرتے ہین۔ جسکا نام سب سُنتے آئے ہین جسکو سب نے دیکھا ہے۔ اور پھر کسی نے نہین دیکھا۔ وہ کیا۔ سمندر۔ اب ناظرین کو حیرت ہوگی۔ کہ یا الٰہی۔ یہ نئی دنیا کہان سے پیدا ہوگئی بحر وبر مین تو چولی دامن کا بدو آفرینش سے ساتھہ ہے۔ یہ نئی بات کونسی ہے مگر ہم ثابت کر دینگے۔ کہ واقعی نئی دنیا سمندر ہی ہے۔ ہم پُرانے وہمی جغرافئے کے مصنوعی بن مانسون یعنے خیالی دریائی آدمیون کا ذکر نہ کرینگے۔ ہم سمندر کے اُن اُن عجائب وغرائب کا ذکر قلمبند کرینگے۔ جو پڑہنے اور سُننے اور دیکھنے کے قابل ہین جہان کی مخلوقات جُدا۔ غذا جُدا۔ پہاڑ مختلف۔ باغ کی قطع نرالی۔ نئی دنیا اور بیشک نئی دنیا۔

قدرت نے نئے جلوے جو اِس عالم اور یہان کی مخلوقات پر ظاہر کئے ہین وہ ایسی لامحدود اور بے انتہا ہین۔ کہ انسان۔ کی ادراک عاجز۔ اور عقل حیران ہے اُنکے اُن لاتعد وتحصیٰ قدرتون کا یہین نمونہ حضرت انسان ہین اِس نبی نوع انسان کی خلقت کوئی معمولی قدرت اُس خالق کی نہین سمجھی جاسکتی

اور اس امر کا اطلاق لازم آتا ہے کہ یہ اس قادر بیچون کی قدرت کا نمونہ نہین ہے۔

بیشک اُسکی قدرت کاملہ کا لب لباب انسان ہی ہے۔ اور اُسکی فضیلت کل ہیجدہ ہزار مخلوق سے کہین برتر ہے۔ اس خالق کی تعجب خیز اور حیرت ناک قدرت کی بدولت ہیجدہ ہزار عالم وجود عدم سے ہستی مین آیا۔ اور اُسکے رنگا رنگ گل بوٹون کی بہار اِس باغ عالم مین اپنا جوبن دکہا رہی ہے۔ اور بحر دریاے ناپیدا کنار عالم ہستی کے جسقدر اونچے اونچے زور دار موجین قدرت کے کہیل دکہا رہی ہین۔ اور لہرا رہی ہین۔ اور ایک چشموں مین عدم و وجود کا ثبوت حباب کی طرح دے رہی ہین۔ اونسے ہرگز یہ مخفی نہین ہے کہ دنیا کی کشتی مین حضرت انسان صفات جمیلہ سے موصوف ہوکر اُسکی عطیہ عقل کا (پورٹ مین ٹوم) اپنے ساتھہ لیکر۔ اس دریاے ناپیدا کنار کے تماشے دیکھتا ہوا۔ سیرکنان ہے اوسکے مقابل آجتک کوئی مخلوق قدرت نے خلق نہین کیا۔ اس مخلوق کو خداے پاک نے اپنی قدرت سے ایک خلعت عقل عطا فرمایا جو کسی اور مخلوق کو نصیب نہین ہوا۔

جیسا کہ ہمنے ابھی اوپر بیان کیا ہے۔ کسی مخلوق کو بنی نوع آدم پر ہرگز شرف حاصل نہین ہوسکتا۔ اُن مخلوقات ہیجدہ ہزار عالم سے کسی کو اس نعمت غیر مترقبہ اس دُر بہا اور خوش آب کا خلعت نصیب نہین ہوا۔ انسان ہی کا کام ہے۔ کہ اپنی عقل و قوت دراک کے ذریعہ سے میزان عقل مین ہر ایک بھلے بُرے کو وزن کرسکتا ہے۔ اور نیک و بد مین تمیز کرنے کی قابلیت رکہتا ہے

جبکہ انسان مین قوت دراکہ ہے۔ اور اُسکی بدولت ہر ایک شے پر اپنی
حسب لیاقت رائے قائم کرنے کی قوت رکہتا ہے۔ تو اُسکو بُت کیطرح
چُپ رہنا اور اپنے پرُجوشش دل کے دلولون کو روکنا۔ اور اپنی دریادلی
کے اُن مواج کو جنکی موجون مین ایک نیا لطف۔ اور ایک نیا سین ہر وقت
نظر آتا ہے۔ اُسکی سیر سے شائقین اعجوبہ گزین کو محروم رکہنا عقل کا
تقاضا نہین۔ اسلئے لازم آیا۔ کہ اُسکی قدرت کاملہ کے اُن جلوہ نمائیون کو
جو اس زمانہ کے فلاسفۂ یورپ نے اپنی مدبرانہ اور فلسفانہ حکمتون سے بحر
قدرت کی تہ مین غوطہ مار کر عمدہ عمدہ بیش بہا موتی جنکو چشم فلک نے کبہی
نہین دیکہا نکالی ہین وہ پبلک کے روبروپیش کین اور جو کچہ قادر بیچون کی قدرت
نمایان ہم اپنی آنکہون سے صرف اپنی محدود نظر سے دیکہہ رہے ہین ۔
وہین تک محدود نہین ہین۔ بلکہ خلاق بحر و بر نے جلوہ نمائیون کا زیر سطح
بحر بہی اظہار کیا ہے ۔

پہلی موج

منجملہ اُسکے اُن قدرت کے کہیلون کے اور اُسکی اُن رنگا رنگ جلوہ نمائیون
اور سحر پردازیون کے امواج کی یہ بہی ایک موج قابل دید ہے۔ کہ سمندر کی
تہ مین بہی بہت سے جاندار موجود ہین۔ منجملہ اونکے ایک جانور عجیب القسم
اور نادر الجثہ جو ہیئت مجموعی سانپ کی مشابہ ہے۔ اور جو (سی سرپینٹ)

ماربجری کے نام سے موسوم ہے۔ یہ سمندر کا باشندہ اور وہان کی رعایا سے ہے۔ اور اُسکی پرورش و پرداخت سمندر ہی مین ہوتی ہے۔ اُسی نسل وہین بڑہتی ہے۔ اُسکے رزق کے لئے وہی دریا خوان یغما بنا ہوا ہے۔ اُسکا بستر پانی۔ اور اُسکا تخت اُس دریا کے پہاڑ ہین۔ جو تہہ مین موجود ہین اُسکے جسم کی ضخامت انسان کے بازوون کی ضخامت۔ اور انسان کے خم وچم کے مقابلہ مین بالکل مشابہ ہے اور یہ طویل القامت بھی ہے جسکا طول چھہ فیٹ سے کم نہین ہوتا۔ اِس عجیب الخلقت ماربجری کے اوپر کے حصّہ کا رنگ نہایت ہی خوشنما اور دلچسپ بھورا ہوتا ہے۔ اور نیچے کا حصّہ اُسکے جسم کا نہایت چمکتا ہوا۔ سفید چاندی کا پتّر کہین تو می زیبد۔ اپنے حسن اور رنگ مین فرد و یگانہ اور نہایت ہی دلچسپ ہے۔ یورپ کے مورخین جنکی بدولت ایسے عجائب وغرائب کے وجود کا پتا چلا ہے۔ اور جسکی تعریف ہم آجکے روز اپنے ناظرین کے روبرو پیش کر رہے ہین۔ یہ مقولہ مسلمہ ہے۔ کہ اِس قدرتی نادر الخلقت ماربجری کا مسکن۔ اور اِس کا پایہ تخت دبحیرہ میڈیٹرینین ہی مگر ہان اسکے اور بھائی بند دوسرے سمندرون مین بھی قیام پذیر ہین۔ یہ نئی چیز۔ نہ کوئی دیوتا ہے۔ جو پوجنے کے لایق ہو اور واجب التعظیم سمجھی جائے۔ نہ کوئی معشوق زرّین کمر ہے۔ اُسکے عشق مین اُسکی نادر صورت اور شکل کو دیکھکر دریائے عشق مین غرق ہون۔ بلکہ یہ ایک درحقیقت ماربجری ہے جسکے یقین کرنے مین کوئی شک یا شُبہ ہو ہی نہین سکتا

روما کا ایک مورخ لکھتا ہے۔ کہ قدیم زمانے کے اہل روما ایسی قسم کے ایک
مار دریائی کو جو (بحیرۂ بیڑ ہین) ہین ہوتا ہے پسند کرتے ہین۔ اور
تعجب کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور ایک غریب الخلقت ہونے کے باعث
سمندر کے کنارے ایک خوشنما حوض مین رکھتے ہین۔ چونکہ یہ انمول
شئے ہے۔ اُسکی قدر و منزلت ویسی ہی ہوتی تھی جیسے ہم لوگون مین اُن
خوشنما سنہری رُوپہلی۔ مچھلیون کی ہوتی ہے۔ جو اکثر کمیاب ہین۔ فرق
صرف یہ ہے۔ کہ ہم رُوپہلی سنہری مچھلیون کو اپنے دسترخوان کی زینت
نہین سمجھتے۔ اور وہ لوگ اپنے ہان کی اُن مچھلیون کو نوش جان کرتے تھے
اور اُسکے گوشت پر جان دیتے تھے۔ چونکہ انسان کا ایک فطرتی مادہ ہے
کہ اکل و شرب سے ہو یا ناشے نوش۔ یا لباس و پوشاک سے ہو جس
چیز کا انسان عادی ہو جاتا ہے۔ بالطبع وہ اُسکو پسند کرتا ہے۔ اور اگر اُسکو
اختیار کرتا ہے تو وہ قریب رواج کے مانا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات
تحفہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی روما کا مورخ لکھتا ہے۔ کہ وہان کا شہنشاہ جسکا
نام (جولیس سیزر) تھا۔ اس مچھلی کا شایق تھا۔ اور اُسکی خواہش نے
یہانتک مبالغہ کیا۔ کہ کسی تقریب مین اُسنے اپنے احباب اور امرا کی
پرتکلف دعوت کی تھی۔ اس دعوت مین میوری نام کی ایک مچھلی جو بام مچھلی
کی سی ہوتی ہے۔ اپنے مہمانون مین تقسیم کی تھی جسکی تعداد چھ ہزار کی تھی
یہ لوگ خشکی کے رہنے والے آسمان اور ستارون کے دیکھنے والے
اور نیچے اونچے ٹیلے۔ اور بلند بلند پہاڑیان اور مقامات کے رہنے والے

سطح الارض کی عجائب و غرائب کی دید مین ایسے متحیر آواز خود رفتہ ہین - کہ مطلق
اسکی خبر ہی نہین - کہ سمندر مین بھی قدرت ہرشان اور ہر رنگ مین اپنی لہرین
دکھا رہی ہے - اور جسکی حیرت انگیز - اور جادو بھری خوشنمائی اور خوبصورتی
نئی نویلی دُلہن کی پیاری پیاری صورت کیطرح گھونگھٹ کے پردہ مین
روپوش ہے اُسکی نظارہ سے ہم محروم ہین -

شاخ درشاخ مرجان - انواع و اقسام کی ہری ہری تروتازہ جھاڑیان -
تاباں و درخشان ہرطرف اپنی اپنی جگہ تہ سمندر جلوہ گنان ہے -
گلہاے معنبر - رشک نسرین و نسترن - یاسمین وسمن رشک دہ صد ہزار چمن -
مرجان روکش بچہ حسینان کوہسار کی بہار کو دوبالا کرتی ہین - اور معلوم ہوتا
ہے - کہ عروس بہاران نے مالن بنکر سمندر کے پہاڑون کی چوٹیون کو
انمول رنگا رنگ پھولون کے ہارون سے گوندھا ہے - اور یہ سمندر کے پہاڑ
کثرت لالہ زار خشکی کے پہاڑون سے ٹکر لڑتے ہین - یہان بھی کہین چمپا
و سیوتی کہین بیلا و چنبیلی ہے - کہین گلاب کی کلی - اِس بہارستان
بحر زان مین مختلف رنگ کی مچھلیون کا اِدہر اُدہر تیرنا اور لہرانا - ایک
عجیب دل فریب سمان دکھاتا ہے - کوئی مچھلی دہانی ہے - کوئی زعفرانی
کوئی آبی کوئی گلابی - کوئی لباس مخملی دربر - کوئی زنار برہمن درکمر - قدرت حق
کا تماشا دکھاتی ہے - اور کافر کو مسلمان بناتی ہے -

باقی آیندہ

کشن پرشاد شاد عفی عنہ

عشق

جسکو ہم قطرہ سمجہتے تھے وہ طوفان نکلا	ہائے اس عشق مین رونا بہی نہ آسان نکلا

عشق کسکو کہتے ہین اسکا حال کسی چوٹ کہائے ہوے دل سی پوچہئے - وہ دل جو مسلکِ عشق مین فنا ہوگیا ہو - وہ دل جو عشق کے صدمی اُٹہانے کا جگر رکہتا ہو - وہ دل جو عشق کی کڑی منزل مین تہک کے بیٹہہ گیا ہو مگر ہمت نہ ہارا ہو - وہ دل جو راہ عشق کا سرد و گرم چشیدہ ہو - وہ دل جو عشق کی بہول بہلیونمین بہٹک بہٹک کر کعبۃ اللہ جا پہنچا ترکستان کا ڈہرا پکڑے اور بحر اقیانوس ہوکر خوارزم پہونچنے کو سیدہا راستہ سمجہے - وہ دل جسکی رگین نشتر غم کی خوگر ہون - وہ دل جو نخچیر تیر حوادث ہوکر صیاد جفا پیشہ کو لاکہون دعائین دے - وہ دل جو زخم پیکان کے اندمال کیلیئے مرہم کی عوض نمک کا طالب ہو - وہ دل جو طبیب کو اجل اور اجل کو مسیحا سمجہے - وہ دل جسمین کسی ظالم کا درد اُٹہہ اُٹہہ کے ٹہکانا بتاتا ہو کہ اس مقام پر چوٹ لگی تو تڑپنے کا مزہ آئے - وہ دل جسپر عشق کا زخم کاری پڑا ہو - وہ دل جو زخم دامن دار کی لذت اُٹہا کر دہن زخم سے قاتل کو پکارے وہ دل جو کشتی عشق کے دریاے ناپیدا کنار کے منجدہار مین ہو اور ناخدا

ساحل پر جسکا خدا ہی بیڑا پار کرے تو ہو۔ وہ دل جو عشق کے مار گجہ دار کے زہر ہلاہل کو تریاقِ فاروقِ عراق پر ترجیح دے وہ دل جو خلل عشق کو عسل اصل پر فوق دے۔ وہ دل جو کوچۂ عشق کا نشیب و فراز دیکھا بھالا ہو۔ بچپن ہی سے دایۂ عشق نے گودیون کہلایا ناز و نعم سے پالا ہو وہ دل جسکی ترکیب عشق ہو۔ وہ دل جسکی رگ و پے مین عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔

روکھی پھیکی محرمی پیدایش والے بھلا عشق کا حال کیا جانین۔ اس نعمت عظمیٰ اور اس دولت لازوال سے اونکو کیا سروکار۔ وہ عشق کو جنون اور عاشق کو مجنون خیال کرتے ہین اور عاشقانہ کلام عاشقانہ خیالات کو مجذوب کی بڑ سے بڑھ کے سمجھتے ہین۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست یہہ کچھہ فرض نہین ہی کہ کُل بنی نوع انسان مین ہر فرد بشر کو ایک ہی قسم کا عشق ہو۔ یہ قانون قدرت کے خلاف ہی۔ عشق کے لفظ کا اطلاق زیادہ تر عورت اور مرد کے عشق پر کیا جاتا ہے۔ بلکہ عموماً یہہ سمجھا جاتا ہی کہ مرد کا عورت پر عاشق ہونا اور عورت کا مرد پر جان دینا بس اسی کا نام عشق ہے۔ حالانکہ یہہ صریح غلطی فاش ہے۔ عشق ایک جامع چیز ہے اوسکا اس طرح پر محدود کرنا بیغے ہے۔ عشق انسان کو ہر شے سے ہو سکتا ہے۔ کسی کو گھوڑون کا شوق ہے۔ اپنی حیثیت کے موافق گھوڑے خریدے جاتے ہین۔ اگر امیر ہوا تو ایکطرف کچھی گھوڑے بندھے ہین جنکی پیٹھ مین انسان

آدہا چہپ جاے - کسی جانب عرب کے نایاب گہوڑے - کہین کاٹہیاوار کے عمدہ جانور نہنا رہے ہین - ایک سمت کیپ کے اونچے اونچے ویلرونکی قطار ہی - بیگو کے ٹانگن علحدہ دُم سے مگس رانی کر رہے اور قدرتی چوری کا کام کر رہے ہین - پہاڑی یابو ایک رُخ - ترکی مضبوط گہوڑ ون کی کمی نہین معلوم ہوا کہ عرب کے گہوڑے گو اپنی آپ ہی نظیر ہین مگر تختہ گردن ہوتی ہین یہہ ذرا عیب ہے - اس عیب کے دور کرنے کے لئے کاٹہیاوار کی بری بنی ہوی جوان جوان گہوڑیان منگوائین اور عرب کے خوبصورت بچہیرون کو مہلا کہلا کر تیار کرکے اون گہوڑیون سے ملایا تو جو بچے پیدا ہوے ساری خدائی کے گہوڑونمین فرد - غرضکہ انکی اصطبل مین ہر طرح کے ترکی عربی تازی کیپ بیگو کاٹہیاوار دکہنی پہاڑی جینی ہر قسم کے راہوار بادرفتار موجود اور

قدم کا وا ایڑن میٹہی یوئی دوڑنا جمنا
ہین سب راہون مین ترکی اور تازی تیری لاثانی

دن رات اصطبل مین - اسکی سوا دوسرا شوق ہی نہین - نادری حکم - تو کیون آتی ہے - لید کیون نہین یہانکی اُٹہائی گئی - اپنے ہاتہہ سے گہوڑون کے ملنے اور کہریرا کرنے کو خود تیار - سالوتری کئی نوکر - خود مویشی خصوصاً گہوڑون کے علاج سے واقف - غرضکہ دن رات اسی مین محو - فنا فی الاصطبل -

بعض آدمیون کو اپنی بچون سے عشق ہوتا ہے - یون تو اپنی بچون

سے کسکو عشق نہین ہوتا - لیکن بعض اصحاب کو اور لوگون کی نسبت اپنی بچون سے زیادہ عشق ہوتا ہے - شب و روز اُنہین کی فکر - اُنہین کا خیال - انہین کے غور و پرداخت - عورتونکی طرح خود پالنا - نہلانا - دھُلانا اپنے پاس سُلانا اگر ذرا پہانس چُبھی تو گویا اونکی دلپر تیر لگا - یون ہی سا بدن گنگنا ہوا اور گہر مین کہلبلی مچ گئی - ڈاکٹر پر ڈاکٹر طبیب پر طبیب آرہی ہین - پنساریون اور کمسٹ کو تاکید کہ نسخہ ذرا احتیاط کامل سے باندہنا کوئی دوا خراب یا وزن کم و بیش ہونے پاے - جس چیز پر بچے نے ذرا ہٹ کی فوراً مول لے دی - جو اوسنے کہا وہی ہوا - بالک ہٹ کو کبھی ٹالا نہین -

خیر یہان تک تو خیریت ہے مگر اسکی دو صورتین ہین - اگر اس عشق کے ہاتہ بچون کی آیندہ بہبودی کا خیال رکہا تو عشق کو ہم ضرور کامل کہینگے - علم و فضل کے زیور سے اونکو آراستہ کرنا پڑہانا لکہانا صحبت بد سے بچانا لایق لایق اتالیق اون کے لئے مقرر کرنا - یہہ مقتضاے عشق ہی - یہہ کچھ فرض نہین کہ ہر پیشے کا آدمی لڑکے کو پڑہاے لکھاے ہی - ضروری معمولی تعلیم کے بعد کوئی پیشہ سکہاے - بڑہئی اپنی لڑکے کو بڑہئی کا کام سکہاے - سُنار سناری کے پیشے مین اوسکو برق کر دے - کسان کا لڑکا زراعت کے اصول سے واقفیت حاصل کرے - اور اگر اس کے برعکس لاڈ مین لڑکے کو کوئی کار آمد زبان علم یا پیشہ نہ سکہایا تو بچہ بڑہ کے نرِ گنوار کالٹھ نکلی گا اور سب کہینگے کہ اسکی باپ مان نے لاڈ مین

اسکو خراب کردیا - اور دنیا مین کسی کام کا نر کھا - اسی قسم عشق پر تین حرف ہے

برسر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ ز مہر پدر

بعض شوق اس قسم کے ہین کہ عشق کے درجہ کو رفتہ رفتہ پہونچ جاتے ہین مگر اون سے کوئی فائدہ متصور نہین - بالکل بیکار شوق - وہ کون شوق - بٹیر بازی - مرغ بازی - پتنگ بازی - مینڈہے لڑانا - ہم کو اس قسم کے شوق سے نفرت ہے - کبوتر پالی چونٹا تکے پڑا یا مال دو پہر کو جلتی بلتی دہوپ مین چیل انڈا چہوڑ رہی ہو اور آپ - کو - کا - کر رہے ہین - کٹی دکھا رہے ہین - مرغ بازی اس سے بھی بدتر ہے - ایسا ظالمانہ شوق دنیا مین کوئی نہو گا - مرغ بیچارو نکی جان عذاب مین ہو جاتی ہے - دو دو پہر گتھے پڑے ہین - بعض آدمی اس شغل پر دنیا و مافیہا کے کل اشغال کو فوق دیتے ہین اور خرچ کرتے کرتے اونکے دہرے اڑجاتے ہین - پتنگ بازی کا رسکا یہی حال ہے چڑیونکی پالنے کا شوق بھی انسان کو اور کسی کام کا نہین رکھتا بشرطیکہ چڑیونکے ساتھہ عشق کا درجہ ہو - اور نتیجہ اسکا کیا - لینا ایک نہ دینا دو - ہان اگر شوق کے لئے دس پانچ پنجرے خوش لوا خوش نغمہ خوش رنگ طیور کے ہوے تو مضایقہ ندارد -

عورت کا عشق مرد۔ اور مرد کا عشق عورت کے ساتھہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے ۔
اس سے مطلب اُس عشق سے نہین ہی جو بعض پَچّون لچّون کو زنان بازاری
کے ساتھہ ہوتا ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ بھی کوئی عشق مین عشق ہی یہ عشق کا
نام بدکرنا ہی۔ یہہ عشق نہین فجور وفسق ہی۔ اُن شہوت پرستون کو اگر واقعی عشق کہتے ہین تو
ایسے عشق کو عقلا کا سلام ہے۔ سمجھ مین نہین آتا کہ فہمیدہ آدمی
زنان بازاری ہرجائی بدکار بدوضع عورتون پر کیونکر لٹو ہوسکتے ہین ۔
آج ایک کی۔ کل دوسرے کی۔ پرسون تیسرے کی۔ اسوقت زید کی بغل
مین۔ دودن بعد بکر سے ملاقات ۔

نشاید ہوس باختن با گلے	کہ ہر بامدادش شود بلبلے

عشق سے اس بیہی بات کو کوئی سروکار نہین ۔
ممکن ہی کہ کسی مرد کو کسی عورت کا عشق ہو اور وہ عشق پاک ہو۔ اسکو بعض
کوتہ اندیش محالات سے سمجھتے ہین مگر یہ اونکی خامی عقل ہے اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہ پختہ مغز نہین ۔ چھوٹے خیالات کے آدمی ہین اور
اونکی طبیعت بدی اور فسق وفجور کے دلدل مین ایسی [illegible] اور پھنسی ہی
کہ اُبھر نہین سکتے۔ اگر کوئی شاعر غزا جو اپنے رنگ مین ڈوبا ہوا ہو
کسی شاعرہ سحر بیان کا ایسا کلام سنے کہ اوسکے دل پر نشتر کا کام کرے
تو بیشک اوسکی روح وجد کرنے لگے گی اور عشق کا درجہ ہو جاے گا
عام اس سے کہ شاعرہ جوان ہو یا بوڑھی حسین ہو یا کریہہ منظر حسن ظاہری
کا وہ عاشق نہین۔ وہ تو حسن باطنی کا عاشق ہے۔ وہ جادو ہی [illegible]

فریفتہ نہین ہے ـ وہ بیان کے جادو کا دلدادہ ہے ـ سخن اور فصاحت وہ جادو ہے کہ اسکی قدر وہی جانتے ہین جو جانتے ہین اور اسکی منزلت کو وہی پہچانتے ہین جو پہچانتے ہین ـ یہ کچھ فرض نہین ہے کہ انسان جس عورت کو دل سے چاہے بدی کا خیال ضرور دل مین لاوے ـ ہرگز نہین ـ

بہ مجنون گفت روزے ساربانے	چرا بیہودہ دشت اندر مکانے
اگر با لیلی ات باشد سروکار	بود آن بیوفا را حیلہ بسیار
لب لعلش بکام دیگران ست	ترا بیہودہ در صحرا مکان ست
ز حرف ساربان مجنون برنجید	جواب این داد و زیر لب بخندید
میان عاشق و معشوق رمزیست	کرام کاتبین را ہم خبر نیست

رموز عاشقی عاشق بداند
چہ داند آنکہ اشتر می چراند

مجنون سے کسی ساربان نے کہا کہ میان تم دشت نوردی کیون کرتے ہو لیلے تمہاری ہتھے چڑھے ہے ـ ع

این خیالست و محالست و جنون

مجنون نے ہنسکر کہا ـ تو اس پھیر مین نہ پڑ ـ تجھے معشوقون کے عشوے اور غمزے سے کیا سروکار ـ تو شتر غمزے کا عادی ـ جا اپنے اونٹ چرا ـ

در دلم عشق ز لیلے کافیست	خواہش وصل زنا انصافیست

آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے اگر محض یہ جی چاہتا ہے کہ فلان

زنکہ قوس ابرو سنبل مو آتشین رو ہم سے ہمکنار ہو تو اسکا نام عشق نہین یہ تو صرف خواہش حیوانی ہے جسکو شہوت پرستی کہتے ہین اگر وہی عورت علیل ہوکر بدقطع ہوجاے یا چیچک نکلے اور وہ حسن جاتا رہے پھر دیکھون مصنوعی عاشق صاحب کیونکر محبوبۂ مطلوبہ سابق پر مرتے اور جان دیتے ہین۔ مان سے بڑہ کر عشق کسیکو نہین ہوتا۔ مان کی مامتا مشہور ہے۔ اگر لڑکا بہروص بھی ہوجاے تو مان کو بچے سے وہی محبت رہے گی جو پہلے تھی۔ عشق اسکو کہتے ہین۔

مانا کہ عشاق کے زمرے مین عاشق اللہ کا بہت بڑا درجہ سمجھا جاتا ہے اور ہماری ایک غزل کا مقطع اسی مضمون کا ہے۔

چھوڑ کر عشق حسینان جہان ای سرشار	عاشق اللہ کا ہو عشق لتبسر کچھ بھی نہین

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ یہ باتین کچھ حقانی آدمیون ہی کو پسند آئی ہین ہان اسمین شک نہین کہ ہمنے خود اللہ والے لوگون کو یاد معبود حقیقی مین محو پایا۔ بحر عرفان مین غرق۔ فنا فی اللہ لیکن زاہدان خشک سے ڈر کے کہتا ہون کہ ہمارے نزدیک دنیا دار آدمیون کے لئے جو عشق سب عشقون سے بڑہا ہوا ہے وہ اور ہی عشق ہے دنیا دار کے لفظ کو یاد رکھئے گا۔ گہر ہستو ذکر ہے۔ ع۔

جو بہت پہونچے ہوے اللہ والے لوگ ہین

اونکے نام پر درود پڑہتے اونکا درجہ ہم جاہل لوگ کہا سمجھتے پائین۔

خیر وہ عشق کیا ہے سنیا ہے وہ عشق ایسا ہے کہ اوس سے بہتر عشق ہو ہی

نہین سکتا بشرطیکہ دل ملے ہوئے ہون۔ جبن عشق کا ہم اب ذکر کرنے والے
ہین وہ عشق انسان کو جو دنیا دیتا ہے۔ جان کی کوئی حقیقت نہین۔ مال
کیا چیز ہے۔ یعنے میان بی بی کا عشق۔ بی بی میان پر پروانہ۔ میان بلبل کیطرح
شیدا۔ میان کی دلی آرزو کہ یا اللہ مین چاہے ایک دن فاقہ بھی کرون مگر
میری پیاری بی بی آرام مین رہے۔ بی بی روز صبح شام دعا مانگتی ہے کہ یا
خدا پاک لونڈی کی اور کوئی تمنا نہین ہے۔ ہر تو یہ ہے کہ میرا سہاگ ہمیشہ
قائم رہے۔ میان نے بی بی کو دیکھا اور غم غلط ہو گیا۔ بی بی نے میان کی
صورت دیکھی اور باچھین کھل گیئن۔ گویا تمام دنیا کی نعمتین مل گیئن۔ اگر
میان کے پانون مین کانٹا چبھے تو بی بی کے گویا رونگٹے رونگٹے پر کسی نے
نشتر پر نشتر چبھو دیے اور اگر بی بی کا [پنڈا پھیکا ہوا] تو میان کی پریشانی
کی کوئی حد نہین۔

بی بی چاہے بہت حسین نہو مگر عشق کے یہ معنی ہین کہ میان ہر حالت مین لٹو
رہین۔

انسان چاہے جسقدر تھکا ماندا ہو دن بھر اپنے پیشے کے مطابق محنت شاق
کر کے شام کو گھر آئے اور بی بی کے گورے گورے پیارے پیارے
گالون کو ادھر ادھر چوم لے تو ان گرما گرم بوسون سے سب تھکن
دور ہو جائے۔

[illegible]

رباعیات از عالیجناب مہاراجہ پیشکار بہادر دام اقبالہ

صحبت مین مشاعرے کی شاد آتا ہے
اس فن سخن کا اوستاد آتا ہے
ہے وجد مین روح سعدی شیرازی
آصف کا غلام خانہ زاد آتا ہے

ہے بزم مین دھوم نکتہ دان آتا ہے
جادو قلم و سحر بیان آتا ہے
کہتے ہین مشاعرے مین ادنیٰ اعلیٰ
سلطان دکن کا مدح خوان آتا ہے

ہے توسن طبع آج جولانی پر
اور بحر خودی خوب طغیانی پر
آصف سا جو استاد ملا ہے شاد
ہے مجکو شرف ظہیر و خاقانی پر

چکیدہ کلکِ گوہر سلک مہاراجہ پیشکار بہادر وزیر فوج آصفی

کر لیا آج بہاران نے گلستان پہ عمل
آتے ہی فوج خزان مین پڑی ایسی ہلچل
کرکے گھونگھٹ وہ لگی بھاگنے ہو کر [illegible]
یہ چھپا اسکے سپاہی تو وہ بھاگا کرنل
رن کا میدان خزان ہو گیا ہو کا عالم
نہ پیادہ ہی رہا کوئی نہ کوئی جنرل
لین بلائین پہ عنادل نے گلے لپٹا کر
فرط شادی سے گلون نے بھی ہوا دی آنچل
لائے [illegible] آیا [illegible]
[illegible] گلگون سے [illegible] جنگل

راجہ میکھا نے دیا حکم کہ برساؤ شراب
برسگی بارش باران کے عوض آج شراب
آسمان سے جو شراب و برسے گی کیسی ہوگی
شیخ کہتا ہے کہ ہر بادہ ہے آبِ زمزم
رند میخوار سے لیتا تھا بہت دون کی تو
بیٹھے بٹھلائے ہوا دشت نوردی کا جنون
ہاتھ بھر کا تھا کلیجا مرا صد شکر خدا
ہاتھی کسکو اکے ہوا جھٹ مین عماری مین سوار
مست ہاتھی وہ کہ ہو سکے جو نیستان قریب
دیکھتا کیا ہون چلی آتی ہے اک خلقِ خدا
شادیانے خوشی کے بجتے ہین ہر اک جانب
راگ دیپک کا کلاونت کوئی گاتا ہے
نور کا تم نے گلا پایا ہے ماشاء اللہ
علم موسیقی کے استاد منور خان ہی
خیمے ہر سمت نظر آئے بڑے اور چھوٹے
ٹھٹے سے بیٹھی ہوئی مالنین دکانون پر
مجھ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ کیا باعث ہے
ئی پوشاک یہ کیون پہنے ہین مرغانِ چمن
اک حسین ماہ جبین گلبدن و گلرخسار

حکم ہوتے ہی دکن ہو گیا سیمی سے جل تھل
دو گھٹا اٹھی ہے گھنگھور سو وند یا چل
خاص کر ترکی کھنچی تیز اچھوتی ترمل
اور برہمن کا بچن ہے کہ یہ ہے گنگا جل
لڑکھڑاتے ہین ترے پانون سنبھل شیخ سنبھل
جوشِ وحشت نے کہا چل ابھی سوئے جنگل
کیا مزا آئیگا جنگل مین جو ہوگا منگل +
جھومتا جانے لگا جانبِ صحرا کنجل
شیر نر سونگھ کے لو چھوڑ دی ترابت جنگل
ایک بڑا لگ گیا گرے پڑتے ہین جو ن ٹڈی دل
کہین شہنائی کہین بین کہین طبل و دہل
بند ہے تعریف کے پل واہ میان بجو مل
گئے روشن اسی دیپک سے ہزارون مشعل
جنکا دہرپت مین ہوا ساری خدائی پہ عمل
شامیانہ تھا کہین نصب کہین دلبا دل
نرگس و سنبل و چمپا و بہار و صندل
عیدگہ کیون ہین بنے آج دکن کے جنگل
سبز اطلس ہے کہین اور کہین دھانی مخمل
شمع قد لیتہ دہن سیم بدن اور چنچل

آئی اٹھلاتی ہوئی پاس مرے جلوہ کنان
یون کہا مجھ سے بصد ناز دکھا کر چھل بل

میر محبوب علی شاہ کی ہے سالگرہ
کھل گیا شکرِ خدا عقدۂ مالاینحل

ہاتھ باندھے ہے جبھی مضمون چلے آتے ہین
کشورِ نظم پہ ہے آج جبھی میرا عمل

جبھی ہے طبع رسا آج اُپج کی لیتی
کوئی کامل ہو تو مین فن سخن مین اکمل

روح خاقانی ہے کہتی کہ قصیدہ تیرا
انوری کے بھی قصائد سے کہین ہے افضل

واہ اے ملک دکن پایا ہے ایسا خسرو
نہوا جسکا عدیل آج تلک از روزِ ازل

یہ غلط ہے کہ بڑا حاتم طائی تھا سخی
میر محبوب علی سا تھا کہان وہ باذل

کون محبوب علی سایۂ یزدانِ زمن
کون محبوب علی ظل خدا عز و جل

ختم کرتا ہون قصیدے کو دعا پر اے شاد
نہ تو ایجاز مخل حسن ہے نے طول امل

بغض اور حُب کا جہان مین رہے جبتک چرچا
دوست شادان رہین دشمن رہین سب مستاصل

خیر خواہون کو ملے قند و نبات و شکر
حق مین دشمن کے کرے قند بھی کار حنظل

از پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی

رباعیات

اے کہ از بادۂ جان بخش سخن سرشاری
ہر زمان شعر تر نغزہ ہزار لغز آری
ہمہ حیرت شدہ ام من کہ درین میکدہ گاہ
ہیچ سرشار ندیدم بہ چنین ہشیاری

در میکدہ من بہ پیر مغان آمدہ ام
در بحر خرد موج روان آمدہ ام
در بادۂ علم و فضل چون نشأ تیز
در باغ بہار بخزان آمدہ ام
چون معنی تازہ در سخن آمدہ ام
چون رنگ بروے یاسمن آمدہ ام
تا پردہ ز روے خود کشد شاہد گل
آئینہ گرفتہ در چمن آمدہ ام

غزل سترا

بحر ہزج مثمن - فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن [مصرع اولے] - [ثانی] فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلان -

رنگ بادہ در ساغر خون بیمانہاست
ساقیا خوشا محفل طرفہ میز بانہاست
گفتگو بہ من زانسو جرم میکشی داری
معذرت ازینجانب عالم جوانیہاست
برزبان کلام او سوے من پیام او
قاصدا مرا با تو شوق ہمزبانیہاست
دوست فنا ے خود دشمن بقاے خود
در جہان ز من زندہ نام جانفشانیہاست
طائر نصیب آیا آمدہ بدام او
خو گر جفایت را ذوق مہربانیہاست
سرو قد سحر گاہان در چمن کرمفرما
نرگس گلستان را چشم مہربانیہاست
بردرت حسینان را در دم عرق ریزی
اشک خون چکانیدن عین گلفشانیہاست
جان من چہ پا نامہ ہرکہ را تو بنویسی
در کف قلم تیغی در دم روانیہاست
وقت شب زروی خود تا کنی ضیا باری
شمع را سر محفل شعلہ فشانیہاست

ساقیا ببین یکدم از نگاہ سرشارت
شیشہ را بہ پیمانہ جوش سرگرانیہاست

قصیدہ راجہ چندو لال... قصیدہ راجا گردھاری پرشاد صاحب المتخلص شوق

سمندِ خامہ کی دکھلاؤں میں بھی آج جولانی
پھڑک جاوے نہیں قصیدہ سنکے عرفی اور خاقانی

ل کی اپنی ہر اک بیت ہی لعلِ بدخشانی
سخن کے صیرفی سمجھیں ہیں اسکو گوہرِ کانی

پیمانہ بھر کرتا طبیعت کو ہو جولانی
شہِ جمجاہ کی منظور ہے مجھکو ثنا خوانی

ہی یہہ روزِ ولادت شاہ جمجاہ دکن کا آج
جب ہی تو ہے ہر در و دیوار نور افشان و نورانی

راک گل سے خدیو مصر گلشن واہ کیا دن ہے
بنی ہر شاخ گل اس فصل میں اورنگ سلطانی

سخاوت میں نہو گا اسکا ہمسر کوئی دنیا میں
کفِ شاہنشہ باذل بنا حاتم کی پیشانی

نہیں لیتا کوئی نوشیروان کا نام دنیا میں
ہوا جب سے سریر آرا نظام انصاف کا بانی

سکندر او دارا اور اکبر ہونگے جب ہو گئے
نہیں ہے اب تو ہفت اقلیم میں کوئی تیرا ثانی

ہا یا دم کے دم میں خرمنِ ہستی اعدا کو
نگاہِ قہر تیری بنگئی تیغِ صف ہانی

میں قایم قیامت تک نظام الملک آصفجاہ
ہو سایہ پنجتن کا اور فضل و لطف یزدانی

عنوں میر محبوب علی شہ کا ہوں میں مداح
میں خادم ہوں کہ ہی خلعت سے بس شہ کی ثنا خوانی

ہے جب تک شمس میں نور اور قمر میں ہی ضیا اے شوق
رہی قائم نظام الملک کا دربار نورانی

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی ۶ تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کُل حقوق بحق۔ پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ ہیں۔ اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ پیشکار بہادر نے پنڈت سرشار صاحب کو لطیب خاطر عطا فرمایا۔ اور پنڈت صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) اُمرا عظام سے .... ۱۲ روپئے

(۲) پبلک سے .... ۶ روپئے

(۳) باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک .... ۲ ر

اطلاع

مضامین اور قیمت اور درخواست خریداری بنام راے ٹھاکر پرشاد صاحب شوق ممد سرشار لکھنوی محبوب گنج علاقہ مہاراجہ بہادر پیشکار سرکار کے بھیجنی چاہیے۔

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر(۵، جلد ۲)

وید کی تحریر کا ٹھیک زمانہ دریافت کرنا آسان نہین ہے۔ بہت سے علماء یورپ نے اپنی ذہانت اس مسئلہ کے متعلق بغیر کسی مفید نتیجہ کے صرف کی ہی۔ پروفیسر میکسمولر کا دعوے ہے کہ سنسکرت بولنے والے ایرین ہندوستان مین کم سے کم تین ہزار برس قبل حضرت مسیح کے رہتے تھے۔

وہ اس بات کو اس بنا پر ثابت کرتے ہین کہ سندھو جو ایک بناتی ریشہ ہے اُسکا ذکر کتب خانہ اسر بامپال واقع بابل کے لئے تیار کردہ بناتی کپڑون کی فہرست مین پایا جاتا ہی۔

یہ بناتی ریشہ جو درحقیقت روئی ہی وید کے بھجنون مین یا برہمناب مین ذکر نہین کیا گیا ہی بلکہ سُتر اس مین۔

اِنکے خیال کے موافق وید کے لیٹرری علمی زمانہ تین ہین - یعنے زمانہ بھجن - زمانہ برہمناس - زمانہ ستراس - اِسکے بعد وہ انکی لئے زمانہ مقرر کرینکی کوشش کرتے ہین -

وہ تاریخ جسپر ہم لوگ ازروے تاریخ بہروسہ کر سکتے ہین مذہب بودہ کا شیوع ہے - یہ زمانہ جیساکہ بودہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی پانسو برس قبل مسیح کا ہی - درحقیقت مذہب بودہ ہندوستان کے لئے یورپ کے مذہب پروٹسٹنٹ کی مثال ہی - جو بلاشبہہ برہمنونکی ترقی کے خلاف قائم ہوا -

لفظ پوپانی ساڈا کا ذکر جنوبی بودہ لوگون کے قانون مین بھی پایا جاتا ہے - اِس سے مذہب بودہ کا برہمنون کے بعد پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے - اِسطرحپر لایق پروفیسر وید کے زمانہ کو ابتدا مذہب بودہ سے قائم کرنا چاہتے ہین - انہون نے اپنے نتیجہ کو اِن لفظون مین بیان کیا ہے کہ اگر ہم مذہب بودہ کی بنا پانچسو اور چھہ سو برس قبل مسیح کے درمیان مان لین - اور دوسو برس سترا کے زمانہ اور دوسو برس برہمن کے زمانہ کے لئے مخصوص کردین تو ہزار برس قبل مسیح ہوتے ہین جو قدیم بھجنون کی دس کتابون کے جمع کی جانے کی تاریخ ہے لیکن وہ کوئی وجہ ہر ایک زمانہ کے لئے دوسو برس مدت مقرر کرنے کی

نہین بیان کرتے۔ اگر یہ زمانہ صرف خیال کا نتیجہ ہے تو ہم اسکو پانسو یا ہزار برس کر دے سکتے ہین۔

دوسرے مغربی علمار کے خیالات اس مسئلہ مین کم وبیش مثل پروفیسر میکسمولر کے ہین۔ ہم اچھی طرح سے اُن مشکلات کو سمجھ سکتے ہین جو انکو وید کے بھجنون کے زمانہ کے تعین مین پیش آئین۔

وید کے بھجنون کے زمانہ کے تعین مین نجومی قاعدہ سے بھی کوشش کی گئی ہے۔ پروفیسر تلک ساکن بمبئی نے ایک نہایت باوقعت رسالہ وید کی قدامت پر لکھا ہے جسمین وید کے تعین زمانہ مین قاعدۂ نجومی کا استعمال کیا ہے۔ اُنکی راے مین تغیرِ مقاماتِ اجرامِ فلکی وقت ناپنے کا عمدہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے زمانۂ قدیم دریافت ہو سکتا ہے بشرطیکہ بزمانۂ قدیم اجرامِ فلکی کس مقام پر تھے اُسکی نسبت قابل اعتماد تحریرات ہمین مِل جائین۔

خوش قسمتی سے جب تلک۔ ایرانی۔ اور ہندی ایرین ساتھ رہتے تھے اُسوقت کی ایسی قابل وثوق تحریرات رگ وید مین موجود ہین۔ اور یونانی۔ پارسی۔ کہانیون کی مدد سے ہم لوگ اِن تحریرات کو سمجھ سکتے ہین۔

بہت سے اندرونی ثبوت اور دیگر تحقیقاتون کے ذرائع انہون نے

ثابت کیا ہی کہ قدیم ویدی تقویم مثل قدیم ویدی بھجن کی قربانی
کے متعلق تھی ۔ ماہتاب کے تغیرات قدیم ایرین کو وقت ناپنے اور
قربانی کے اوقات معین کرنے مین مدد دیتے تھے ۔ ابھیجٹ سے
وشو دان یعنے سال کا درمیانی دن دریافت ہوتا تہا ۔ اور
پونا رواسو سے جو بعد کو جما کو کہلانے لگا آغاز سال معلوم ہوتا تہا
اسکے کچہ زمانہ بعد ہلالی ماہ اور دن استعمال مین آنا معلوم ہوتا ہے
درحقیقت کُل تقویم از سرِ نو مرتب ہونا اور چیترا کے بدر سے سال کی ابتدا
ہونا پایا جاتا ہے ۔ مگر اس قربانی کے زمانہ مین تبدیلی نہین پیدا ہوئی
قربانی کے متعلق وہی قواعد ابتک باقی ہین جو زمانہ قدیم مین تھے ۔
اسلئے انکی راے کے موافق قدیم زمانہ ایرین تہذیب کا اُڈیتی ہے
اور ہم تخمیناً کہہ سکتے ہین کہ وہ زمانہ چھ ہزار یا چار ہزار سال قبل مسیح کے
تہا ۔ اس زمانہ مین کامل بھجن معلوم نہ تہا ۔ بلکہ کچہ نظم اور کچہ نثر قربانی کے وقت
استعمال کی جاتی تھی ۔

دوسرا قرن اورین ہی جو چار یا پانچ ہزار سال قبل مسیح کے تہا ۔
یہ قرن ایرین تہذیب کا بہت ضروری حصہ ہی ۔ اسوقت بہت سے
سکتا رگ وید مین گاے جاتے تھے ۔ اور بہت سی کہانیان بالتوئی
بنائی گئین ۔ یا پُرانی کہانیون سے اخذ کی گئین ۔ یہی قرن خاصکر بھجن کا

زمانہ ہے۔

تیسرا قرن یعنے کریٹیکا ہے جو دو ہزار پانسو سال قبل مسیح سے چودہ سو سال قبل مسیح تک رہا۔ یہی قرن تیتریا سین ہٹا اور بہت سے برہمنون کے نشو ونما کا ہے۔ اسوقت رگ وید کے بھجن قدیم ہو چکے تھے اور سمجھ مین نہین آتے تھے۔ اس قرن مین بہت سے برہمن انکے شرح کی طرف مائل ہوئے۔ مگر اکثر ان بھجنون کے اصل معنے اور کہانیون سے بے پروائی کی۔ غالبًا اسی قرن مین سن ہٹاز کی تصنیف ہوئی اور پرانے بھجنون کے معنے بیان کرنیکی کوشش کی گئی۔

چوتھا اور اخیر قرن چودہ سو سال قبل مسیح سے پانسو سال قبل تک یعنے مذہب بودہ کی پیدائش اور اسکی ترقی تک ہی۔ یہ قرن سُتر اور فلسفہ کا تہا۔

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ویدی قرن کا خاتمہ تخمینا پانسو سال قبل مسیح یعنے پیدائش و ترقی مذہب بودہ کے وقت ہوا۔ ان تمام حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدی بھجن چار ہزار سال قبل مسیح سے دو ہزار پانسو سال قبل مسیح تک لکھے گئے۔ رگ وید کے اندرونی ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرن مین ہندونکی شائستگی اعلیٰ درجہ کو پہونچ گئی تھی۔ اس اعلیٰ درجہ کی شائستگی جسکا پتا رگ وید سے ملتا ہی

حاصل کرنے مین کم سے کم ایک ہزار یا دو ہزار سال صرف ہوے ہونگے۔
کیونکہ کوئی ادب دو سو برس مین ایسا پُرانا اور غیر مانوس نہین ہو سکتا
جسپر قابل لوگون کو شرح لکہنے کی ضرورت پڑے۔ برہمنس اور
یونانی شاداس درحقیقت وہ کوششین ہین جو وید کی ہیتیاسونی
کے حل کرنے مین کی گئین۔

اگرچہ وید کا قرن زیادہ تر ایک خیالی بات ہی تاہم اسمین شک نہین
کہ رگ وید کے بھجنون کا وجود نہایت قدیم یعنے ہزار سال قبل مسیح سے
پہلے تہا۔ اور یہ کچہ بعید از عقل نہین کہ بھجنہاے مذکور چار ہزار سال
قبل مسیح کے لکھے گئے ہون جیساکہ پرفیسر تلک نے ثابت کیا ہے۔
دو سو سال تو نہایت ہی قلیل زمانہ ہی جسمین ادب ان مختلف درجون سے
گذر نہین سکتا فقط

باقی آئندہ۔

کشن پرشاد عفی عنہ

چین کے حالات

ملک چین دنیا مین بہت مشہور ملک ہی قدامت اور آبادی مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ یہ ملک ایشیا کے جنوب مشرق مین واقع ہی اسکا رقبہ ۱۵-لاکھ میل مربعہ اور آبادی قریب ۴۳ کرور کے ہے یہان کی آب وہوا معتدل ہی کبھی کبھی سخت طوفان آیا کرتے ہین ہان شمال مین بہت سرد ہوا چلتی ہی۔ تینتین مہینے تک برف سے ڈہکا رہتا ہے۔ چین کا قدیم نام نسینم ہے مسیح سے دوسو پچاس برس پہلے چین نامی ایک حاکم اسپر قابض ہوا اسکے بعد لوگ اِس ملک کو ہی چین کہنے لگے۔ پہلے یہ سلطنت چھوٹے چھوٹے بادشاہون پر منقسم تھی جو ہمیشہ آپسمین لڑتے جھگڑتے تھے۔ حضرت مسیح سے ۲۴۶ برس پہلے ونگٹی نے ان تمامی چھوٹے چھوٹے حکمرانون کو توڑکر آپ شہنشاہ ہوا جوکہ منچوریا کا رہنے والا تھا اُسی کو لوگ فغفور اور خاقان کہتے تھے ابتک وہی خاندان اور وہی لقب جاری ہے

چینیون کا رنگ گورا مگر پھیکا ہوتا ہے رخسارون کے نیچے کی ہڈیان اُبھری ہوئی اور آنکھین بشکل بادام اور پتلی داڑہی اور ناک چپٹی ہوتی ہے۔ چینی بال لمبے رکھتے ہین اگر کسی کے بال کم ہون تو اُسمین ریشم شامل کرکے اُسے بڑہا کر چوٹی گوندہتے ہین چھوٹے بال رکھنا وہان سخت عیب ہی بلکہ گالی کی حد کو پہونچتا ہے اور سر کٹانیکو بال کٹانے سے بہتر سمجھتے ہین۔ انکے ہان چھوٹے پانون ہونا عین خوبصورتی سمجھی جاتی ہے بلکہ اگر کسی کے پانون تین انچ لمبے ہون تو اُسے سنہری پھول کہتے ہین متمول عورتین لڑکون کے سہارے یا لاٹھی ٹیک کر چل سکتی ہین جب کبھی وہ باغ مین سیر کو جاتی ہین تو اُنھین اُٹھا کر لیجاتے ہین۔ جب لڑکی پانچ برس کی ہوتی ہے تو اُسکے پیر کپڑے سے سیکر ایک ہفتہ تک باندہکر رکھتے ہین گو کہ اسمین تکلیف بہت ہوتی ہے۔ اور چینیون کے مکانات سے گذرتے وقت روتے ہوئے بچون کی آواز سُنائی دیتی ہے لیکن بچون کے والدین اس گریہ وزاری کو پوری طرح سے برداشت کرتے ہین اور کچھ پروا نہین کرتے جسقدر بچونکے پیر چھوٹے ہوتے ہین اوسیقدر بچہ کی مان خوش سلیقہ اور لایقہ سمجھی جاتی ہی۔ شادی کے پیام وسلام مین سے پہلے پانونکی چھوٹائی بڑائی استفسار ہوتی ہی پہلے وہ لڑکی کے حسن وقبح کو دریافت

نہین کرتے ۔ چینیون کا لباس آرام وہ ہوتا ہے موسم سرما و بارش مین
روئی بھرے ہوئے کپڑے اور موسم گرما مین پتلے و باریک ریشمی پوشاک
پہنتے ہین چینی جو متمول ہین چانول کو بھاجی یا مچھلی کے گوشت اور مُرغ
و بطخ کے گوشت کے ساتھہ کہاتے ہین اور غریب چینی باجرا اور بھاجی استعمال
کرتے ہین ۔ انمین جو لوگ کہ تناسخ کو مانتے ہین وہ گوشت نہین کہاتے
یہ خیال کرتے ہین کہ مبادا ہمارا کوئی قرابت دار جانور بنگیا ہو ۔ ارزانی
کی نظر کرتے عوام الناس بھاجی ہی کھاتے ہین ۔ کہانے کے واسطے
یہ لوگ ایک بڑا چینی کا برتن گرم گرم خشکہ سے بھرا ہوا اور چند چھوٹی چھوٹی
رکابیان جسمین بھاجی یا مچھلی کا سالن ہوتا ہے میز پر رکھد یتے ہین ۔
ہر ایک شخص ایک چینی کا پیالہ اور دو لکڑی کے چمچے پکڑے ہوے
اپنی رکابی مین اُس بڑے برتن سے خشکہ لیکر بائین ہاتہہ سے چمچونکی ذریعہ سے
جو تین اُنگلیومین پکڑے رہتے ہین مُنہ کے نزدیک لیجاکر جلد مُنہ مین ڈال لیتے ہین کہ
ایک دانہ بھی باقی نہین رہتا اور بعد غذا چاء یا گرم پانی پی لیتے ہین چینی ٹھنڈا
پانی نہین پیتے اُسکو مُضر صحت سمجھتے ہین چینیونکو بخار بہت کم آتا ہے کیونکہ
وہ چاء پیتے ہین یا جوش دیا ہوا پانی ۔ باقی آئندہ ۔

جانکی پت پرشاد نبسۂ راجہ موتی پرشاد کیرت و بہار

تاریخ یورپ

باب اوّل

یورپ اور اُسکے باشندے

یہ بات سب پر روشن اور اظہر من الشمس ہے کہ تاریخ پچھلے حالات اور دولت اور صنعت اور حرفت اور سلطنت کی زندہ یادگار ہے انسان اپنے کالبد چار عناصر سے گذر کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جاتا ہے مگر تاریخ جو اُسکی زندگی اور اُسکی تمام عمر کے حالات خواہ بُرے ہون یا بھلے یہ یادگار آئندہ آنے والی نسلون کی آنکھون کے روبرو ایک سچا فوٹو اور لوح قلوب کے لئے نقش کالحجر ہے۔ اسلئے کُل مُہذّب قومون نے انسانکی ضروری تعلیم مین علم تاریخ کا جاننا نہایت لابدی اور فرض مان لیا ہے۔ لہذا مین ناظرین کے روبرو یورپ اور اُسکے باشندونکی سچی اور دلفریب تاریخ کا سین پیش کرتا ہون۔

انسانکی قومیت

ا۔ پچھلے حالات سے جہانتک ہم لوگون کو معلوم اور ہم لوگ جانتے ہین یہ ثابت ہوتا جاتا ہے کہ مختلف قومین مختلف زبان استعمال کرتی ہین۔ یعنے مختلف قومین مختلف لفظ ایک ہی چیز کے لئے استعمال کرتے ہین۔ جب بہت سی قومین مختلف زبانین بولتی ہین تو وہ آپس مین اسقدر مختلف ہین کہ ایک قوم دوسری قوم کی زبان نہین سمجھ سکتی۔ لیکن یہ دریافت کرنا بہت آسان ہی کہ وہ قومین کسی وقت مین ایک ہی زبان بولتی تھین۔ اسطرحپر کہ ہملوگ دیکھ سکتے ہین کہ خاص الفاظ اور اُنکی صورتین مختلف زبانونمین ایک وقت مین ایک ہی تھین چنانچہ ہمارا علمی تجربہ اور ہماری واقفیت ہمکو دکھلا رہی ہے۔ اور دیکھتے جاتے ہین کہ ہم لوگ اتکو (نائٹ) کہتے ہین۔ تو جرمن والے اسی لفظ کو (نلیسٹ) اور اٹلی والے اسی لفظ کو (نوکٹ) اور یونان والے (نیکٹ) کہتے ہین۔ اسیطرح بہت سے لفظون مین مشابہت پائی جاتی ہے۔ اب ہمکو ضرورت نہین ہے کہ ہم لوگ ان سب باتون کے ایک وقت مین ایک ہی ہونے مین شک کرین اسطرحپر بہت سی زبانونکو آپسمین مقابلہ کرکے دنیا کی بڑی بڑی قومونکو بڑے بڑے حصونمین ہم تقسیم کرسکتے ہین۔ ان بڑے حصونمین اب بہت سی مختلف قومین مختلف زبانین بولنے والی شامل ہین۔ جو ایک وقت مین ایک ہی زبان بولتی ہین

اِس جائے انہین قومون کا جو ایک وقت مین یورپ مین رہتی تھین اور
ایشیا و افریقہ کے اُن حصونکا جنکی تاریخ ہمیشہ یورپ کے ساتھہ ملی ہوتی ہے
بیان کرنا کافی ہوگا۔ وہ قومین جنکا تعلق ایرین اور جنکا تعلق سمیٹک
قومون سے ہے۔ بڑے بڑے دو حصونمین تقسیم کی جائین گی۔ باقی کُل دوسری
قومین جنکا تعلق آپسمین ایک دوسرے کے ساتھہ ہو یا نہو اور جنکا تعلق اُن
دو بڑی قومون سے نہین پایا جاتا وہ سب ایک درجہ مین رکھی جائینگی۔
(۲) قوم ایرین۔ وہ بڑی جماعت قومونکی جنکے ساتھہ یورپ کی اکثر
قومونکو آغاز زمانۂ تاریخ سے تعلق ہے۔ عام طور پر ایرین کہلاتی ہین۔
قریب قریب کُل زبانین جو یورپ مین بولی جاتی ہین۔ اور اُن مقامات کی
زبانین جہان یورپین جا کر بسے ہین۔ اور بھی وہ زبانین جو ایشیا کے بڑے
حصہ مین بولی جاتی ہین ایک وقت مین ایک زبان تھی۔ وہ لوگ جو
پُرانی ایرین زبان بولتے تھے ایک وقت مین سب ساتھہ ہی وسط ایشیا
مین رہتے تھے۔ قبل اسکے کہ وہ مختلف سمت مین پھیل گئے اُن لوگون نے
بعض ضروری صنعت کی ایجاد کی تھی۔ اور اُنمین مذہب اور سلطنت کے
خیالات بھی تھے۔ ہم لوگ اس بات کو اسلئے جانتے ہین کہ بہت سے
خاص الفاظ جنکا تعلق متذکرۂ بالا چیزون سے ہے تمام ایرین زبان مین
ایک ہی ہین۔ لیکن تاریخ لکھے جانے کے بہت زمانہ پہلے ہمارے اجداد

اپنے پُرانے وطن سے روانہ ہوئے اُنمین سے بعض مغرب کی جانب
اور بعض جنوب ومشرق کی جانب چلے گئے وہ لوگ جو جنوب ومشرق
کی جانب گئے۔ انہون نے فارس اور شمالی ہندوستان مین توطن
اختیار کیا۔ شمالی ہند کی پُرانی زبان یعنے سنسکرت مین بہت کم تغیرات
اصلی ایرین زبان سے ہوئے ہین۔

دوسری جماعت ایرین کی مغرب کی جانب گئی۔ یورپ اور
ایشیا کے اُس حصّہ مین جو یورپ سے قریب ہی بسی۔ اور یورپ سے
پچھلے زمانہ مین لوگ امریکہ اور اسٹریلیا مین جاکر بسے جہان وہ ابتک
وہی زبان بولتے ہین جو یورپ کے اُس حصّہ مین بولی جاتی ہے
جہان سے وہ گئے تھے۔

۳۔ **قوم سمیٹک** ۔ دوسرا بڑا گروہ جس سے ہمکو تعلق ہے
قوم سمیٹک کی ہے۔ جو خاصکر ایشیا کے اُن حصومنین بسی جو قوم
ایرین کے مغربی اور مشرقی حد کے اندر ہے۔ یہ قومین یہودی فونیشن
شیرین اور عرب کی ہین۔ اِن تمام اقوام کی زبانین آپس مین مشابہ
ہین۔ قوم سمیٹک نے دنیا کے بہت کم حصّہ کو بہ نسبت ایرین قومون کے
آباد کیا۔ لیکن انکا مقام تاریخ کے صفحونمین بہت بلند ہے۔ کیونکہ یہ تین
بڑے مذہب یعنے موسوی۔ عیسوی۔ اسلام۔ جنہون نے خدائے واحد کی

عبادت کا طریقہ تعلیم کیا۔ انہین لوگون نے قائم کئے۔ فونیشن اور عربون نے مختلف اوقات مین فتوحات حاصل کین۔ یورپ اور افریقہ کے مختلف حصونمین نوآبادیان قائم کین۔

۴۔ یورپ کی غیرایرین قومین۔ جب ایرین یورپ مین پہونچے تو انہون نے وہان ایسی قومون کو آباد پایا جو نہ تو ایرین تھے اور نہ سیمیٹک۔ ان قومون کو انہون نے رفتہ رفتہ یا تو تباہ کردیا یا گوشونمین ہٹا دیا۔ یورپ کے بعض حصونمین ابتک غیرایرین قومون کے لوگ پائے جاتے ہین۔ اسپین کے پہاڑی مقامات اور گال کے لوگ ابتک زبان باسک۔ جو منجملہ اُن زبانون کے ایک زبان ہی جو ایرین کے قبل یورپ مین بولی جاتی تھی بولتے ہین۔ قوم باسک۔ ایک وقت تمام اسپین اور مغربی یورپ مین پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ گوشون مین ہٹا دیگئی ہی اور شمال کے ایک گوشہ مین قوم فنس۔ اور لیپس۔ دوسری باقی ماندہ غیرایرین قوم غیرایرین زبان بولتی ہے اور بعض حصونمین مشرقی یورپ کی غیرایرین قومین ایرین پر فتح پاکر داخل ہوئین۔ یہ قومین۔ ہنگیرین اور ترکومکی ہین۔ جنکا یورپ مین داخل ہونا ایسے وقت مین ہوا جسکی تاریخ عام طور پر مشہور ہے۔ لیکن ہنگیرین نے اگرچہ اپنی غیرایرین زبان قائم رکھی۔ مگر مذہب اور طرز معاشرت یورپ کی

اختیار کرلی ۔لیکن ترکون نے ایسا نہین کیا ۔سوا ے ان چند غیر ایرین قومون کے جو یورپ مین قبل آمد ایرین کے بستی تہین اور اِن دو غیر ایرین قومون کے جو اخیر وقت مین یورپ مین داخل ہوئین کُل یوربین قومین اور کُل یوربین نو آبادیان وہ زبانین بولتی ہین جنکا ماخذ اصل ایرین ہے ۔

باقی آئندہ

کشن پرشاد عفی عنہُ

قومی ہمدردی

یہ کیا افسوس بھرا لفظ ہے اگر قوم کے ہر متنفس کے کانون مین پہونک
دیا جاوے اور وہ بھی اچھی طرح اِس لفظ کے معنی کو سمجہ جائے کیا یہ بات
ممکن ہے کہ وہ قوم دینی اور دنیوی ترقیات اور ارادے سرسبز نہو
اور اُس قوم کی حالت کیسی ہی بُری کیون نہو تو کیا اُس قوم کے
مُرجہائے ہوئے پودہو نمین سرسبز کونپلین اور پہول نہ نکل آئین -
حقیقت مین قومی ہمدردی ایسا ہی جادو ہی بشرطیکہ تمام قوم کو اِسکا
خیال ہو- تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوسکتا ہی کہ قومی ہمدردی سے
کیسے کیسے نمایان نتائج پیدا ہوتے ہین اور اُس قوم کی سرسبزی
اور بہبودی کے باعث ہوئے ہین- حضرات وہی قوم جو آج ہمپر
حکمران ہی کسی زمانہ مین کیسی بُری حالت مین مبتلا تھے اور آج جو اِس
قوم کو اس عروج پر دیکہتے ہو تو اسی قومی ہمدردی کی بدولت ہے

دیکھیئے پہلے انکا ایک تجارتی فرقہ ہندوستان مین آیا اور رفتہ رفتہ
قومی ہمدردی کی وجہ سے اسقدر زور پکڑا کہ اب ہندوستان کے
مالک بن بیٹھے سرجن ہاملٹن Surgeon Hamilton کے نام کو
حضرات تاریخ ہند مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ یہ وہ شخص ہی جسکی قومی ہمدردی
کی وجہ سے پہلے پہل ہندوستانمین اِس تجارتی فرقہ کا قدم جما۔ یہ
شخص ان لوگون کے ساتھہ تھا جو کچھ تحفہ اور تحایف لیکر انگریزونکی تجارتی
کمپنی کی جانب سے بادشاہ فرخ سیر کے دربار مین پہونچے تھے۔ بادشاہ
کی شادی علالت مزاج کی وجہ سے معطل تھی۔ سرجن ہاملٹن کا علاج کیا گیا
اور بادشاہ کو صحت ہوئی۔ بادشاہ نے شاہی فیاضی سے ہاملٹن سے
کہا کہ تم اسکے صلہ مین جو مانگوگے پاؤگے۔ اگر یہ شخص چاہتا تو اپنی ذات
کے لئے کیا کچھ زر و جواہر ملک و مال طلب کرتا اور اُس سے بذات خود نفع
اُٹھاتا لیکن قومی ہمدردی نے ذاتی نفع پر پاے مردی سے لات ماری
اور بادشاہ سے یہ درخواست کی کہ ۳۷ گانونکی زمینداری کمپنی کو
عطا ہو اور کمپنی کا تجارتی اسباب بلا محصول شاہی ممالک مین آنے پاوے
قومی ہمدردی اسکو کہتے ہین اور اسی قومی ہمدردی سے اِنکی قوم دنیا مین
سرسبز ہوئی۔

اسے قومی ہمدردی کرنے والو! تمہین کیا ہوگیا اور کیسے خواب غفلت مین

سو رہے ہو تمہاری کیا حالت ہی۔ تمہاری قوم کا جہاز کیسی بھنور مین
گہرا ہوا ہے اور اسکے لئے صرف قومی ہمدردی کے ناخدا کی ضرورت
ہی تم مین قومی ہمدردی پیدا ہوئی اور اس بلا سے نجات پائی۔ قومی
ہمدردی یہ نہین کہ کسی قوم کا بھلا چنگا آدمی کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے
اور وہ اُسے ایک پیسہ دیدے۔ نہین یہ تو قوم کی اچھی خاصی ذلت ہی
بلکہ ایسے آدمی کو دنیا بھی روا نہین۔ میری غرض اس سے یہ نہین ہے
کہ مین خیرات کو مسدود کیا چاہتا ہون نہین میری مرضی یہ ہرگز نہین ہے
قوم کی اندہے۔ لنگڑے۔ لولے۔ بہرے البتہ اس بات کے مستحق ہو سکتے ہین
کہ ہم ہر طرح سے سلوک کرین نہ کہ بھلے چنگے بھیک مانگنے والون کو ان
معذورون کا حق تلف کر کے دین۔

اے قومی ہمدردی والو تمکو چاہیے کہ یہ ذلیل بھیک مانگنے کی
رسم کو اپنی اپنی قوم سے دور کرین اور ایسی تدبیرین کام مین لائی جائین
کہ یہ بیچاری محنت اور عزت سے اپنی اپنی روٹی پیدا کر لیا کرین۔

اے قومی ہمدردو تمھین چاہیے کہ ہر طرح سے اپنی اپنی قوم مین اس
ہمدردی کے خیال کو منتشر کرو اور پھر اسکے نتائج دیکھو۔ سرسبزی
آبادی۔ امن۔ چین اور ان سب سے زیادہ آزادی وغیرہ
اسکے ادنیٰ سے نتائج ہین۔ خدایا تو ہمارے دلون مین بیغرض

قومی ہمدردی پیدا کرتا دینی اور دنیوی فوائد حاصل ہون -

مہادیو پرشاد فرزند رائے لنگر پرشاد صاحب عیش
علاقہ راجہ راجان راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر

موت

موت یا دوسرے الفاظ مین یون کہا جائے کہ عالم اسباب سے دائمی مفارقت کا نام موت ہی - یہ قدرت کا ایک ایسا واجب التعمیل اور نہ ٹلنے والے حکم کا نام ہی جو نہ آجتک ٹلا اور نہ آئندہ ٹلے گا -
ہزارون بادشاہ اور شہنشاہ لاکھون عاقل اور مدبر اکثر حکیم اور ڈاکٹر اسی کوشش مین رہا کئے اور ابتک کوشش کر رہے ہین کہ کوئی ایسی صورت نکلے اور ہم اس نا شدنی موت سے نڈر ہو کر آرام سے بیٹھین لیکن یہ اُنکا ایسا خیال ہی کہ اسکے آنے سے اول اُنکے دماغ کا علاج کر لیا جائے تو اچھا ہی کیونکہ یہ خیالات اُسی وقت پیدا ہوتے ہین جب خود دماغ علاج طلب ہو جاتا ہے - واقعی یہ کوشش بالکل عبث اور بیکار ہی - کیا کبھی موت کا بھی انتظام ہوا ہی ؟ یا آئندہ ہونیکی امید ہے ؟ ایک نہ ایک دن آئے اور ضرور آئے - یون تو قدرت کے تمام احکام ایسے مناسب اور حکمت کے احکام ہین جنپر نکتہ چینی ہو ہی نہین سکتی

لیکن میرے نزدیک قدرت کا یہ حکم تو نہایت ہی اچھا حکم ہی اور سچ پوچھئے تو اس واجب التسلیم حکم کے نہونے پر دنیا کے کاروبار درہم برہم ہونا تو کیا چلتے ہی نہین۔ ہزارون جرمون لاکھون خرابیونکو روکنے والی ہی تو یہ ہی جسکا نام موت ہے اور دنیا کے تمام انتظامات کو مستحکم کرنے والی ہی تو یہ ہی۔ گو یہ فقرے بالکل مختصر ہین لیکن غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ انکے معنی کسقدر وسیع ہین۔ ایک طاقتور بادشاہ۔ ایک تجربہ کار سپہ سالار ایک تارک الدنیا فقیر۔ مندر مین رام رام کی صدا بلند کرنیوالا برہمن ایک راستبار مسجد کے حجرہ مین معتکف ہونیوالا مسلمان۔ انکی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ یہ کس حال مین ہین۔ اور اس حالتمین مجبور کرنیوالی کون چیز ہے سہل جواب ہی کہ موت۔ بادشاہ کو رعیت نوازی اور عدل گستری کی طرف کون مائل کرتا ہے سپہ سالار کو رحمدلی و رخدا پرستی کا جوش دلانیوالی کیا چیز ہے۔ برہمن مندر مین رام کا نام کیون لے رہا ہی تارک الدنیا فقیر دنیوی عیش و عشرت اور ساز و سامان پر لات مار کر کیون معتکف ہو بیٹھا۔ اگرچہ کہ ہر شخص نے اپنی خواہشات کے خلاف یہ طریقہ اختیار کیا ہی مگر صرف موت کے ڈر سے کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ ایکدن موت سے سامنا ضرور ہے اور پھر دوسرے عالم مین جہان موت کا زبردست فرشتہ لیجا کر کھڑا کر دیگا (اپنے اپنے مذاق کے موافق) یہی کام آنیوالی باتین ہین

اور انہین اعمال کے سبب سے وہانکی مشکلین آسان ہونیوالی ہین۔
موت قدرت کے ایک ایسے مستقل حکم کا نام ہے جسکا بیان کرنا زبان کا کام نہین ہی بلکہ اسکی کیفیت ہر ایک دل اور خیال اپنی عقل کی رسائی اور تجربہ کاری سے حاصل کرسکتا ہی اُسوقت نہ یتیم کی فریاد سُنی جاتی ہی نہ بیوہ کی ستم کشی پر غور ہوتا ہی ایک چکی سے کہ برابر چل رہی ہے جو کچھ اسکے بیچ مین آیا پس گیا۔
یہ بات تو مسلم ہی کہ موت ایکدن نہ ایک دن ضرور آنیوالی ہی لیکن جسوقت یہ خیال آتا ہی کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا دل کو انتہا درجہ کی بے چینی ہوتی ہے اور واقعی ایک عجیب پریشان کرنیوالا راز ہے۔ طبیعت کی اُلجھن اِس سبب سے اور زیادہ ہوتی ہی کہ جو ہماری دائمی خوابگاہ یا مسکن ہی اسکے حالات سے ہمین ذرا بھی آگاہی نہین۔ موت ایک فرمسن روم اور دنیا اِسکی چک یا پردہ ہی۔ جبتک یہ پردہ اُٹھا کر کمرہ مین نہ جایا جائے مطلق پتا نہین ملتا کہ وہان کیا ہو رہا ہے اور کیسے مکانات ہین کِس کِس مشغلہ مین رہتے ہین۔ خیال اس امر کے تجسس مین قبرستان چلا کہ چلو وہین سے کچھ سُراغ نکالین گے کیونکہ مرنے والون کو جو اس فرمسین روم مین داخل ہوگئے ہین ہم اُسی جگہہ پیوند خاک کر گئے تھے اور اب ہماری نظر مین اُنکا دائمی مسکن وہی معلوم ہوتا ہے مگر وہان اس قیامت کا سکوت ہے

کہ رہے سہے حواس جاتے رہے اور اُلجھن کے ساتھ وحشت کو بھی ترقی ہونے لگی۔ میرے نزدیک موت کا آنا جسطرح مسلم شدہ امر ہے اُسیطرح یہ معمّا بھی کُھلا ہے نہ کُھلیگا کہ وہان کیا ہو رہا ہے اور یہ بہت صحیح ہے کہ "عاقبت کی خبر خدا جانے" قادر مطلق کے وجود اور خالق ہونیکی سب سے صاف اور سہل دلیل پیدائش اور موت ہی ہوسکتی ہی ماشاء اللہ کیا عمدہ اور سادہ قانون ہے فقط

مہا دیو پرشاد فرزند رائے لنگو پرشاد صاحب عیش اقربائے راجہ راجان راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر۔

کیفیت ابتدائی کایست

پرچہ دوم

سلسلہ کے لئے دیکئیے دبدبہ آصفی نمبر (۳) جلد (۲)

سو برہما رشئے واسطے تولد فرزند تپ کی اُنکو لڑکی تولد ہوئی اسلئے آزردہ ہو کر لڑکی مذکورہ کو سورج لوک مین لیجا کر سورج نارائین یعنے آفتاب کے نزدیک چھوڑ کر مکرر تپ کے لئے گئے اُنکو الہام ہوا کہ یہ لڑکے سے تمہارا بڑا نام ہوگا اور تاحشر سلسلہ رہیگا رشئے مذکور اپنے مکان کو واپس ہوئے اور چترگپت بھی نناوے برس عبادت کرکے مقبول خدا ہوئی اُسوقت برمہہ بشنو مہیش اور تینتیس کروڑ دیوتا اور اٹھاسی ہزار رشے اور گھندہرپ اور چندر اور سورج اور راجہ اندر وہان پر آئے اور چترگت کو دعا دئے کہ تم امر یعنے لاموت تاحشر رہوگے دوہا سویہ چترگپت ہی تاکو ہم بر دین –

"بھلے بورے یا جگت کے یہ لیکھی پر ہین" بنا بران یہ دفتر اعمال دنیا اُنکے سُپرد ہوا اور دہرم راج جو ملک الموت ہین اُنکے تحت ہوا عذاب اور صواب جو ہر ایک سے ہو روزانہ لکھا کرین جب وہ شخص دنیا سے انتقال کرے اُسکی کیفیت دہرم راج کے روبرو پیش کردین نیکی کا ثمرہ نیک اور بدی کا بد تصفیہ ہو کر بہشت اور دوزخ مین روانہ کئے جاتے ہین اسکا داخلہ پدم پوران مین ہے معاینہ ہوا اور جو چترگپت کی پوجا کریگا اُسکو بشنو لوک مین جائے ملیگی ایسی دعا دیکر سب دیوتا وغیرہ اپنے اپنے مقام کو گئے۔

ایک روز کی روایت ہی کہ مہادیوجی اور پاربتی اُنکی زوجہ پھرتے پھرتے سورج لوک مین آئی وہ لوک فلک چہارم پر ہی اور سورج سے پوچھے کہ یہ لڑکی کسکی ہی سورج نارائن جواب دئے کہ یہ سوسہرماروسی کی بیٹی ہی مہادیوجی فرمائے یہ لڑکی کو چترگپت کایست سے شادی کردیو حسب الارشاد شیوجی سورج نارائن عقد خالی کردئے۔

سورج نارائن کے فرزند اُنکا نام منوہر راجہ اُنکو ایک دختر تھی وہ بھی چترگپت کو شادی کردئے۔ یہ ہدیۂ ناظرین ہی ملاحظہ ہو باقی کیفیت آئندہ۔

فتح چند صدر محاسب جاگیرات عالیجناب مہاراجہ بہادر

کلام

کلام اُس حرکت کا نام ہے جسکے ذریعہ انسان اپنے دلی جذبات کو اُبھارتا۔ اپنے خواہشات یا اپنے مفہومات کو (جو حواس اندرونی کے ذریعہ محسوس ہوتے ہین) دوسرے پر ظاہر کرتا ہی۔ اگرچہ دوسرے طریقون اشارات کنایات سے بھی بعض صریح باتونکا اظہار ممکن ہی مگر یہ حرکت (نطق یا کلام) نیچر نے خاص ایسی ہی ضروریات کے پورا کرنیکو موزون کی ہی جسکے وسیلہ باریک سے باریک خیالات کے ظاہر کرنے مین بہت ہی جلد اور بلا دقت کامیابی ہوسکتی ہے یہ (کلام) مختلف انسانی دماغون کے مابین ایک قابل قدر وکیل یا سفیر کہا جائے تو بیجا نہین مگر فی الحقیقت یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جسکی بدولت انسان تمام حیوانات مین افضل نہین نہین" بلکہ اشرف المخلوقات کے خطاب سے مفتخر ہوا ہے مگر اس بے بہا دولت پر انسان کو صرف نازہی نکرنا چاہیئے بلکہ اُسکو نہایت شکریہ کے ساتھہ متعلقہ فرائض کی ادائی مین عاجزانہ استعمال کرتے ہوئے رفاہ عامہ کا

معاون بلکہ مرکز بنانا چاہیئے۔

حکماے متقدمین کی تحقیقات کے بموجب اسکا (کلام یا نطق کا) تعلق خلا سے ہی اور جسطرح بینائی ایک دوسری چیز ہے مگر بصارت کا ذریعہ آنکھ ہے۔ اسیطرح نطق کا مخرجی آلہ زبان ہی یعنے کوئی بات بغیر زبانکی نطق مین نہین آسکتی۔

کلام کا اثر قوت سامعہ قبول کرتی ہی مگر دوسری صورت مین جب تحریر کو بھی کلام ہی تصور کرلیا جاے (حالانکہ یہی ماننا بھی لازم ہے) لو باصرہ کی مدد سے بھی طبائع انسانی پر یہ اثر ہوتا ہے مگر جب ذرا زیادہ غور تعمق سے نظر ڈالی جائے تو اسکے مان لینے مین بھی کوئی شک باقی نہین رہتا کہ تحریر اصل مین تقریر کی ایک مصنوعی تصویر ہے کیونکہ تحریری حروف تہجی فی الاصل تقریر کے ذرون کے فرضی یا مصنوعی اصطلاحات ہین اور جبتک کہ سماعت کے ذریعہ قوت باصرہ ان اصطلاحات کو باور نکرلے وہ ہرگز کسی تحریری خزینہ سے ایک حبہ پانے کی مستحق نہین ہوسکتی اور نہ کسی مضمون سے کوئی نیک یا بدنتیجہ حاصل کرسکتی ہی اسلئے تحریر کو تقریر کا فوٹو یا ایک سچا یادگار سمجھنا چاہیئے۔ مگر ہان ایک بات ضرور ہی کہ بہ نسبت تقریر کے تحریر کا وجود دیرپا ہی۔

تقریر کا اثر ایک خاص وقت کی موجودہ جماعت پر ہوتا اور ایک

معہودہ مدت تک قایم رہتا ہے مگر تحریری اثر بے تعداد زمانے تک
بیشمار دماغون مین گونجا کرتا ہے اور اسی لئے عموماً اسکی زیادہ وقعت
خیال کیجاتی ہے ۔
دنیا کے بڑے بڑے اور نامی محققین نے جو کچہ سُنا دیکھا اور تجربہ کیا وہ
سب اُنکے تصانیف مین موجود اور اُنکا یادگار ہی گویا جن نیکمردون کی
خاک بھی باوجود بہت بڑی تلاش کے دستیاب نہین ہوسکتی اُنکے
پاکیزہ خیالات کا فوٹو ابتک پبلک کی نظرون مین ایک حسین اور دلکش
منظر ثابت ہو رہا ہے ۔
کہان ہین مہرشی پاتنجلی اور کنٹراد جنکے ادق اور اعلی مضامین بڑے بڑے
محققونکو بحر استعجاب مین غرق کر رہے ہین کہان ہین حکیم سقراط اور فیثاغورث
جنکے نام اپنے دقیق اور لطیف خیالات کے طفیل مغربی دنیا مین روشن
ستارون کی طرح چمک رہے ہین اور کہان ہین وہ یوروپین فلاسفرز
جنکی روشن دماغی نے ایک زمانہ کی کایا پلٹ دی بلکہ پژمردہ جسمون مین
از سرِ نو تازہ جان پہونک دی ؟ اسکا ٹہیک جواب بجز (نہین) کے دہان
نہین ہوسکتا اور نہ اُنکی پاک روحون کا کوئی ٹہیک پتا چل سکتا ہی مگر اس
بات سے کسی منصف مزاج کو انکار نہین ہوسکتا کہ اُنکی زندگی کا مقصد اُنکی
تصنیفات سے حل ہی اسلئے انسان کو اُسکے بقاے نام کے لئے دنیا مین

تصنیفات سے بہتر دوسری کوئی چیز نہین ہوسکتی مگر یہ ضروری بات ہے
کہ وہ تصنیفات نتیجہ خیز اور دنیا مین امن قایم کرنے والی ہون ورنہ عشق و عاشقی
کے ابھارنے والی داستانون یا دنیا کو مجہول اور کاہل بنانے والے
افسانون کے بالعوض اگر خاموشی اختیار کی جاے تو کہین بہتر ہی کیونکہ
کلام کا اثر طبائع انسانی پر جیسا کچھ ہوتا ہے وہ زیادہ صراحت کا محتاج
نہین تجربہ سے ثابت ہے اور بڑے بڑے فاضلون کا قول متفق ہے
کہ کلام سے انسان کو بہت بڑی تحریک ہوتی ہی۔ کلام انسانی خیالات مین
ایک غیر معمولی گڑبڑ مچا دیتا ہی کلام کی برکت سے لاکھون معمولی آدمی دانہ
سر میدان جان کھو دیتے ہین۔ کلام ہی کی بدولت بہت سے نامور
بہادر نامردی اور بزدلی کے شکار ہو جاتے ہین سکلام اتفاق اور نفاق کا
باعث ہی کلام ہی انسان کی تمام ترقیون کا زینہ ہے۔

ناقص کلام کا اثر دنیا مین ہمیشہ مضر اور زہریلا ثابت ہوا ہی اور لطیف
کلام معمولی سے معمولی آدمیونکی سوانح عمری کو بدلتا رہا ہے اسلئے مصنفونکا
فرض ہی کہ وہ اپنے کلام کو نتیجہ بخش پیرایو مین ظاہر کرین جس سے ملک اور
قوم کی بہبودی ہو نہ کہ برخلاف اُسکے ہونہار نوجوانون کو تاریک غار مین
گرانے کی کوشش کیجاے جیسا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ کلام دو قسم کا ہوتا ہے بے معنی اور با معنی۔ بے معنی

کلام خواب کی بڑبڑاہٹ کو کہنا چاہیے یا پاگلونکی بیہودہ بکواس کو جس سے
قاری یا سامع کوئی خاص نتیجہ نہین پیدا کرسکتے مگر بامعنی کلام وہ ہے جسکے
بولنے اور سمجھنے مین ایک جماعت متفق ہو اسکی تین قسمین ہین۔ تخویف۔
تحریص۔ تصدیق۔

تخویف کی بنا اُس کلام پر مبنی ہی جسکے ذریعہ کسی کو ڈرایا جاے مثلاً
یہ کہا جاے کہ "تمکو مشتری بہت ناقص ہی اگر اسکا ردیہ نکروگے تو سخت رنج
اُٹھانا ہوگی" حالانکہ قاری کو اُسپر خود ہی اطمینان نہین۔

تحریص وہ ہی کہ اُسکے ذریعہ کسیکو کوئی خاص امید دلائی جاے مثلاً
کیمیا سازی کا بھروسہ دیا جاے حالانکہ خود غلط انشا غلط املا غلط۔

تصدیق اُسکو کہتے ہین کہ جو بات جیسی ہی اُسکو ٹھیک ویسا ہی بیان
کیا جاے مثلاً شیر انسانکو ہلاک کر ڈالتا ہی۔ اور کفایت شعاری مالدار بناتی
ہی یا نیک افعال کا نتیجہ ہمیشہ نیک ہے۔

تخویف اور تحریص کی بنیاد غرضمندی ہے مگر تصدیق عین بے غرضی
عاقل اسی نکتہ سے صداقت کو قبول کرلیا کرتے ہین اور جُہلا ناحق کے
بیم و رجا مین پھنسکر زندگی کے اصلی مقصد سے کوسون دور ہو جاتے ہین
اسلئے اعلیٰ خیال والے آدمی اپنا نفیس اور صداقت مآب کلام دنیا مین یادگار
چھوڑ جاتے ہین جس سے عوام الناس فائدہ اٹھائین اور واقعی اصلی یادگار

وہی ہی مگر دوسری قسم کے لوگ حُسن وعشق کی گندہ کہانیون سے اپنے فائدہ کے لئے پبلک کے خیالات اور نیک چلنی کو سخت نقصان پہونچاتے ہین۔ اگر یہ کہا جاے کہ اُنکا باطنی نتیجہ کچہ نہ کچہ نیک ہی ہوتا ہی تو یہ ٹھیک نہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو بہی ایسا کلام آبحیات مین زہر ہلاہل کی آمیزش کرنے اور گلاب کے حوض مین سگ مُردار ڈالنے سے کم نہین۔

حضرات ناظرین اور بہی خواہان ملک وقوم خود ہی اندازہ فرما سکتے ہین فقط

بہیرون پرشاد سکرٹری انجمن تہذیب

اشتہار

راے ٹھاکر پرشاد صاحب شوق مہتمم رسالۂ ہذا کی علیحدگی
ہ شعبان ۱۳۱۶ھ سے ہوکر اُنکی جاے راے ہیرالال صاحب نشاط
ئب مہتمم محبوب الکلام کا تقرر ہوا ہے آئندہ سے وہ رسالہ
بدبۂ آصفی کے مہتمم کہلائین گے پس رسالہ و دبدبۂ آصفی کے
علق کل خط وکتابت اِس پتہ پر آنا چاہیے ۔
ہکان راے ہیرالال صاحب نشاط مہتمم دبدبۂ آصفی و نائب
حبوب الکلام ۔ در کوچہ راجہ مکھن لال ،

اڈیٹر

ور دیگر عرق السان ... نقاش
کہنہ ناصور جسکے دیکھے
امراض رحم سیلان رطوبات
حرقت البول اور آتشک
صفائی خون کی لاریب بینظیر ہے
دو در ... قیمت عمعہ ر

زود رنگ

ڈاڑھی مونچھ کے بال اسکے
لگانے سے لمبے اور سیاہ
گھنے پیدا ہوتے ہین قیمت فی ...

تریاق السعال

سرفہ کہنہ اخراج بلغم درد
سینہ خراش حلق نزلہ
چھاتی پر گرنا اسکے کھانے
سے بند ہوجاتا ہے دو گولی ...

ہونگ کاف

سکالی کہانسی بچون کے سلئے
تکلیف دہ مرض ہے
اسکے استعمال سے بہت
جلد افاقہ ہوتا ہے
فی شیشی عمعہ ر

پاکدامن

جوش حیوانی اسکے کھانے سے
کم ہوجاتا ہے نوجوان کیواسطے
مفید ... لڑکوں ... ذاتی
نوجوان طرف ثانی کی قوت
رکھتا ہے ... ملنے تک
رکھنے کے ... قیمت ... تولہ ...

دافع جنابت

... حمل مین تکلیف ہو تو
بہ کولی آسانی سے بچہ ہو

...کھانے مین مدد کرتی ہے قیمت

حب دافع وجع مفاصل

کہنہ درد جوڑون کا
اور پٹھون کا سوجن
اکڑاؤ وغیرہ تکلیف
ایک ہفتہ مین دور ہو قیمت
عمعہ ر

جنتری سال نو

(۱۹۰۹ع) جسمین کارآمد
معلومات اور ایک عجیب
ناول ہے آدھ آنہ
کا ٹکٹ آنے پر ۵ کاپی
مفت

رسالہ حل المشکلات

ایک آنہ محصولڈاک
آنے پر مفت بلا قیمت

حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکماء میونسپل کمشنر و اڈیٹر رسالہ حافظ صحت
لاہور موچی دروازہ اعوان منزل۔

ناول !- ناول !! ناول !!

مطلع خورشید

یہ ادیم السیم ناول عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت پیشکار
و وزیر افواج آصفی المتخلص بہ شاد تلمیذ حضور پرنور شاہ دکن خلد اللہ ملکہ
حال مین چھپا ہی۔ خورشید آرا بیگم ایک عالی خاندان شہزادی
حسن و عشق کا حال اس خوبی سے قلمبند کیا ہی کہ بارک اللہ
پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی نے اسکی نظر ثانی
کی ہے۔ اسکے کل حقوق مہاراجہ ممدوح نے محمد عبد اللہ انصاری
مہتمم تعمیرات و داروغہ آئینہ خانہ کو بطیب خاطر عطا فرمائے۔

المشتہر

محمد عبد اللہ انصاری مکان ہیرا لال صاحب نشاط
ساکن کوچہ

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا۔ کل حقوق بحق پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار لکھنوی محفوظ ہین اسکا منافع عالیجاہ مہاراجہ پیشکار بہادر نے پنڈت سرشار صاحب کو بطیب خاطر عطا فرما اور پنڈت صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے .. " " " " عـــہ

۲۔ پبلک سے " " " " " ے

(۳) باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ۴ " سہ/

ف ۱۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائین گے انکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

ف ۲۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع۔ مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام رائے ہیرالال صاحب نشاط محبوب پریس علاقہ مہاراجہ بہادر پیشکار و وزیر افواج آصفی پہونچنی

چاہیے

تیسرا چھلاوا

پاروتی کی منگنی

پنڈت دین دیال) یہہ ہماری ہیروین پاروتی کے والدما جد اور لیلاوتی کا خاوند ہی۔ سویرے آشنان اور پوجا سے فارغ ہوکر بیٹھے ہی تھے کہ کسی نے دروازہ پہ آواز دی۔

"پنڈت جی مہراج ہین ؟"

پاروتی ۔ چونک کر۔ اپنی ماں سے ماں او ماں ۔ دروازہ پہ کوئی پکارتا ہی۔

لیلاوتی (اپنے خاوند سے) دیکھو تو باہر کوئی آیا ہے ۔

پنڈت جی نے باہر آکر دیکھا کہ رام نارائن دروازہ پر کھڑے ہین ۔

راوی یہہ رام نارائن وہی شخص ہے ۔جسکی وجہ سے ہماری پیاری پاروتی آگ کے صدمہ سے محفوظ رہی ۔

پنڈت نے دیکھتے ہی رام نارائن کو لپٹا لیا اور اندر گھر مین لے آیا

رام - گلے لپٹ کر - بہائی تم نے میری بڑی عزت بڑہائی - اور احسان کیا
دنیدیال - نہین بہیا احسان تمہارا - اچہا اب مین گہر مین ذرا پوچہہ
لون -
رام - بہگوان کرے کہ وہ بہی تمہارے سے اتفاق کرے -
پنڈت - وہ تو حکم مین ہے -
رام آمین ایسا ہی ہو -
پنڈت - وہان سے دوسرے دالان مین جارہے تھے - راستہ
ہی سے لوٹ آئے -
رام کیون بہیا کیا معاملہ طے ہو گیا -
پنڈت - نہین بہائی - یہہ تو بتلاؤ کہ تمہارے پتر کی عمر کیا ہے -
رام - بارہوان سال ہے -
پنڈت - بارہوین سال کا نام سنتی ہی دہک سے رہ گیا - اسلئے
کہ ہماری ہیردن کی عمر اسوقت سترہ سال کی ہی کچہہ دیر سوچکر کہا جو بہگوان
کو منظور تہا سو ہوا -
رام - کیون بہائی کچہہ من پلٹ گیا -
پنڈت - نہین بہیا - سخن مردان جان دارد - اگرچہ تمہاری لڑکے
کی عمر کم ہے - اور میری لڑکی کے عمر سترہ برس کی ہی - اور مین نے

اپنے مذہب کے خلاف اسوقت اسکو ایسا ہی اپنا ہی رکھا۔ کہ میری مرضی
موافق کوئی سے ملے تو دون۔ مگر اسکے (پرالبد) یعنے قسمت مین بھی
جوڑا تھا۔ بے دیکھے بہالے اقرار ہوگیا۔ اور زبان دی۔
رام۔ ارے بہیا تمنے اسکو دیکھا ضرور ہے۔ اُس روز رات مین جسوقت
تمہاری میری بات چیت ہو رہی تھی۔ میرے بازو جام کہاتا ہوا کھڑا تھا
وہی میرا لڑکا ہے۔
پنڈت۔ ہان گورا گورا گول ٹوپی پہنے ہوے۔
رام ہان وہی وہی۔
پنڈت۔ وہ تو نارایَن کی کرپا سے سندر ہے مگر عمر کم ہے۔
رام۔ ارے بہائی دیکھتے دیکھتے دن گذر جاتے ہین۔
پنڈت نے کہا ہان سچ ہے۔ اب تو بول دیا۔ یہہ کہکر لیلاوتی کے پاس
گیا۔ اور تہوڑی دیر تک لیلاوتی اور پنڈت دینڈیال کے سرگوشیان
ہوتی رہین۔
لیلاوتی بہت ہی خفا جہلا کر ادہر آتی ہوی باواز بلند کہا
کہ مین تو کبہی اس سے راضی نہین۔ اور نہ مین پاروتی کو ایسے نیچے
کے ساتہہ بیاہونگی۔
راملال۔ جواب سے دالان مین بیٹھے بیٹھے لیلاوتی کے ان دلشکن

باتونکو سُن رہاتہا- دل مین سوچا- کہ اب بات بگڑگئی یہہ شخص اب
کبہی اپنی بیوی کے خلاف نکریگا-
پنڈت نے لیلاوتی کے نزدیک آنکر- کہا- سنو بیوی - یہہ تمہاری ضد
کام کی نہین- دیکہو جبکو زبان دیتے ہین- اُس سے شریف پہرتے
نہین- تلوار کی دہار کے روبرو مُنہ پہیرنا آسان ہے- مگر اقرار
سے پہرنا ٹہیک نہین -
لیلاوتی - بگڑکر- جب ایسا ہی تہا- تو بہاری لال کا بیٹا کب بُرا
تہا - وہ تو پیسے والا بھی تہا - لڑکا اچہا- خوبصورت انیس برس کا-
سندر جوڑا تہا اسکو تم لیلاوتی کے لئے کیون پسند نہین کئے -
پنڈت- ہان یہہ تو سب کچہہ سہی مگر مقدر مین اُسکے تہا - مین کیاکرون
یہہ بہی کب بُرا ہے- صورت اچہی ذات کا اچہا- خاندان ٹہیک - مگر
ہان غریب ہین اور لڑکا کم عمر ہے تو یہ کوئی نئی بات نہین- جو ہم ہی
ایسے کم عمر لڑکے سے بیاہ دیتے ہین- روپ لال پنڈت سُندر موہن
دامودہر پنڈت دیکہو انکی لڑکیان کم عمر لڑکون کے ساتہہ بیاہی گئی
ہین- کیا یہہ سب دیوانے باولے تھے - جوانہون نے اپنی لڑکیون
کو بے دیکہے بہالے دے دیا-
لیلاوتی (آنکھون سے آنسو نکلتے ہوے- رو کر) ہم کیون ریت کرین

جسکی بات اُسکے ساتھہ ۔ اُنکے تینون لڑکیونکی مان نہین تہین ۔
مین تو ابھی جیتی ہون ۔ میرے مرنے کے بعد تمکو اختیار ہی ۔ جسکو چاہے
اُسکو دو ۔ باولی مین ڈال دو ۔ زہر دو ۔ گلا گھوٹ ڈالو تمہارا اختیار
ہے ۔ مین تو نہین دیتی ۔ اور یون اگر تم زبردستی کروگے تو مین اپنی
جان گنواؤن گی ۔ پہانسی ڈال لونگی ۔
پنڈت ۔ اچھا معلوم ہوتا ہے تمکو اسوقت سنپات گھیرا ہی ۔ اگر ہمارا
سخن جھوٹا ہو جاے تو ہم بھی دیس نکالا کرینگے ۔ چلے جائنگے ۔ پھر
تیرا کام تمام ۔ یہہ کہکر رام لال کے ہان آیا ۔
رام ۔ پنڈت جی مہاراج ۔ آپ کیون اپنے دل کو دکھہ دیتے ہین ۔ اگر
اُنکی مرضی نہین تو (کھیر) خیر ۔
پنڈت ۔ کیا تم نے ہماری سب باتین سُن لین ۔
رام ۔ ہان کونسی ایسی دور سے باتین ہو رہی تھین ۔
پنڈت ۔ عورت کی (جات) ذات ۔ (دوالی) دیوانی ۔ ہوتی ہے دریے
مین بگڑ گئی ۔ مین اُسکو راستہ پر لاونگا ۔ ابتو تم جاؤ ۔ مجھے بھی پوران
باچنے جانا ہے ۔
رام لال رخصت ہوے ۔

چوتہا چھلاوا

خواب تہا جو کچہہ کہ دیکہا جو سنا افسانہ تہا

پاروتی ۔ بستر مرض پر صاحب فراش ہی ۔ ڈاکٹر نے نبض دیکہی ۔ اور بہت غور و تعمق کے ساتہہ کئی بار اپنے آپ گردن ہلا لی ۔ اور کچہہ ناک بہون چڑہا کر بہت آہستہ سے ٹہنڈی سانس بہری ۔ اور اٹہہ کہڑا ہوا ۔

پاروتی کی مان (لیلاوتی) اپنی زبان مین ۔ کیون حکیم جی تمہارے پاون پڑتی ہون ۔ سچ کہو ۔ مجہہ دکہیاری پر رحم کرو ۔ کچہہ تو کہو ۔ کہ پاروتی کا کیا حال ہی ۔

حکیم صاحب (لیلاوتی سے) گہبراو نہین ۔ دیکہو تو خدا کو کیا منظور ہی ۔ عجب نہین کہ اب مین جو دوا دونگا ۔ وہ پاروتی کے لئے مہادیو کی کرپا سے سنجیون لوٹی کا کام کر جاے ۔

حکیم صاحب دوا کی تیاری مین مصروف ۔

لیلاوتی نے پاروتی کے نزدیک جاکر غور سے دیکھا اسوقت پاروتی کو ضعف انتہا کا طاری ہے۔ کچھہ پیشانی پر پسینا سا نکل رہا ہے۔

لیلاوتی۔ (آہستہ سے ہاتھہ ہلاکر) بیٹا بیٹیا۔ پاروتی پاروتی پاروتی

حکیم صاحب۔ کیون لیلاوتی تم کیون ایسے نا امید ہراسان ہوئی جاتی ہو

لیلاوتی (پاؤن پر سر رکہکر۔ حکیم صاحب دیکھئے یہہ اکلوتی بیٹی ہے میری۔ اس کا یہہ حال مین اپنے آنکھون سے دیکھہ رہی ہون۔ کیا کرون کچھہ مجھے رستا بتاؤ۔ پیاری بیٹی کیسے اچھی ہوگی۔

حکیم صاحب۔ دیکھو لیلاوتی تم تو بہت جلد گھبرا جاتی ہو۔ جب تک سانس ہے۔ جب تک آس ہے۔ تم کیون روتی ہو۔ اب تہوڑے مین دیکھو خدا کا فضل ہوتا ہے۔

پنڈت دیندیال نے آنکر دیکھا کہ حکیم صاحب دوا گہس رہے ہین۔ اور لیلاوتی چشم پر آب سے ہے ہراسان اور نا امید ہوگئے۔

گھبرا کر کہا کیا پاروتی کا بُرا حال ہے۔ اب نہ جئے گی۔ اس بوڈھے باپ کو زندہ درگور کر دیگی ؟

حکیم صاحب۔ اجی مہراج تم بھی مرد ہوکر ایسے گھبراتے ہو کوئی بُرا حال نہین۔ مگر ہان مرض سخت ہے۔ ضعف انتہا کا ہوگیا۔ نا امید نہو۔ خدا مالک ہے۔

پنڈت - ہائے ناطاقتی - ناطاقتی زیادہ ہی - ضعف ہوگیا ہی - افوہ - اب کیا کرون - کہ میری پاروتی زندہ ہو جائے - لیلاوتی دیکھکر - ہان بیوی - اب ہم ہمیشہ کے لئے پاروتی سے جدا ہوتے ہین -
لیلاوتی روتی جاتی ہے -
حکیمصاحب نے دوا تیار کی - اور پاروتی کے نزدیک جاکر بیٹھے -
نبض ندارد - برد اطراف ہوتا جاتا ہی - سانس کم لے رہی ہی - خوب غور سے چراغ نزدیک لیجا کر دیکہا - آنکھین پتھرائی جاتی ہین -
حکیمصاحب - افوہ مزاج کا ڈھنگ بے طور ہے -
لیلاوتی - ہائے حکیمصاحب کیا کہا -
پنڈت نے بیٹی کے نزدیک جاکر خود بھی نبض دیکھی ہاتھ ٹھنڈے - گھبرا کر کہا آئین - یہان تو کام تمام ہوگیا -
حکیمصاحب - نہین نہین - فال بد منہ سے نہ نکالو - ضعف ہی انتہا کی ناتوانی ہے -
پنڈت نے خوب غور سے دیکھا - انتہا کی بیہوشی ہی - آنکھین پتھرائی جا رہی ہین
پنڈت - حکیم سے - کیون حکیمصاحب - یہہ ضعف ہے - کہ موت ہے
حکیمصاحب - یہہ دوا جلدی سے حلق مین تو پہونچ جائے - دیکھو قدرت خدا کی پنڈت جی کے آنسو نکل پڑے - رو کر ہائے اب کہان کا

حکیم صاحب نے خود پاروتی کا منہ کھول کر دوا حلق مین ڈالدی ۔
اور بازو پکڑ کر ہلایا ۔ دوا حلق سے اُتری ۔
حکیمصاحب شکر ہے ۔ کہ دوا پہونچ تو گئی ۔
راوی ۔ سندرا ۔ گن ونتی ۔ یہہ دونون ہماری پیاری ہیرون
کی سہلیان ہین ۔ جسکا ذکر شروع چہلاوے مین ہم نے کیا ہے
یہہ گنگا کے اشنان کیوقت جو ساتہہ تہین ۔ یہہ وہی دو سہلیان
ہین ۔ سرہانے پیاری پاروتی کے بیٹھکر رورہی ہین ۔
سندرا ۔ ہاے بہن تم ہمکو دغا دیجاتی ہو ۔
گن ونتی (سندرا سے) چلو بہن ۔ اب جی کر کیا کرینگے اب ہم بہی
بہن کی سواری کے ساتہہ چلین ۔ اور اپنی پیاری بہن کے ساتہہ
جل جائین ۔
اتنے مین پاروتی نے ضعف کیحالت مین ایک ہچکی لی ۔ اور منکا ڈہلگیا
لیلاوتی نے سر پیٹنا شروع کیا ۔ اری غضب یہہ کیا ہوگیا ۔
اور گہر بہر مین کہرام مچگیا ۔ ہاے میری بیٹی تو دغا دے گئی ۔ ارے
بٹیا اب مین تجہکو کہان پاون گی ۔ میری پاروتی ۔ ہاے ہاے
میری پاروتی (شانہ ہلاکر) پاروتی اری تری مان رورہی ہے ۔ تو کیسی
کٹھور ہو گئی ۔ کیا تجہکو اسی دن کے لئے پالا تہا ۔ تو ہماری دشمن نکلی

اب دوا نے کچھہ اثر کیا - اور پاروتی نے آنکھین کہولدین -
لیلاوتی شادی مرگ ہونیکو تھی - چٹ سے آنسو پونچھکر کہا کیون بٹیا کیا حال ہے
پنڈت - پاروتی - میری پیاری پاروتی - لخت جگر - نور نظر اب بتلا
کہ مزاج کیسا ہے -
پاروتی - آہستہ سے - سندر - اگن ونتی کہان ہین -
پنڈت - ابہی ابہی باہر گئین - وہ دیکھو دونون آتی ہین -
لیلاوتی - دوڑکر - سندرا سندرا تیری بہن بات کر رہی ہے
دونون اُچہل پڑین -
جسم پر خوشی سے رونگٹے کہڑے ہوگئے -
سندرا - منہ پر منہ رکھکر کیون بہن اب مزاج کیسا ہے -
پاروتی - اب تم کچھہ بہروسا مت کرو - اب تہوڑی دیر مین میرا
تمہارا ساتہہ چہوٹ جائیگا -
سندرا - بہن ہم بہی ساتہہ ہین اور لیلاوتی بہی رو رہی ہے پنڈت جی
بہی رو رہی ہین - گھبراؤ نہین اچہی ہو جاؤ گی -
پاروتی نے باپ کیطرف دیکھکر کہا دیکھو باوا میری پیاری ماں کو تم خوش رکھنا
یہہ بہت دکھیاری ہو جائیگی - اسکا جینا محال - مگر تم اسکی مسیحائی کرو
سندرا اور گن ونتی - انکو میری سگی بہنون سے زیادہ دیکھنا -

جو مجہپر تم دیا کرتے ہو وہ ان دونون کو تقسیم کیا کرنا۔ غشی آگئی۔

سب کے سب نے گہبرا کر کہا حکیمصاحب کو بلاؤ۔ حکیمصاحب جلدی سے آئے اور نبض دیکھی اب تو ہاتہہ پاون بالکل سرد اولا ہو گئے ہین پہر نبض ہنین چلتی۔

حکیمصاحب نے شمع نزدیک لیجاکر دیکہا۔ آنکہین بالکل پتھرا گئین۔ ہچکی شروع ہوی۔

حکیمصاحب۔ ہائے افسوس اب بُرا ہوا۔

پنڈت جی کیا کام تمام ہوا۔

حکیمصاحب قریب وقت ہی۔

سُندرا چلّائی۔

حکیمصاحب خوب غور سے دیکہکر ہاتہہ ملتے ہین۔

پنڈت۔ کیون کیا حال ہی۔

حکیمصاحب۔ روکر۔ افسوس۔ پاروتی مرگئی۔ اب مین کیا کر سکتا ہون۔ ع

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد

گہر بہر مین کہرام مچگیا۔

لیلاوتی گہر کے کنوین مین کود پڑی۔ ارے! یہہ کیا غضب ہوگیا۔

پاروتی کا باپ بھی کودنے کو تھا۔ کہ دفعتا لیلاوتی کی آنکھہ کھل گئی۔
اُنہوں نے ایک چیخ ایسی ماری کہ تمام مکان والے۔ اور پیاری۔
پاروتی جو بار دسے آغوش مادر مین میٹھی نیند سو رہی تھی چونک پڑی
اور آنکھین کھل گئین ۔

جوانی

جوانی ہاے جوانی واے جوانی۔اری جوانی۔تجھکو بوڑہے آدمی کہان سے
دہونڈہ لائین۔جوانی او باوری جوانی عمر رفتہ چاہئیے پہر آجاے مگر ظالم او ظالم
جوانی تو نہین آسکتی روٹہنے والی دولہن کو انسان ہزارون جتن سی منا سکتا
ہے راہ پر لا سکتا ہی مگر او جوانی تو ایکدفعہ جا کے پہر نہین آتی۔نہین آتی نہین
آتی۔ہرگز نہین آتی۔ہائے تو اپنے شباب کیوقت خود اپنی قدر نہین کرتی۔او سچ
تو جوانی ہی کہ تیرا لڑکپن تیرا شباب تیرا اٹہتا جوبن۔تیرے جوش و خروش تیرے
ولولے تیری امنگین۔تیری اچپلاہٹ سب یکسان ہی اور بڑہاپا تو جانتی ہی
نہین کہ کسی کہتے ہین۔اور پہر سدا بہار۔تیرے چمنستان مین خزان کا نام نہین
پت جہڑ سے کچہہ کام نہین۔تمام دنیا مین تو ہی وہ بانکی نکیلی خوش نصیب عورت ہی
جو سدا سہاگن رہتی ہی سوگ تو جانتی ہی نہین کہ کسے کہتی ہین۔جوانی تو
جاویدانہ ہی۔ابجد کے قاعدہ سے تیرے بھی ستر عدد اور جاویدانہ کے بہی ستر عدد
تو نوید اُسکے بہی ستر عدد تو کل زیبا ہے سب کے ستر عدد جو تیرے
عدد ہین۔دونون مین تو آدینہ ہی۔اور جمعہ سے بڑہ کر متبرک سفید اور گون
دن ہوتا ہے سچ تو یہ ہی کہ جوانی ہر چیز کی بہلی معلوم ہوتی ہی۔

پرمی ہر شکل گوری سانولی معلوم ہوتی ہے		جوانی جس کسی کی ہو بہلی معلوم ہوتی ہے

ہاے جوانی ہاے ہاے۔ تیرے بغیر زندگی تلخ۔ جینا بیکار عیش و عشرت فرحت و آسایش منزلوں دور۔ دل کی خوشی کافور۔ کہانا پینا حرام۔ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ تیرے بغیر طبیعت اوداس۔ چہل پہل آس نہ پاس۔ مگر اے جوانو جوانی کی قدر کرو۔ یہہ جوانی چند روزہ ہی۔ ع۔ گُل ہمین پنج روز و شش باشد۔ اس پر ایسے نہ اترا جاؤ کہ بڑہاپے کو بہول جاو۔ اے غافلو جوانی وہ زمانہ ہے کہ تمام دنیا کی نعمتین۔ فضیلتین۔ برکتین۔ ریاضتین۔ اسمین کر سکتے ہو جو کچہہ سیکنا ہے جوانی مین ہی سیکہہ لو۔ اسکی بڑی قدر کرو۔ اسکو ہاتہہ سے جانے ندو جب شباب شیب سے مبدل ہوگیا۔ تو انسان کیا خاک پتہر سیکہیگا۔ او جوانی تیری تلاش مین کیسے کیسے بڑے آدمی کیسے کیسے کامل۔ کیسے کیسے خداشناس کیسے کیسے پہونچے ہوے سرگردان رہتے ہین۔ اگر کوئی پرستان کی پری فن دلبری مین طاق جمال مین یگانۂ آفاق انسان کی بغل سے نکلجاے تو وہ بیقرار ہوکر چوطرفہ دہونڈہیگا۔ مگر تو او جوانی ایسی رشک پری ہے کہ جب تو چلی جاتی ہی تو انسان کمر جہکا کے تجہکو ڈہونڈہتا ہی۔ تیرے بغیر فرط ضعف سے بے عصا کے اٹہنا محال ہوجاتا ہی۔ لٹہیا لینے کی ضرورت پڑتی ہی۔ او جوانی بعد خدا ہر شی مین تو ہی جلوہ افگن ہوتی ہی۔ جمادات مین تو۔ نباتات مین تو۔ فلزات مین تو انسان مین تو۔ حیوان مین تو۔ اگر مفلس ہو تو ہی تجہپر جوبن ہے اور اگر

تو لو آنگر ہو تو بہی جوبن پر۔ تیرا حسن ناپایدار ہوتا ہی نہین۔ ہان جو تو چلی جا
تو اور بات ہے۔ تیرا جوبن تیری زندگی تک قایم رہتا ہے۔

انسان کی زندگی کے تین درجے ہین۔ لڑکپن۔ جوانی۔ بڑہاپا۔
انسان جب قسم کہاتا ہی۔ جوانی ہی کی قسم کہاتا ہے۔ کوئی لڑکپن
یا بڑہاپے کی قسم نہین کہاتا۔ جوانی کی قسم جہوٹ نہین کہتا۔ جوانی کی
سوگند مین کام بجالایا مثلاً جوانی مین ہی غارت ہوجاؤن جو نمکحرامی کرون
جوان مرگ مرون جو تم سے بدی کرون۔ بوڑہا کبہی بڑہاپے کی۔ بچہ
کبہی بچپن کی قسم نہین کہاتا۔ جوان آدمی کو اپنی جوانی پر انتہا کا فخر
ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ ناز کسی پر نہین ہوتا۔ دولت ثروت زر
جواہر خزانہ ہائے پر زر حسن جمال طاقت سپہ گری ہمت جرأت۔
ان سب کا انسان کو غرور رہوتا ہے۔ مگر جوانی کا غرور سب سے
بڑہ چڑہ کر ہوتا ہی۔ بہنگ افیون۔ چرس۔ سیندی۔ ان سب کا
آدمی کو نشہ ہوتا ہی۔ مگر جوانی کا نشہ سب نشون سے بڑہا ہوا ہی۔
سو بوتلو نکا نشہ جوانی مین ہر دم رہتا ہے۔

ٹہاکر پرشاد۔ شوق

اقربای مہاراجہ بہادر مہتمم رسالہ ہذا

بنی نوع انسان

یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہے		وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے

حضرت انسان نے اپنے لیے اشرف المخلوقات کا خطاب فضیلت انتساب تجویز فرمایا دیدۂ انصاف وا کرکے دیکھیے تو یہ خالی اپنے منہ میان مٹھو ہی نہین بن بیٹھے بلکہ واقعی خلعت اشرف المخلوقات کو خالق کارساز نے انکے قد پر راست کیا ہی۔ اللہ اللہ زمین کے رہنے والے اور آسمان کی خبر لائین۔ شمس جیسے منور کرے کی باتین بتائین جسکو انسان بے خیرگی نگاہ دیکھہ نہین سکتا قمر کے پہاڑون کی بلندی دریافت کرین دریائے ذخار کا بند کرنا ہوا کا مٹھی مین تھامنا ہی۔ آگ اور پانی کے ذریعہ سے ریل کا چلانا لوہے کے چنے چبانا ہی۔ مگر عقل کے صدقے پتھر کو موم کر دکھایا دنیا مین جتنے مخلوق ہین سب انکا لوہا مانتے ہین۔ سبکو انہون نے نیچا دکھایا۔ ایسے زبردست کہ سبکو زیر کیا انکے آگے کسی کی کچھہ پیش نہین جاتی۔ یہ مشت خاک ملا پتلا ہی۔ غبارہ وہ ایجاد کیا کہ کائنات الجو کی ہوا کھانے لگے۔ جہان پرندونکے پر جلین وہان جانے لگے جدہر جاو ان ہی کی دہوم ہی۔ جہان دیکھو ان ہی کا سکہ بیٹھا ہی۔ کوئی ملک کوئی جزیرہ کوئی سمندر۔ کوئی جنگل۔ الغرض کوئی مقام ایسا نہین جہان یہ نہ پہونچے ہون۔ اپنے قدم میمنت لزوم سے جنگل کو گلزار اور بن کو فرخار بنادیا۔ جہان گئے بہی نہین لوٹتے

بھی وہان وہ وہ نورانی صورتین نظر آتی ہین کہ انسان عش عش کرجاے۔ انسان
ہر قسم کی آب وہوا کو برداشت کرلیتا ہی۔ ہر قسم کی سر زمین مین بسر کرتا ہی۔ قریب قریب
ہر قسم کی غذا استعمال مین لاتا ہی۔ دریائے سنگال کے کنارون پر آفتاب عالمتاب کی
تمازت اس غضب کی ہوتی ہی۔ کہ شراب اسپرٹ اوبلنے لگتی ہی وہان بھی انسان آرام
تمام زندگی بسر کرتے ہین۔ گرمی کو اصلا نہین مانتے۔ برعکس اسکے براعظم ایشیا
کے گوشہ شمال ومشرق مین اسدرجہ سردی ہوتی ہی۔ کہ پارہ تک جم جاتا ہی۔ لیکن یہ
وہان بھی چین سی رہتے ہین۔ ڈاکٹر بیلی کا دلربا مقولہ ہین ازبس پسند ہی کہ تمام روئے
زمین پر صرف انسان ہی اس قسم کا ذی روح ہی جو برہنہ ہی۔ مگر ہنر اور صنعت
اور دستکاری کے زور سی ہر طرح کی آب وہوا کے لایق اپنی جسم کی حفاظت کیلئے
کپڑا بنا لیتا ہی۔ سردی کیلئے۔ اسقدر گرم کپڑا تیار کرتا ہی کہ اوسکی پہنتے ہی سردی کی بھی
عقل سرد ہوجائے۔ موسم گرما مین ایسی پوشاک پہنتا ہی کہ گرمی کی گرم بازاری پر اوس
پڑجاے۔ بارش کے لئی موجامہ ایسا ایجاد کیا کہ چاہی کیسا ہی موسلادھار برسی بدن پر ایک
ایک بوند اثر نکرے ان ہی اسباب سی وہ ہر ملک اور ہر فصل مین رہ سکتا ہی۔ اگر اور جانورونکی طرح اوسکی
جسم پر اون یا اور کسی قسم کی پوشش ہوتی تو گرم ملکون مین وبال جان ہو جاتی۔

حکمانی بنی نوع انسانکو مختلف اقسام پر منقسم کیا ہی جنکی خط وخال آنکھہ اور بال کھوپری اور کہان ہن الختلاف
ڈاکٹر پرٹ چارڈ نے کل مخلوق کو تین حصون پر منقسم کیا ہی۔ اولاً ملینک یعنی سیاہ وہ لوگ جنکی بالو
رنگ سیاہ ہی۔ ثانیاً۔ ذین تھس۔ یعنی صبح وہ لوگ جنکی بال زرد یا سرخ یا بھورے ہین۔ ثالثاً۔ اپنا بنو

یعنے سفید جنکے بال بالکل سفید ہین - اور آنکھین سرخ - بلومن باخ صاحب نے اس بارہ مین خوب لکھا ہے
اور اکثر عقلائے ذی علم نے بھی صاحب ممدوح سے اتفاق ہی کیا ہے - ان صاحب نے انسان کے پانچ فرقے تجویز
کئے ہین جنمین سے ہر ایک فرقے کی کھوپری مختلف طرز کی ہی یعنی - کاکیشن - منگولین - اتھیوپک -
امریکن - ملے - (۱) کاکیشن - اس فرقے کا سر قریب قریب گول ہوتا ہے - پیشانی نہ بہت بڑی
نہ بہت چہوٹی - بلکہ بدرجۂ اوسط - استخوان رخسار نکلے ہوے نہین ہوتے - دونون جبڑون مین آگے
کے دانت بصورت عمود - چہرہ بیضاوی - ناک محراب دار - دہن چہوٹا نیچے کا ہونٹھ کسیقدر
نکلا ہوا زنخدان مدور - اس فرقہ کے لوگ ہر ایک رنگ کے ہوتے ہین - اصلی رنگ انکا سفید ہے
مگر آب وہوا اور حرارت آفتاب وغیرہ وجوہ سے گندم گون سیاہ فام اور سرخ سفید بھی ہو جاتے ہین
اہل اسیریا اہل بابل - اہل میڈیا - فارسی - یہودی - عرب - ترکی - تاتاری - افغان - ہندو
فرانسیسی ڈچ - اہل یونان - جرمن - پروس - آسٹریا - کوہ قاف - اسی گروہ مین شامل ہین
افریقہ مین جو لوگ بحر مڈیٹرینین کے قریب رہتے ہین وہ اور مصری اور اہل ابی سینیا فرقہ
کاکیشن مین سے ہین - (۲) منگولین - انکے سر قریب قریب مربع ہوتے ہین - استخوان رخسار نکلے
ہوے - چہرہ چپٹا آنکھین دہنسی ہوی - ناک چپٹی - اس فرقہ کے لوگ سرخ وسفید یعنی صبیح نہین
ہوتی - بلکہ رنگ کسیقدر مائل بہ زردی ہے بال سیدھے کالے اور مضبوط ہوتے ہین - مگر بہت
ہی کم - داڑہی سو مین دس کے ہوئی بھی تو بالکل ذرا سی - چینی - جاپانی بہوٹیے - اہل لیپلینڈ
تبت - فنز - اسکوئی مو - اس گروہ سے علاقہ رکھتے ہین - (۳) اتھیوپک - انکا سر ادہر اودہر
دبا ہوتا ہے - پیشانی بہ شکل گنبد - استخوان رخسار نکلے ہوئے - نیچے کے جبڑے بڑے اور
مضبوط آنکھین ابھری ہوی - اوپر کا ہونٹھ موٹا رنگ بالکل سیاہ بال سیاہ اور گھونگھر والے
جنوب صحرائے عظیم اور ابی سینیا - آسٹریلیا - تسمینیا - نیوگینیا - جزیرہ سلیمان - نیو جارجیا جزائر

اِنَّ اللّٰہ جَمِیلٌ وَیُحِبُّ الجَمَالُ

حُسن کے راحت افزا تصور سے عامیانہ خیالات و تصنیفات نے آجکل کے مہذب لوگون کو ایسا بدظن کر رکھا ہے۔ کہ اُن کے طبع مواج اس دریائے ناپید اکنار کے نیچرل سینیری کو دیکھنا ہی نہین چاہتے۔ اُنکی پارساطبیعت اس کا ذکر کرتے شرماتی ہے باپ اپنے اولاد کو اُن کے اذکار سے محفوظ کرنے کے ساعی رہتے ہین اُستاد اپنے شاگردون کو اخلاق بگڑنے کے خیال سے سمجھانے مین پہلو تہی کرتے ہین۔ مگر یہہ کیون۔ غالبًا اسکا یہی جواب ملیگا۔ کہ ایشیائے شاعری نے اسے مٹی مین ملادیا ہے جو عورت و مرد کے ناجائز خواہشات کے دل فریبیون کو اپنے کمال کا باعث سمجھے اور خیالی مثنوی و غزلون و اسوختون کے وُہی اُگلے ہوئے نوالے نگلنے لگے۔ کبھی کسیکے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے تو کبھی کسیکے زلف پر مائل ابھی کاکل شکین کے سودے کا خلل مول نہین لے چکے تھے۔ کہ اُوبھی اُوبھی سانسون اور آہون سے آسمان کے ٹکڑے اوڑانے اور گرانے کی فکر کردے۔ اور ترچھی نظرون نے بجلیان گروانا شروع کرادین کبھی لب لعلین کو سرمایۂ حیات سمجھ بیٹھے تو کبھی چاہ زنخدان مین ڈوبنے

لگے۔ اگر ایک ٹھوکر مین مر گئے تو دوسرے مین جی بھی اوٹھے۔ اے سُبحان اللہ آدمی کیا راگ مالا ہوئے۔ جب کُنجی دی بجنے لگے۔ تشبیہ و استعارات و رعایات لفظی کے پیچدار بُہول بُہلیان مین جو گھُسے تو پھر نکلنا ہی نہ نصیب ہوا۔ غرضکہ۔ بھی ذہنی باتین تھین جنہون نے حُسن کے واقفیت کے طرف کم رجوع ہونے دیا۔ اے پیارے اور روح کی تقویت دینے والے حُسن افسوس ہے۔ کہ تمہاری چاندسی صورت کو ایسا گہن لگا جو پہچاننے تک بھی نہین جانتے اور مہذب لوگون کا پیار کرنا تو درکنار وہ تو دور ہی سے سلام کرتے ہین۔ کیونکہ تمہارے ذکر سے ان کو کوئی شہوت پرست نہ بتانے لگے۔ مگر نہین ابھی ایسے بھی لوگ ہین۔ کہ جو حقیقی نظرون سے دیکھکر سچے دل مین تمہارے لئے جگہہ کرتے ہین چنانچہ آج ہماری طبیعت بھی مچل رہی ہے۔ کہ لاؤ اس اُجڑے ہوئے کھنڈہر کی سیر کرین دیکھین ہمکو بھی یہان عصریت۔ دیو۔ پلید۔ نظر آتے ہین۔ کہ ہمین کوئی اس مین مخفی دفینہ ملتا ہے۔ جو کونین کا سرمایۂ ناز ہے۔

ہمارا کانشنس یہان سے ایک ایسے پُرفضا ارتفاع پر ہمکو پہونچا رہا ہے جہان سے ہمکو نظر آتا ہے۔ کہ بے شک دست قدرت اگر ابداع عالم کا آلہ ہے۔ تو حُسن روح پرور اُسکے ایجاد کا سبب کیونکہ جب نیرنگی عالم پر کوئی نظر ڈال چُکے گا تو اُس کے دماغ مین عجب نہین۔ یہ بات

تلاطم پیدا کرے - کہ جب خالقِ کون ومکان کو دیکھنا اپنے حُسن لازوال کا منظور ہوا - تو اپنے نورِ سراپا ظہور سے افراد عالم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پہ جلوہ گر فرمایا ہر امر کے لئے ایک علت جبکہ درکار ہے تو کیا عجب کہ یہی حُسن کا اظہار اُس کے علت غائی ہو جسکا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے - کہ اگر حُسن فی الواقعی اچھا نہ ہوتا تو اسمین شیفتگی کیون ہوتی - اور جب شیفتگی ہے تو یہی دل کا مشغلہ اور دین و دنیا مین اچھے کام کرانیکے لئے باعث ہوگا - صدقہ اس شان کبریائی کے اور فدا اوس کی خدائی کے کہ ہر قلب کو پر انوار اور ہر دل کو پُر اسرار کر کے نیرنگی حُسن کے پردہ مین اپنے جمال باکمال کے یکرنگی کو ظاہر کیا اگر دل آئینہ ارباب عین الیقین ہے تو پھر یہی گھر جلوہ گاہ رب العالمین ٹھہریگا - سبحان اللہ - کیا خوب ہین وہ دل جو اسکی حقیقت و رموز کے وہ فیت مین اپنی لو لگائے ہوئے ہین - اور اپنی جان اسکے پر اثر مزہ مین قربان کئے ہوئے ہین - اس رمز کو کچھہ عارفان بارگاہِ احدیت ہی خوب جانتے ہین - اور عاشقان اسرار معرفت ہی اس تیر قضا بسرم کے آماجگاہ - ہاے کیا خوب کسی شاعر نے ایسے لوگون کے دل کی بات چھین کر شعر مین تضمین کر دی ہے -

مزہ جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

جو کچھہ گوش حق نیوش سے سنئے اور جہانتک نظر پر اثر سے دیکھئے حسن بے انداز ہی کے عشوہ ناز کو رنگ برنگ کے لباس مین دیکھئے گا یہی سب کا نتیجہ

ہوگا۔ یہی سب کا مطلوب۔ دریا مین صدف صدف مین گوہر گوہر مین آب اور آب مین لطافت دے کر صناع حقیقی نے کیسی سکی قیمت بڑہائی ایسے ہی مٹی مین پتھر پتھر مین جوہر جوہر ہین جواہر جواہر مین رنگ و روپ اور رنگ و روپ مین چمک دیکر اسکو انمول کیا ادہر ڈال کو تپی سے تپے کو سبزی سبزی کو دلفریبی پہر شاخ کو پہول پہول کو رنگ و بو دیکر دل و دماغ کو محو تماشا بنایا۔

ڈالی ڈالی سے ہے اسرار الٰہی روشن	تپے تپے سے عیان صانع قدرت کی بہار

سبز پوشان چمن جوانان گلشن بن ٹہن کر شیم خوش بین مین تیلی کی صورت پہر رہے ہین۔ تو نونہالان باغ احدیت تن تن کر آئینہ قدرت مین صانع قدرت کے حسن و خوبی کے مزے لے رہے ہین برو برگ نسیم بہار کے اٹکہیلیون سے مستی مین آکر رسیلی آوازمین صناع ازل کا راگ گا رہے ہین۔ پاک اور معرفت اس نظر کے لئے اللہ نے ہر شئے کو ایک خاص حسن اور ہر چیز کو ایک طرح کی خوبی اور تناسب عطا فرما کر حسن کو فروغ اور اپنی صناعی کا ثبوت دیا ہے بمصداق فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ وہ کون رنگ ہے جس مین پہر تو نور لا یزالی نہین۔ وہ کونسی خوشبو ہے۔ جس مین بوئے دلربائی نہین غرضکہ جسطرف نظر اٹہائے فروغ حسن کا بول بالا ہے۔ دریا جو آدمی کا جانی دشمن ہے جہان اُس مین گرے کہ تحت الثری کو پہونچے۔ اس سے تو آدمی کو تنفر ہی ہونا تہا نہین۔ اسکی بہی صفائی اور روانی امواج کے پیچ و خم

ٹکراے ہوئے پانی سے دبو کی ایسی آواز اور ٹھہرے ہوئے پانی ہین۔
مسکراتے ہوئے بچے کی ادا یہہ سب باتین ایسی ہین کہ۔ انسان کی نظر کو
جذب مقناطیس کی طرح اپنے طرف کھینچ ہی لیتے ہین۔ اگر یہہ باتین حُسن مین
نہ داخل ہوتین تو کیون انسان کا دلی میلان اُسکے دلچسپی کے جانب ہوتا۔ شب تار
تو قیامت سے کم نہین۔ مگر اس کا سہانا اور سنسان سین بھی لطف سے
خالی نہین۔ جنگل جہان انسان کا کوئی مونس نہ ہمجنس مگر انسان تنہا وہان بھی
جاکر جی بہلا سکتا ہے۔ نیچر کے لاتعد و لاتحصیٰ فیاضی سے طرح طرح کے
لذّات آدمی پاتا ہے۔ جنگل کا سبزہ اور خودرو درخت جن کے پھول پتّے
مین خود ایک سلیقہ معلوم ہوتا ہے۔ حُسن کا اظہار کر رہے ہین۔

غرضکہ۔ باغ و راغ و پست و بلند حیوانات نباتات جمادات آسمان و زمین
چاند سورج ستارہ۔ بلکہ ہر ہر افراد عالم کے ہر ہر جزو اور اُس کے جزو کے
جزو مین بھی فروغ حُسن کی کارپردازی کا اظہار یہی طرح ملتا ہے۔ مگر آنکھین چاہئیے
دیکھنے کے لئے۔ اور کان چاہئے سُننے کے لئے دماغ چاہئیے سمجھنے کے
لئے اب اس کے بعد وہی عربی کا ٹکڑا پڑھئیے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَ
یُحِبُّ الْجَمَالَ کیون صاحب اب بھی کوئی شک رہا۔ کیا فی الواقعی
اب بھی حُسن دلچسپی و دلبستگی کے قابل نہین۔ جبکہ اُس کا ظہور ہر ہر
افراد مین نہایت کمال کے ساتھہ خوش اسلوبی سے جلوہ گر ہے۔ نہین نہین

اسکو حسن کی قدر کرنی چاہیئے - اوپر ہم بتلا آئے ہین کہ حُسن ہمارے تخلیق کا علت غائی ہے - پس جو چیز ہمارے تخلیق کی علت غائی ہو کیا اس کو ہم اپنا سرتاج نہ بنائینگے - کیا اُس کا ذکر ہمارے خوشی اُس کا شغل ہمارے زندگی کا باعث نہ ہوگا - نہین نہین ہوگا اور ضرور ہوگا -

خیر یہ تو سب ہوا - لیکن ہم اپنے مطلب کی ایک بات ابتک چھوڑتے ہوئے آئے ہین - کیونکہ ابتک عام طور پر حُسن کی تعریف کی گئی ہے جو کرنی بھی چاہیئے تھی - مگر تاہم نبی نوع انسان کی تعریف زیادہ استحقاق رکھتی تھی - جس کو ابتک ہم بھولتے ہوئے آئے ہین - ہماری زبان مین حُسن کا لفظ خوبصورتی اور نیکی کے معنون مین استعمال ہوا ہے - مثلاً حُسن ملیح - حُسن صبیح وغیرہ ظاہری صورت کے لئے حُسن عمل - حُسن ظن - حُسن اخلاق جو لازمۂ انسانی ہین سیرت کے لئے -

یہہ آدمی ہے کہ برسون جمال رہتا ہے		وگرنہ ماہ کو یکشب کمال رہتا ہے

حُسن کے درحقیقت دو قسمین ہین - حُسن مقید - حُسن مطلق - حُسن مقید تو وہ جیسے انسان کا حُسن چند روزہ گویا اوترتی ہوئی دھوپ ہے - اور گل و مل وغیرہ علی ہذالقیاس تو حُسن مقید وہ ہوگا جو غیر باقی یعنے فانی اشیا مین پایا جائے اور مطلق وہ ہے - جو مقید کے عکس مین ہو - جیسے انوار آلٰہی جو دل کو بیچین کردے اور پھر بھی باقی کا باقی اب ہماری بحث کو دخل حسن انسانی سے

ہے - اس لئے اب اسکی تفصیل کیطرف طبیعت امنڈ رہی ہے -

پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے	ٹیس پھر دل مین اوٹھی پھر مجھے دکھنے گیا

انسان مین حُسن اگر خدا نے نہ دیا ہوتا تو غالباً عشق کا لفظ ہی پردۂ دنیا سے
مٹ گیا ہوتا - یہہ حُسن اور چیزون کے حُسن کے مساوی نہین ہے - بلکہ جیسا
انسان اشرف المخلوقات ہے - ویسا ہی اس کا حسن بھی فوقیت رکھتا ہے -
غور سے دیکھیے تو اور چیزون کے حُسن مین وارفتگی نہ پائیگا - اگر کوئی چیز اچھی
نظر مین آتی ہے تو اُس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے - جسکا خوشگوار اثر
دلپر موثر ہوتا ہے - اور اس کیفیت کے نتیجہ کا نام پسند ہے - برخلاف اس کے
مخرب دین وایمان اِنسان کے حُسن مین دل بیچین بلکہ وارفتہ ہوجاتا ہے - اسی کا نام
عشق ہے - جہان حُسن کا نام آیا - کہ حضرت عشق نے قدم بڑھایا - بسم اللہ کہکر
خیر مقدم کیا -

عقل بیرون شد زسر گفت سلامٌ علیک	عشق در آمد ز در گفت سلامٌ علیک

حُسن وعشق کا ساتھ درحقیقت چولی دامن کا ساتھ ہے - یا جیسے نور اور نظر
کا مگر فرق بھی ہے - کہ یہہ دونون شے واحد مین ہوتے ہین - اور وہ جنس واحد مین
ہوتا ہے - مگر جن کے مختلف افراد ہین - عشق اگرچہ بہت دوست رکھنے کو کہتے
ہین - لیکن درحقیقت یہہ لفظ عشقہ سے مشتق ہے - جس کو عشق پیچان بھی
کہتے ہین جو ایک قسم کی بیل ہے - یہہ اکثر درختون پر پھیلتی ہے - اور ظالم

خود بھرے بھرے رہکر جس پر خود پہلتی ہے - اوس کو خاک سیاہ نباکر چھوڑتی ہے
اَلْعِشْقُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْجُنُوْنِ ؕ - ایسی ہے عشق بھی کہ جسطرف آپکی نظر
عنایت ہوئی - خود تو دن دونے رات چوگنی ترقی کی - مگر اُس کے تمام لذات
دنیوی اور جذبات نفس کو مٹا کر چھوڑتا ہے - پیارے عشق کے معنے
دلون پر سکھہ بٹھلانے والے تو یہی ہین - مگر تیچہ پڑے طبیبون کے
عقلون پر جو اس کو مہلک مرض بتلا کر لوگون کو ڈرا رہے ہین وہ کہتے
ہین - کہ حسین صورت دیکھنے سے یہہ مرض پیدا ہوتا ہے - ہاے ہاے

ایسی پیاری چیز کو مرض کون کہیگا	جو ہمارے دنیا مین آنے کا سبب ہو
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	ورنہ طاعت کے لئے کچھہ کم نہ تھی کروبیان

ہاے اگر یہہ نہ ہوتا تو ہمارا دنیا مین آنا ہی بیکار تھا - جس دل مین عشق نہین
(یعنے حُسن کی قدر) وہ تودۂ خاک سے بھی بدتر ہے - سُبحان اللہ -
اس نازک مسئلہ اور عقدۂ مالاینحل کو جناب حافظ شیرازی نے کیا خوب
سلجھایا ہے -

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

سنئے سنئے جو لوگ ناسمجھی سے حضرتِ عشق سے بہاگتے ہین اونکا
بہاگنا بھی اُن کے حق بجانب ہے - کیونکہ اس کے بادی النظر کرشمہ
ایسی ہے دنیا جہان سے نرالی ہین - کہ جس دل پر آپنے نزول اجلال

فرمایا بس اپنے کرشموں مین پھنسا تمام دنیوی کاروبار سے تو ایکطرف کیا اب جو صورت باعث عشق ہوئی۔ اُس کا دہیان یا تصویر دل کے درمیان مضبوط نصب ہوگئے۔ کوئی اسپے چاہے کتنا ہی بُرا لکھے مگر ہم تو یہ سمجھی بغیر نہین رہ سکتے۔ کہ اب اس واجب الرحم عاشق کے یہان سے دنیا ہی نئی شروع ہوتی ہے وہ اگرچہ اس دنیا مین ہے مگر پہر بھی اُس کے چشم دل کسی اور ہی پُرفضا گلشن کی سیر کر رہے ہین۔ اور ایک دوسرے باغ و بہار مین زندگی بسر کر رہی ہے اور ایسا پُربہار باغ کہ اُس کے سامنے گلشن دنیا بالکل خار ہے جب اس درجہ پہ انسان پہونچتا ہے تو اُسے نفس کے اور آک کے معرفت کا دروازہ کُہلنے لگتا ہے۔ جس کے پہچاننے کے لئے ہم مخلوق ہوئے۔ کیونکہ جو اپنے نفس کو پہچان سکتا ہے۔ وہ خدا کے ذات وصفات کو حق بین نظرون سے دیکہنے کا عادی ہوجاتا ہی

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اے سبحان اللہ واہ رے وارفتگی توبہ توبہ پہر کہان کے کہان نکل آئے۔ ایہا سنئے حُسن وعشق کا جوڑا رکھا بدا تو روز ازل ہی سے ہی گویا دونون ایک ہی ہوے مگر نہین ایک ہی کہنا تو غلط ہو گا۔ مگر ایک روح دو قالب تو ضرور ہین۔ یا کم سے کم دونون کو لازم وملزوم تو ضرور کہینگے حُسن کا مورد تناسب اعضا ہے۔ تو حضرتِ عشق کا دل دونون ایک ہی تہلی کے

چھٹے بڑے ہین۔ جل جلالہٗ جلشانہٗ۔ قربان دست صناع ازل کے اور صدقہ اُس کے قدرت ایجاد کے کہ اوس نے پردۂ دنیا پر طرح طرح کے پھول کھلائے ہین۔ اور سب ایک دوسرے سے نئی جیسے دل مختلف پیند اور مختلف ور دکے بنائے ویسے ہی حُسن کو بھی مختلف لطافت کے ساتھ جلوہ گر کیا۔ دیکھیے سرد ملکون مین اگر سفید رنگ کو خوبصورتی دی ہے تو معتدل مین چمپئی کو اور اس چمپئی مین ملاحت۔ صباحت۔ نمک کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ ایسے ہی گرم ملکون مین سیاہ اور سیاہی مین نور نورمین دلفریبی دیکر اوس کو روز روشن کیطرح درخشان کیا صناع ازل کے ہاتھ اگر ملین تو کون نہ چوم لے۔ دیکھیے ایک سے دوسری تصویر کو ملائے تو نہین ملتی۔ جو اُس کی قدرت بالغہ کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ ایک کی اگر چشم نرگسین ہے تو دوسرے کے جادو کسیکی ابرو اگر تیغ ہے تو کسی کی ہلال۔ کسیکی مژگان نوک سنان ہے تو کسیکے تیر۔ کسیکی رخسار گلاب ہین تو کسیکے چاند۔ کسیکے زلف دام بلا ہے تو دوسرے کے شب دیجور ہائے ایک کی بات اگر حلاوت مین نبات ہے تو دوسرے کی سرمایۂ حیات کسی کی بانکی ادا قہر انگن ہے تو دوسرے کی دل شکن کسیکے ایک کرشمہ مین دل پاش پاش ہے تو دوسرے کی اسی ادا مین دل پر از یاس۔ کوئی رفتار مین کبک دری ہی تو کوئی فتنہ کسیکے ٹھوکر سے مردہ زندہ ہوتے ہین تو کسیکی پائمالی سے جانین بھی جاتے ہین غرضکہ ایک کا حُسن دوسرے سے

بالکل مغائر ہے۔ شخصی مغائرت کے سوا گرم و سرد ممالک کے حصص مین ایک دوسرے مین امتیازی فرق ہے۔ سبحان تیری قدرت حسن مین عجب کشش مقناطیسی یا جذب کہربائی ہے۔ کہ نظر کو اپنے طرف کس جلدی سے کھینچ لیتا ہے اور پھر بھی پتلے کو خبر نہین۔ کہ کس نے ہماری یہانتک رسائی کی۔ حسن۔ اے پیارے حسن۔ کس شان سے تونے دلربائی کی ہے۔ جس کو کوئی مجروح دل عاشق سے پوچھے۔

یاد آتا ہے ہمین ہائے زمانہ دل کا	اچھے صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا

اے پیاری صورت تو بھی کیا قیامت کی بلا ہے۔ کہ دل لوٹ پوٹ کر ڈالتی ہے۔ جہان کوئی پیاری صورت نظر مین آئے کہ ہوش و حواس رخصت۔ حضرت دل ہین۔ کہ مچلے جارہے ہین آنکھون نے ٹکٹکی باندہ دی ہے کس کس بات پر کوئی حسینون کے مرے۔ اور کس کس ادا پر جبڑے متوالی چال بلا کی ادا غضب کی بانکی نگاہ۔ نرالے سج دہج۔ گورا گورا بلورین جسم

تصدق ہین میری آنکھین مرا دل	نگاہِ ناز کی شوخی تو دیکھو

اے تیری قدرت جسوقت چہرے سے نقاب اوٹھا کہ ماہِ تابان پردۂ ظلمت سے نکل آیا۔ یا چودھوین رات کا جیسے چاند چمکنے لگا۔ اور عارض گلگون سے ماہ فلک کٹنے اور شرمانے لگا۔ وہ لب شیرین کہ جس مین قند کمرر کا مزا وہ گیسوئے عنبرین جسکا ہر بال عشاق کے دل و جان کے لئے جنجال۔ بلکہ وبال

مانگ ایسے کہ کہکشان شرمائے۔ وہ دیدہ کی شوخی و دلبری کہ رستم دل تہرائے
خجل مزاجی میٹھی میٹھی باتین دلبری کے گہاتین مستانہ چال گہونگرو والے بال
صورت ایسی کہ ماشاء اللہ۔ ملاحت۔ وہ کہ سبحان اللہ۔ نظارہ باز حسن
پرست عاشق مزاج طبیعت والون کے دلون مین ان حسینون کے داغ
الفت کا چراغ مانند شمع طور روشن ہے۔ ہر لحظہ ہر آن ہر گہڑی ہر وقت
یہہ دل فریب عاشق نواز مہر طلعتون کی تصویر آنکہہ مین بینائی کی صورت
پہرتی ہے۔ شب فرقت سے جان پر بنتی ہے۔ کسی پہلو چین نہین نہ کسی
کروٹ آرام دل مین درد تو لب پر آہ سرد۔ دیدۂ تر سے اشک جاری
بیہوشی طاری۔ ہر بار سر بزانو۔ بار بار زبان ناکام پر یہہ کلام۔

اب چین نہین سینہ مین دل کو کسی پہلو	دزدیدہ نظر لے گئی آرام ہمارا

اگرچہ عاشقانہ مضامین لکہنے سے ہماری غایت شہوت پرستی کی تعریف
نہین ہے۔ بلکہ یہہ دلی جذبات کا فوٹو لیا گیا ہے۔ شہوت پرستی کی بیخکنی
پر تو بریے سے ہمارا مضمون ہی مبنی ہے۔ اور اسکیے خلاف مین ہم شہادت
دے رہے ہین۔ چنانچہ پہر ہم اپنی اصلی مرکز کیطرف آتے ہین یہہ تو ہم ثابت
کر آئے۔ کہ حسن ہی ہمارے تخلیق کا باعث ہے اور حسن خدا کو پسند ہے
اور انوار الٰہی بھی حسین دل کش و لفریب ہین۔ حسن ہی ہماری متاع زندگی
ہے۔ حسن ہی ہماری غذا ہے۔ حسن ہمارے لئے ہے۔ اور ہم حسن کے لئے

اے نیکذات پاک نہاد حُسن جب تو ہر طرح سے ہمارے لئے ہے تو اب ہم کو بھی تبلانا چاہئے۔ کہ حُسن سے برتاؤ کیسا کرنا چاہئے ہاں کبازان محبت سے کوئی پوچھے۔ کہ وہ مطلوب سے کاہے کے طالب ہوتے ہین۔ سُنئے سُنئے اُن کے طرف سے ہم جواب دیتے ہین۔ اُنکی کوئی خواہش نہین ہوتی وہ اپنے محبوب کی رضا کو اپنی رضامندی تبلاتے ہین۔ اور اُس کا آرام اپنا آرام وہ اُس کے لب لعلین کے شکر ریزی سے قند کے شربت کا مزہ پاتے ہین۔ اُنکی جادو نگہی کے قربان رہتے ہین۔ اُس کے اشارے پر جان کہوتے ہین اب اس کے بعد تبلائے کہ کوئی حسین ہم سے الفت کرے۔ اور ہم دوسرو نپر جان کہوئین پیارے ناظرین اس کا انصاف آپ کے ہاتھ ہے۔ کیا یہہ شرط انصاف ہوسکتی ہے۔ اے صاحب زندگی کا مزہ تو جبھی ہے کہ جانبین کا دل مائل اور باہم الفت کامل ہو۔ ورنہ سراپا شہوت پرستی محض بوالہوسی ہے۔

سر دغم عشق بوالہوس را ندہند	سوز پر پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار	این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

محبت اسی کا نام ہے کہ جب پر آدمی نثار ہو۔ اُسی کا مفتون و شیدا بھی ہو۔ جیسے ایک انار سو بیمار کو کافی نہین ہوسکتا۔ ویسے ہی ایک دل مین چند معشوق بھی حصہ نہین لگا سکتے جب دل مین جگہہ ہوگی تب ایک ہی کے۔ اور اگر بفرض محال دل کے حصے بھی سکئے۔ تو پھر یکرنگی کا مزا نہین رہا۔

الفت کا جب مزا ہی کہ ہو وہ بھی بیقرار	دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

جب آدمی اپنا دل ایک امانتدار کو امین سمجھکر حوالہ کردے گا۔ تو ضرور وہ اسکی اچھی طرح پرداخت بھی کرسکے گا ورنہ اس دل کی مٹی خراب ہوگی۔ جو چند کے حصہ مین ہوگا۔ پیاری صورت ایسی ہوتی ہے کہ اس کی لپک مین انسان بڑے بڑے مہم سر کرسکتا ہے۔ صرف دہن چاہئے۔ فرہاد کی کوہ کنی قیس کی صحرانوردی اور عاشقون کے جانبازیان سبق دے رہے ہین۔ کہ جہان عشق کا دیوتا سر پر سوار ہوا کہ مشکل سے مشکل کام بھی انسان کو آسان سے آسان نظر آنے لگتا ہے مگر ہم نے یہان ذراسی غلطی کی عشق کے ہونے کے بعد انسان کے ان دو حالتون مین سے ایک حالت ہوگی۔ یا تو وہ دنیا کے بالکل کسی کام ہی نرہیگا۔ یا رہیگا۔ مگر کام کا جبھی رہ سکتا ہے۔ جب اُس کا معشوق کام کا رکھنا چاہے۔ کیونکہ تمام اُس کے حیات کے دلچسپیونکی باگ اس کے نازنین عشوہ پرداز محبوبہ کے ہاتھ مین رہتی ہے۔ وہ جدہر چاہے ادہر پھیر دے۔ اگر معشوق کسی عمدہ مشغلہ کیطرف متوجہ کرائے تو غیر ممکن ہے۔ کہ عاشق اُس کے دُھن مین نہ پڑ جائے۔

ہر انسان کے لئے۔ بلا محبوب کے زندگی موت سے بھی بڑھکر ہے۔ پس لامحالہ ہمکو کوئی طرحدار محبوب ڈہونڈہنا پڑیگا۔ جب ہم نے اپنا دل کسی کے سپرد کیا۔ تو وہ اگر ہمارا دوست ہے جب تو ضرور ہماری خیر خواہی کی فکر مین رہیگا۔ جتنو

صرف ومحن مین موٹ گئے اور وہ خیر خواہ اپنے ٹھکانہ یا جادو کے شمار ہے
تمام اچھے اچھے کام سر انجام دلا سکتا ہے اور اگر وہ دشمن ہے اور دشمن
بھی ہوگا۔ کہ جب محبت مین کمی ہوگی تو وہ ضرور کسی گہرے فندق مین ڈھکیلنے
کی تاک مین رہیگا۔ اس کی صراحت ذرا اور سنئے جب ہم اپنا دل کسی پر
مائل کرینگے یا تو وہ ہمارا دوست ہوگا۔ یا دشمن۔ اور یہہ تو قریب قریب غیر ممکن
کے ہے کہ ہم تو چاہین اور وہ ہم سے دشمنی کرے۔

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر | از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر

اس کا نتیجہ یہہ نکلا دشمن نہ ہوگا۔ مگر ہم کہتے ہین۔ اس صورت سے عجب نہین
کہ دشمنی پیدا ہو جائے یعنے جب وہ اپنے مملوکہ چیز پر غیر کا قبضہ دیکھے
تبلائے معشوق کی مملوکہ چیز کیا ہے۔ عاشق کا دل ایسی حالت مین عجب نہین کہ
وہی معشوق جان کا گاہک ہو جائے کیونکہ برابر کی چوٹ نہین سہے جاتی
یہہ خیالات جب انسان کے پیش نظر ہون تو کیون نہ وہ ایک موہنی صورت
کی پرستش کرے کیونکر وہ حسن کی ناقدری کرے اور کیونے وحدت مین کثرت کو
دخل دے کیونکر نہ ایک پر بھروسہ کرے کیون نہ ایک ہی کو اپنے دل و جان کا
مالک شمار کرے۔ مبادا اگر کوئی ایسا نکرے تو بجز اس کے اور ہم کیا کہین
کہ اُس نے حسن کی بیقدری کی اور اپنے آپ کو نین کے مزے سے
محروم رکھا۔ ہان اب پڑہئے وہی عربی کا ٹکڑا کہ اللہ جمیل و یحب الجمال

کیا اب بھی حُسن ناچیز رہا۔ کیا اب بھی حُسن کی بیقدری کرنی روا ہے۔
کیا حُسن ہماری غذار روح اور نور نظر نہین ہے۔ کیا یہہ خدا کی نعمت نہین
ہے۔ اگر ہے تو اس کی بیقدری کیا خدا کی ناشکری نہین ہے۔
اے پیارے ناظرین اب ہم انصاف آپ کے ہاتھ سپرد کرتے ہین اور اپنے
مضمون کو صرف اس شعر پر تمام کئے دیتے ہین اور آپ کو اس سمجھنے کے
سونچنے کی مُہلت فقط

تیرے سوا نہین مجھے کونین کی ہوس	اللہ سے کرون تو تری التجا کرون

چین رائے عفا عنہ۔ نبیرۂ راجہ دلسکھہ رام

بحر مواج

ہم نے قبل ازین دریائی عجائبات کی ناظرین کو خوب سیر کرائی مگر یہہ
عجیب و غریب دریائی دو ڈاکوؤن کا قصہ جو خالی از لطف نہین ہے یقین ہے
کہ ناظرین پسند کرینگے۔ اور اس موج کے سیر سے حظ وافر اٹھائینگے۔
اسپنیش کی سمندر مین بہت سے ڈاکو تھے۔ جنکی تعداد مورخ نے ٹھیک
طور پر نہین دکھلائی۔ مگر اکثر کتب سے ظاہر ہی کہ اُس زمانہ مین ڈاکوؤن کی
کثرت اس حد تک تہی کہ صدہا آدمیون نے اُنکی تیغ خون آشام خونخوار
کی نذر اپنی جان کردی اور اُن کمبختون نے خون ناحق کا بار اپنی گردن
پر لیا آخر صدی کے ابتداے زمانہ مین ایک نہایت ہی دلچسپ اور
تعجب خیز واقعہ دو ڈاکو عورتونکا ہوا۔ اُنکی کار نمایان نے ہمکو اس امر
پر مجبور کیا۔ کہ اُن دونون بہادر عورتون کی سرگذشت دنیا کے پردے
پر لکھی جاے۔ اُن دونون عورتونکا قصہ جسکا ذکر ہم اب لکھینگے نہایت ہی
دلیر اور بہادر۔ اور جری تہین۔ ایک کو (میری ریڈ) اور دوسری کو
اینی بانی کہتے تھے۔ (میری ریڈ) یہہ انگلنڈ مین پیدا ہوی۔ اُسکی مان
نے اسکو ایک ملاح کے ساتہہ بیاہا تہا۔ جس سے ایک لڑکا ہوا۔ اور اسکا

خاوند (میری ریڈ) کا باپ سمندر کے سفر مین مرگیا (میری ریڈ)
اپنی فرزند کے ایک سال جینیکے بعد اپنی دوستون کی ملاقات کیلئے راہی
وطن ہوئی۔ اِس عرصہ مین اُسکا لڑکا بہی مرگیا۔ جسکے مرنے سے اُس
عورت کی زندگی تلخ ہوئی۔ اور نہایت پریشانی کے ساتہہ کچہہ دن گذارے
مگر اُسکو یہہ خیال ہوا۔ کہ جب تک کوئی بچہ نزدیک نہو۔ تب تک میرا
غم دور نہوگا۔ ایک عورت کے لڑکے کو گود لیا۔ اور پرورش کی۔
اور یہہ التزام رکہا۔ کہ لباس وغیرہ مردانہ پہنے۔ اور تعلیم و تربیت بہی مردانہ
ہو۔ کوئی اُسکو نہ پہچانے۔ کہ یہہ عورت لڑکی ہی اوس عورت کا چلیا
بہت نزاکت اور انتظام کے ساتہہ چل گیا۔ اور وہ اپنی ارادے مین کامیاب ہوی
ہمارے قصہ کی ہیروین۔ کا نام (میری ریڈ) ہے اور اُسکو اسوقت
ہم اُسکی ہے پالک کہینگے۔ مگر اُس عورت نے ہمارے ہیروین
کو اپنی اولاد سے زیادہ دیکہا۔ اور ہفتہ وار اُسکے خورد و نوش کیلئے
کچہہ مقرر کر دیا۔ جسوقت میری ریڈ کی عمر تیرہ سال کی ہوی اُسکی
پیاری ماں اس بحر فانی سے حباب کیطرح چشم زدن مین فنا ہوکر اپنی
پیاری بیٹی کے دل پر داغ دیگئی۔
میری ریڈ نے اُسکے مرنیکے بعد لباس مردانہ پہنا شروع کیا۔
اور بہادری کو اپنا فخر قرار دیکر۔ اُس نے پہلے ایک فریخ لیڈی کے

ہان نوکری کی - مگر اسکو کوئی مرد تمیز نہ کر سکا۔ بعد ازان اُس نے ایک جنگی جہاز پر نوکری کی تہوڑے زمانہ کے بعد فلینڈرس پہونچی - اور وہان کی فوج مین لطور کیڈٹ نوکر ہوی - اور شب و روز مردون کے مقابل ڈرل قواعد مین مصروف رہکر۔ کسب حاصل کیا - اور اپنے بالادست افسرون کے دل مین محبوبہ ہوگئی - گو بظاہر مرد تہی - اور اُسکا راز افشا نہوا تہا - مگر زمانہ جو ہر حال مین یکسان نہین رہتا - اور نیرنگی اسکا شیوہ ہی - اور کمال و زوال اُسکا فرض اور جزر و مد اُسکی شان ہی جس نے اپنی کجرفتاری اور ناہجاری سے دم کے دم مین دنیا کی کایا پلٹ کردی - اور ہر وقت دوسری شان مین جلوہ دیکہاتا ہی - اُس نے اس محبوبہ زرین کمر جو ہماری ہیروین ہے - اُسکے دل مین کسیکے طرف سے محبّت کا بیج بویا - یعنے (میری) جس فوج مین شریک تھی اُسکو اُن مین سے ایک نوجوان کا تعشق پیدا ہوگیا - اور اُسکو اس امر پر عشق نے مجبور کیا کہ اپنا راز بستۂ اُسپر کہولدیا ٥

	کیون رُک نہ سکی اُمنگ دل کی پستان بنکر شباب نکلا	

ان دونون کے آپس مین عہد ہوگیا - کہ ایک دوسرے کا راز افشا نکرے - مگر اُس زمانہ مین کہ اُن دونون کی اُلفت ہوگئی تہی - ایک

جنگ درپیش تھی - ناچار دونون جنگ مین شریک ہوے - اور بفضل خدا دونون کا سچا عشق ایک دوسرے کی جان کا محافظ ہوا -
الغرض یہہ دونون سلامتی سے واپس آے اور شادی کی - اُسوقت اظہار راز سربستہ کھل گیا مگر ہاے افسوس - چرخ کوکب یہہ منظور تھا - کہ دونون عیش مین بسر کرین - اِنکی آرزؤن کا خون ہوا سچ ہے ؎

بوقتِ بیکسی جز سایہ من نیست یار من
مگر آن ہم ندارد طاقت شبہای تار من

اُسکا خاوند جان بحق تسلیم ہوا - ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اِس سانحہ کے بعد اُس نے بمصداق کُلّ شیٍ یرجع الی اصلہ اپنی قدیم حالت کیطرف مخاطب ہوکر بدستور پوشاک مردانہ دربر شمشیر دربر کمر - (ہالینڈ) پہونچی بعض ڈاکون کا بادشاہ وقت نے قصور معاف کردیا - اور حکم دیا - کہ اب تم اِس پیشہ کو چھوڑدو مگر پھر وہی پیشہ اختیار کیا ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست
ندہد جز بوقت مرگ از دست

انمین میری ریڈ بھی تھی - اور اُن سب سے جرات لبالب جنگجوی

خونریزی سفاکی۔ چیوٹ جیالے پن مین دو ہاتہہ بڑہی۔ زن شیر افگن۔ زنکہ جوانمرد دوسری اینی بانی۔ یہہ شہر کاک مین پیدا ہوئی تہی۔ اسکا باپ وہان کا وکیل تہا۔ اسکا باپ کاک کو چہوڑ کر وطن سے مُنہ موڑ کر چلدیا۔ اور اپنی لڑکی کو بہی ساتہہ لیتا گیا۔ وہان بانی نے ایک مرد کے ساتہہ عقد کرلیا۔ اُسکے باپ نے روکا۔ مگر وہ تیر عشق کی گہایل تہی۔ کب ماننے والی تہی۔ اُس مرد سے اس سے نہ بنی۔ یہہ وہان سے بہاگ گئی۔ اب ایک ڈاکو سے اس سے آشنائی ہوی۔ یہہ جہاز کا ناخدا تہا۔ آبائی پیشہ سمندر مین ڈاکہ زنی۔ اس جہاز پر اتفاق سے دمیری رڈید) بہی تھی۔ بانی۔ اور۔ میری منہ بولی بہنین بنگئین اب کیا تہا۔ ہمرنگ کی دون ایک کر دکھلایا۔ دوسرے نیم چڑہا۔ میری نے بانی سے کہدیا۔ کہ مین مردانہ لباس پہنتی ہون۔ مگر اصل مین جو تم ہو وہ مین ہون۔ ان دونون نے بہت سے جہاز گرفتار کیئے جمیکا جزیرے مین ان دونون بہادر زنان مرد نمانے وہ وہ کار نمایان کیئے۔ کہ مردان جنگی کے دانت کہٹے کر دیے۔ اور امریکا کے سمندر مین بہی دونون ہاتہون سے جہازونکو لوٹا۔ ایک بات میری کی حشر تک یادگار رہیگی۔ یہہ ایک نوجوان پر لٹو ہوگئی۔ اُسپر اسکی جان جاتی تہی۔ اتفاق سے ایک آدمی سے اور اُس نوجوان مرد سے کسی بات

پر چل گئی۔ اور نوبت باینجا رسید کہ ڈول کی ٹہری میری نے اوس سے کہا کہ اگر تو نکل جاے گا اور بزدلا ہو جائیگا تو میرے کام کا نہین لڑ پڑ۔ پہر سوچی۔ کہ یہہ مرد کم طاقت ہے۔ اور حریف کرارا ڈول یعنی جنگ کے دو گہنٹے قبل اسنے خواہ مخواہ لڑائی مول لی۔ اور خود لڑ پڑی۔ اور بندوق چہپا کے گولی لگائی۔ تو دہوان اُس پار تہا۔ جتنے ڈاکو تھے۔ سب عش عش کرنے لگے ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد	
خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔	

اکمرتبہ شہنشاہ انگلستان کا ایک جہاز اِس ڈاکو جہاز کو گرفتار کرنے کو آیا۔ جتنے ڈاکو تھے۔ سب کیبن مین چہپ گئے۔ مگر میری اور بانی دونون باکی عورتین عرشہ جہاز پر ڈٹی کہڑی رہین۔ اور جب دیکہا۔ کہ غنیم غالب آنے والا ہے۔ نیچے اوترکر اُن ڈاکوٗن کو ڈانٹا اور سختی کے ساتہہ للکارا کہ اے مردان بکوشید۔ یا جامۂ زنان بپوشید۔ اور تیغچہ کو کل پر چڑہا کر ایک کو گولی سے میری نے مار ڈالا اور ایک کو بانی نے تلوار کا ایسا تُلا ہوا ہاتہہ دیا کہ شہ رگ سی خون کے سراٹے بہنے لگے میری ریڈ کا قول تہا۔ کہ جس انسان نے ڈاکا نہ مارا اور خونریزی نہ کی وہ آدمی نہین بانی اور میری دونون کو پہانسی کا حکم ہوا۔ میری تو قید خانے ہی مین مرگئی۔ بانی [illegible]

کشن شاد و غفی عنہ

خدنگ نظر

بہلائیں دل کو سیر خدنگ نظر سے آپ		مانوس ہین اگر نگہ فتنہ گر سے آپ

یہہ گلدستہ شعر و سخن جو اسوقت ہمارے روبرو ہے واقعی نایاب گلدستہ ہے سچ یون ہے کہ کُل گلدستون کا عطر کھینچا ہے۔ یا یون کہین کہ کُل گلدستون کا عطر مجموعہ ہے۔

یہ گلدستہ لکھنو سے شایع ہوتا ہے۔ منشی نوبت راے صاحب نظر اس کے مہتمم اور مالک ہین۔ اسکا آخری پرچہ اِس وقت راقم کے پیش نظر ہے۔ بارک اللہ بارک اللہ

جانہا حیات یافت ز حسنِ کلام تو
در زیر لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

سب سے پہلے اس ملک کے خاقان کلاہ ستارہ سپاہ بادشاہ فریدون کم سنجر فر حضور میر محبوب علیخان شاہ دکن عمر اللہ ملکہ کا کلام۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ زیب گلدستہ ہے جسکا ایک مقطع جو رشک مطلع خورشید ہے تبرکاً درج ذیل ہے ؎

ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے		عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہو کیا انکی

خدا کروڑون برس کی عمر عطا کرے آمین۔ چیدہ چیدہ غزلین اسمین جمع ہوتی ہین۔ ہیچمیرز پنڈت رتن ناتھہ سرشار لکھنوی۔

ضروری نوٹس

خط کتابت - رُسل وبد سایل نامہ وپیام - منی آرڈر - مضامین - شکر و
وشکایت خلاصہ یہ کہ جتنے امور دبدبۂ آصفی کے متعلق ہیں وہ سب
راے ٹھاکر پرشاد صاحب شوق مہتمم دبدبۂ آصفی کے نام سے
کوچہ رنگ راو عقب ڈیوڑہی متصل بگھی خانہ مبارک مہاراجہ پیشکار بہادر
حیدرآباد دکن روانہ کئے جائیں -

اڈیٹر

خراماں شود اسپ برزین تو

زبدۂ آصفی

سنہ ۱۳۱۵ ہجری

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ

جس مین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد المتخلص بہ شاد دام اقبالہ

پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی ہین۔ حسب الارشاد مہاراجہ ممدوح الیہ

زیر نگرانی ٹھاکر پرشاد صاحب شوق

حیدرآباد دکن علاقہ پیشکاری مطبع ... مین باہتمام ... چھپا

فہرست مضامین رسالہ دبدبۂ آصفی

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مضمون نگار
۱	۱	ہم	از اڈیٹر
۲	۴	سالگرہ مبارک اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہٗ	"
۳	۷	اسپیچ۔ راجہ چندا پرشاد بہادر۔........	از راجہ ممدوح
۴	۸	اسپیچ مہاراجہ پیشکار بہادر..........	از مہاراجہ بالمدار
۵	۱۴	اسپیچ رای ٹھاکر پرشاد۔ شوق مہتمم رسالہ ندا	از شوق صاحب
۶	۱۵	شادی	از مہاراجہ پیشکار
۷	۲۳	اصول تعلیم	از مرزا مہدی خان
۸	۲۹	بحر مواج	از مہاراجہ پیشکار
۹	۳۶	عشق	از پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی
۱۰	۴۵	رباعیات و قصیدہ مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر	

بحرِ مواج
دوسری موج

سمندر کے کوہ آتش فشان

جن شرربار کہسار کے متعدد منفذ دن سے گرما گرم راکھہ اور شعلہ ہاے جوّالہ اور پتھر کے ٹکڑے اور مرکبات کیمیادی اخراج پاتے ہین۔ اونکو عربی مین جبال النّار۔ فارسی مین کوہ آتش فشان ہندی مین جوالا مکھی پہاڑ۔ انگریزی مین۔ والکینوز کہتے ہین۔ خدا کی عجب قدرت ہے کہ بعض پہاڑ دن کی چوٹیان ابتداے آفرینش سے آجتک برف سے ڈہکی ہین۔ ہمہ برف۔ ہمہ یخ۔ بعض پہاڑ ایسے ہین کہ گو برف پڑتی ہے۔ مگر کم۔ اور کسی خاص فصل مین نینی تال۔ نلگریز۔ آبو۔ دارجیلنگ۔ اوٹکمنڈ وغیرہ پہاڑ دن پر انتہا سے زیادہ سردی ہوتی ہے۔ اور بعض جنکا ہم اب ذکر

رتے ہین ایسے گرم ہوے ہین کہ تمام دنیا کے آتشکدہ اور گلخن اور بھٹیان اونکے مقابل مین ہیچ ہین - کیونکہ بھٹیون اور گلخن مین حضرت انسان کی کاریگری سے آگ پیدا ہوتی ہے - اور آتش فشان پہاڑ مین خلاقِ بحر و بر کی قدرت کاملہ سے آگ نکلتی ہے -

جبال النار سمندر اور خشکی دونون مین ہوتے ہین سطح زمین پر بھی نئے نئے کوہ آتش فشان دیکھتے دیکھتے بنجاتے ہین - اور قعر بحر مین سے بھی ایسے پہاڑ جو پہلے نمودار نہ تھے سطح آب پر دفعتہً نظر آتے ہین جنکا ذکر اس سے پیشتر نہ جغرافیہ مین تہا نہ کوئی تاریخی معاملات اونکے متعلق ہین - نہ جہازرانون سے کبھی سُننے مین آئے بڑے بڑے پہاڑون سے مادۂ آتشین سوراخون کی راہ سے نکلتا ہے - اور وہ مادہ رقیق منجمد ہو کر اِدہر اودہر جمع ہو کر پہاڑ کا پہاڑ بنجاتا ہے - اگر مادۂ اخراج شدہ بہت ہی رقیق اور قلیل ہوا تو سمندر کی لہرون کی تھپیڑون کے زور سے وہ اِس طرح منتشر ہو جاتا ہے جیسے کائی ہوا کے جھونکون کے مقابل مین ٹھیر نہین سکتی - اور اگر کثیر اور کثیف ہوا تو پانی کا زور اپنا اثر نہین دکھا سکتا اور مادۂ مذکور ایک جگہ ہو کر ٹاپو کی صورت پیدا کرتا ہے - یہ جزیرے رفتہ رفتہ وسیع بھی ہو جاتے ہین اور مرتفع بھی - بیان ہے کہ بعض بعض

نو برا جزیرہ دن کا رقبہ دو دو ہائی میل کا ہو گیا۔ جیسے چارمنا حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ اور بلندی مین پانی کی سطح سے کئی ہزار فٹ بلند ہو گئے۔

اب اور ایک نمونہ قدرتِ خدا دیکھئے۔ کہ جسطرح اوس مقام پر جہان مدت تک اُبھر سطح آب ہموار تھی۔ وہان آج سر بفلک کشیدہ پہاڑ اور ٹاپو بنگئے۔ اوسی طرح یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ جس پہاڑ کی روشنی۔ آٹھہ آٹھہ میل حرارت اندرونی اور شعلہ ہائے جوالہ کے سبب سے نظر آتی تھی۔ اور گرمی کی کوئی حد نہ تھی۔ وہان کچہ سال بعد سبزہ لہلہاتا نظر آتا ہے۔ اور باغِ ارم کو شرماتا ہے۔ اسکا سبب محققین نے یہ بیان کیا ہے کہ جب مادہ آتشین خارج ہو کر دفعتہً اوسکا اخراج موقوف ہوجاتا ہے تو وہ پگھلا ہوا۔ خارج شدہ وہین سڑتا ہے۔ اور بانس بنکر درخت اور پودے اور گل بوٹے اُگ آتے ہین۔ کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ جوالامکھی پہاڑ کی چوٹی کسی قوت کے سبب سے اندر کو دھنس گئی۔ اور پھر اوسکی چوٹی پانی کے باہر نکل آئی۔

دنیا کے نامی نامی پہاڑ دن مین جو آتشبار ہین یہ ہین۔

کوہ اٹنا۔ جزیرہ سسلی کے مشرق مین واقع ہے۔ سطح بحر سے کوئی گیارہ ہزار فٹ بلند ہے۔ اور رقبہ اتنا کہ اس سرے سے اُس سرے تک

انسان ڈہائی روز مین پہونچے - دو سو برس ہوے کہ نہایت ہی سخت خروج ہوا تہا -

کوہ وسو دیس - اٹلی کے جنوب مین واقع ہے - اسکی چوٹی راکہ سے ڈہکی رہتی ہے - نیچے کے حصے مین مثل کوہ اٹنا کد پور جہان آفرین کی قدرت کی نخلبندی کا ثبوت ملتا ہے - مرغزار اور اشجار اور چمن زار کثرت سے ہین - یہ بہت ہیبت ناک پہاڑ ہے -

کوہکلا - جزیرہ آئیسلنڈ کے جنوب مین ہے - اسکے ایک خروج سے کئی جہیلین لبریز ہو گئی تہین اور دریا ہٹ گئی تہی -

نومبر اٹہارہ سو ۱۸۶۱ع مین پاسفک اوشن یعنی بحرالکاہل کے عمیق سمندر سے کوہ آتش فشان کے خروج کے علامات تہ سمندر سے دفعتاً ظاہر ہونا شروع ہوئین اور اوسکی تیزیان اور اوسکے جلال اور جوش کی ترقی سے سمندر کا دل خوف کے مارے آب آب ہو گیا آسٹریلیا کے پاس چند مسلسل جزائر ہین جنکا سلسلہ دو ہزار میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے - مورخون نے اون جزائر کو جزائر جہاز رانان کے نام سے نامزد کیا ہے - اور واقعی یہ نام بہی دلچسپی سے خالی نہین تاریخ شاہد ہے کہ اس مقام پر زلزلہ اون جزائر کے ہلانے کے لئے پیدا ہوے نہین دیکہا گیا - اور نہ پانی ہی نہین سنسنین آیا - کبہی

زلزلہ کی کوئی علامت نمودار ہوئی ہو ۔
بعض اوقات تہ سمندر سے بہت زور کے ساتھ پتھر کے ٹکڑے اور شعلہ اپنی غضبناک قوت کا پورا پورا زور دکھاتے ہین جب ایسا واقعہ پیش آتا ہے تو ہزارون لاکھون کیڑے اوڑتے ہوے اور پروانے کی طرح جل جل کے جان دیتے ہوئے نظر آتے ہین ۔ کبھی کبھی ان جزائر کی بلندی سطح بحر سے بھی ۔ بڑھ جاتی ہے اسکی وجہ یہ کہی جاتی ہے کہ جب گندھک کا زور سمندر مین اپنی تیزی دکھاتا ہے تو اوسکے مقابل مین جزائر کی معمولی قوتین زیر ہو جاتی ہین ۔ اور اوس قوت کے تابع فرمان رہنا لازمی آجاتا ہے ۔ اور بعض وقت اسکے خلاف بھی واقعہ وقوع مین آتا ہے یہی سربرآوردہ جزائر ہیبت وجلال آتش فشانی اور خوف قوت سے سطح سمندر سے نیچے ہو جاتے ہین ۔ مگر اسکا سبب خاص یہ ہے ۔ کہ کوئی قوت تہ سمندر کے پہاڑون کی بنیاد کو وہا دیتی ہے اور ایک ٹھوس پہاڑ کے ٹیلے بنجاتے ہین ۔ اکثر اوقات نظرون سے ایسے غائب ہو جاتے ہین کہ جیسے کبھی کسی نے دیکھے ہی نہ تھے ۔ ایسے اسباب اوسوقت پیدا ہوتے ہین ۔ جب سمندر کے اندر آتش فشان کوہ کے اجزا اکبر بیتے ہ نورون ہیمہ ہوتے ہین اور قدرتی طور پر اونکی آتش فشانی کا

اثر موثر ہوا ہے۔ ایک وقت کا ذکر مورخ بیان کرتا ہے کہ اتفاق
سے ایسا بڑا زلزلہ آیا کہ اِن جزایر کے کلیجے وہل گئے اور وہان کے
معدودے چند باشندون کو نہایت ہی صدمۂ جانکاہ پہونچا۔ اون
جزائر مین سے ایک جزیری کا پانی گندلا اور خراب ہو گیا۔ اور انقلاب
اور زورِ آب کے سبب سے بڑے بڑے بھنور بنگئے۔ اور تلاطم سے
مینڈ ہے اوچھلنے لگے جسوقت پانی کو بے انتہا جوش آیا۔ مُردہ
مچھلیان پانی پر بہنے لگین۔ اور اوس طوفان بے تمیزی کے بدولت
ہزارون آبی جانورون کا خون ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد
دہوان دہار ہو گیا۔ اور اسقدر دود سیاہ بلند ہوا جیسا کالی گھٹا
چھا جاتی ہے اور گرم گرم ریت اور مٹی اوچھلنا شروع ہوئی۔ اور
جزائر کا پانی اونچا ہو گیا۔ اور اپنی حد اعتدال سے بڑھ گیا۔ سطح بحر کا
عرض بہت ہی پھیلا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اور ایسی مُہیب صدائین آتی
تھین۔ کہ معلوم ہوتا تھا کہ کئی توپون پر کسی نے بتی لگا دی۔ اور
پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑے اسطرح آسمان کی خبر لائے کہ دو ہزار
فٹ تک بلند ہو گئے۔ اِن سب باتون سے ثابت ہے۔ کہ سمندر
کے اندر جو اجزا جمع تھے وہ نہایت ہی شدومد اور زور کے ساتھ
طلب خروج کرتے تھے گو سطح بحر پر کوہ آتش فشان کی کوئی علامت

نہین پائی جاتی تھی۔
بعض پہاڑون کے عروج کے زمانہ مین قریب کے سمندر کے پانی مین
بعض اوقات تلاطم عظیم پیدا ہوتا ہے۔اور خلاف معمول کھولنے لگتا ہے
اور بخارات اور اسٹیم کی گھٹا چھا جاتی ہے۔
یہ عجیب وغریب واقعات وجود واجب الوجود اور قدرت کاملہ جناب
باری جل شانہٗ کے لئے روشن دلیل ہے۔اور بیّن ثبوت ہے۔

باقی آیندہ

کشن پرشاد عفی عنہ

باران رحمت الٰہی

گرمی کی تپش بجھانے والی	سردی کا پیام لانے والی
وہ بادہ کشون کی خاص مہمان	وہ سبزہ و گل کی جان پہچان
وہ شاخ و درخت کی جوانی	وہ برگ و ثمر کی زندگانی
وہ کون ہوا کی جان برسات	وہ کون خدا کی شان برسات

اگر کبھی فصل پر مینہ نہ برسے - تو کہئے پھر خلقت پانی کے لئے کیسا ترسے عیاذاً باللہ - حضرت انسان پر کیا گذرے - العظمۃ للہ نہ راحت ہو نہ فارغ البالی - بلکہ چوطرفہ مصیبت ہوا ور قحط سالی بہار کا لشکر شکست فاش پائے - خزان کوس لمن الملک بجائے فاقہ ہاتھہ باندہے کھڑا ہو مرحبردن کی طرح در پر اڑا ہو بھوک سے کلیجہ منہ کو آئے ع

آدمی آدمی کو کھا جائے

۱۸۶۶ع مین بارش کے نہونے سے صوبہ اوڑیسہ مین وہ قحط پڑا تہا کہ الامان - پچاسون بندگان خدا داعی اجل کو لبیک کہکر جان بحق تسلیم ہوئے - ابھی تہوڑا ہی عرصہ ہوا کہ بنگال مین سخت قحط آپڑا تہا - گورنمنٹ انگلشیہ نے بمروت بذخیرا اضلاع قحط زدہ کا [illegible]

مہیب سے بچایا تھا۔ وجہ یہ کہ بارش نے بنگال مین قدم رنجہ نہ فرمایا۔
اور کسانون کی کشت امید کو سرسبز نہ کیا۔ ظاہر ہے کہ انسان کی
زندگی کا دارمدار غلہ ہی پر ہے۔ اور بہ مخوائے کل شئی حیّ من الماء بغیر
بارش کے غلہ پیدا ہونا معلوم۔ پس ہمکو لازم ہے کہ اوس چیز کی ماہیت
سے واقفیت تامہ حاصل کرین۔ جس پر ہماری زندگی منحصر ہے اور دریافت
کرین کہ مصرع ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے۔
واضح ہو کہ زمین اور سمندر کے بخارات کو شمس بذریعۂ شعاع اپنی طرف
کھینچ لیتا ہے۔ جب اجزۂ مذکور متصاعد ہوتے ہین تو رفتہ رفتہ کرۂ زمہریر
کے قریب پہونچتے ہین۔ جہان ہوا سرد ہے۔ یہ قاعدہ مسلمہ ثبت
ہے کہ برودت اشیا کو منجمد کر دیتی ہے۔ پس یہ بخارات منجمد ہو جاتے
ہین اور منجمد ہونے کے سبب سے وزنی ہو کر بہ صورت باران بحر و بر پر نازل
ہوتے ہین۔
بارش کی کثرت و قلت سب ملکون مین یکسان نہین کہین زیادہ مینہ برستا ہے
کہین کم۔ جو ملک خط استوا کے قریب واقع ہین اونمین بارش کثرت سے
ہوتی ہے۔ اور جسقدر خط مزبور سے قطبین کی طرف دور جاؤگے
اوسیقدر بارش کم پاؤگے۔ افریقہ اور امریکا اور ایشیا کے صحرا ان
پانی کبھی برستا ہی نہین۔ بعض مقامات پر نہایت ہی قلیل اور کم

بعض ممالک مین بارون ماس برستا ہے ۔ ساحل پیرو اور ملک مکزکو کے
بعض میدانون اور فارس اور عرب کے جنگلون اور صحراے عظیم افریقہ او
اور گوبی مین بارش مطلق نہین ہوتی ۔ گیانا کے بعض حصونمین نودس
مہینے تک برابر برستا ہے ۔ ملک پیرو مین بارش نہونے کا سبب
یہ ہے کہ ملک مذکور بحر کے قریب ساحل سے بخط متوازی واقع ہے
کوہ اینڈیز کی مرتفع چوٹیان ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہین ۔ جب باد
شرق بحر اطلانٹک سے ہوتی ہوئی بحر الکاہل کی طرف جاتی ہے تو کوہ
مزبور سے ٹکراتی ہے اور ایسی سرد ہوجاتی ہے کہ رطوبت بالکل باقی
ہی نہین رہتی ۔ مصر مین بالو کے لق و دق میدان ہوا کو اسقدر گرم
کر دیتے ہین کہ رطوبت منجذب ہوجاتی ہے جب خط سرطان سے گرم ہوا
اگر منطقۂ معتدلہ کی سرد ہوا سے ملتی ہے تو وہ جادۂ اعتدال سے تجاوز
کرجاتی ہے ۔ اور اوسمین بخارات کے جذب کرنے کی قوت باقی
نہین رہتی ۔ پس وہ ابخرے منجمد ہوکر اور مینہ بنکر زمین پر گر پڑتے ہین
دوسری حالت یہ ہے کہ اگر گرم اور خشک ہوا کے ساتھہ بادل اوپر
کرۂ باد مین پہونچے جہان کی ہوا بدرجۂ اتم گرم ہے تو وہ ہوا کل بخارات
کو جذب کرے گی ۔ اور بادل اوپر ہی اوپر اوڑ جائینگے ۔ جو ملک خط
استوا کے قریب واقع ہین اونمین بارش وقت معین پر ہوتی ہے ۔ خط سرطان

کے وسط کے سمندروں مین ۶ مہینے تک برابر بارش ہوتی ہے اور چھہ
مہینے تک برابر ایک بوند نہین گرتی - رات دن مطلع صاف رہتا ہے -
ہند مین بارش کا ہونا صرف باد سموم پر منحصر ہے - مغربی گھاٹ اور ساحل
ملابار مین بارش ہوتی ہی - جب جنوب اور مغرب سے سموم چلتی ہے
برعکس اسکے ساحل کارومنڈل مین شمالی اور مشرقی سموم گویا بارش
کا پیش خیمہ ہے - کارومنڈل مین مغربی اور جنوبی سموم کے باعث
سے آندھی چلتی ہے مگر ملابار مین اسکے برعکس ہے -
ہمنے اس بیان مین اکثر مقامات پر بادل اور بخارات کا ذکر کیا ہے -
مگر اونکی شرح نہین کی - مخفی نرہے کہ سطح آب اور اجزا ء مائیہ بہ باعث
تمازت آفتاب متصاعد ہوکر اسقدر رقیق ہو جاتے ہین کہ اونکا وزن اوپر
کی ہوا سے سبک ہوتا ہے - اور اجزا ء مذکور ہوا کے ساتھہ اوپر ہی اوپر اوڑا
کرتے ہین انہین کو بخارات کہتے ہین - جب بخارات کو شمس بذریعۂ شعاع
اپنی طرف کھینچتا ہے تو وہ بادل کہلاتے ہین - بادل دو میل سے زیادہ
بلند نہین ہوتے - ایام تابستان مین زمستان کی نسبت بادل بہت بلند
ہوتے ہین اگر ابر غلیظ ہو تو بادل سات آٹھہ گز سے زیادہ بلند نہو گا -
بادل انواع و اقسام کے رنگ بدلتا ہے - کبھی سنہرا ہوتا ہی کبھی
کبود ی کبھی نیلگون نظر آتا ہے - کبھی قرمزی - کبھی کالی گھنگھور گھٹا

چھا جاتی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اوس مین گرگٹ کی سی خاصیت ہے۔ مختلف الالوان ہونے کا سبب یہ کہ کرۂ شمس بادل سے ہمیشہ مساوی فاصلہ پر نہین رہتا۔ پس اوسکی انعکاس مین بھی فرق پڑجاتا ہے۔ یعنی کبھی کوی رنگ منعکس ہوتا ہی کبھی کوئی۔ بادل ایسے سبک ہوتے ہین کہ ہوا کا ذرا ہی سا جھونکا اونکو چشم زدن مین کہین سے کہین پہونچا دیتا ہے۔ جسطرف ہوا کا رُخ ہوگا اوسی طرف بادل کا رُخ بھی بدل جائیگا۔ اور جسقدر ہوا کا تکاثف کم ہوگا اوسیقدر اونکا وزن بھی گھٹ جاے گا۔ اونکے کم وزن ہونے سے اجزاء بخاری بھی قلیل المقدار ہو جائینگے۔ اجزاء مسطو زمین پر گرتے گرتے اثناء راہ مین باہم ملحق ہو کر قطرہ کی صورت پیدا کرتے ہین یہ قطرے اور قطرات سے ملکر وزن اور کلانی مین زیادہ ہوجاتے ہین۔ اگر بلندی ہی پر قطرات بنجائین تو زمین پر گرتے گرتے سے چند بڑے ہوجائین۔ جسقدر قطرات مترشحہ نیچے ہوتے جائینگے اوسیقدر اونکی موٹائی اور کلانی بھی زیادہ ہوگی چنانچہ تجربہ کیا گیا ہے کہ اگر نشیب مین ایک گھنٹہ مین کٹورا مینہ کے پانی مین سے بھرے تو زمین مرتفع پر دو گھنٹے مین لبریز ہو۔ میدانون مین پہاڑونکی نسبت بارش کم ہوتی ہے۔ کوہ اینڈیز پر ہمیشہ بارش رہتی ہے۔ پیرو کے جنگلو نمین مینہ کی غایت درجہ قلت ہے۔ جیسا اوپر بیان کیا گیا۔ کوہ اینڈیز پر اور ہمالہ پر اکثر سیاح

بادلون کے اندر سے ہوکر گذرے ہین کیونکہ بادل صرف دو ہی میل تک اونچے ہوتے ہین۔ حالانکہ کوہ مسطور کی مرتفع ترین پہاڑی ۵ میل بلند ہے بعض جغرافیہ دان بادل کی بلندی ۶ میل تک بتلاتے ہین۔ مگر اس قسم کے بادل نہایت ہی سبک ہوتے ہین غبارے اکثر بادل سے اونچے ہوگئے ہین۔ ہوا بادل کے وزن کو کبھی زیادہ کردیتی ہے کبھی اونکو بالکل جذب کرلیتی ہے۔ اگر سرد ہوئی تو منجمد کردے گی۔ اس صورت مین بادل وزنی ہوجائینگے۔ اگر گرم ہوئی تو اسکے خلاف نتیجہ ظہور پذیر ہوگا۔

جو ملک قطبین مین واقع ہین اونمین ممالک واقعہ خط استوا کی نسبت سے کم بارش ہے کیونکہ قطب شمالی وجنوبی مین گرمی کی قلت ہے۔ پس وہان بخارات بھی کم متصاعد ہوتے ہین۔

جو ملک ساحل سمندر کے قریب ہین اونمین بارش زیادہ اور جو وسط براعظم مین واقع ہین اونمین کم ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ سمندر کی نسبت زمین سے ابخرے زیادہ نکلتے ہین۔

منطقہ معتدلہ مین جو ملک ساحل شرقی کی طرف ہین اونمین ادن ملکون کی نسبت جو ساحل غربی کے قریب ہین بارش قلیل ہوتی ہے سبب یہ کہ سمندر سے جو ہوا اسرد آتی ہے وہ ساحل غربی کے ملکوںمین پہلے پہونچتی ہے اور رطوبت کو چو طرفہ پھیلاتی ہے۔

کوہسار مین مینہ بہت برستا ہے کیونکہ جب بخارات اونکی سرد چوٹی سے ٹکراتے ہین تو منجمد ہو جاتے ہین ۔

ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ بادل کا رنگ ہمیشہ یکسان نہ رہنے کا سبب یہ ہے کہ آفتاب کا عکس اونپر ہمیشہ ایک ہی طور پر نہین پڑتا ۔ جس رنگ کا عکس زیادہ پڑے گا اوسی کا عکس زیادہ منعکس ہوگا مگر شام کیوقت افق کے قریب بادل عموماً سُرخ ہی معلوم ہوتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ سُرخ رنگ اور رنگون کی نسبت زیادہ انتشار پذیر نہین ہے ۔ پس شعاع شمس کے اور سب رنگ نظر سے غائب ہو جاتے ہین مگر سُرخ دیر تک دکھائی دیتا ہے فرض کیجیے کہ اِس نقشے مین خط ک سورج کی کرن ہے ۔ س ۔ سورج ۔ یہ کرن سورج سے زمین پر نقطہ ن پر پڑتی ہے اس کرن کے رنگونمین سے سُرخ اور رنگون کی نسبت کم منتشر ہوتا ہے یعنے سیدھا پڑتا ہے زمین پر منعکس ہوتا ہے ۔ پس رنگ مذکور زمین پر نقطہ (ن) سے گذرتا ہوا نقطہ (ا) تک پہونچیگا ۔ اور آ کے پاس انسان کو نہ ہی مشاہدہ ہوگا ۔ بمقابلہ سُرخ رنگ نیلا اور زرد رنگ بہت زیادہ منتشر یعنے ان دونون کا عکس سُرخ کا سا سیدھا نہ پڑے گا پس وہ نقطہ ن
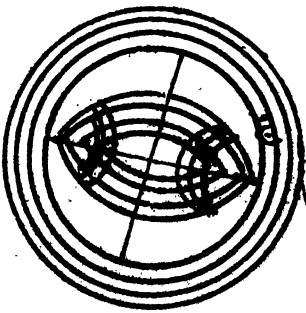
کے پاس سے ۔ اور بیچ کی طرف ہٹ کر منعکس ہو نگے ۔ آ تک نہ پہونچینگے
چونکہ اور سب رنگ بیچ ہی سے ادھر ادھر منتشر ہو گئے ۔ لہذا سُرخ بخوبی
تمام نظر آیگا منہ کے پانی مین ۔ کاربن اور امونیا کے اجزا ہوتے ہین ۔
کاربن کے زیادہ اور امونیا کے کم ۔ اسی باعث سے زمین سرسبز و شاداب
ہوجاتی ہی اشجار پُر بہار لہلہاتے ہین ۔ خوبرویان نباتی حلہ پوشان بہشت
کا دہوکا دیتے ہین ۔ سبزان چمن اپنا خداداد جوبن دکھاتے ہین ۔ اشعار

قطرہ زنان میرسد ابر بہاری زراہ
وقت گل و لالہ کہ خوش شدہ بجا و گیاہ
ہاسیہ خیاط وار زاطلس گلگون وگر
فرق گل و لالہ را دوختہ رنگین کلاہ
لشکر گرد و غبار چون تہ گریز وگہ بار
بر سرش ابر سیہ راندہ زباران سپاہ

ایام برشکال مین بخارات کثیف دفع ہونے اور بندھے پانی کے حرکت مین
آنے اور بلندی و پستی کی ہوا کے ملجانے سے ہوا صاف اور بیماری ہوا
ہوجاتی ہی ۔ شب کے وقت دن کی نسبت بارش زیادہ ہوتی ہے ۔
کیونکہ شب کی خنکی اور سردی ہوا کو منجمد کردیتی ہے ۔ جس سے وہ اس لائق
نہین رہتی کہ بخارات کو روک سکے ۔ اس امر کے دریافت کرنے کیلئے کہ
مینہ کے انچہ پڑا حکمائے فرنگ نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جسکو رین گیج
کہتے ہین دیرا کہ دزمین ایک سال مین ۲۰ انچہ پانی پڑتا ہی ۔ مگر لندن
مین صرف ۲۵ انچہ ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ منطقہ معتدلہ حرہ ہوا کا حرج اکثر

رہتا ہے اور ہوا کی حالت اعتدال مین بھی فرق ہی۔ بنا علیہ بارش کثرت
سے ہوتی ہے۔ برعکس اسکے خط سرطان کے قریب جو ملک واقع
ہین وہین ہوا کم تغیر پذیر ہوتی ہے۔ اور دائرہ اعتدال سے شاذ قدم
باہر نکالتی ہے پس بارش کم ہوتی ہے۔ جب کبھی فصل پر مینہ برستا ہے
تو نکالتی ہے۔ پس بارش کم ہوتی ہے۔ جب کبھی فصل پر مینہ برستا ہے
تو عشرت برین پر مزارعین کا دماغ ہوجاتا ہی اور فرط طرب سے سینہ باغ
باغ ہوجاتا ہی۔ کوئی کہتا ہے کہ غلہ برس گیا۔ کوئی کہتا ہی جواہرات برسے
کوئی کہتا ہے آسمان سے موتی گرے۔ اسوقت ہمین ایک نقل یاد آئی
جو درج ذیل کیجاتی ہے۔ فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین مولوی
عبدالجلیل بلگرامی نے کہ شاعر گرانمایہ اور عہدۂ جزیلہ وقایع نگاری پر
ممتاز تھا پادشاہ محتشم الیہ کے حضور مین ایک رباعی بھیجی جسکا منشا
یہہ تہا کہ حضور کے عہد مین مصری کے کوزے برسے۔ فرخ سیر نے جو
جو طبع سلیم سے بہرہ کافی رکھتا تہا اوسکو باور نہ کیا اور نہایت ہی دلتنگ
ہوگیا وہ رباعی یہ ہے ؎

فرخ سیر آن بادشہ با برکات	[illegible]
در مسند زرین عہد دولت عہدش	[illegible]

اسمین اصلا شک نہین کہ یہ رباعی مولوی موصوف کی شیرین بیانی پر دال

مگر قند و نبات کا برسنا طغیان قلم ہے۔ اس کلام کی صداقت مین دانشمندونکو
ضرور کلام ہوگا۔ مینہ کے فوائد تو اظہر من الشمس ہین آب ہم بادل کے فوائد
[illegible] ان مین ملتے ہین۔ ایک تو یہ صریحی فائدہ ہے کہ بادل
اور مینہ قریب قریب لازم ملزوم ہین۔ دوسرے یہ کہ جسوقت ہمارے
اور آفتاب کے درمیان سحاب حائل ہوتا ہے تو ایک قدرتی پردے
کا کام دیتا ہے جس سے تمازت کم اور کبھی کالعدم ہوجاتی ہے۔ اگر
صبح کے وقت کہر چھایا ہوا ہو اور اوسکے اندر سے ہم آفتاب پر نظر ڈالین
تو وہ لال انگارا سا معلوم ہوگا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ سورج کی کرن
کے اور سب رنگون کی نسبت سُرخ رنگ گھنی اور گاڑھی ہوا مین سے
گذر کر بصر پر پڑتا ہے۔ اور کوئی رنگ گھنی ہوا مین سے نہین گذر سکتے
خیر الامور اوسطہا یہ مثل مشہور ہے واقع مین جو شے درجۂ اعتدال
سے گذر جاتی ہے وہ طرح طرحکی خرابیان پیدا کرتی ہے۔ ظاہر ہے
[illegible] کی زندگی ہے۔ لیکن اگر غذا حد سے زیادہ ہوجائے
[illegible] جاتا ہے۔ دوا مزیل مرض ہے لاکن مریض
[illegible] اس مصرع کا مصداق ہوجائے۔ ع
[illegible] ن جون جون دوا کی
[illegible] ہین۔ اگر کوئی سرزمین نشیب مین

واقع ہو تو بارش کا طوفان اوسکی مٹی ہی خراب کردے - درختون کی جڑ سڑ جائے - اور اوسکی عفونت ہوا کو ایسا متعفن کردے کہ وہان کے باشندے مختلف عوارض کے صید بنجائین جو ملک بلندی پر واقع ہین اونمین چاہے کیسا ہی طوفان کیون نہ آئے پانی نشیب کی طرف بہ جائے گا اور نقصان نہ پہونچائے گا - باران رحمت الٰہی کے فواید لاتعد وغیر محدود ہین - اگر بارش نہوتی تو اوسکا پانی پہاڑونمین کہان سے جمع ہوتا - اور جو پانی نہ جمع ہوتا تو چشمہ سار کاہے کو بنتے - چشمے سار کے بغیر دریاے ذخار کا ہونا معلوم اور دریا نہوتے تو معاذ اللہ کیسی مصیبت پڑتی -

ہیچمیرز پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی

تعصب

تعصب پر مضمون لکہنے کے لئے قلم اُٹہانا آسان امر نہین ہے۔ بہت مشکل ہے
کیونکہ اس لفظ کے لغوی معنون مین اور اُن معنونمین جو آجکل مشہور ہین۔
زمین آسمان کا فرق ہے۔ اب یہہ بات لازم آئی کہ اہل لغت
کے قول شارح اور زمانۂ حال کے تربیت یافتہ بزرگوارون نے جو اس
سے مطلب لیا ہی اُن دونونکو میزان عقل مین تولین اور دیکہین کہ ان
دونون مین گران ترکون ہے تا کہ بموداے خذ ما صفا دع ما
کدر نتیجہ مستخرج ہو۔
واضح ہو کہ اہل لغت نے تعصب کے یہہ معنی لکہے ہین (۱) حمایت کردن
ویاری دادن وپشتی کردن۔
غیاث اور سوید اور کشف اور کنز اور لطایف نے تعصب کی یہہ تعریف کی ہے
بعض اہل لغت کہتے ہین کہ یہ لفظ عصبیت کے معنی (طرفداری واستواری
وخویشاوندی) عَصَبہ اور عصبات بھی اسی سے مستخرج ہین۔ عصبات کے
معنے (پسران وخویشاوندان نرینہ) عصبہ اسکی جمع اوس کے معنے بھی
پسران وخویشاوندان۔ عَصَب بفتحتین اُن پٹھونکو کہتے ہین جن سے انسان

یا جیوا ن کے مفاصل یعنے ہاتھ پاون انگلیونکے جوڑ باہم بندھے اور جُڑے ہون عصب کا لفظ باندھنے کے معنوئین بھی مستعمل ہے عصبہ اقربائے پدری کو کہتے ہین اور لغت کے روسے عصبیت و تعصب کے یہ معنے ہین کہ آدمی اغیار کے مقابلے مین اپنی قوم یا اقربا کی حمایت و مدد کرے۔

آجکل متعصب آدمی کا فعل یعنے تعصب مذموم سمجھا جاتا ہے اور یہ رائے قایم کیجاتی ہے کہ یہ شخص اپنی خیالات باطل سے اُن لوگون کے خیالات پر نکتہ چینی کرتا ہے جو برسر حق ہین۔ یہانتک کہ اگر کوئی آدمی اپنی کسی رائے یا رغبت کی زیادہ پیچ کرے اور اوسکی مخالفت رائے سے تنفّر ظاہر کرے یا بمقابلہ و مجادلہ پیش آئے تو اُسے بہی تعصب کہتے ہین۔ نئی تربیت یافتہ لوگون مین اِس کے معنے قریب قریب پرجُیڈِس کے ہوگئے ہین۔ وہ ہر فعل پر رسم ہر رائے کو جو اُن کے خیالات کے مطابق نہو تعصب کہتے ہین۔

الحاصل۔ اسکول کے اہل الرائے کے نزدیک تعصب اُس صفت کا نام ہے جسکی سبب سے انسان اپنی رائے پر اصرار کرتا ہے خواہ وہ حق ہو یا ناحق۔ اور اُس کے خلاف کوئی دلیل کوئی اعتراض کوئی جرح

سُنّا ہی نہین چاہتا -

اب گفتگو اسمین باقی ہے کہ یہ صفت ممدوح ہے یا مذموم - اگر ذرا بھی غور کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ مثل اور صفتون کے یہہ بھی حدِ اعتدال سے باہر نہو تو ممدوح ہے اور افراط و تفریط کے درجے مین مذموم ہے -

نئی خیالات اور طرز تعلیم کے موافق تعصب اُس صفت کا نام ہے جس کے سبب سے انسان اپنی راے اور اپنے خیالات کیخلاف کوئی جرح کوئی اعتراض سُنّا ہی نہین چاہتا - اُن کی راے ہے کہ حضرت انسان کے بدترین اور مذموم اور مقبوح خصایل مین تعصب ہی ایک بُری اور بدتر عادت ہے - اِس کمبخت کے بدولت انسان اشرف المخلوقات جسکی خلقت کی فضیلت خداے پاک نے کُل مخلوقات ہیجدہ ہزار سے برتر اور بلند اپنے کلام پاک مین یاد کیا ہے - اور بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات کی صنعت گرانمایہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا ہے - وہ ایسے نیک یادگار نیک خطابون کا مستحق نہین رہتا - اور ہمیشہ کیلئے کیا دنیا اور آخرت مین اپنے ہاتون حقیر اور ذلیل ہوتا ہے - جسقدر عمدہ خصلتین اور خوبیان ہین اسیکے بدولت برباد اور ستیاناس ہوجاتی ہین - اور اسپر پانی پھرجاتا ہے - متعصب اگرچہ لایق اور زکی - ہوشیار اور عالم و فاضل بھی کیون نہو - اور اپنی زبان آپ نہ رکھے - مگر اُسکے ناقابل طرائق اور ناپسند برتاو

اور منافقانہ برتاو یہہ جتلاتا اور دکہلاتا اور ثابت کرتاہے کہ راستبازی ایمانداری دیانتداری وفاشعاری عدل وانصاف جوجواہر گرانمایہ اللہ کے نعمتون سے انعام ملے ہین وہ باقی نہین رہتی۔

اسمین ہی تعصب کے سبب سے مذموم اور نامرغوب حرکات اور افعال کے پہندے سے اپنی کو نکالنے کی قدرت ہی نہین رکہتا۔ اور اوسکا نکلنا آسان ہے۔ بلکہ محال۔ کیونکہ اسکا تعصب جو اسکا پیشوا اور رہبر ہے انسان بدیہی غلطیون سے نکلنے نہین دیتا۔ اور نہ انصاف کے نظر سے دیکہنے یا سُننے یا سمجہنے کی اجازت دیتاہے۔

تعصب کا انسان کے دلپر ایسا دہاوا ہوتاہے۔ کہ عقل وخرد ضرور رفوچکر ہوجاتی ہین۔ بیچارے عقل کو موقع اور قابو بہی نہین ملتا اور نہ فطرت جودت ذکاوت اسکی ہمدردی کرتی ہے۔ اکثر ایسا دیکہا گیا ہی کہ متعصب ایک کام نہایت مفید اور حسب دلخواہ اور عام پسند سمجہتا ہے مگر صرف تعصب کے باعث اسکو اختیار نہین کرتا۔

متعصب ہمیشہ خود پسند مغرور رہتاہے۔ مکاری۔ اور فتنہ پردازی اُسکا شیوہ ہے۔ ایک دوسرے کو لڑادینا طبایع کو اشتعالک دینا اوسکے بائین ہاتہہ کا کرتب ہے۔

اب سُنئے کہ گوہر انسان کو اپنی قدرت اور قوت اور مشقت کیچہ تک

کوشش کرنا ۔ اور اُس سے استفادہ حاصل کرنا ۔ اور سینہ بسینہ
اِن انعام غیر مترقبہ سے دوسرون کو فائدہ پہونچانا ۔ اسکا کام اور فرض
ہے ۔ اور بنی نوع انسان کے دلون کو نور معلومات سے منور
کرنا بیشک اور بلاشبہہ اسکے لئے سعادت ہے ۔ مگر متعصب اپنی بد
خصلتون اور کم نصیبی سے اِن اعلیٰ علوم و فنون کے حاصل کرنے مین
محروم اور بدنصیب رہتا ہے اور تمامی علوم جدیدہ اور دلچسپ اور
مفید باتون سے جو دولت علمی ہے اُنکے وقفیت سے محض جاہل
اور لاابلد رہتا ہے ۔ اوسکے دماغ مین امتیاز کسی بھلائی یا بُرائی اور
اوسکے نتائج پر غور کرنیکا باقی ہی نہین رہتا اگر انصاف سے دیکھا
جاے تو تمدن اور معاشرت مین جو زیادہ تر اہم اور ضروری نفع بخش
فیضرسان باتین ۔ اور جس سے اظہار لیاقت اور ابناے جنس کے نظرون
مین باعث عزت و وقعت ہے ۔ انسان کو اختیار کرنا ضرور اور لابد
ہے ۔ مگر متعصب کے نصیبون مین لکھا ہی کہان ہے ۔ جو اُسکے نصیب
دشمنان ہو ۔ جو ابناے جنس عمدہ صفات سے موصوف اور جنکا وجود
دنیا اور آخرت کیلئے متبرک مانا گیا ہے اُسنے ہمیشہ متعصب کو عداوت قلبی
انکی صحبت سے ہمیشہ دور اور جسطرح ۔ مصرع

ازل سے دشمنی طاوس و مار آستین رکہتے ہین

والے۔ معدودے چند جاہلوں کے ہمزبان اور آئین گویوں میں سے
ہوں ۔ اور ہمراہ ہوتے ہیں ۔ متعصب کے طبیعت اوس طرف مائل ہی
نہیں ہوتی۔
ماحصل اسکا یہ کہ تعصب کے لفظ میں افراط وتفریط کا خیال
ضروری امر ہے ۔ مصرع

جو حال اپنی حد سے بڑہا وہ سا ہو

جس شئی کو انسان مذموم سمجہتا ہے اوسکی دیدہ و دانستہ
تیج کرنا بیشک مذموم ہے اور جس شئی کو انسان قبیح جانتا
ہے اوسکو اپنے خیالات کے خلاف برا کہنا بیشک یہ بھی
مذموم ہے ۔

کشن پرشاد عفی عنہ

پابندی وقت

عدم پابندی وقت کا اعتراض اقوام مہذب کے طرف سے عموماً
پر کیا جاتا ہے وہ واقعی حق بجانب ہے۔ چونکہ اس ملک مین بہ نسبت
دیگرا قوام یہودی و عیسائی و اہل اسلام وغیرہ کے کثیر التعداد قدیم
باشندۂ ہند قوم ہنود ہے۔ لہذا زیادہ تر رجحان اس اعتراض کا اول
ہی سمجھنا چاہئی اور اسکا جواب دینا بھی اول پر ہی فرض ہے۔ یہہ امر ہم
تسلیم کر چکے ہین کہ فی زماننا درحقیقت ہندوون مین وقت کی پابندی نہی
مگر یہہ ضرور کہہ سکتے ہین کہ تہذیب کے زمانہ مین جیسی پابندی وقت ہنود
مین تھی ویسی کسی اور قوم مین نہ تھی بلکہ اس وقت باوجود ترقی تہذیب
وہ نظر نہین آتی عیب فی جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو حاسدون کی عادت ہی
کہ ہمیشہ معایب پر نگاہ کرتے ہین ہنر سے اغماض کرتے ہین یہہ خلاف
انصاف ہے پابندی وقت کے فوائد سے ہم لوگ کماحقہ واقف تھے
اور پورا پورا عملدرآمد اوسکا کیا کرتے تھے بلکہ یون سمجھنا چاہئے کہ جب
تک یہہ صفت ہم لوگون مین پائی جاتی تھی ہم فرمان برداری کرتے تھے اور جسوقت

ــے او سکو چہوڑ دیا [illegible] میں و محکوم بن گئے۔ قبل اسکے کہ ہم اپنے دعوے
کا ثبوت ناظرین کے روبرو پیش کرین لفظ وقت کی تعریف کرنا مناسب
سمجھتے ہین۔ واضح ہو کہ ہر فعل کے کرنے مین کم و بیش وقت ضرور صرف ہوتا
ہے جسطرح ہر شی کے ترکیب بدون عناصر ناممکن ہے اسیطرح وقت
کو بھی جُزو لاینفک سمجہنا چاہیئے بلا شامل ہونے وقت کے کوئی فعل ظہور
مین نہین آسکتا چنانچہ ہنود مین جوتش شاستر کے ایجاد خاص تعین وقت ہی
کے غرض سے ہوی اسموقعہ پر یہہ نکتہ چین لوگ یہہ کہین گے کہ جوتش یعنے
نجوم کو ہندہی کے ساتہہ کیا خصوصیت ہے۔ تمام غیر ممالک یورپ و ایشیا
وغیرہ مین اسکا رواج مدت سے ہے مگر ایسا نہین ہے مسٹر الفنسٹن وغیرہ
جملہ محققین یورپ کے تحقیقات کے بموجب اسکے موجد ہندو ہی قرار
پاے ہندسہ نام اسکا اہل عرب نے اسی سبب سے رکہا کہ ہند سے اونکے
ہاتہہ آیا۔ احسان فراموشی کر کے جو چاہیئے بہ نظر ادعاے محض اپنے طرف
اسکو منسوب کرلے مگر ضمیر اسکی ہندوستان ہی کے طرف راجع ہوتی
ہے۔ چونکہ قدرت خود وقت کے پابند ہے یعنے کواکب کے گردش
ایک میعاد معین کے اندرون اور رات کا ظاہر ہونا فصول تشگانہ کا
تغیر و تبدل وقس علی ہذا جملہ قدرتی افعال کے اوقات مقرر و معین
لہذا یہہ قدرتی تماشا دیکہکر ہندوؤن نے ضبط اوقات کے قواعد مقرر

ئے گئے تمام دنیا کے موقوں مین ہندو ہے وہ قوم ہے جو تاریخ آفرینش
قیامت کبراے سے تبلا سکتی ہے اور صداقت وتائید اسکے علما،
جیا یوجی کے تحریرات سے ثابت ہو چکی ہے چار بجے صبح سے پہر
رات گئے تک جو سونے کا وقت ہے اس عرصہ مین جسقدر کاروبار
دینی ودنیوی کا انجام ہر فرد بشر کو کرنا پڑتا ہے اوس کے وقت کا تعین
شاستر مین بہت شرح وبسط کے ساتھہ کردیا گیا ہے مثلاً رفع حاجت
ضروری وغسل ہر روزہ وصبح کا کہانا اور دوپہر سے شام تک فکر معاش
کا سرانجام حتی کہ بی بی کے ساتھہ ہمبستری کا وقت تک مقرر ہے جسکو
باور نہو وہ دیکھہ لے اب رہی سعادت ونحوست وقت اس کے نسبت
جہانتک ہمنے نامی علماء سنسکرت سے دریافت کیا تو یہی ثابت ہوا کہ یہہ ایجاد
متاخرین ہے سوریہ سدہانت وغیرہ مصنفہ پنڈت بہاسکر آچاریہ دیگر مصنفین
قدیم کے کتب نجوم سے صداقت اس کی نہین ہوتی براہمنہ گداے پیشہ
نے اپنے شکم پروری کے لیے یہہ ایجاد کی ورنہ جوتش سے اصلی غرض وہی تھی
جو اوپر ہم لکھہ آئے ہین پنڈت بابو دیو شاستری ساکن بنارس جو دو چار
برس ہوے کہ مرگئے خود اسکے قائل نہ تھے پنڈت بہاسکر اچاریہ جسکو
سات سو برس کا عرصہ ہوا اور جس نے لیلاوتی تصنیف کی صاف لکھتا
ہے کہ کرہ زمین معلق ہے جبلوجہ کشش دیگر اجسام کی اسکو کہین جنبش

ہونے دیتے تہے پوران والے جو گاہی بہگے تک اصحاب کے سر وغیرہ
تمام تحریر کرتے ہیں غلط ہے ۔

مقام غور و انصاف ہے کہ جب جزئیات امور میں ہندوں کو انضباط
ت کا خیال تہا تو بڑے بڑے کاموں میں کیون نہوتا ہوگا یہہ کہنا
ت نہین کہ یہہ پہلے بہی وقت کے پابند نہ تہے نہین ضرور تہے مگر
البتہ غفلت میں ہین جو ہمکو بہی تسلیم ہے ۔

پنڈت بمنراین شاکر کانپوری

چنچل نار

پہلا چھلاوا

گنگا کا اشنان

چار کا گجر بجا ہی چاہتا ہی - ٹھیک پہلا پہر ابھی ہماری دنیا نور سے منور ہونیوالی ہی - ایک سکوت کا عالم - چو طرفہ سناٹا - انسان حیوان سب خواب مین - جانور اپنے گھونسلو ںمین دبکے دبکاے پڑے ہین - سب تو آرام مین ہین - مگر تین جاگنے والون کو نیند نہین - ایک تو کلاک گھڑی - یہ کھٹ کھٹ مین بدستور مصروف ہی دوسرے زاہدان شب زندہ دار عشاق پاک پروردگار مصروف تسبیح و تہلیل ہین - بحر عرفان مین غرق جنکو اپنی کچھہ خبر ہی نہین - سالکان راہ طریقت گوشہ نشینان خمول مست الست ؎

اسقدر بادۂ توحید مین ہین وہ مدہوش
انکو اپنے سر و پا کی ہی خبر کچھہ بھی نہین

تیسرے وہ خوش نصیب لوگ جنکو برسون کی دعاے سحری و نیم شبی کے بعد خدا خدا کرکے وصل صنم برق دم نصیب ہوا - مگر مرغ سحر کی صداے بے ہنگام نے آرزو کا

خون کیا۔ آدہی رات تک محنت مزدوری کرنیوالے ستائے ہین۔ ادہر سر زمین
پر رکہا کہ میٹھی نیند کا غلبہ ہوا۔ ساری کلفت دور ہوگئی۔ تہکاوٹ اور ماندگی کافور
ہوگئی جو لوگ پہلی شب سے ہی خلوت خانہ سجا کر اپنے دلربا کے انتظار مین بیٹھے
بیٹھے آخرکار ناچار سو رہے۔ وہ مثل بخت خفتہ صبح تک سوتے ہی رہے۔ حضرت انسان
جیسا ہے خواب خرگوش مین ہون شب عیش و عشرت مین بسر کر کے پچھلی سے لمبی
تان کر سوئین اور ۹ بجے تک سکین ہی نہین۔ مگر یہہ ممکن نہین کہ طیور ذی شعور مرغان خوش
الحان چار بجے سے یاد معبود حقیقی مین مصروف نہون جب پچھلے پہر آنکہہ کہلیگی۔ ع
کوکو کا شور نعرۂ حق سرہ کی دہوم۔ ضرور سُنیگا۔ کسی سرسبز درخت سے آواز آتی ہے (پی کہان
پی کہان) اور جو بدنصیب لگ فراق یار کا صدمہ اوٹہائے ہین اونکے دلونپر اس آواز کا
عجیب ہی اثر پڑتا ہے دہیٹر کسی کنج سے اپنی خوش آیند بولی بولتا ہے۔ جنگل باغ راغ جہان جاؤ
وہان ہر قدم پر ایک نئی دلکش آواز سُنیگا جس سے وہ لوگ بیشک محروم رہتے ہین
جنہون نے اپنی کاہلی کے سبب سے کبھی سپیدۂ صبح دیکہا ہی نہین ۵

	شب نیمہ گذشت و صبح سرزد		اے مرد خدا بخواب تاکے	

بعض خوش نصیب وصل یار کے مزے خلوت مین لوٹ کر بلاخوف اسوقت اپنی محبوبہ
معشوقہ گلفام گل اندام کے ساتھہ مسہری پر لیٹے ہوے اور ایک جان دو قالب ہو کر
مست و مدہوش پڑے ہین۔ کوئی ستم رسیدہ۔ بعد از فراق دلدار و انتظار بسیار منہ
مانگی مراد پا کر کسی جادو بہری نگاہ جفا جو ستمگر سے اپنے درد ہجر کا دکہڑا سنا اور دل

حرمان نہ وہ کا فوٹو کہنیچکر دکہلا رہا تہا وہ مراد دل پاکر آرام مین ہی۔ جسپر یہہ رات گذری ہوگی۔ وہ ضرور اس سین کے داد دینگے۔ ہر طرف سے پہولونکی بہنی بہنی مہک اور رنگت پہولونکا بستر پر کمہلائے ہونا دلیل بین ہی کہ ضرور آج مصرع میان عاشق و معشوق اب وہ وقت آگیا۔ کہ ٹہن ٹہن ٹہن۔ گہڑیالی نے چار کا گجر ٹہوکا اور کلاک نے چار کا عمل بتایا۔ مُرغ بے ہنگام نے پہر گکڑ دوکون کی بانگ لگائی۔ موذن نے مسجد سے اور اپنی دلکش اللہ اکبر کی صدا

الصلوٰۃُ خیرٌ من النوم کہکر سبکو جگانا شروع کردیا۔ اور اپنی دلکش اللہ اکبر کی صدا سے توحید باریتعالیٰ اور اوسکی عظمت کا ثبوت مخلوق کے دلپر جمانا شروع کیا۔ اس جادو بہری آواز نے عاشقان اللہ کے دلونپر وہ اثر کیا۔ جو لوہے کے ساتہہ مقناطیس کرتا ہے عالم بیخودی مین اللہ کے خاص پیارے اور مقبول بندے مسجدونکی جانب اپنی مالک حقیقی کی اطاعت و بندگی کا ثبوت دینے کیلئے جارہے ہین۔ کوئی مودب کہڑا ہی۔ کوئی رکوع مین۔ مصرع سرِ تسلیم خم ہی جو مزاجِ یار مین آئے۔ کا مصداق ہی۔ کوئی اپنی خطاؤن سے منفعل ہوکر عاجزی سے سر بسجود اپنے اللہ میان کو اپنی عفو جرایم کیلئے منا رہا ہی۔ دلپر کچہہ عجیب کیفیت ہی جسکا بیان محال ہی۔ اور جسکو وہی جانتے ہین جو جانتے ہین۔ ادہر شوالون سے گہنٹون کی صدا نے زمین عاشقون کے دلون پر اپنا رنگ اثر جارہی ہین یہہ صدائین اشارہ دے رہی ہین۔ اور زبان حال سے کہہ رہی ہین ؎ مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم ؛ جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا اے میٹہی نیند سونے والو۔ کس خواب خرگوش مین ہو۔ اے نیند کے متوالو۔ جاگو۔ ہوشیار ہو۔ دیکہو اب وہ وقت آگیا ہی۔ کہ تم اپنے یار سے جدا اور تمہارا یار تم سے جدا ہونیوالا ہی۔ بے یار

گلعذارون کا نشا جو ہوا اور صحبت گذارنا ہی - جدائی کی گہڑی سر پر کہڑی ہی - اب ان گہنٹون
کی صدائین ہوا کے جہونکون سے بہت ہی گونج رہی ہین اور انکی میٹہی سُریلی آوازین سوتون کے کانون
مین اپنی بہنک پہونچا کر نیند سے ہوشیار کر رہی ہین - جو لوگ اپنے اپنے سجائے ہوے کمرون مین گلبدن کے
پہولون کی سیج پر نشۂ عشق مین مست و مدہوش گلے مین ہاتہ دیکر زلف پُرخم یا عشق
پیچان کی طرح ایک دوسرے سے بغلگیر آرام سے سو رہے تہے - اب وہ لوگ
بہی ان شوالون کے گہنٹون کی صدا سے کچہہ مست ہو کر ایک دوسرے سے علٰحدہ
ہو رہے ہین - کسی نازنین کی جادو بہری آنکہون کی نظر آسمان کیطرف یکایک
گذر گئی - معلوم ہوا کہ صبح کے آثار نمودار ہوتے جاتے ہین - جلّ جلالہٗ
وہ میٹہی میٹہی نیند کافور ہو گئی - چراغ جو جگمگا رہے تہے شب وصال
سے رخصت کا پروانہ لیکر حسرت اور یاس کے سات ٹمٹما کے خاموش
ہو رہے ہین - بعض بعض لمپ جو مسہریون کے سرہانے اور گول میزون
پر جاے گئی تہی ابہی تک جہلملا رہے ہین - اس خوش نما وقت مین ہماری
ہیروین (پاروتی) جو اپنی پیاری مان سے لپٹ کر ایک چارپائی پر
سو رہی تہی - جہٹ سے ہوشیار ہوئی ادہر صبح کے آثار جو نمودار پاے
بہت ہی گہبرا کر اُٹہہ بیٹہی اور اپنی پیاری مان کو جگایا (پاروتی) دو مان کا باز
ہلا کر "او مان - پیاری مان - پاروتی کی مان کیا سوئی ہے - سویرا
ہو گیا ہے - آج تو دسہرا ہے - ہمکو بہت جلد گنگا جی کا اشنان کرنا ہی - لیلاوتی

پاروتی کی مان نے چونک کر کہا۔ ہان بیٹی کیا ہی ۔ کیا تڑکا ہو گیا۔ ارے رام رام۔ مین نے تو ابہی تہوڑی دیر ہوی تکیہ پر سر رکہا۔ کروٹ بہی نہین لی کہ بہو رہوگئی یہہ کہکر اٹہہ بیٹہی ۔ اور پیاری پاروتی کی سندر صورت موہنی مورتن کی چٹ چٹ بلائین لیکر اُٹہہ کہڑی ہوئی ۔ ہماری ہیروین کی عمر کا یہہ سترہوان مبارک سال ہے جسکو سوئیٹ سونٹین ۔ کہنا خالی از لطف نہین ۔ آغاز شباب کا عالم جیسی بہار کا موسم ۔ حُسن دلفروز جمال خوش افروز ۔ خوش اندام گلفام ۔ حُسن نمکین ۔ گورا گورا رنگ ۔ گدرایا گدرایا بدن ۔ ناز و ادا و غمزہ و کرشمہ یہہ اوسکے باندیان ہین ۔ طرار حاضر جواب ۔ شوخ و شنگ چہل گہٹی مین پڑی ہے ۔ یہہ سب کچہہ مگر علم سے بے بہرہ ۔ ہان زبان شستہ تھی ۔ روزمرہ صاف محاورے یاد ۔ بول چال مین جادو کا اثر کیون نہو ۔ چہٹپن سے انکی پڑوس مین ایک نیک بخت مسلمان لائق بی بی رہتی تہین اونکو گود ون ملی تہی ۔ اُس بیگم کی صاحبزادی اور ہماری ہیروین کی دلی اُلفت آپس مین مُنہ بولی بہن غرض لیلاوتی اور پیاری پاروتی دونون مُنہ دہوکر پاروتی کی دو ہمجولیون کو محلہ مین سے ساتہہ لیکر بہت تیز تیز قدم کے ساتہہ گنگا جی کے اشنان کے شوق مین جا رہی ہین ۔

یہہ دونون مان بیٹیان اور محلے کے چہوکریان اشنان کو دلی عقیدت کے ساتہہ چلین تینون چہوکریان خوب پہن اوڑہ کر بندیا بہی ماتہی پر مانگ مین سیندور بہی

پاؤن سے چھما چھم کی آواز بھی آرہی ہے ایس مین چہل بھی ہوتی جاتی ہے
ایک دوسرے کو ڈھکیلتی بھی ہے ایک نے دوسرے کو چٹکی لے لی۔ بوڑھیا
بھی زندگی کے دن پورے کرتی ہوی گرتی پڑتی اٹھتی بیٹھتی چلی ہی جاتی تھی
خلق خدا کا ہجوم ۔ ریل پیل دھتم دھکا غرضکہ پو پھٹنے کے وقت یہہ قافلہ
جسکی قافلہ سالار لیلاوتی تہی داخل منزل مقصود ہوا۔ آسمان روشن ضمیرون
کے دل کی طرح صاف دریاے گنگ کا پانی آب زمزم کے مانند شفاف
دور سے نظر آیا۔ مگر قریب جو پہونچے تو منجدھار کا پانی اسقدر صاف کہ سوئی
تک بھی ہو تو دیکھہ لیجئے۔ رائی صاف دکھائی دے۔ مگر جون جون کنا
قریب آتا جاتا تہا۔ پانی گندلا ہوتا جاتا تہا۔ لیکن نہانے والے جوش عقیدت
سے نہاتے تھے۔ گندے پانی کے قطرون کو آب گوہر سے زیادہ باآب
وتاب پاتے تھے۔ اکثرون کا مذہبی عقیدہ ایسا جما ہوا تہا۔ کہ اس پانی سے
منہ بھی دہوتے تھے۔
لیلاوتی اور پاروتی مع اپنی ہمجولیون کے ایک گہاٹ پر گئین۔ اس گہاٹ
والے کا نشان چھتری تہا۔ لیلاوتی ہمیشہ اسی گہاٹ پر نہاتی تھی۔ یہان بھی
ہجوم عام۔ کپڑے اتار کر دو دو غوطے لگا کر اپنے زعم مین سرگ کا ایک بہت
بڑا کونا دبا کر انہون نے کپڑے بدلے اور ٹیکا لگا کر آئینے مین منہ دیکھا
ان تینون ہمجولیون نے منہ دیکھا مضایقہ ندارد۔ پاروتی تو خوبصورت تھی

ہی وہ دونوں بھی بُری نہ تہین - اور ہزار حُسن کا ایک یہہ کیا کم حُسن تھا کہ تینوں کی تین نوخیز تہین - ایک تیرہ - ایک پندرہ - ایک سترہ - انہون نے جو کنگھی چوٹی کرکے بن سنور کے آئینہ دیکھا تو می زیبد - مگر دل لگی دیکھیے - کہ بی لیلا وتی صاحب کو اپنے حُسن کے نظارّے کا خود شوق ہوا - لوڑہے مُنہ مُہاسے لوگ دیکھین تماسے - ان کے نزدیک ابہی آرسی مصحف دیکھنے کے دن تھے - لیلا وتی نے گھاٹئے کو اپنی حیثیت کیموافق ایک چوّنی دی اَب دن چڑہ آیا - آفتاب نے جلوہ نورانی دکھایا - اتنے مین آواز آئی - (نیلکنٹھ - دسہرے کا دن) نیک شگون سمجہہ کر لیلا وتی نے کہا لڑکیو - دیکھو نیلکنٹھ اور یہہ کہکر اور نیلکنٹھ دکھاکر دو پیسے چڑیمار کو دئے اب اشنان کی ذرا کیفیت سُنئے - عورتین مذہبی خیال سے بکثرت تہین چورا اٹھائی گیرے اچکے گرہ کٹ بہی اپنے اپنے پیشے کے لئے میلے مین جمع تھے - کسی کی چاند ہی چوڑی اترگئی کسیکے کان کی بالی ندارد - کسیکا جوتا دریا پر سے غائب - کسیکی آنکھ چوکی - اور چھتری چور صاحب کے باپ کی - کوئی غل مچاتا ہے - وہ رومال لئے بہاگا جاتا ہے - کسیکے جیب سے گھڑی ندارد - ارے ابہی ابہی گھڑی تہی - ابہی کوئی مارلیگیا - دو ایک چور پکڑے بہی گئے - مجسٹریٹ کے خیمے کے اردگرد پولیس والے میلے کے چوروں کو لئے ہوے موجود - کہین بید پڑ رہے ہین - کسیکو قید سخت - کوئی حوالات مین شوقین رنگین مزاج اور ہی

اُدہیڑپن مین تھے اُن کو سوائے پرائی عورتون کے گہورنے کے اور کوئی
کام ہی نہین۔ بد وضع لوگ۔ اسکے ہم قایل نہین۔ کہ

بتون کو جو دیکہا گنہ کیا ہمارا
خدا کی خدائی تماشا ہمارا

یہہ سب زبانی داخلہ ہے۔ ایسے صاف باطن فیضدی دو چار شاید ہون توہون
اب سُنئے کہ ایک مندر کے چبوترے پر لیلاوتی نے خونچے والے کو بُلایا۔
اور کہا۔ تین تین آنے کی مٹھائی سب کو الگ الگ دونون مین دے۔
مٹھائی والا گبہرو تھا۔ اور چلتا پُرزا۔ سب کو تین تین آنے کی تول دے
اور پاروتی پر ایسا ریجہا۔ کہ پانچ آنے کی تازی گرما گرم مٹھائی دی
پاروتی ایک چالاک چھوکری۔ جسی چلتا پرزا کہتے ہین سمجھہ گئی۔ کہ یہہ لونڈا
مجہہ پر ریجہہ گیا۔ جب اسکی مان پانی پلانے والے برہمن کو بلانے گئی۔
اوس نے خونچے والے سے کہا۔ (کیون جی گبھرو۔ کہو تمہاری شادی
وادی بھی ہوئی ہے یا ابھی چھٹیل ہی ہو) اتنا پوچھنا تھا۔ کہ اوسکی باچہین
کہلگئین۔ اور سکرا کر یون جواب دیا۔ (ابھی تو ہمارا بیاہ نہین ہوا ہے۔ ہان
اب چاہے تو ہو جاے۔
ایک بہڈری نے میرا ہاتہہ دیکہکر کہا تہا۔ کہ ایک مہینے سوا مہینے مین تیرا
بیاہ ہوجاے گا۔ اور کسی میلے مین ہوگا۔)

روتی ۔ پہر اِس سے بڑہ کے میلا کیا ہوگا - تیرا نام کیا ہے - اور
ہو کون لوگ -
بہرو - ہمارا نام گبہرو ہے - اور جات کے ہم باہمن ہین - کان کبجہ -
روتی - قنوجیا باہمن تو ہم بھی ہین -
بہرو - بہت خوش ہوکر آپکا نام کیا ہے -
روتی - ہمارا نام سنولیا -
بہرو - واہ واہ - تو پہر کیا پوچہنا ہے - ہم گبہرو تم سنولیا - ہم بھی باہمن تم بھی باہمن
ہی جوان تم بہی جوان - تو بہدری کا کہنا تو سچ نکلتا سمجہہ مین آتا ہے -
روتی نے کہا ارے دوانے مین اب تجہے چہوڑتی کب ہون - مین تو
ایک گہنٹا بہر سے دیکہہ رہی تھی - ہان ایک بات ہے کہ بہو تری پہیری
گی - مین کوئی بازاری عورت نہین ہوں - لے لا برفی تو تول دے
ہر خوانچے والا جان تو دیتا ہی تہا - خوش ہوگیا - جامے مین پہولے نہین
یا - فوراً برفی تول دی - اور مفت اور کہا میری کہا تر سے کلاکند
لیجے - جب یہہ تول چکا - اور وہ لے چکی - تو پاروتی نے کہ ایسے ایسی
دن کو چرا چکی اور میٹہی میٹہی باتون سے احمق بنا چکی تھی -
آتا آتی ہونگی - تو جا - اور کل دوپہر کو میرے مکان پر آ

رنگا ہوا ہے۔ میرے باپ کا نام رام دیال پنڈت ہی۔ ضرور آنا۔ اور ضرور آنا۔ جو کوئی پوچھے کیا کام ہے تو کہنا مٹھائی بیچنے آیا ہون۔ مین نے سُنا کہ سنو لیا چور اپنڈت کی لڑکی ہین۔ اون کو مٹھائی کا بڑا شوق ہے۔

کبھو ٹھنڈی سانس بھر کر چلا گیا۔ اور دور تک پیچھے پھر پھر کے دیکھا کیا۔ اس کے جاتے ہی ان تینون نے قہقہہ لگایا۔ اور ہمجولیون نے اپنی زبان اور بولی مین کہا۔ کہ بہن تم کو یہہ گر خوب یاد ہین۔ اس لونڈے کو اچھا دم دیا۔ مٹھائی مفت مین اینٹھی اور خوش کا خوش کر دیا۔

آہی۔ اس تھوڑے ہی تذکرے سے ناظرین دوربین تاڑ گئی ہونگے۔ کہ پاروتی کیسی عورت ہے۔ ظاہر ہی کہ یہہ اوس قسم کی منہوڑ عورتون مین ہے۔ جو بے دل لگی کئے رہتی ہی نہین۔ مرد ہو چاہے عورت یہہ دو گا نہین بولین گی ضرور۔ عورتین تو خیر۔ مگر مرد اسکی بانکی ادا اور ترچھی نظر پر جان دیتے تھے۔ اور جوانی اور حُسن تو واقعی جادو ہی۔ اسکی شستہ تقریر اور دلفریب گفتگو سنکر سب کو دہوکا ہوتا تھا۔ کہ یہہ چھوکری جلد ڈہب پر آجائے گی۔

مگر ——— ہنوز دلی دور است۔

جب اسکی مان آئی۔ سب نے پانی پیا۔ اور اب چلنے کی تیاری ہوئی کہان چلنے کی۔ اپنے گھر نہین۔ اسکے باپ نے اسی میلے کے

پاس ایک مکان مول لیا تہا - وہان جانیکی تیاری ہوی - کہ اُس مکانکو
کہول کر کہانا پکے اور دن بہر وہین رہین - کنجی پاروتی کے پاس تھی - پاروتی
اور دو لون ہجولیان تیز تیز چلین - اور لیلاوتی آہستہ آہستہ جانے لگی
راستے مین پاروتی نے بڑے بڑے تماشے کئے - میلے بہر کو اپنی طرف مخاطب
کرلیا - اکڑتی ہوئی اُدہر سے اِدہر اِدہر سے اُدہر جس مرد کو رنگین طبعیت
دل چلا جوان شوقین رنگیلا دیکہا - اُس سے چہیڑ خانی ضرور کی اگر
ایسا ہی روکہا پہیکا ہوا تو چُپ رہا - اور جو وہ بھی رسیا ہوا تو چوٹین چلنے
لگین - پاروتی بہی حکبت لڑنے مین طاق - پچاسون مردون سے گلہنے
ہوئی - چونکہا لڑتی ہتی - گہار لڑلی ہتی - کسی سے نبد نہین - چاق چوبند
میلے بہر کے آنکہین اسکی جانب - اسطرح دو دو گال ہنستی بولتی - چونکہا
لڑتی بی پاروتی صاحب مع ہجولیون کے اپنے لو خرید مکان پہنچین

کشن پرشاد شاد عفی عنہ

شعر شاعری کی بحث

عالیجناب مہاراجہ پیشکار بہادر وزیر فوج آصفی نے ایک قصیدہ شگرف حضرت صیغم حیدرآبادی کے مشاعرے کیلئے بتقریب سعید سالگرہ مبارک اعلحضرت خلداللہ ملکہ طرح کے مصرع پر سرکار ممدوح الشان نے تصنیف فرمایا تھا اُس قصیدہ کے ایک شعر پر کسی صاحب نے گمنام خط رایچور سے بھیجا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے دمین حیدرآبادی ہون اور ملکی ہونے کے سبب سے میرا جی خوش ہوتا ہی۔ جب مین کسی حیدرآبادی کو قابل اور لایق پاتا ہون مگر تعجب ہے کہ اتنے بڑے اور عالم پیشکار صاحب بہادر نے ایک بڑی غلطی کی وہ یہہ ہی۔

یہہ غلط ہی کہ بڑا حاتم طائی تہا سخی		میر محبوب علی شہ سا تہا کب وہ باذل

باذل کو باذِل لکہا ہی۔ غیاث اللغات مین بحوالہ منتخب لکہا ہی د باذل بکسر ذال معجمہ بمعنی بخشندہ و سخی)۔ تم کلامہ یہہ اعتراض جو نیک نیتی پر مبنی ہے اُٹھہ جاتا ہی۔ اور یہہ شعر مثل ماہ منیر بن لگی چاند کی طرح خسوف سی صاف نکل آتا ہی۔ واضح ہو کہ جب شاعر عمداً کوئی غلطی کرتا ہی۔ تو اُسی شعر مین خود اپنی غلطی کا خوبصورتی کے ساتہہ اعتراف کرلیتا ہے عیب عین حسن ہوجاتا ہی۔ حافظ ترشیزی کی غزل کا مطلع مسکت خصم جواب ہے۔

صلاح کار کجا و من خراب کجا		ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مصرع اولی مین مین خراب بسکون بای موحدہ اور مصرع ثانی مین تا بہ بفتح باہی۔ مگر حافظ نے خود اقرار کر لیا کہ۔ صلاح کار کجا و من خراب کجا۔ مارا یا صلاح چہ سر و کار۔ اور پہر لکہا ہے دیکہو تفاوت راہ کتنی ہی کہ خراب کجا اور تا بہ کجا۔ کہ کجا قافیہ لایا ہون۔ اسی طرح غالب دہلوی نے

دمشقیہ دلچسپ جنتریاں ملکی مجموعہ آئین ۱۱۱۵ ف و ۱۳۱۹ ف و ۱۳۲۰

اُردو کا فوٹو

سنسکرت اور برج بھاشا کی روشنائی سے اُردو کی تصویر کھینچی ہے اور دوسری زبان کی لفظون نے اس گھڑی گھڑا ای پیاری تصویر پر آئل پینٹنگ کا کام کیا۔

زبان اُردو کی طبیعت ایسی ملنسار واقع ہوئی ہے کہ ہر زبان سے مِل جُل کر اپنا جمال ہر وقت نئی وضع اور پیارے لباس مین دکھلا کر تمام عالم کو اپنا شیدا و فریفتہ بنا رکھا ہے۔

سنسکرت آئی اُس سے ملگئی۔ عربی فارسی کو دیکھا خیر مقدم کہا۔ اب انگریزی الفاظ کو اپنے دلفریب لباس آرایش مین اس طرح جگہ دے رہی ہے کہ گویا منتظر ہی بیٹھی تھی۔

سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین جبکہ شہاب الدین غوری نے (راے پتھورا) پر فتح پائی تو (چند گومی) نامی شاعر نے (پرتھی راج راسا) لکھا جسمین اکثر

الفاظ فارسی عربی کے اوسکی اصلی زبان سنسکرت کے ساتھہ شامل ہین چنانچہ
پگام پیغام ـ سرطان ـ سلطان ـ بات شاہ ـ بادشاہ ـ خلک ـ خلق
حجرت ـ حضرت ـ ایسے اکثر الفاظ ہین جو سنسکرت کے ساتھہ چولی دامن کی
مصداق ہورہی تھی اور یہی اختلاط ہین جو اپنے رنگ مین ایک نیا خاکا
پیدا کر دئیے آخر پندرہ صدی عیسوی مین کہ (سکندر لودہی) کا زمانہ تھا
یہ ہوا کہ (کایستہ) فارسی پڑہکر شاہی دفتر مین ملازم ہونا شروع ہوے
اور ان لفظون کو اونکی اصلی زبان کے ساتھہ مِل جُل کر عوام کی زبان پر
آنے کا اور زیادہ موقع ملا ـ

رفتہ رفتہ اکبر کے عہد سے مسلمان ہندو باہم شیر و شکر ہو گئے اور ایسا ہی
اونکی اصلی زبان سنسکرت مین فارسی عربی کے مخلوط سے ایک دوسرا
رنگ پیدا ہو گیا ـ

کبیر (بنارس کے رہنے والے) کی تصانیف اور دوہرو نمین اور دگرونانک
جو ۹۰۰ سنہ ہجری کے بعد فوت ہوے ہین اسکے کلام مین فارسی عربی کے
الفاظ موجود ہین اور اونکی میٹھی میٹھی اصلی زبان کے اوٹ مین آفتاب
عالم تاب کی طرح چُھپ چُھپ کر اپنا جلوہ دکھا رہے ہین ـ

کیا یہ ممکن تھا کہ ایسے ایسے نامی لوگ اپنے دوہرون مین فارسی لفظ
بول جاتے ہین تو گفتگو مین عوام الناس اِس سے زیادہ نہ

بولتے ہونگے۔

شاہجہان کے زمانہ مین اقبال تیموری کا آفتاب اوج پر تہا یون تو مسلمان بھی یہین کی زبان کو اپنی زبان سمجھنے لگے تھے اور اوس زبان کو بڑے شوق اور محنت سے بولتے تہے اور جتنا یہان رہنا بسنا اور استقلال زیادہ ہوتا گیا اوتنا روز بروز فارسی ترکی نے ضعف اور یہان کی زبان نے زور پکڑا۔

دلّی دار الخلافہ ہوی۔ بادشاہ اور ارکانِ دولت نے وہان رہنا بسنا اختیار کرلیا۔ اہل قلم۔ اہل سیف۔ اہل حرفہ۔ تاجر وغیرہ اور ملک ملک شہر شہر کے آدمی ایک جگہہ جمع ہوے غرضکہ باہمی ارتباط اور خلا ملا نے (اسکو شاہجہان کا اقبال کہنا چاہئیے) ایک خاص زبان کو خاص و عام مین (اُردو) کے لقب سے منسوب و مشہور کردیا۔

اُردو کا تولد عہد شاہجہان ۱۰۵۰ہجری مین ہوا اور دلّی مولدگاہ ہے۔ اِسکی خوش اقبالی اور خوش رواجی قابلِ رشک ہے کہ خود اردو دلّی سے نکلی جسکا چراغ دلّی کی بادشاہت کے ساتہہ گل ہونا چاہئیے تہا۔ پہر بہی اگر بیچون بیچ ہندوستان مین کہڑی ہوکر آواز دین کہ اپنے ملک کی زبان کیا ہے یہی جواب سُنیں گے کہ۔ اُردو۔ اُردو۔ اردو۔ اردُو۔

شاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین تخمیناً سنہ ۱۱ ہجری سے نظم کے پردہ مین اکثر اپنا پیارا جلوہ دکھلایا کی۔
ابھی اسکا لڑکپن تھا شمس ولی اللہ المتخلص ولی (جو اُردو کا پہلا شاعر ہی) اسپر شیدا ہوا مگر اسکا ابتدائی زمانہ تھا اسلئے اُردو بلحاظ اِس زمانہ کے متروک الفاظ مین گھری رہی۔
ہمن کو۔ ہمکو۔ نیت۔ ہمیشہ۔ مکھ۔ منہ۔ بیگانا۔ یکانہ۔ نین۔ آنکھ
میر و مرزا کے زمانے مین اردو نے کچھ کچھ ہوش سنبھالا تاہم اونکے دور مین بھی بول چال مین اکثر الفاظ ایسے مروج رہے جو رفتہ رفتہ زمانے کے تغیرات کے ساتھ متروک و متغیر ہوتے رہے۔
جب ناسخ آتش نے ملک سخن پر قبضہ کیا اردو نے بھی زینۂ طفولیت سے دائرۂ تمیز مین قدم جمایا یہان تک کہ جون جون وہ پہلوانانِ سخن معرکہ آرا رہے اوسکی جوانی چڑھتی گئی۔
گو بعض بعض الفاظ ایسے ہین جو اِس زمانہ کے اعتبار سے متروک ہو گئے ہین لاکن وہ کچھ اردو کی شوخی اور جوانی کا اُمنگ سے ہے اور کچھ تو زمانے کے انقلاب کا رنگ ڈھنگ۔

محمد عزیز الدین خان عزیز